Digitized by Khilafat Library Rabwah.

خیر خواہی اور نیک نیتی اسکو کہتے ہیں؟ مولوی ثناء اللہ سے بقول اسکے بارہ سال سے مباحثہ جاری ہے اسکے

اشاعۃ السنۃ النبویہ

جلد ۱۳

نمبر اول الغایت دوازدہم علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ جلد بست سوم

بابت شہر ۱۳۱۰ ہجری مطابق ۱۸۹۲ء

شرح قیمت۔ رؤسائے اسلام سے سالانہ للہ عہ۔ عام اغنیاء سے ۱؎ چوچالیس روپیہ ماہوار سے کم آمدنی رکھیں اکتیس روپیہ۔ جو دس روپیہ ماہوار ماہوار پاتے ہوں انسے لئے جو دس روپیہ سے کم پاتے ہوں پر علمی بضاعت رکھتے ہوں اور اس کی اشاعت کریں مفت۔

۲ میں بہت پھیل گئی تو ناچاران عام لوگوں کی صیانت کے لیے ان مضامین کی اشاعت عمل میں آئی۔ کیا اس خیر خواہی و نیک نیتی کی نظیر آجکل کی اسلامی دنیا کے اہل قلم میں کوئی بتا سکتا ہے

مولوی حافظ عبد المنان صاحب وزیر آبادی کی تحریر

مولنا ابو سعید محمد حسین صاحب میرے بلا تردد شیخ و استاذ ہیں میں نے ایک بار تفسیر بیضاوی اور آٹھ ورق موطا امام مالک بطور تلمذ ان سے پڑھی اور ماسوائے اسکے اور کئی مسائل بطور تلمذ انسے سیکھے ہیں قالہ بقلمہ وامرہ بقولہ

العبد المذنب محمد عبد المنان عفی عنہ

نوٹ حافظ عبد المنان صاحب مرحوم کی تحریر ہذا کو ۱۳۱۱ھ میں انکی زندگی میں چھپا کر انکے اقبالی تلامذہ غزنوی پارٹی کے بعض اشخاص کے پاس جو اپنے استاذ الاستاذ (خاکسار) سے سخت کلامی و بے ادبی سے پیش آتے ہیں اس غرض سے بھیجا گیا تھا۔ کہ وہ اس حرکت عقوق سے باز آویں۔ استاذ کا عاق بھی ویسا ہی عاق ہوتا ہے۔ جیسے ماں باپ کا عاق ہوتا ہے کتب فقہ ملاحظہ ہوں

فہرست مطالب جلد ہذا

(۱) غیر معمولی التواء و توقف طبع و اشاعت رسالہ کا سبب کہ وہ مولوی ثناء اللہ کی فہمائش و ہدایت کا انتظار اور اصول خمسہ مذہب اہلحدیث کو اسکے تسلیم کرنے یا اس پر بحث کرنے سے اسکا کبھی اقرار کبھی انکار اور آخر فرار ہوا ہے (صفحہ ۲ سے ۵ تک

(۲) ثنائی رسالہ اتباع سلف کی رد و تکذیب و نصیحت نامہ نمبر ۵ (سنۃ جلد ۲ شمارہ ۱۲ سنۃ) کی تصدیق اور اصول خمسہ مذہب اہلحدیث کی تسلیم پر ایک سو تیس ۱۳۰ علماء

۱؎ جو چھپا ہوا مجلد ہمارے پاس موجود ہے ۔ ۱۲ ۔ ۱۲ سے ۱۲ تک اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام شیخ

خیر خواہی اور نیک نیتی اسکو کہتے ہیں ۔ مولوی ثناء اللہ سے جو بقول سکے بارہ سال سے ساتھ رہا

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

نمبر اول الغایۃ دوازدہم علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ جلد بست و سوم
بابت شصتہ ہجری مطابق ۱۹۰۰ء
شہر رخ قیمت ۔ رؤسائے اسلام سے سالانہ للعہ ۔ عام اشتہار سے عہ
چوچالیس لعہ روپیہ ماہوار سے کم آمدنی رکھیں انسے ۔ روپیہ ۔ جو دس روپیہ ماہوار
ماہوار پاتے ہوں انسے ۔ جو دس روپیہ سے کم پاتے ہوں پر علمی بضاعت رکھتے
ہوں اور اس کی اشاعت کریں مفت ۔

ہم میں بہت پھیل گئی تو ناچار ان عام لوگوں کی صیانت کے لیے ان مضامین کی اشاعت عمل میں آئی ۔ کیا اس خیر خواہی و نیک نیتی کی نظیر آجکل کی اسلامی دنیا کے اہل قلم میں کوئی بتا سکتا ہے

مولوی حافظ عبد المنان صاحب وزیر آبادی کی تحریر

مولنا ابو سعید محمد حسین صاحب میرے بلا تردد شیخ و استاذ ہیں میں نے ایک بار تفسیر بیضاوی اور آٹھ ورق موطا امام مالک بطور تلمذ ان سے پڑھی اور ما سوائے اسکے اور کئی مسائل بطور تلمذ انسے سیکھے ہیں فانہ یقلتہ وآمرہ توقیہ

العبد الجانی عبد المنان عفی عنہ

نوٹ حافظ عبد المنان صاحب مرحوم کی تحریر ہذا کو ۱۳۱۸ھ میں انکی زندگی میں چھپوا کر انکے اقبالی تلامذہ مولوی پالوی کے بعض اشخاص کے پاس جو اپنے استاذ الاستاذ (خاکسار) سے سخت کلامی و بے ادبی سے پیش آتے ہیں اس غرض سے بھیجا گیا تھا ۔ کہ اس حرکت عقوق سے باز آویں ۔ استاذ کا عاق بھی ویسا ہی عاق ہوتا ہے ۔ جیسے ماں باپ کا عاق ہوتا ہے کتب فقہ ملاحظہ ہوں

فہرست مطالب جلد ہذا

(۱) خیر معمولی التواء و توقف طبع و اشاعت رسالہ کا سبب کہ وہ مولوی ثناء اللہ کی فہمائش و ہدایت کا انتظار اور اصول خمسہ مذہب اہلحدیث کو اسکے تسلیم کرنے یا اس پر بحث کرنے سے اسکا کبھی اقرار کبھی انکار اور آخر فرار ہوا ہے (صفحہ ۲ سے ۵ تک
(۲) اثنائی رسالہ اصلاح سلف کی رد و تکذیب و نصیحت نامہ نمبر ۵ و مشتہر جلد ۲ اشاعۃ السنۃ کی تصدیق اور اصول خمسہ مذہب اہلحدیث کی تسلیم پر ایک سو بیس ۱۲۰ علماء سلف

رجل قضی علی نفسہ } یہ کہلاتا ہے کہ ثناء اللہ کا اسلام سے پہر فرقہ اہلحدیث سے خارج ہونے کے فیصلے سے ثابت کیا گیا ہے ع
اس دمی اپنے اوپر خود ہی فیصلہ دیا } مئی ۱۳ء کے وعظ بلتان میں اور اپنے لجاظ اپریل ۱۳ء یا اس سے صفحہ ۶ میں اس نے لکھا ہے
کہ جھوٹا مومن نہیں ہوتا اور جھوٹا مشرک سے بدتر ہے ۔ اس جملہ کو پڑھو جو بہ قیمت ادنی ۱ روپیہ میں مل سکتی ہے ۔ جو فہ دے سکے بار سال ۲ رمحصول ڈاک مفت نے اسی جلد میں ثناء اللہ کا ایک سو جھوٹ نقل کرکے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ثناء اللہ نے جو عوام جاہلوں میں فروغ نام پایا ہے وہ مباحثات میں بھی بلوغ کوئی دھوکہ دہی و شعبدہ خوانی و مسخرہ بیانی سے پایا ہے ۔ دیگر ہیچ ۔ اس جلد کا صفحہ ۱۵ و صفحہ ۲۱ وغیرہ اور اسکے اخبار مذکور کا صفحہ ملاحظہ ہو ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی سیدنا محمد سید الانبیاء وآلہ وصحبہ نجوم الہدی الذین متلھم کسفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا ھلک وھوی فبایھم من اقتدی اھتدی ومن خالفھم یاسرھم فقد ضل وغوی وجھل وردی اما بعد حضرات معاونین شائقین تھا رسالہ اشاعۃ السنہ لسید المرسلین اس دفعہ رسالہ کی اشاعت میں غیر معمولی توقف والتوار وقوع میں آیا ہے سنہ ۱۹۰۹ کی اواخر میں اس کی جلد شائع ہوتی تھی ۔ اب سنہ ۱۹۱۰ء کی بابت جلد ۲۳ کی اشاعت ہوتی ہے اسکی وجہ وسبب معاونین وناظرین سنیں گے تو امید ہے کلفت انتظار کو ایک لخت بھول جائیں گے اور ان دو بیت سے اسکو دلکم (مرحبا) کہیں گے ؎

دیر آمدہ ز راہِ دور آمدہ ؎ مرحبا دلبرا چہ خوش لقا آمدی
اے آمدنت باعثِ آبادی ما ؎ ذکر تو بود زمزمہ شادی ما

اور اس آمد کے شکریہ میں زر بقایا سنہ ۱۹۱۰ء بلا طلب تقاضا اسکے آیندہ اشاعت مؤقت ماہ بماہ کے لیے فوراً ارسال کریں گے ۔ پھر خود مشاہدہ کر لیں گے بلکہ یہ رسالہ ہر مہینے پہلی تاریخ کو آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے یا نہیں ۔ یہ عہد پورا نہ ہو تو جو چاہیں تاوان کریں ۔

سبب توقف والتوار

حضرات اس توقف کی وجہ نہ کوئی اور مصروفیت ہے جو تحریر مضامین رسالہ پر فوقیت رکھتی ہو ۔ نہ فقدان زر صرف ہے ۔ اللہ تعالی غنی اپنے خزانہ غیب سے اس کام کو اور میرے تمام ذاتی کاموں کو پورا کر دیتا ہے ۔ اگر کوئی اس کی اعانت کریگا تو وہ خریداران یوسف میں داخل ہو کر حصہ ثواب خریداری حاصل کریگا ۔ اور اس کی جلد

اخص ارکان کانفرس اہلحدیث کی شہادتیں ہیں ۔

رجل قضی علی نفسہ } یہ کہلاتا ہے کہ ثناء اللہ کا اسلام سے پھر فرقہ اہلحدیث سے خارج ہونا کس کے فیصلہ سے ثابت کیا گیا ہے؟
اس دی اپنے اوپر خود ہی فیصلہ کیا } مئی ۱۳ء کے وعظ ملتان میں اور اپنے اخبار ۱۱ اپریل ۱۳ء کے صفحہ ۶ میں اس نے کہا ہے کہ جھوٹا مومن نہیں ہوتا اور جھوٹا مشرک سے بدتر ہے۔ اس جملہ کو پڑھو جو بہ قیمت ادنی ملے روپیہ میں مل سکتی ہے، جو نہ دے سکے بارسال ۳ رمحصول ڈاک مفت نے اسی جلد میں ثناء اللہ کا ایک سو جھوٹ نقل کرکے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ثناء اللہ نے جو عوام جاہلوں میں فروغ نام پایا ہے وہ مباحثات میں نہیں بلکہ کوئی دوسرا دھوکہ دہی و شعبدہ خوانی و مسخرہ بیانی سے پایا ہے۔ دیکھو پیچ۔ اس جلد کا صفحہ ۱۵ و ۲۱ وغیرہ اور اسکے اخبار مذکور کا صفحہ ملاحظہ ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی سیدنا محمد سید الانبیاء وآلہ وصحبہ نجوم الہدی الذین مثلہم کسفینۃ نوح من رکبہا فقد نجی ومن تخلف عنہا ہلک وہوی فبایہم من اقتدی اہتدی ومن خالفہم یاسرہم فقد ضل وغوی وجہل وردی اما بعد حضرات معاونین شائقین تقاضائے رسالہ اشاعۃ السنہ لسید المرسلین اس دفعہ رسالہ کی اشاعت میں غیر معمولی توقف والتوا وقوع میں آیا ہے سنہ ۱۹۰۹ء کی اواخر میں اس کی جلد شائع ہوتی تھی۔ اب سنہ ۱۹۱۰ء کی بابت جلد ۲۳ کی اشاعت ہوتی ہے اسکی وجہ وسبب معاونین وناظرین سنیں گے تو امید ہے کلفت انتظار کو ایک لخت بھول جائیں گے اور ان دو بیت سے اسکو دلکم (مرحبا) کہیں گے ؎

دیر آمدہ ز راہِ دور آمدہ — مرحبا دلبرا چہ خوش لقا آمدی
اے آمدنت باعثِ آبادی ما — ذکر تو بود زمزمہ شادی ما

اور اس آمد کے شکریہ میں زر بقایا سنہ ۱۹۰۹ء مع چندہ سنہ ۱۹۱۰ء بلا طلب تقاضا اسکے آئندہ اشاعت مؤقت ماہ بماہ کے لیے فوراً ارسال کریں گے۔ پھر خود مشاہدہ کر لیں گے بلکہ یہ رسالہ ہر مہینے پہلی تاریخ کو انکی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے یا نہیں۔ یہ عہد پورا نہ ہو تو جو چاہیں تاوان کریں۔

سبب توقف والتوار

حضرات اس توقف کی وجہ نہ کوئی اور مصروفیت ہے جو تحریر مضامین رسالہ پر فوقیت رکھتی ہو۔ نہ فقدان زر صرف ہے۔ اللہ تعالیٰ غنی اپنے خزانہ غیب سے اس کام کو اور میرے تمام ذاتی کاموں کو پورا کر دیتا ہے۔ اگر کوئی اس کی اعانت کریگا تو وہ خریداران یوسفی میں داخل ہو کر حصہ ثواب خریداری حاصل کریگا۔ اور اس کی جلد

۱ خاص ارکان کانفرس اہلحدیث کی شہادتیں ہیں۔

میں ثنار اللہ کو حکمت و موعظت سے اسکے غلط خیال پر متنبہ کرتا رہا اور اتباع سلف کے دلائل سنا کر اسکو اہلحدیث میں داخل کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ اور یہ چاہتا رہا کہ وہ میرا روحانی فرزند مجھ سے جدا نہ ہو اور اس گروہ باشکوہ اہلحدیث سے خارج نہ کیا جاوے۔ اس اثنا میں اس نے ایک رسالہ اتباع سلف تالیف کیا جو درحقیقت اتباع سلف کا رد ہے۔ اور مصرعہ برعکس نہند نام زنگی کافور کا مصداق ہے۔ اُسنے کذب و مغالطہ سے کام لے کر اجماع امت کا ناممکن الوجود ہونا اور نامعلوم اور غیر حجت ہونا اور مطلق تقلید کا ناجائز ہونا بیان کر کے اسپر بہت سے نوآموز لڑکوں اور علم اصول کے ناواقفوں کے دستخط کرا لیئے اور علمار اہلحدیث سے دو شخصوں کو (۱) مولوی عبد العزیز واعظ رحیم آبادی (۲) مولوی حافظ عبد اللہ صاحب غازی پوری کو پھسلا کر اور جادہ تحقیق سے بچلا کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ ان دونوں نے بھی اس رسالہ پر دستخط کر کے انکار اجماع و اتباع سلف صالحین میں ثنار اللہ کا مذہب اختیار کر لیا۔ پھر تو اجماع اور اتباع سلف کی مخالفت اور اصول معتزلہ وغیرہ مبتدعین کی موافقت پر ایک کمیٹی اصحاب ثلثہ بن گئی۔ جس کے پریزیڈنٹ حافظ صاحب مذکور اور سکرٹری ہمارے وہی روحانی فرزند قرار پائے جسپر ہمنے جلد ۱۲ کے صفحہ چہار پر ان دو شعروں میں یہ مختصر ریویو کیا تھا۔ ایک یہ فارسی ہے

گر ہمیں مکتب بود ایں ملا ۵ کار طفلاں تمام خواہد شد

۵

دوسرا یہ شعر عربی

اذا کان الغراب دلیل قوم ۵ سیہدیہم طریق الہالکینا

یہ ہمارا ریویو صرف ان اصحاب ثلثہ بالیقین کا نفرس کی نسبت تھا۔ کانفرس اور اسکے مقاصد کے برخلاف ستائیس ایک صرف ہماری قلم سے نہیں نکلا ان اصحاب ثلثہ

* مولوی فاضل ثنار اللہ نے جو اخبار اہلحدیث ۱۲ اپریل میں لکھا ہے کہ ہماری مولینا محمد حسین صاحب بٹالوی کا قول تھا۔ کہ کانفرس) کام تو ضروری ہے مگر کرنیوالا کون ہے اب جو کرنے والے ہی مل گئے تو صاحب موصوف للہ ہو گئے۔ فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ اس میں اس نے دروغ گوئی دول آزاری دونوں کا ارتکاب کیا ہے۔ دروغ گوئی اس کا خاکسار کو پہلے ضرورت کانفرس کا قائل بتانا۔ پھر اس سے الگ ہو جانے والا قرار دینا ہے۔ خاکسار نے کبھی اس کی ضرورت کا قائل ہونا اس سے خود بخود الگ ہونا اسی شیوہ دولبرنے حیلہ اصول اہل سنت و اہلحدیث سے مخالفت اختیار کر کے بھی شمولیت کانفرس سے روکا۔ پھر اس ترک بقیہ بر صفحہ آئندہ

کی نسبت بھی ہمارا وہی خیال رہا کہ وہ اہلحدیث میں داخل رہیں۔ انکار اجماع و
ترک اتباع سلف جو ان سے عمل میں آیا ہے اس سے وہ پاک و صاف ہو جائیں۔
اس خیال کی تکمیل کے لیے ہمنے ثنائی رسالہ اتباع سلف کے جواب میں نصیحت نامہ
نمبرہ اشاعۃ السنۃ جلد ۲۲ میں درج کر کے اسکو بعض ان لوگوں کے پاس جو رسالہ اتباع
سلف پر دھوکہ و غلطی کھا کر دستخط کر چکے تھے اور اکثر دوسرے ایمان و ارکان گروہ
اہلحدیث کے پاس بوسطہ مولوی عبدالجبار غزنوی مرحوم بھیجکر اپنے بیان پر انکا اتفاق
رای حاصل کیا۔ پھر جب ۱۹۱۱ء اخیر میں ہم کو دربار دہلی میں شامل ہونے کے لئے دہلی
جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں کا نفرس اہلحدیث کے بعض اخص ارکان کو بھی ہمنے اپنی خیال
و مقال سے متفق کر لیا اور مضمون نصیحت نامہ نمبرہ کا خلاصہ و لب لباب اصول خمسہ
اہلحدیث تحریر کر کے صدر کانفرس و فنانشل سکرٹری کانفرس و دیگر ارکان کی خدمت
میں پیش کیا کچھ عرصہ کے بعد پریذنٹ کانفرس مرزا ضمیر الدین احمد صاحب رئیس لوہارو
جو مولوی عبداللہ صاحب غازی پوری کی جگہ کانفرس کے صدر ہو گئے تھے اور فنانشل
سکرٹری کانفرس مولوی سید احمد حسن صاحب بنشنر و ممبران کانفرس مولوی عبدالوہاب
صاحب امام اہلحدیث صدر، و مولوی احمداللہ صاحب مدرس و حاجی عبدالرشید صاحب
وغیرہ ممبران کانفرس ان اصول خمسہ سے نہ صرف متفق بلکہ انکے حامی و ادلہ شرعیہ سے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴ پشاور کے جلسوں میں انکے مضمونوں کو میرے شامل ہونے سے قتل و لڑائی کا ڈر بتا کر جلسہ
شامل ہونے سے روک دیا۔ میں تو اپنے شہر سے لدھیانہ اور پشاور کے ارادہ سے لاہور تک پہنچکر بذریعہ خط و
و جوابی تار درخواستگار شمولیت ہو چکا تھا جیکا اعتراف شاراللہ نے خود اخبار ۱۰ اپریل صفحہ ۴ کالم ۳ سطر ۳ میں
کیا ہے بہر یہ اسکا کہنا کہ وہ الگ ہو گئے جھوٹ نہیں تو جھوٹ کس جانور کا نام ہے دل آزاری یہ کہ مجھے
آیت کذر دابہ کا سور و بنا کر کافر کہا اور میرا دل دکھایا جس سے وہ اخبار ۱۰۔ اپریل صفحہ ۴ کالم ۲۔ سطر ۱۵ میں
اوروں کو مطلع کر چکا تھا۔ اس کی یہ دل آزاری گورنمنٹ پنجاب کی اتہاری نگرانی پریس ایکٹ پریس سنسر کے نوٹس میں
ہے اور معاونین اخبار کے جنہوں نے چندہ کر کے اس کی ضمانت کا روپیہ ادا کیا ہے یہی وجہ کے لائق،
وہ ایسے دل آزار الفاظ سے آئندہ کے لیے اس کو روکیں یا اس ضمانت کی ضبطی کی امید وار رہ کر اور ضمانت
کا روپیہ تیار کریں اور یہ شعر بطور مرثیہ پڑھیں۔ وغیرہ آخری صفحہ پر ہیں

سن از آں من و ہذا فرد کہ یہ مصرع خفت و نشستم
کہ خش نہ بود عصمت یرون آرد زنجارا

(۴) اہلحدیث کے اصول خمسہ کا نفرس لاہور کے بارہ میں ہمارا خیال

انکی ثبت ہوگئی۔ اور انکی وہ تحریرات مجمع علیہا اشاعۃ السنہ جلد ۴ کے صفحہ ۸ ۶ سے صفحہ ۱۰۳ صفحہ ۱۱۱ سے صفحہ ۱۱۴ تک درج ہو کر چھپ بھی گئیں۔

ارکان کا نفرس سے جو انکی تصدیق و تسلیم سے رہ گئے تو صرف وہی اصحاب تھے رہ گئے (۱) ہمارے وہی روحانی فرزند (۲) فاضل اعظم رحیم آبادی (۱۳) حافظ غازی ہوی مگر خدا تعالیٰ نے جو ہمیشہ حق کو غالب کرتا ہے اور والعاقبۃ للمتقین فرما چکا ہے چاہا کہ ان اصول کے تسلیم میں انکا اختلاف بھی باقی رہجاوے اور یہ اصول مجمع علیہ کل ہمبران کانفرس دیگر اہلحدیث ہندوستان و پنجاب ہوجاویں۔ لہذا اس نے ثناء اللہ کے رسالہ اتباع سلف کے رد و مقابلہ میں اسکی قلم سے رسالہ اجتہاد و تقلید لکھوا دیا اسی قلم سے جس سے رسالہ اتباع کے صفحہ ۵ میں تقلید کا ممنوع ہونا اور صفحہ ۱۹ اور ۴۴ لغایت ۴۶ میں اجماع و درایت سلف کے اتباع کا نامعتبر ہونا نکل گیا تھا۔ اسی قلم سے رسالہ اجتہاد و تقلید طبع اول کے صفحہ ۲۴ و ۲۵ میں بلا دلیل تقلید کرنیکا جائز ہونا اور صفحہ ۵ میں اقوال بلا دلیل صحابہ و تابعین کی پیروی کا معمول اہلحدیث سلف ہونا اور اُن اقوال پر فتوی دینے کا جائز ہونا نکلوا دیا۔ اور اسکے طبع دوم کے صفحہ ۲۷ میں اسی قلم سے اجماع کے لائق تسلیم و اتباع ہونے کے متعلق یہ فقرہ لکھوا دیا کہ جس کام پر حقیقی اجماع ہو میری و جدانی رای ہی کہ خدا کے ہاں اسمیں مصلحت ہوتی ہے اسکے ان اعترافات پر اشاعۃ السنہ جلد ۲۲ کے صفحہ ۷۶ میں اس کی قلم کو چوم لینا اور اسکے منہ کو کہانڈ سے بھر دینا تجویز کیا گیا۔ تو اسنے اپنی اخبار ۱۰۔ اپریل کو کھانڈ کی جگہ لڈوؤں کے بدلے اپنا منہ کھول دیا گویا سارہ اس فعل کا اعتراف کیا جس پر یہ انعام تجویز کیا گیا تھا۔ اس اعتراف کو ہمنے غنیمت سمجھا اور برطبق مثل مشہور کہ ہم کو آم کھانے سے کام ہے نہ پیڑ گننے سے اس اعتراف کو کافی سمجھ کر یہہ خیال کیا کہ جس حالت میں عزیز مذکور نے بوقت لاعلمی تقلید کو جائز رکھا ہے اور غیر منصوص مسائل میں اجماع حقیقی کو لائق عمل مان لیا ہے اور سلف صالحین کے اقوال بلا دلیل کو لائق اتباع تسلیم کیا ہے۔ اور اُنکے اقوال و رائے محض کو مقدم قرار دیا ہے اور ان اعترافات پر واعظ رحیم آبادی اور حافظ غازی ہوی نے بھی دستخط کر کے اپنا اتفاق ظاہر کیا ہے تو اب ان تینوں سے اجماع کے مدلل ہونے اور اقوال صحابہ کے حجت ہونے پر بحث کرنا ضروری نہیں رہا صرف صاف الفاظ میں یہ اقرار کرانا کافی ہے کہ "جو ہماری ان اعترافات سے مطلب جواز تقلید و اتباع سلف نکالا گیا ہے یہ ہمارا مسلمہ ہے و بنا علیہ اصول خمسہ کے تسلیم سے ہمکو کوئی اختلاف

نہیں رہا۔ اب آپ کو لڈو دلا کر ہمارے موتہ میں بھر دینا اور ہم کو اپنے سینوں سے لگا لینا چاہیے
اس خیال و امید سے ہمنے امرتسر کے جلسہ کا نفرس کا انتظار کیا۔ اور جس دن جلسہ شروع ہوا تو وہ خط
رحیم آبادی کے رقعہ دعوت کے پہونچنے پر میں نے امرتسر پہونچکر جلسہ کانفرس میں اصول خمسہ
پڑھنے کے لیے وقت کا مطالبہ کیا تو امرتسری نے رحیم آبادی کو یہ کہکر کہ اصول خمسہ جلسہ میں
پڑھی گئی تو ہمارے مذہب کمشدہ مرکب از نیچریت اعتزال وغیرہ کا قمع قلع ہو جائے گا رحیم آبادی
کا رقعہ ممانعت شمولیت جلسہ کا نفرس بھیجوا کر مجھے جلسہ میں شامل ہونے سے روک دیا اور مجھے بواسطہ
اپنے خاص حواری حافظ محمد الدین بٹالوی دھمکایا اور ڈرایا کہ تم جلسہ میں آؤ گے تو خون ہو جائیگا
اور ہمکو سفید گھر چیلخانہ دیکھنا پڑیگا۔ یہ چانس (اتفاق) اصول خمسہ کے پڑھے جانے کا تو
تو یوں خالی گیا۔ پھر میں جلسہ سال آئندہ کا نفرس اہلحدیث میں ان اصول کے پڑھے جانے او
پاس ہونے کا امیدوار رہا اس خیال سے کہ اس جلسے کے متہم دو ہی میرے کئی مخلص دوست اہل
حدیث ہیں جن میں ایک شخص ڈاکٹر جمال الدین نامے چالیس سال کے عرصہ سے مجھے ایسا معتقدانہ
تعلق رکھتا تھا کہ باوجود میرے منع کرنے کے ہمیشہ مجھے خطوں میں مرشد کے لفظ سے مخاطب
کیا کرتا تھا مگر امرتسر کے جلسہ کا نفرس میں شامل ہو کر در پردہ شنائی ہو چکا تھا جس کا مجھ کو علم نہ تھا
جب وقت جلسہ پشاور قریب آپہونچا اور مجھے اس جلسہ میں دعوت کا پیغام نہ پہونچا۔ اور
ایک مخلص دوست ثناء اللہ سے میں نے یہ سنا کہ اس سال تم کو اس جلسہ میں بلایا نہ جائیگا تو
میں نے ۲ مارچ کو ڈاکٹر سے خط و کتابت شروع کی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اگر امرتسر کے جلسہ کی
طرح مجھے جلسہ پشاور میں اصول خمسہ پڑھنے سے روک نہ دینا ہو تو مجھے جلسہ میں بلائیں۔ ڈاکٹر
نے ۲۱ مارچ کے کارڈ نمبر ۱ میں لکھا کہ ۲۶ مارچ تک مولوی ثناء اللہ پشاور آجاویں گے تو
انشاء اللہ تعالیٰ پشاور سے آپکے رقعہ دعوت لکھوا کر بھجوا دونگا۔ پشاور والوں کی طرف
سے یہ کارڈ میں آپکی خدمت میں بلا دیتا ہوں اس کارڈ سے پہنچنے سے میں نے ثناء اللہ کو
اطلاع دی اور لکھا کہ اس جلسہ میں میں اصول خمسہ پڑھونگا تو وہ اس سے گھبرا کر اور ڈر کر
قبل از وقت جلسہ پشاور پہنچا اور بجائے اسکے کہ حسب وعدہ ڈاکٹر مجھے رقعہ دعوت بھیجتا اور
ڈاکٹر کو سچا کرتا اس نے ڈاکٹر کو اس وعدہ میں جھوٹا بنایا اور سال گذشتہ کی مانند یہ ڈر سنا کر
کہ ابو سعید پشاور میں آیا تو یہاں خون ہو جائے گا * اس رقعہ دعوت اہل پشاور کو منسوخ

* اس قتل و خون کی طرف ڈاکٹر کے خط ۲۰ مارچ کے فقرات منقولہ صفحہ ۹ بھی مشعر ہیں اور آپکی مرشدم

کرادیا مگر افسوس صد افسوس۔ ڈاکٹر نے میرے حقوق پر سالہ مرشدی یا کم از کم اخوانی و اسلامی پر پانی پھیر کر مجھے اس قرارداد سے اطلاع نہ دی اور سخت خیانت کی جس کا قیامت کے دن ڈاکٹر جواب دہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ؎ بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت ؎ کہ باکہ باختہ عشق در شب دیجور ؎ میں ڈاکٹر کی دوستی و راستبازی کے پھر دسہ پر جلسہ میں شمولیت کی تیاری میں مصروف ہوا۔

چلنے سے پہلے اپنے مضمون متعلق اصول خمسہ کے اوراق پروف ڈاکٹر کے پاس بذریعہ رجسٹری بھیج کر اسکو وعدہ دیا کہ اس جلسہ میں اصول خمسہ کے متعلق صرف وہ تقریظات و شہادات علماء اہلحدیث سلف و زمانہ حال صدر کانفرس اور فنانشل سکرٹری و ممبران کانفرس وغیرہ کو جو اُن اوراق میں درج ہیں پڑھی جائیں گی۔

انکے علاوہ جو ثناء اللہ کی دروغ گویوں اور خیانتوں کی تفصیل ان اوراق میں ہوئی ہے اس کو ہرگز جلسہ میں نہ پڑھا جائے گا ساتھ ہی اسکے ان اوراق رسالے کو بذریعہ رجسٹری ڈاکٹر کے نام روانہ پشاور کر دیا۔ اور خود بارادہ پشاور لاہور پہنچکر تاریخ ۲۳۔ و ۲۴ و ۲۵ مارچ کو تین خط دستی ڈاکٹر کے نام روانہ کیے جو ۲۶ تک اس کو پہنچ گئے۔ مگر ڈاکٹر نے ان خطوں کا کوئی جواب نہ دیا اور مجھے حسب وعدہ خود ثناء اللہ کا رقعہ دعوت نامہ بھیجا تو مجھے یقین ہوا کہ یہاں دال میں کچھ کالا ہے تو ۲۷ کو میں بٹالہ واپس پہنچکر اس مضمون کا جوابی تار دیا کہ مجھے جلسہ میں اصول خمسہ پڑھنے کے لیئے یا بعد جلسہ اسپر بحث کرنے کے لیے بذریعہ تار بلاؤ۔ خطوں اور تار کو

بقیہ حاشیہ صفحہ جدید نے اخبار ۱۰۔ اپریل کے یہ الفاظ بھی منسوب کیے آپکے اصول سنانے پر لڑائی ہو جائے گی جس سے فتنہ برپا ہوگا۔ دیکھو کالم ۲۲ صفحہ ۵ سطر ۲۱۔ اخبار مذکور اور اس سے پیشتر کالم اول صفحہ مذکور کی سطر ۱۵ وغیرہ میں اسکے یہ الفاظ کہ مولانا بٹالوی کو خوب معلوم ہے کہ بہت علماء سلف انکی رائے اصول خمسہ کے مخالف ہیں اس پھر یہ کیونکر جائز ہے کہ مسئلہ اختلافی پیش کر کے خواہ مخواہ پریشانی کا موجب بنیں اسی لیے جب مولانا بٹالوی نے تحریک کی تو جواب نفی ہی میں ملا۔ ان الفاظ سے صاف ثابت ہے کہ انجمن تعلیم القرآن والسنۃ اور ڈاکٹر پنجابی شیر نے خود تریری سے ڈرایا تب ہی انہوں نے مجھے جلسہ کانفرس میں شامل ہونے سے روکا۔ مگر افسوس اس امر کا ہے کہ شیر کے بیان کو صحیح سمجھ کر اس کی تقلید کو اختیار کر لیا۔ اوراق مرسلہ کو پڑھ کر یہ نہ سمجھا کہ ان اصول میں تو اب کسی عالم کو اختلاف نہیں رہا ہے کہ ثناء اللہ اور واعظ رحیم آبادی اور حافظ قاری پوری بھی ان سے متفق ہو گئے ہیں پھر ان کے سنانے سے پریشانی اور فتنہ برپا ہونا کیونکر ممکن و متصور ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان حضرات نے دربار کھانہ مجھے بلایا اور نہ اُنکا جواب دیا تھا۔ یہانتک کہ جلسہ ختم ہو کر تین دن اور گذر گئے اور ۳۱ر تاریخ کو ڈاکٹر نے مجھے وہی بات لکھی جو ثنار اللہ نے اُنکو پڑھائی ہوئی تھی کہ چونکہ یہ سرحدی مقام ہے ایسا نہ ہو کہ ہم لوگوں کے واسطے تمہاری بلانے سے کچھ برا نتیجہ نکلے اور اہلحدیث پشاور کسی بلا میں مبتلا ہو جاویں۔ مباحثہ مولوی ثنار اللہ سے اگر یہاں پشاور میں ہوا۔ تو بھی قریب قریب یہی نتیجہ ہو گا۔ لہذا امرتسر یا کسی اور مقام میں مباحثہ ہو تو بہتر ہے چنانچہ مولوی ثنار اللہ نے بھی منظور کر لیا ہے اور تحریر اُنکی ملفوف ہے۔ پھر اخیر خط میں یہ فقرہ لکھدیا کہ مولوی ثنار اللہ کا پرچہ منظوری مباحثہ کا کل نہیں ملا۔ آج یکم اپریل ۱ یا ۳۱ مارچ کو اُنکے مقام پر گیا مگر وہ نہ ملے۔ لہذا اُنکا خط اس خط میں ملفوف نہ کر سکا۔ یہ ڈاکٹر کی دوسری وعدہ خلافی ہے جس میں مجھے مباحثہ کی امید دلا کر دھوکہ دیا۔ پھر ڈاکٹر نے اپنے کارڈ ۲ اپریل میں لکھا کہ مولوی ثنار اللہ اور مولوی عبداللہ غازی پوری چلے گئے اور مولوی عبد العزیز رحیم آبادی یہاں ہیں اگر ثنار اللہ سے بحث کرنا منظور ہو تو امرتسر میں اور مولوی عبد العزیز سے بحث کرنا منظور ہو۔ تو ممکن ہے (یہ تیسری دفعہ ڈاکٹر کا مجھے دھوکہ دیکر مباحثہ کے لیے آمادہ کرنا ہے) یہ کارڈ مجھے ۳ر اپریل کو ملا تو میں نے اسی وقت ڈاکٹر کو دوسرا تار دیا کہ اگر مولوی عبد العزیز سے بحث کرنا منظور ہو تو اسکو پشاور میں ٹھہرا کر مجھے تار دیں اُسکا جواب ۴ر اپریل کو مجھے ڈاکٹر نے یہ دیا کہ تار آپ کا اُسوقت مجھے ۴ بجے شام کے ملا ہے تار سے جواب دینا بیفائدہ ہے جبکہ مولوی ثنار اللہ اور مولوی عبد العزیز اور دیگر آپ کے مخالف آپکے دعوی کو مان چکے ہیں تو اب جھگڑا کیا رہا مباحثہ کس بات میں کیا جاویگا۔ اب دونوں فریق ایک ہو گئے ہیں لیکن آپ اُنکا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ پھر کارڈ ۶۔ اپریل میں ڈاکٹر نے اپنے ۵ر کارڈ کی تائید میں یہ لکھا کہ اصول خمسہ سے تو مجھے اور تمام اہلحدیث کو اتفاق ہے کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ان دو کارڈوں سے ڈاکٹر نے صاف اظہار کر دیا ہے کہ ثنار اللہ کے پشاور پہنچتے ہی ڈاکٹر کو معلوم ہو گیا تھا کہ ثنار اللہ نہ تو مجھے جلسہ میں مضمون اصول خمسہ پڑھنے دیگا اور نہ وہ اور رحیم آبادی واعظ مجھ سے مباحثہ کرنے کے لیے تیار ہے۔ اور مجھے اس حوصلہ تک دھوکہ دیتے رہے۔ محض جھوٹ سے کام لیتے رہے ڈاکٹر نے اور اسکے مرشد مجدد ثنار اللہ نے اور انجمن تعلیم القرآن والحدیث نے جو کانفرس کے داعی تھے اپنے ایمان اور کانشنس ضمیر اور انصاف سے کام لے کر یہ نہ سوچا کہ اصول خمسہ تو مسلم فریقین ہیں اور بقول ڈاکٹر

* یہ ڈاکٹر کے خط کے الفاظ ہیں ۱۲

کلمہ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ کے مصداق ہیں جلسہ کا تفرد میں انکے پڑھے جانے سے خونریزی اور فساد کا کیا اندیشہ ہے کیا ان اصول میں گورنمنٹ کے برخلاف سنابیشن پایا جاتا ہے یا کسی فرقہ یا شخص پر ذاتی حملہ ہے وہ متفق علیہ فریقین ہیں تو پھر ان میں مباحثہ کی ضرورت ہی کیا ہے۔ جسکے لیے کبھی ڈاکٹر نے پشاور میں امکان بتایا۔ کبھی امرتسر کا راہ دکھایا۔ کیا جماعت ثنائی میں یا ممبران انجمن تعلیم القرآن والسنۃ کوئی شخص اتنی بات نہیں سمجھ سکتا تھا اور یہ گروہ ثنائی اَلَيْسَ سَلَّمَ تَرْجُلُ تَرْشِيدٌ کا مصداق بن گیا یا اس ظلم و ناانصافی کیوجہ سے جو اصول خمسہ کو صریح الفاظ سے تسلیم نہ کرنے سے اُنسے ہو رہی ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ کا مصداق بن گیا ہے کیا گروہ اہلحدیث میں پشاور سے کلکتہ تک کوئی ایسا شخص نہیں رہا جو انکو سمجھا دے کہ اگر اصول خمسہ تمہاری مسلم اصول ہیں جیسا کہ تمہاری رسالہ اجتہاد و تقلید طبع اول کے صفحہ ۲۳ و ۲۵ - ۵۰ اور طبع دوم کے ۲۷ سے مفہوم ہوتا ہے اور اس مفہوم پر تجویز انعام لڈیوں کے لیے تھنے منہ بھی کھولدیا ہے تو اس مفہوم کو صریح منطوق اور الفاظ سے تصدیق کرو اور اگر اس مفہوم میں کچھ غلطی ہو تو کسی مجلس عام یا مکلوت میں دوستانہ اور برادرانہ گفتگو کر کے غلطی بتا دو اور ان اصول خمسہ کے مذہب اہلحدیث نہ ہونا ثابت کر دو اس صورت میں فریق ثانی تم سے متفق ہو کر شیر و شکر ہو جائیگا ان اصول کو مجلس عام میں پڑھنے یا مجمع خاص میں انپر بحث کرنے سے یہی مقصود ہے جس سے ڈاکٹر نے تجاہل عارفانہ اختیار کر کے سوال کیا ہے اور اسکے مرشد حمید ثناء اللہ نے اخبار اہلحدیث ۱۰ اپریل میں یہ شعر پڑھ سنایا ہے ؎ حضرت ناصح جو آئین دیدہ دل فرش راہ کوئی مجھ کو یہ تو سمجھائے کہ سمجھائیں گے کیا۔ عرصہ ۱۰ - ۱۲ سال سے ان اصول کے برخلاف عولی تفسیر کیا اور عرصہ سات سال سے ان اصول سے اپنا اختلاف اخبار نام کے اہلحدیث اور رسالہ اتباع سلف میں اور اس کا اظہار کر کے تم نے کیوں گروہ اہلحدیث پنجاب لاہور امرتسر بٹالہ اور ہندوستان دہلی وغیرہ میں تفرقہ قائم کر رکھا ہے جو روز افزوں ترقی پر ہے اس کا اقرار تم نے پرچہ اخبار ۲۴ - اپریل اسکے صفحہ ۳ میں بایں الفاظ کیا ہے جماعت اہلحدیث لاہور کا نفاق و شقاق اس عنوان کا ایک مطبوعہ اشتہار ہمارے پاس پہنچا۔ مناسب ہے کہ حسب منشاء مشتہرین ہم اسکو شائع کر کے جواب دیدیں رائیڈیٹر چند دنوں سے جماعت اہلحدیث لاہور میں اختلاف و نفاق شروع ہے جو دن بدن بڑھ رہا ہے آئندہ اسکے بڑھنے کا اور زیادہ خطرہ محسوس کر کے بہ تعمیل ارشاد من رای منکم منکرا فلیغیرہ ہم مجبور ہیں کہ اپنی خفتہ قوم کو متنبہ اور بزرگوں

سے استفسار کرتے ہیں کہ ہماری بہت قلیل جماعت کا جو پہلے ہی ضعیف ہے۔ اور جو ابھی تک اپنے آپ کو سنبھال نہیں سکی اور اس قدر بڑے شہر میں انکی صرف دو مسجدیں ہیں جہاں انکو پناہ مل سکتی ہے ایک چھوٹی سی درسگاہ ہے جسکے لیئے ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے اس قدر اختلاف عظیم کے بعد کیا عشر عشیر اسلیے ہم جملہ برادران و بزرگان اہلحدیث خصوصاً مولنا مولوی صاحب غزنوی مولنا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری۔ مولوی ابوسعید محمد حسین الخ۔ وغیرہ سے نہایت اصرار کے ساتھ ملتجی ہیں کہ وہ اس اختلاف کے دور کرنے پر توجہ فرمائیں اس جماعت کی طاقت کو یکجا کرنے کی پوری کوشش کریں (ایڈیٹر) واقعی لاہور کی جماعت کی تفرقہ سے دلپر سخت رنج ہوتا ہے یہ ایسا فقرہ ہے جسکا رہے نہ پیر امرتسری نزاع ہی ایک نامبارک ہی مگر باہم اس کی بنا گئے میں آسکتی ہی کہ مذہبی ہے۔ لیکن لاہوری نزاع کی بنا ہماری سمجھ سے بالاتر ہے ناکسار نا توان ہر طرح کوشش کر چکا ہے مگر "مرض بڑھتا گیا۔ جوں جوں دوا کی" تاہم چونکہ کام کردنی ہے اسلیے اپنی ناقص رائی کا اظہار کر دیتا ہوں۔ میری خیال میں فریقین اگر چاہیں تو صلح بالکل آسان ہی جس کی صورت میں بتلاتا ہوں۔ اگر قبول افتد زہے عز و شرف۔ میرے خیال میں اس نزاع کے تصفیہ کی صورت یہی ایک صورت ہے کہ دونوں فریق اپنا جھگڑا مندرجہ ذیل اصحاب کے سپرد کر دیں خان بہادر منشی سردار خاں صاحب پوسٹماسٹر پنشنر خان بہادر بابو جینن دین پنشنر۔ حاجی شمس الدین صاحب سیکرٹری مولوی کریم بخش صاحب ایک مکہ پانچوں کی ضرورت ہو تو شیخ امیر الدین صاحب یا حاجی عبدالغفار صاحب خلف حاجی علی جان مرحوم دہلی کو شریک کر لیں۔ اصحاب موصوفین کسی مسلمہ عالم سے فتوی لے لیں کہ جن دو فریق کا اختلاف ہو اس کا ان کو کسی امر مشترک کو کرنا جائز ہے یا نہیں اور عام قوم اہلحدیث اور خاص ساکنان بٹالہ کے تفرقہ کو اخبار ۱۰ اپریل کے صفحہ ۶ میں ان الفاظ سے بیان کیا ہے افسوس ہے کہ جب سے آپ نے قوم کو چھوڑا۔ قوم نے آپ کو چھوڑ دیا۔ آپ نے کیسے چھوڑا اپنے نام اہلحدیث کے ساتھ حنفی کا ضمیمہ لگایا جسکو اہلحدیث کی قوم نے ناپسند کر کے آپ کو الگ کر دیا۔ اسمیں میرا کیا قصور ہے میں اب بھی اہلحدیث ہی جانتا ہوں مگر اسی طرح جس طرح تصدیق بشرط شی مطلق تصور ہے آپ نے اپنی نسبت کہا ہے کہ میں اہلحدیث حنفی ہوں ہزارہا میری اتباع اور پیرو ہیں ہمیں اس کی بہت خوشی ہے مگر افسوس ہے یہ تعداد نہیں ہوتی ہم مولینا کے ہزارہا میں سے جملہ صفر جو درحقیقت بے حقیقت ہیں ہٹا دیتے ہیں صرف ایک ہی واحد شخص پیرو دکھانے کی تکلیف دیتے ہیں۔ جو اہلحدیث کی جماعت میں حنفی کا ضمیمہ لگا کر آپ کا پیرو۔ کھلا تماشا دیکھتے ہوئے بٹالہ سے شروع کیجیے پھر ائمہ کے

تصفیہ کی وہی صورت سابقہ بتائی ہے مگر اسمیں بجائے چار تین منصفوں کی کمیشن مقرر کی ہے چنانچہ پہلے میرا قول اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ صفحہ ۲۷ سے بایں الفاظ نقل کیا ہے میں نے مسجد چینیانوالی کے ممبر پر بروز جمعہ تمام حاضرین مجلس کو مخاطب کرکے کہا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس سالہ اجتہاد و تقلید میں اتباع سلف کو تسلیم کر لیا ہے۔ کوئی صاحب نیک نیتی سے کھڑے ہو جاویں اور آپکی تسلیم پر آپ یعنے ثناء اللہ سے عمل کرا دیں تو یہ اختلاف و تفرقہ جو دن بدن بڑھتا جاتا ہے دور ہو جائے پھر کہا ہے ای جناب آپ کسی اور کو کیوں تکلیف دیتے ہیں میں خود حاضر ہوں اپنے قول کے مطابق عمل کرانے کو تیار ہوں مگر نہ آپکے کہنے سے نہ اپنے انکار ہی۔ بلکہ اس طور سے کہ تین علماء کی کمیشن مقرر کریں۔ جو میرا رسالہ اجتہاد و تقلید دیکھ کر مجھ سے پابندی کرا دیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ کمیشن کے ممبران بالاتفاق یا بکثرت رای جو فیصلہ دیں گے میں عمل کر دونگا ایسا ہی میں بھی آپ سے قول و فعل کی مطابقت چاہونگا جس کی اجازت بھی آپنے اسی جلد اشاعۃ السنۃ میں مجھ دی ہے مولانا کیا میری پیش کردہ کمیشن منظور کریں گے خاکسار بیچارہ اہلحدیث کو گورنمنٹ و پبلک میں مسلم خند شگفتہ کہتا ہے کہ میرا ہی اس تجویز پر چھاوے مگر اسقدر ترمیم کیساتھ کہ فعل فیصلہ صرف یہی امر نہ ہو کہ مختلف الاعتقاد فریقین کا امر مشترک میں ملکر کام کرنا جائز ہے کہ نہیں بلکہ جس اعتقادی میں ان کا اختلاف ہو اسمیں اتفاق یا تیمم ہونی چاہیے اور بجای تین یا چار اصحاب کے حاضرین مجلس تصفیہ کی میجارٹی کو منصف بنایا جائے اور اگر آپ کو حنفی یا مقلد کے نام کو چڑ یا عداوت ہے اور اسی کو آپ نے مباحثہ سے گریز کا بہانہ بنایا ہوا ہے تو میں آپ کو وعدہ دیتا ہوں کہ اس مجلس میں کسی حنفی صاحب کو تشریف لانے کی تکلیف نہیں دیجائیگی میرے اس وعدہ پر ہی میجارٹی کا فیصلہ منظور نہ ہوا تو منجملہ اصحاب ستہ یا خمسہ کے جن کو آپ نے نام زد کیا ہے ایک ہی صاحب کی منصفی کو کافی سمجھا جاوے سنہئی صاحبوں کی تصریح اوقات نہ کی جائے اور اگر آپ حاجی عبد الغفار صاحب ممبر ۲ امین کا نفرس کو منظور کریں تو وہ جب سے مقدم ہیں مگر چونکہ وہ بڑے تاجر ہیں اپنے کاروبار تجارت کی وجہ سے لاہور نہیں آسکیں گے لہذا بہتر ہے کہ فریق اہلحدیث سے یہ خاکسار اور فریق مذہب مرکب سے آپ دونوں دہلی چلیں دہلی میں آپ کو حاذق الملک حکیم صاحب نے بلایا ہے جسکو اخبار ۲ اہلحدیث میں آپ نے بیان کیا ہے ہر مشرب ہی چہ خوش بود کہ برآید یک کرشمہ دو کار۔ یہ کام بھی ہو جائے تو بہتر ہے۔ بس چلیں۔ اور حاجی صاحب سے فیصلہ کرالیں اگر آپ اس تجویز کی منظوری سے بذریعہ اخبار یا خط دستخطی پر رجسٹری شدہ سے خاکسار کو اطلاع دینگے تو میں ۱۰ مئی تک دہلی پہنچ جاؤنگا

آپ بھی ۱۰ مئی سے پہلے کوئی تاریخ مقرر کرکے دہلی پہنچ جاویں۔ امر تنقیح و محل فیصلہ صرف ایک ہی امر ہے یعنے آپکی ذات ستودہ صفات سے جسکو آپنے اخبار اہلحدیث ۱۰ اپریل میں اس مصرعہ کا مصداق قرار دیا ہے ع وجود ذنب لا یقاس بمثلہ اور یہ خاکسار اسکو اس مصرعہ کا مصداق کہتا ہے۔ ع۔ اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست۔ آپکے کلمات طیبات کی جو آپکے رسالہ اجتہاد و تقلید کے صفحات ۲۲-۲۵-۱۵۰ اور ۲۷ میں درج ہیں بتحقیق مفہوم اور تبیین مطلب ہے۔ کہ آیا اُن کلمات میں اصول خمسہ کی تصدیق و تسلیم پائی جاتی ہے یا نہیں۔ اگر تسلیم کا پایا جانا ثابت ہو تو آپسے اس تصدیق کے مطابق عمل بھی کرالویں۔ اگر اُن میں تصدیق و تسلیم کا پایا جانا ثابت نہ ہو تو پھر جو اصول خمسہ کے ثبوت پر شہادات دیگر علماء اہلحدیث سلف و خلف پیش کی گئی ہیں۔ ان شہادات پر منصف صاحب منکر اصول خمسہ کے ساتھ خاکسار کا مباحثہ کرادیں۔ اس مباحثہ کے بعد جو تحریر بکمع التقریر ہوگا فیصلہ نتیجہ کی نسبت جامی صاحب کو اختیار ہے جس عالم کو چاہیں منصف کریں اور اگر میجارٹی یعنے کثرت رای حاضرین کو منصف بنادیں تو یہ لحاظ رکھیں کہ دونوں یعنی رائے کے دینے والوں میں فریقین مخاصمین کی رائے کو شمار نہ کریں فریق اہلحدیث سے خاکسار کی رای اور فریق مذہب مرکب سے مولوی ثناء اللہ و واعظ رحیم آبادی و حافظ صاحب غازیپوری اور انکے ذنابہ ابراہیم سیالکوٹی کیونکہ یہ باہم متحد الرسم ہیں اور آثار (یعنے دونوں) کے طالب ہیں۔ مگر یہ بات میں نقاریکی چوٹ کے ساتھ کہتا اور پیشگوئی کرتا ہوں کہ یہ حضرات ثلثہ نہ تو اصول خمسہ کا اپنی تحریرات و تقریرات سے ثابت ہونا تسلیم کریں گے کیونکہ ان اصول خمسہ کی صاف تسلیم سے انکا مذہب مرکب اعتزال و نیچریت باطل و بیکار ہوتا ہے اور یہ انکے لیے موت کے برابر ہے اور نہ ان اصول کی مثبتہ شہادت و تحریرات جن میں ان تینوں کی تحریرات بھی داخل و شامل ہیں ان اصول کے نہ ہونے پر مباحثہ کرینگے کیونکہ ان شہادات سے وہ اصول ایسے ثابت ہیں جیسے نصف النہار میں آفتاب انکی قلم سے انکی ثبوت میں ایسے الفاظ نکل چکے ہیں جنسے انکار کرنے کی اب گنجائش نہیں رہی۔ غرض اپنر گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل کی مثل پوری صادق آرہی ہے اس طرفہ پر طرہ یہ کہ ان علانیہ اقرار کے ساتھ جو آخر سنہ عیسوی سے انکی طرف سے ہو رہا ہے وہ اس فرار کو اس خاکسار کی طرف منسوب کر رہے اور اس دلیری میں ع۔ چہ دلاورست دزدی کہ بکف چراغ دارد۔ کے پوری مورد و مصداق بن رہی ہیں۔ انکے پچھلے دو دفعہ کے فرار دن پر مقام دہلی مرتسر میں اور گریز کی تفصیل تو اس جلد کے صفحہ ۸۶ و صفحہ ۱۳۲ میں ہو چکی ہے۔ آخری فرار کی تفصیل اس

مقام میں ناظرین باتمکین انصاف گزیں سنین اور انصاف سے داد دیں کہ ۱۱ سنہ سے اسوقت تک مباحثہ سے کون بھاگتا پھرتا ہے اور بگوڑی کا سغرز خطاب پاتا ہے کون تحقیق نے جنوری ۱۰ اپریل کے صفحہ ۴ میں شیر پنجاب نے ہماری اصول خمسہ کا خلاصہ بنا کر نقل کیا اور اسکے بعد کہا ہے کہ یہ بات ہمارے سمجھ سے باہر ہے کہ جس صورت میں جماعت اہلحدیث کا عرصہ سے دعوی شائع اور مشتہر ہو چکا عنوان یہ تحریر اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن بس حدیث مصطفیٰ بریجا مسلم داشتن الخ مولینا بتلاوی کیوں اصول مذہب اہلحدیث پیش کرتے ہیں کیا وہ بھی کسی علمی مسئلہ موتاسے کیا علماء کا نفرس نے جو مذہب اہلحدیث قبول کیا ہوا ہے اور وہ علماء کوئی معمولی بھی نہیں بلکہ اساتذہ میں ہیں کیا انکو بھی مذہب اہلحدیث بتلانے کی ضرورت ہے پھر ان اصول کے متعلق کانفرس کی مداخلت و مباحثہ کا ناجائز ہونا اور ممبران کانفرس کے حق میں اس مباحثہ کا موثر ہونا ان الفاظ سے بیان کیا کہ یہ بات قابل رفع کرنیکے قابل ہے کہ کانفرس کی مجلس علمی نے جماعت اہلحدیث کی باہمی فروعی اختلافات کو مجسوس کرکے یہ زریں تجویز پیش ہوا ہے کہ کوئی اختلافی مسئلہ بغرض تصفیہ کانفرس میں پیش ہوگا جسکا فیصلہ مجلسی طور پر کیا جاوے گا اس کسی فریق میں فریقین فیصلہ کی درخواست کریں تو مجلس علمی کیطرف سے کسی ایک یا کئی علماء کو اس کام کے لئے منتخب کیا جا سکتا ہے۔ مگر یہ فیصلہ ان فریقین کے حق میں موثر ہوگا مجلس اور ممبران مجلس پر اس کا کوئی اثر نہ ہوگا۔

ان اصول میں بحث کو پنجابی شیر نے جن مغالطوں اور دروغگویوں سے ایک ہوا بنایا اور نا قابل بحث کانفرس ٹھیرایا ہے ان کو ناظرین توجہ سے سنیں۔ اول مغالطہ اس کا وہی شعر ہے جس کو اسنے اپنے اخبار کا مایوز زیب عنوان بنا رکھا ہے یہ شعر صاف شعر ہے کہ اس اخبار کا ایڈیٹر اور اس شعر کے معتقد سنی نہیں ہیں۔ بدعتی ہیں۔ جو صرف قرآن کو اور حدیث کو دلیل شرعی جانتے ہیں اجماع اور اتباع اقوال سلف صالحین صحابہ و تابعین سے جس میں ان کے قیاسی اقوال بھی شامل ہیں منکر ہیں اور ان سے بائی کاٹ (علیحدگی) کر چکے ہیں یعنی اہل حدیث جو اس شعر کو اسکے اخبار یا کسی اور گذرگاہ پر دیکھتے ہیں تو فوراً اسکے مذہب کو تاڑ جاتے ہیں۔ سنی اخبار و رسائل کا مایوز زیب عنوان وہ رباعی ہونی چاہیے۔ جو پریزیڈنٹ کانفرس اور فنانشل سکریٹری و دیگر علماء ممبران کانفرس نے پاس کردی ہوئی ہے ؎

اصل دین آمد سلما نرا قرآن۔ پس حدیث سرور پیغمبران۔ پس از ان اجماع اہل اجتہاد۔ از صحابہ سید خیر العباد
بعد زان اجماع جملہ تابعین۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ پس ترا قوال خلافیہ ہماں۔ شد مقدم بر مقال دیگراں

دوسرا کذب و مغالطہ اس کا یہ کہنا ہے کہ کیا علماء نے جو مفسر مدرس ہو کر مذہب اہلحدیث کو قبول کیا ہوا ہے انکو مذہب اہلحدیث کی خبر نہیں۔ ای صاحب خبر تو ہی تب ہی انہوں نے اصول خمسہ کو تسلیم کیا ہے مگر تمہاری آگے وہ دم نہیں مار سکتے۔ اور تمہاری مخالفت سے کانفرس کو چلا نہیں سکتے۔ اسی وجہ سے ہی انکو آگاہ کیا گیا ہے کہ کس طرح منت خوشامد یا حکمت کے ساتھ تم سے اصول اہلحدیث تسلیم کراویں اور اس شعر کی جگہ اس رباعی کو مانو بلانے کی صلاح دیویں۔

تیسرا مغالطہ اسکا یہ کہنا ہے کہ کانفرس میں رزولیوشن پاس ہو چکے ہے کہ کانفرس اختلافی مسائل کا جائز محل بحث نہیں اور اگر اس کی منتخب کمیٹی اس میں بحث بھی کرے تو وہ ممبران کانفرس پر مؤثر نہیں ہاں صاحبت ڈکوسلا اسی واسطے بنایا گیا ہے کہ اصول خمسہ کانفرس میں پیش ہوں۔ مگر بحکم مثل مشہور ؎ دروغ گو را حافظہ نباشد۔ ڈکوسلا بنانے والے کو یاد نہیں رہا کہ بحکم قاعدہ چہارم قواعد کانفرس اختلافی مسائل سے بحث کرنا کانفرس کا فرض منصبی ہے۔ اور نہ یہ خیال میں آیا کہ اصول خمسہ اتفاقی ہیں اختلافی نہیں ہیں۔

ان مغالطات اور دروغگویوں کے ساتھ خم ٹھوک کر آپ مدعی مباحثہ بنتے اور فرار کو خاکسار کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ آور آخری فقرہ اخبار میں لکھتے ہیں کہ بٹالوی صاحب سے مولوی عبد العزیز اور حافظ عبد اللہ غازی پوری سٹیشن لاہور پر مل گئے تو موکوی عبد العزیز نے کہا کہ مباحثہ کے لیے ہم ہر وقت تیار ہیں۔ ہم جلسہ چھوڑ دیں گے۔ اور جتنی دیر لگی لگائیں گے۔ مولنا بٹالوی نے مانا اور سٹیشن پر چلے گئے۔ یہ کذب نہایت دلیرانہ ہے۔ حافظ صاحب کی زبان سے میں نے کچھ نہیں سنا اگر انہوں نے بھی یہی کہا تھا جو رحیم آبادی نے کہا تھا تو دونوں صاحب نے جھوٹھ سے کام لیا۔ اور اپنے معتقدوں کو دھوکا دیا۔ اگر انکو مباحثہ منظور ہوتا تو جب میں نے انکے جواب میں کہا تھا کہ ریلوے سٹیشن مباحثہ کے لیے موزون مکان نہیں آپ کو مباحثہ کے لیے جلسہ چھوڑ دینا منظور ہے تو میرے ساتھ میرے فرودگاہ پر چلیں تو وہ میرے ساتھ ہو لیتے پھر جب میں مباحثہ کے لیے انکو تین خط لکھے اور دو تار دیے تب ہی مجھے پشاور یا امرتسر یا لاہور میں ہی بلاتے اور مجھ سے بحث کرتے اور جب آخر میں انکی طرف سے کوئی جواب نہ پایا تو شیخ محمد عمر سلمہ بٹالہ کے نام خط لکھ کر اس کی تین نقلیں ایک پشاور میں ڈاکٹر کے نام روانہ کی اور ایک لاہور میں منشی عبد اللہ سکرٹری انجمن اہلحدیث لاہور کے نام اور ایک خود ثناء اللہ کے نام امرتسر میں روانہ کی جسمیں یہ مرقوم تھا کہ رحیم آبادی اور غازی پوری صاحبان جہاں پہنچیں انکو مباحثہ کے لیے ٹھہرا لیا جائے وہ نقل پشاور سے واپس آئی اور خبر لائے کہ مولوی عبد العزیز امرتسر چلے گئے۔ حافظ عبد اللہ صاحب کو وہ نقل لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

میں منشی عبداللہ منشی فضلدین نے دکھادی جس پر انکی زبان ہی کوئی بات نہ نکلی اور امرتسر والی نقل تار اللہ نے وصول کرکے رحیم آبادی کو بھی دکھادی مگر کسی سے جرئت مباحثہ نہ ہوئی باوجودیکہ رحیم آبادی کئی دن امرتسر میں ہی رہا اور میلہ بیساکھی میں شامل ہوئے جس کا ذکر اہلحدیث مورخہ ۴ اپریل میں موجود ہے۔ اس اعتراف اور صاف فرار کے ساتھ اس وقت یہ کہنا کہ ہم جلسہ چھوڑ دیں گے اور جتنی دیر بگی گی لگائیں گے کسی صاحب عقل وفہم وانصاف وایمان کے نزدیک کیونکر دل سے اور سچا ہوسکتا ہے۔ انہی حالات ماضیہ کے قیاس پر ہم نے یہ پیش گوئی کردی ہے اور نقاری کی چوٹ سے کہدی ہے کہ وہ اصول خمسہ کے متعلق مجھ سے مباحثہ نہ کریں گے۔

تفرقہ لاہور کے تصفیہ کی صورت کو جو آپنے اسی ایک امر میں منحصر کردیا ہے کہ منصفین اس امر کا فیصلہ کردیں کہ فریقین کو باوجود اختلاف عقیدہ کے کسی امر مشترک میں ملکر کام کرنا جائز ہے یا نہیں بظاہر کسا کی رائے میں کافی نہیں ہے۔ بیشک مختلف خیال کے لوگ مشترک کام ملکر کرسکتے ہیں اور یہ میرا امر مسلم ہے کہ باوجود اختلاف عقائد امر مشترک میں اتفاق ہوسکتا ہے۔ چنانچہ اس تصفیہ ان کا آپ مکل ہماری طرف سے پیسہ اخبار میں مدت ہوئی ہے نکل چکا ہے مگر یہ اتفاق اسی صورت میں ممکن ومتصور ہے کہ ہر ایک فریق اپنے اپنے اعتقاد کا علانیہ اظہار کردے اور کوئی تقیہ اور نفاق کو بیچ میں نہ لاوے اور جھوٹ اور دہوکہ اور خیانت سے کام نہ لے اور جس حالت میں کوئی محض جھوٹ اور دہوکہ دہی سے کام لے مثلاً اہلحدیث کہلا کر اپنی تصانیف وتقاریر ومجالس میں مسائل واقوال معتزلہ نیچریہ ومرزائیہ وچکڑالویہ کو داخل اور شامل کرکے اہلحدیث کی مذہب کی ہیچ کنی کری جیساکہ شیر پنجاب اور اس کی کمیٹی سے عمل میں آرہا۔ تو پھر کسی مشترک کام میں اہل حدیث کا اسکے ساتھ شامل ہوجانا اور ملکر کام کرنا محالات عادیہ سے ہے اور کام تو الگ رہے انکی جمعیۃ جماعت بھی ایک جگہ محال ہے اور اس سے نقص امن کا اندیشہ ہے اسی اندیشہ سے انہوں نے اپنی کانفرنس میں خاکسار کو گھسنے نہیں دیا کیا اس وقت آپکو اپنا یہ اصول یاد نہ آیا۔ اسی نظر سے خاکسار نے اصول خمسہ کو محل تصفیہ ٹھہرایا ہے۔ اور آپ ہی کے کلمات طیبات میں رسالہ امتہاد وتقلید کو مصنف قرار دیا ہے۔ گر قبول افتد زہے عز وشرف۔

اس شرح وتفصیل سے ناظرین کو بخوبی معلوم ہوگا۔ کہ اس رسالہ کا التوا اس عرصہ تک بنظر احسان وحصول اتفاق ہوا ہے۔ خاکسار نے اپنا اور اپنے رسالہ کا حرج اس غرض ومطلب سے کوارا کیا کہ میرا عزیز اور روحانی فرزند مجھ سے اور فرقہ اہلحدیث سے جدا نہ کیا جائے مگر افسوس صد

افسوس ہزار افسوس میری اس پالیسی کا نتیجہ اچھا نہ نکلا۔ وہ اصول خمسہ اہلحدیث کو صریح الفاظ سے ملا معارضہ
انکار ما نکر اہلحدیث میں داخل نہ ہوا اور اسکے منصف میان فیروز الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ
امرتسر اور پبلک کے فیصلہ سے وہ خارج از اہلحدیث قرار پایا۔ اور فرقہ اہلحدیث میں اس پالیسی
کا یہ ضرر پیدا ہوا کہ ۱۹۰۹ء سے ۱۹۱۶ء تک اسکے زہر آلود مضامین اس کی اخبار نا اہلحدیث میں چھپ کر
ہو چکے اور ناظرین اخبار کے دھوکہ کھانے اور گمراہ ہو جانے کے باعث ہوئے اور اشاعۃ السنۃ میں اسکے
جوابات شایع نہ ہو سکے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون اس احسان کے مقابلہ میں اس نے اپنے
باپ کو اپنے اخبار کے ناظرین اور خریداروں میں بدنام کرنا چاہا۔ اور مثل مشہور الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے
کے مطابق مشہور کر دیا کہ یہ خاکسار (جس نے ملک اور گورنمنٹ سے اس گروہ کا نام اہلحدیث مقرر کرایا
اور تنہا سینہ سپر ہو کر تمام لوکل گورنمنٹوں اور سپریم گورنمنٹ اور سکرٹری اولڈ سٹیٹ سے انکا
نک میر (برالقب) ہابی موقوف کرایا) اب خالص اہلحدیث نہیں ہا کیونکہ اس نے لقب اہلحدیث کے ساتھ
لفظ حنفی کا ضمیمہ لگا دیا ہے باوجودیکہ میں نے جلد ۲۲ شاعۃ السنۃ میں اس لفظ کے معنے کی ایسی تشریح
کر دی تھی جس سے خالص اہلحدیث ہونے میں کچھ نقصان یا قصور واقع نہیں ہوتا اس جلد کے ۱۲۳
کے نوٹ میں جو صفحہ ۱۲۵ سے صفحہ ۱۲۸ تک چھپ چکا ہے۔ اس تفصیل کی مزید تشریح کر دی ہے
جسکے دیکھنے سے ناظرین کو یقین ہو گا کہ جیسا حنفی میں ہوں ایسا حنفی حنفیان پنجاب ہندوستان و
بنگال و مدراس وغیرہ بلاد میں اسوقت تک کوئی نہیں پایا جاتا۔ ہاں گروہ اہلحدیث میں ایسے حنفی اب
بھی ہیں۔ اور پچھلے زمانے بھی علماء گذر چکے ہیں اس زمانہ میں بھی علماء اہلحدیث ہیں جنہوں
نے میرے اصول خمسہ کو تسلیم کر لیا اور انکے مطابق انکا عمل ہے کہ مسائل منصوصہ میں کسی
کی تقلید نہیں کرتے۔ غیر منصوصہ میں وہ علماء سلف کی پیروی کرتے ہیں اور زمان گذشتہ
میں صدہا اہلحدیث حنفی شافعی مالکی حنبلی کہلوانے والے تھے جنکا بقیہ حضرت شاہ ولی اللہ
اور انکے خلف الرشید شاہ عبدالعزیز اور انکے جانشین شاہ محمد اسحق اور آخری جانشین شیخ
شیخ الکل حضرت میاں صاحب سید نذیر حسین صاحب ہے جن کا تمام عمر یہی عمل رہا ہے
خاکسار کا عمل ہے میاں صاحب کے بہت سے شاگرد اور انکے دیکھنے والے زندہ ہیں وہ
ایمانی شہادت دے سکتے ہیں کہ منصوصات میں انکا عمل قرآن حدیث پر تھا۔ اور غیر منصوص
مسائل میں کتب فقہ ہدایہ عالمگیری وغیرہ پر عمل اور فتوی تھا اسکا خلاف میرا دعوی قرار دو
ثنا اللہ یا کوئی دوسرا مرد میدان ثابت کرے۔ اور انکے عمل و اعتقاد اور میرے عمل و اعتقاد میں

جو انعام چاہے مجھ سے لے۔ لفظ اہلحدیث کے ساتھ احیانا لفظ حنفی بڑھا دینا اور اس لفظ کو اپنا دائمی شعار مذہب نہ ٹھہرا لینا اور اس کو امر شرعی ضروری اور لازمی نہ سمجھنا جیسا کہ خاکسار کا عمل ہے ان حضرات کی ہدایت اور تحریر کے برخلاف ہونا کوئی ثابت کرے اس پر جو چاہے انعام لے۔

ہاں یہ بات میں بلا مخافۃ لومۃ لائم یعنے معترض یا مخالف کی ملامت کا خوف اٹھا کر کہدینا اپنے مذہب کا لازمہ سمجھتا ہوں کہ میں مطلق تقلید کو ناجائز یا حرام کہنے والے اور کتب فقہ کی جملہ مسائل کی توہین کرنے والے اور جملہ مذاہب خصوصا حنفی مذہب کی طرف منسوب ہونے اور حنفی شافعی کہلانے کو برا جاننے والے اور ائمہ مذاہب خصوصا حضرت امام ابوحنیفہ کو بے علمی و غیر سنی و غیر مجتہد ہونے کا طعن کرنے والے کو سخت جاہل و بیدین خیال کرتا ہوں اور اس کی جہالت کا انجام ارتداد از اسلام خیال کرتا ہوں جس کا میں کئی اشخاص سے مشاہدہ کر چکا ہوں اور اس کا ذکر اس سے بیس سال پیشتر جلد ۱۱ گیارہ میں کر چکا ہوں اس صلب کا صفحہ ۵۳ ملاحظہ ہو اعوذ باللہ من الحور بعد الکور میرے اس خیال میں ہی ہمارے شیخ شیخ الکل حضرت میاں صاحب میرے مقتدی ہیں جن کا یہ قول بعض رسائل میں چھپا ہوا موجود ہے کہ جو شخص پیروان مذہب خاص کو مطلقا مردود کہے وہ خود مردود ہے اور ان سے پہلے مولینا شاہ اسحاق کا یہ قول کہ جو شخص ائمہ مذاہب کو برا کہتا ہے وہی جھوٹا رافضی ہے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ

نوٹ صفحہ ۱۱ میں منار اللہ کا یہ قول کہ آپ نے قوم کو چھوڑا اور قوم نے آپ کو چھوڑا محض اراجیف باطلہ و اکاذیب عاطلہ ہے۔ اس کا ذکر در تفصیلی صفحہ ۳۸۹ تا صفحہ ۲۹۲ جلد ۱۰ میں ہے کہ اس مقام میں اس پر تازہ تازیانہ لگایا جاتا ہے کہ اگر بقول اس مفتری کذاب کے مجھے قوم نے چھوڑ دیا ہوتا تو ۲۱ فروری ۱۷ء کے ڈیپوٹیشن کا جو گورنمنٹ میں پیش ہوا تھا مجھے معزز اعیان قوم سرگروہ کیوں بناتے اور یہ کذاب بھی کذاب بھی میری لیاقت و سرگردگی میں میرے ایک قریبی رشتہ دار کے آگے جس کے چارج و اہتمام میں ڈیپوٹیشن پیش ہوا تھا۔ التجا و سفارش کرکے کیوں داخل و شامل ہوا اسوقت یہ کذاب اس کو یاد نہ رہا تھا۔ یا اس نے دیدہ و دانستہ شرم و حیا خون کیا مجھے ہر گروہ اس ڈیپوٹیشن کا ذکر اس کی اخبار تاریخ ۱۷ء کے صفحہ ۱۱ اور اس جلد ۲۳ کے صفحہ ۱۲ میں دیکھو

ثناء اللہ کے رسالہ اتباع سلف کی رد تکذیب

اور

اسکے جواب نصیحتنامہ نمبر ۵ مندرجہ نمبر ۱۱ و نمبر ۱۶ جلد ۱۲ اشاعۃ السنۃ تائید و تصدیق میں

علماء اہلسنت اہلحدیث و حنفیہ کے شہادات و تحریرات واقعی مصداق

حدیث

اَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ

واصلی مورد ع

کہتی ہے ہم کو خلق خدا غائبانہ کیا

پہلے مجھے دیکھو اور ایک تہیہ بن لو

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنے رسالہ مذکورہ میں تیس نفر کی (جن میں صرف بعض اشخاص تو ایسے ہیں جو کتابی علم (مگر بلا فہم) رکھتے ہیں اور اکثر صرف نام کے علماء ہیں درسی کتابیں بھی پوری نہیں پڑھے اور بعض نام کے بھی علماء نہیں بلکہ باعتراف خود عامی ہیں) رائیں و تحریرات خود حاصل کیں پھر اُن کو حدیث مذکور و مصرع مزبور کا مصداق بنایا اور اپنے دام افتادہ عوام کو دھوکہ دیا اور رد و تکذیب و مغالطہ کا ارتکاب کیا۔

(۱) انکی تحریرات غائبانہ شہادات ہیں وہ خود کسی سے خواستگار شہادت نہیں ہیں نہ کسی کے

پاس گیا۔ اور نہ بذریعہ مکتوب (جو نصف الملاقات کہلاتا ہے) اس شہادت کو حاصل کیا۔
(۲) جن جن اشخاص نے وہ شہادات دی ہیں وہ سب کے سب علمای کرام ہیں جن کے نام کے نام کے ساتھ لفظ جناب اور مولانا لگا کر اس نے دھوکہ دیا ہے۔

نمبر اول کا کذب ہوتا تو ظاہر ہے محتاج بیان نہیں ہی جس حالت میں اس نے یہ شہادت خود کی کے پاس جاکر یا خط در سالہ بھیجکر حاصل کی ہے تو یہ شہادت غائبانہ کیونکر اور کیسے ہوسکتی ہی

نمبر دوم کے کذب ہونے پر یہ دلیل کافی وافی ہے کہ ان سب اشخاص سی بعض اشخاص جیسے نمبر (۲۴) اپنی تحریرات میں خود معترف ہیں کہ وہ عالم نہیں عامی ہیں اور شہداء اللہ فی الارض سے بھی کوئی انکو مولوی یا عالم نہیں کہتا اور بعض (جیسے نمبر ۱) انکے واقف جانتے ہیں کہ علم جوتہ وسلیپر فروشی کے علاوہ کسی علم معروف صرف ونحو ومعانی وبیان وحدیث وتفسیر کے عالم نہیں جسکو شک ہو وہ دہلی سے انکا کمال دریافت کرسکتا ہے وعلی ہذا القیاس اور کئی ہیں جن کو امرتسری نے علمائے کرام میں داخل کیا ہے ان تیس ۳۰ نفر کے مقابلہ میں یہ خاکسار ایک تنوا اشخاص علمار کی شہادت پیش کرتا ہے جن میں چالیس کا علمار کا ہونا تو مسلم کل ہے اور بعض کا علمار ہونا امرتسری نے بھی مانا ہوا ہے اور طرفہ یہ کہ بعض اسکے مصدقین رسالہ میں سی ہیں اور باقی ماندہ علمار قرآن حدیث ہونا انکی شبانروزی شغل و درس سی ثابت ہے ان سب کی شہادت شہادت غائبانہ ہونا اور واقعی مصرعہ مذکور کا مصداق ہونا اس دلیل سے ثابت ہے کہ ان شہادات کو خاکسار نے بذات خود حاصل نہیں کیا نہ خود انکے پاس پہنچا اور نہ بذریعہ مکتوب (نصف الملاقات) انکی شہادت کو حاصل کیا بلکہ ایک اور ہی مولوی صاحب نے ان حضرات سے حاصل کرکے خاکسار کے پاس بھیجدیا ہے اور اس وجہ سے اس شہادت کو غائبانہ شہادت اور اس مصرعہ کا مصداق ٹھہرایا جاوے تو بجا ہے۔ انہی مولوی صاحب نے ان شہادات میں سے شہادت اول کو تمامہ وبالفاظ درج کرنے کا مشورہ دیا ہے اور باقی شہادات میں چونکہ اس شہادت اول کے مضامین کا اعادہ تھا اسلیے انہیں اختصار عمل میں لاکر قدر ضرورت انتخاب کردیا جو انہی کے اختصار وانتخاب کے مطابق درج رسالہ کیا جاتا ہے۔ صرف نمبر ۳۵ تحریر مولوی عبدالجبار صاحب مرحوم

سلہ مولوی عبدالجبار صاحب مرحوم غزنوی ہیں جن کا دستخطی اختصار خاکسار کے موجود ہے جو چاہے ملاحظہ کرسکتا ہے۔

پوری میں اس انتخاب میں چند فقرات انکی ایک اور تحریر کا اضافہ خاکسار نے کر دیا ہے جسکا بیان نمبر ۳۵ پر ہوگا۔

نمبر اول

تحریر مولوی ابوالبرکات محمد برکت اللہ صاحب گیاوی سر رس دوم مدرسہ اصلاح المسلمین پٹنہ عظیم آباد

بعد الحمد والصلوٰۃ نمبر (۱) بندہ نے رسالہ اتباع سلف اور اس کا جواب دونوں کا مطالعہ کیا مجیب لبیب نے جو خدشات و تعقبات کیے ہیں وہ بہت چسپاں ہیں۔ للہ درہ (زبد) حضرت رسول اللہ صلعم کے زمانہ مبارک میں جب کسی شخص کو کوئی شبہ ہوتا تو وہ حضرت صلعم سے حل کر لیتے تھے قرآن و حدیث نبوی کے فہم مطلب میں کسی قسم کا شک آن پڑتا تو حضرت صلعم سے دریافت کر لیتے تھے اور حضرت صلعم کے فرمودہ برحق جانتے تھے کیونکہ خدا ہی نے قرآن میں فرمایا ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول اور آیت وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی نازل فرما کر یہ بھی بتا دیا کہ رسول اللہ صلعم کا فرمودہ شک و شبہ کا محل نہیں (ما ستثنا امور دنیوی) پس یہی تعامل زمانہ نبوی میں برابر رہا اور اب بھی ہے کہ حدیث مرفوع قابل حجت کی مقابل کسی اور کی سماعت نہیں کا ثنا من کان ہاں نبی صلعم نے اپنی مابعد کے لوگوں میں اختلاف آرا ہونے کو محسوس فرمایا جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے مَنْ یَّعِشْ مِنْکُمْ بَعْدِیْ فَسَیَرٰی اخْتِلَافًا کَثِیْرًا یعنے میری بعد جو زندہ رہیگا وہ بڑا اختلاف دیکھیگا تو آپ کو بطور حفظ ماتقدم ایک ایسے امر بتانے کی حاجت پڑی جو بعد زمانہ نبوی حبل المتین ہو اور جن کا اعتصام اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول سے ہٹنے نہ دے اور وہ امر دراصل اتباع صحابہ تھا کیونکہ خداوند کریم نے مختلف مقاموں میں انکی تحامد اور اوصاف بیان کیے ہیں اور یہ بھی فرمایا ہے واتبع سبیل من اناب الی اور دیتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی و نصلہ جھنم و ساءت مصیرا پس آپنے خدائی تعلیم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کو پیش رکھ کر اتباع و اطاعت صحابہ کو مابعد کو لوپر واجب اور

سلہ خاکسار پیش کار کو مراد سمجھتے ہیں سلا ایڈیٹر

اور ضروری قرار دیا اور اُس کی فہمائش و نصیحت کی فرمایا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواخذ یعنے جب تم اختلاف دیکھو تو میری سنت اور میرے خلفاء راشدین کی سنت پہ چلو اور اس کو کبھی نہ چھوڑو مشکوۃ شریف میں ہے عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین بعدی ابی بکر و عمر (ترجمہ) حذیفہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ تم میں کب تک ٹھہرونگا پس میرے بعد ابوبکر اور عمر کی پیروی کرنا۔ اور مشکوۃ میں ہے قال رسول اللہ صلعم ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ (ترجمہ حضرت صلعم نے فرمایا بیشک اللہ نے عمر کے دل و زبان پر حق بات رکھی ہے اور مشکوۃ میں ہی ہے لو کان بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب رضؓ یعنے حضرت صلعم نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتے تو عمر ہوتے اور امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا ہی عنقریب میری امت میں تہتر فرقے ہو جاوینگے وہ سب کے سب دوزخی ہونگے مگر ایک فرقہ نہ ہوگا صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کونسا فرقہ ہے فرمایا ما انا علیہ واصحابی یعنے جو میری طریقہ اور اصحاب کے طریقہ پر ہوگا انتہے اسی واسطے ہم کہتے ہیں کہ جب خیر القرون کا زمانہ ختم ہو چکا۔ اور شر القرون کا زمانہ آیا۔ تو حسب فرمان نبوی صحابہ کا دامن تھامنا چاہیے ہاں اسمیں بھی اہل حق کو کوئی شک نہیں کہ صحابہ میں تفاوت مراتب و درجات ہے سبھی ایک درجے کے نہیں اول درجہ میں شیخین ہیں اسیواسطے حضرت صلعم نے پر زور لفظوں میں صراحتاً فرمایا فاقتدوا بالذین بعدی ابی بکر و عمر یعنے میری بعد ابوبکر و عمر کی پیروی کرو درجہ دوم ختنین ہیں اور فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین میں یہ بھی داخل ہیں۔ درجہ سوم مابقی صحابہ ہیں اور ما انا علیہ واصحابی میں شامل ہاں بوقت اختلاف صحابہ جو قول نظر انصاف اور حق و تقوی و دین میں ارجح معلوم ہو وہی عمل میں ارجح رہیگا مگر ان سے باہر ہو کر اپنی نفس کو دخل دینا معیوب امر ہے۔ اور بقول حافظ ابن قیم مرحوم کے جسکو مولوی شنار اللہ نے بیان فرمایا ہے ناجائز ہے اسیواسطے حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ بعد زمانہ نبوی تابعین کو صحابہ کرام کا دامن تھامے رہنے کے لیے تاکید مزید کرتے تھے اور فرماتے من کان مستنا فلیستن بمن قد مات فان الحی لا تؤمن علیہ الفتنۃ اولئک اصحاب محمد کانوا افضل ھذہ الامۃ وابرھا قلوبا واعمقھا علما واقلھا تکلفا اختارھم اللہ لصحبۃ نبیہ ولاقامۃ دینہ فاعرفوا لھم فضلھم واتبعوھم علی اثرھم وتمسکوا بما استطعتم من اخلاقھم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وسیرهم فانهم کانوا علی الهدی المستقیم یعنے صحابہ کے طریقے پر چلو اسی میں امن ہے، یہ لوگ امت محمدیہ میں افضل تھے نیک دل بڑے علم والے بے تکلف لوگ تھے۔ افسوس اس زمانہ میں یہ اوصاف عنقا صفت ہیں) خدا تعالے نے انکو اپنے نبی کی صحبت اور دین کی اقامت کے لیے انتخاب کر لیا انکے فضل کو پہچانو انکے قدم بقدم چلو جہانتک ہو سکے انکے اخلاق اور سیر کے رنگ میں رنگ جاؤ یہ لوگ ہدایت مستقیم پر تھے۔ بعد صحابہ کے تابعین اور تبع تابعین کی پیروی ہے اور جو دینی باتیں صحابہ سے پتہ نہ لگیں ان میں انکی اتباع ضروری ہے حضرت صلعم نے فرمایا ہے اکرموا اصحابی فانهم خیارکم ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یظهر الکذب ازیں قبیل اور عبارتیں ہیں غرضکہ سلف صالحین کی اطاعت واجب اور ضروری ہے۔ شکر خدا کا کہ یہ مضمون خدا تعالے نے مولوی ثنا اللہ صاحب کے نوک قلم سے ہی نکلوا دیا ہے رسالہ اتباع سلف کے دیباچہ میں لکھتے ہیں (سلف صالحین انکی اطاعت سب مسلمانوں پر فرض ہے انکا اتباع رسول کا اتباع ہے) اور جناب حافظ عبد اللہ صاحب غازی پوری تفریظ فرماتے ہیں (پس درحقیقت سلف صالحین کی یہ اطاعت رسول اللہ صلعم کی اطاعت ہے اور رسول اللہ صلعم کی اطاعت درحقیقت اللہ تعالی کی اطاعت باستقلال ہے) ہاں یہ بات قابل یاد داشت ہے کہ اتباع سلف روایت اور درایت دونوں میں ضروری ہے یا محض روایت میں کیونکہ سلف صالحین کی درایت من القرآن والاحادیث جید اور زیادہ معتبر ہے نور الانوار میں موجود ہے فرای الصحابی اقوی من رای غیرهم لانهم شاهدوا الاحوال التنزیل واسرار الشریعة فلهم مزیة علی غیرهم اور اگر محض روایت میں ضروری ہے درایت میں نہیں تو حضرت صلعم کا تہتر فرقے بیان فرمانا اور فرقہ ناجیہ ما انا علیہ واصحابی کو بتانا کوئی معقول بات نہیں معلوم ہوتی دراصل یہ ہے کہ درایت ہی کے اعتبار سے تہتر فرقے ہوئے اور درایت صحابہ والا فرقہ ناجیہ قرار دیا گیا۔ اور درایت کی پیروی برابر خلف اہلسنت و الجماعت کرتے چلے آئے ہیں نہ یہ کہ سلف کو چھوڑ کر اپنے فہم و فراست کو دخل دیا ہو شاذ کالمعدوم جیسا مولوی ثنا اللہ صاحب سمجھ رہے ہیں اور کرنا چاہتے ہیں اور اپنی رسالہ کے متعدد مقامات میں خلف کا اختلاف سلف سے بتایا ہے حالانکہ ایسا نہیں غور کرنے پر وہ اختلاف ہی نہیں اگر بالتفصیل بتاؤں تو ایک رسالہ بن جاوے اور یہ بھی بتایا ہے کہ احناف روایت سلف کو مانتے ہیں مگر درایت کو نہیں لیکن میرا خیال ہے کہ وہ ہرگز ایسا

نہیں کرتے بلکہ دو ریات سلف میں سے بعض کو بعض پر ترجیح بتاتے ہیں اور وجہ ترجیح بیان کرتے ہیں ۱۲ مولوی ثناء اللہ صاحب اس آیت کریمہ کو نقل کرتے ہیں والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضي الله عنهم ورضوا عنه اور فرماتے ہیں یہ آیت بتلا رہی ہے کہ سلف صالحین کی پیروی جو خلف پر لازم ہے اور موجب رضا الٰہی ہے وہ اخلاص اور وفاداری میں ہے نہ جزئیات میں بھلا بتلائیے تو کس لفظ کے معنی اخلاص اور وفاداری کے لیے گئے کون لفظ اس معنے پر دلالت کرتا ہے کیا احسان کا لفظ سبحان اللہ اور نہ کوئی وجہ دلالت بیان کی گئی بلکہ مفسرین تو کچھ اور بولتے ہیں تفسیر جلالین میں ہے والذين اتبعوهم الى يوم القيمة باحسان فى العمل رضي الله عنهم بطاعته ورضوا عنه بثوابه بیضاوی میں ہے من اتبعوهم بالايمان والطاعة الى يوم القيمة اور خدا تعالے نے فرمایا ہے ويتبع غير سبيل المومنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا ان سے تو صاف ظاہر ہے کہ صحابہ کرام کے طریقے پر چلنا چاہیے اور نہ چلنے والے پر سخت وعید خداوندی ہے کہ ہم اس کو جہنم میں جھونکیں گے المؤمنين جو معہود بلام عہد ہے اسکے افراد کاملہ یہی حضرات ہیں پھر کیونکر ان کے متعلقے میں ہم اپنے کو دخل دے سکتے ہیں اور نہ کوئی عاقل یہ کہہ سکتا ہے کہ سبیل سے مراد وہی اخلاص اور وفاداری ہے اور بس اور اسی کے ترک پر جہنم میں جاویں گے جزئیات کو کچھ دخل نہیں ۱۲ فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين سے اتباع صحابہ کا وجوب ظاہر ہے اور نور الانوار کی اس عبارت کو والمعرفة اذا اعيدت معرفة كانت الثانية عين الاولى پیش کرنا اور اس سے یہ ثابت کرنا کہ یہاں دونوں سنت سے سنت نبوی مراد ہے ایک لاطائل امر ہے دیکھو نور الانوار میں خاص معرفہ یعنے معرفت لام کا حکم بیان کیا گیا ہے نہ عام معرفہ کا لگے کی عبارت ملاحظہ ہو لان اللام يشير الى معهود وذلك كونه سبق ومثال هاتين القاعدتين قوله تعالى فان مع العسر يسرا ان مع العسر يسرا اور اس حدیث میں لفظ سنت معرف باللام نہیں۔ ثانیا اہل علم پر ظاہر ہے کہ معرفہ جب بنی سابقہ حالت پر بلا تغیر و تبدل اعادہ کیا جاوے تو عین اول مراد ہوتا ہے اور یہاں ایسا نہیں یہاں تغائر اضافت ہے باوجود تغائر مضاف الیہ مضاف کتب اصول سنت ایک ہی ہے اور کیونکر ہو کیا جاء غلام زید وغلام بکر کا یہی مطلب لیں گے کہ دونوں غلام ایک ہی ہے اور وہی ایک آیا شاید یہی بات دل میں کھٹکتی ہو جو نور الانوار کی عبارت

منقولہ بالا کا ترجمہ مولوی صاحب نے یوں کیا ہے معرفہ جب دوبارہ معرفہ کی شکل میں آوے تو مصداق دونوں کا ایک ہوتا ہے حالانکہ صحیح ترجمہ یوں ہے معرفہ جب دوبارہ اسی طرح پر معرفہ رکھا آوے تو مصداق دونکا ایک ہوتا ہے مگر یہاں آپ قائل دلیل نہیں کما لا یخفی ثالثا نور الانوار میں اسی مقام پر یہ عبارت بھی لکھی ہے وقد تعاد المعرفة معرفة المغایرة کقولہ تعالی وھو الذی انزل الیکم الکتب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتاب پہلا وجود تغائر اضافت اسی پر کیوں نہ محمول کیا جاویگا۔ اور جسوقت ہم حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول خیال کرتے ہیں یعنی من کان مستنا فلیستن بمن قد مات تو فوراً پتہ لگتا ہے کہ سنۃ الخلفاء الراشدین سے مراد غیر سنت نبوی ہے ورنہ یوں صاف فرماتے من کان مستنا فلیستن بالنبی صلعم اگر یوں کہدیا جاوے کہ عبداللہ ابن مسعود صحابی نہیں سمجھے تو خیر اور حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم کو مولوی ثناء اللہ صاحب تسلیم کرتے ہیں مگر صرف اخلاص میں اقتدا مراد لیتے ہیں نہ جزئیات میں مگر یہ سراسر تحکم ہے کیا بلا جزئیات محض اخلاص سے لوگ ہدایت یاب ہو جائیں گے آپ نے ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام اہلحدیث کا مذہب) اسمیں یہ عبارت موجود ہے۔ اہلحدیث کا مذہب ہے کہ دین کے چار اصول ہیں۔ قرآن۔ حدیث۔ اجماع امت۔ قیاس مجتہد سوال یہ وارد ہوتا ہے کہ اب مولویصاحب اہلحدیث کا کیوں مذہب چھوڑتے ہیں اور یہ کہہ کر کہ قرآن اور حدیث میرا مذہب ہے اور بس کون مذہب اختیار کرنا چاہتے ہیں اور اس رسالہ میں آگے یہ عبارت بھی درج ہے۔ دیکھو اصول شاشی حسامی نور الانوار۔ توضیح تلویح مسلم الثبوت وغیرہ ان حوالجات کتب اصول سے جو امر مستنبط اور مفہوم ہوتا ہے وہی ہمارا مذہب ہے لیجئے اب نور الانوار ہی پر فیصلہ ہو جائے اور اس میں صحابہ اور تابعین کے باری میں جو اصول قرار دیا گیا ہے اسکو مان لیا جاوے صحابہ کے حق میں لکھا ہے تقلید الصحابی واجب یترک بہ القیاس اور اسکی وجہ بھی بیان کی ہے۔ اور تابعی کے حق میں ہر واما التابعی فان ظھرت فتواہ فی زمن للصحابة کثیر کان مثلھم عند البعض وھو الاصح فیجب تقلیدہ اور ان عبارات مذکورہ سے کہیں خصوصیت ذی داری اور اخلص بھی نہیں پائی جاتی بلکہ اسکے برعکس صراحتاً لکھا ہے فرای الصحابی اقوی من رای غیرھم لانھم شاھدوا الاحوال التنزیل واسرار الشریعة فھم خصوا بذلک علی غیرھم۔ اس سے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی رسالہ اتباع سلف میں لغزشیں ہوئی ہیں۔ لاریب فیہ ہے کہ جناب موصوف

عبداللہ غازی پوری کہنہ میٹھی (مجہ کو امور زوائد سے بحث نہیں) اور جناب مولینا ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کی گرفت بیجا نہیں جزاہ اللہ تعالیٰ عنا وعن سائر المسلمین واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

دستخط ابوالبرکات محمد برکت اللہ گیادی

نمبر دوم

تصدیق مولوی عبدالحکیم صاحب امام واعظ اہلحدیث پٹنہ صادق پوری

الجواب صحیح عندہ عبدالحکیم صادق پوری عفی عنہ ۱۹۔ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۹ھ

نمبر سوم

تصدیق وتحریر مولوی عبدالرحیم صاحب عظیم آبادی صادق پوری رئیس اعظم اہلحدیث پٹنہ

نحمدہ ونصلی للہ در المجیب ثم للہ در المجیب ما احسن ما اجاب مولوی عبدالرحیم صاحب نے اس تصدیق تحریر مولوی محمد ابوالبرکات صاحب کے علاوہ منفصل تحریر بھی تکذیب رسالہ اتباع سلف اتصدیق نصیحت نامہ نمبرہ میں ارقام فرمائی جو ذیل میں نقل کی جاتی ہے میری رائے میں متبوع بالذات ومطاع اصل ذات خداوند تعالیٰ ہے۔ کیونکہ وہ ہمارا خالق ہے اور میں اس کا مخلوق مجہ پر اسی کی اطاعت وحکم برداری فرض ہے اور محض اسی کی لا غیر اسکے بعد رسول اکرم صلعم کی کیونکہ مہبط وحی ہیں۔ مجہ پر جو کچھ حکم آیا ہے وہ انہی کے ذریعہ سے آیا ہے ان کو بفحوائے آیت کریمہ وما ینطق الھوی معصوم سمجھتا ہوں۔ درجہ سوم اتباع صحابہ بفحوائے حدیث شریف ما انا علیہ واصحابی واجب سمجھتا ہوں۔ جیسا آپ نے اسی رسالہ صفحہ ۲۰ کے آخر میں حافظ ابن قیم رح کا مذہب لکھا ہے ٹھیک وہی ہے اہلسنت والجماعت کا مذہب بھی یہی ہے۔ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اعلام الموقعین میں چھیالیس دلیلیں لکھی ہیں۔ اتباع صحابہ پر۔ مگر میری نزدیک اسکے اضعافا مضاعفہ موجود ہیں۔ از انجملہ سورہ فاتحہ جس کو ام القرآن کہتے ہیں۔ اس میں اللہ تعالےٰ نے ہم کو دعا کا طریقہ بتایا ہے اور فرمایا ہے کہ یوں دعا کیا کرو۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم پس پہلا جملہ تو دعا یہ ہے وہ خدا تعالےٰ سے سیدھی راہ طلب کرنا ہے۔ دوسرے جملہ کی کوئی

ضرورت نہین۔ کیونکہ خدا کو بتانا کہ سیدھی راہ وہ ہے بیہودہ کام ہے۔ اس آیت سے مطلوب ہم کو بتانا ہے کہ سیدھی راہ وہی ہے جس پر اَنعَمتَ عَلَیہِم کا عمل ہو رہا ہے اور انعمت علیہم کی تفصیل و تفسیر خداوند کریم نے خود دوسری جگہ فرمایا ہے من النبیین والصدیقین و الشہداء والصالحین پس نبی تو درجہ دوم میں آگئی اور درجہ سوم میں صدیق والشہداء و صالحین ہیں۔ اور اسکے فرد کامل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ پس کریمہ ہم کو بتا رہی ہے انکی اتباع کو فرض ولازم سمجھو۔ پس جبکہ حدیث صحیح و صریح موجود ہم کو اتباع رسول کرنا چاہیے لاغیر۔ اور جس جگہ کہ حدیث صریح نہ ہو اور وہ چند پہلو لئے ہوئے ہو اور وہاں درایت کی ضرورت ہے تو وہاں ہم کو درایت صحابہ ماننا پڑیگا اسی طرح پر جیسا کہ حافظ ابن قیم نے لکھا ہے اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے ویتبع غیر سبیل المومنین اس میں بھی المومنین کے الف ولام کیطرف خیال کیجیے تو آپ کو رمولوی ثناء اللہ کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ اس سے بھی یہی صحابہ کرام ہی مراد ہیں

انا العبد الراجی الی رحمۃ الکریم عبد الرحیم الزیدی الہاشمی ۱۲ شوال ۱۳۲۸ھ

نمبر چہارم

تحریر مولوی عبد الباسط صاحب مدرس اول مدرسہ اصلاح المسلمین پٹنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امور دین میں اتباع سلف صالحین جن کا صلاح و تقوی منصوص علیہ ہے ایسا امر ضروری و مہتم بالشان ہے کہ حضرت فخر الانبیا سید المرسلین صلعم بھی باوجود فخر رسالت کے اپنے سلف صالحین انبیاء سابقین کے اتباع کے لیے مخاطب و مامور ہے اُولٰئِکَ الَّذِینَ ھَدَی اللہُ فَبِھُدٰھُمُ اقتدہ جیسا کہ جناب رسول کریم صلعم نے اپنے سلف صالحین کے تبع ہے باتباع آپکے ہم لوگوں کو بھی اپنے سلف صالحین خصوصا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اتباع و اقتدا ضروری ہے من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکوا بہا وعضوا علیہا بالنواجذ ترک تقلید شخصی وعمل بالحدیث کا نام آزادی محض واطلاق عنان نہیں ہے شعر

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن کہ جاہا سپر باید انداختن

احقر انام محمد عبد الباسط عفی عنہ محلہ بانکی پور عرف کفایت حسین مدرس اول مدرسہ اصلاح المسلمین پٹنہ

نمبر پنجم

تحریر مولوی عبد الجلیل صاحب مدرس مدرسہ اصلاح المسلمین بمقام پٹنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد انی رایت کتابک المستطاب الذی صنفتہ فی تردید رسالہ اتباع السلف لاریب فیہ ولا ارتیاب فوجدتہ فی ابلاغ الحق کاملا من المکملات شکر اللہ سعیک وجعلہ وسیلۃ النجاۃ یوم الحساب وان کنت لابد سائلا عن حسنہ وقبحہ من صمیم قلبی فان کان کتابکم فی قول لین کان اشغف واحسن فی اتباع سنۃ خیر الناس العلماء ورثۃ الانبیاء وما بعث النبی الا لتمم لاحسن الاخلاق

عبد الجلیل عفی عنہ مدرس مدرسہ اصلاح المسلمین پٹنہ

نمبر ششم

تحریر مولوی محمد عبد اللہ صاحب افضل پور از مدرسہ اصلاح المسلمین پٹنہ

میری رای میں تبوع بالذات و مطاع اصل ذات باری تعالی ہے جیسے اُس نے خود اپنی کلام پاک میں فرمایا ہے ان الحکم الا للہ امر ان لا تعبدوا الا ایاہ دوسری درجہ میں رسول اللہ صلعم ہیں۔ کیونکہ وہ مہبط وحی ہیں انہیں پر حکم خداوندی اترا ہے مجھ کو حکم خداوندی معلوم کرنے کے لئے بجز اتباع واطاعت رسول چارہ نہیں۔ تیسرے درجہ اتباع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہے کیونکہ آیات قرآنی انکی زبان میں اتری انکے سامنے اتری وہ انکے لغات اسکے محاورات اسکے سابق اسکے لاحق سے خوب واقف تھے ان آیات پر جو عمل رسول اللہ صلعم نے کیا اسکو انہوں نے مشاہدہ کیا جو دوسرے کو ہرگز میسر نہیں کیونکہ الشاھد یری مالا یراہ الغائب سورہ فاتحہ میں انعمت علیہم سے مراد اور اسکے فوق کل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

اس آیت میں انکے راہ پر چلنے کی ہم کو ہدایت کی گئی ہے اور جسوقت آپسمیں علماؤں کے اختلاف ہو اسوقت ہم کو حکم ملا ہے کہ ما انا علیہ واصحابی کی راہ اختیار کریں جس نے اُس کو اختیار کیا وہ نجات پاگیا اور جو اس سے ہٹا وہ ہلاک ہوا۔ اور قرآن شریف میں آیا ہے ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم۔ المومنین میں الف لام عہد کا ہے جو صحابہ کرام کیطرف پھرتا ہے جو کوئی اسکے خلاف چلے گا وہ اہل جہنم ہوگا۔ کس قدر سخت وعید ہے اللھم اعذنا منھا۔ اتباع کے معنے پیچھے چلنے کے ہیں جو افعال جوارح میں سے ہے مراد انکی راہ رو روش ہے۔ نہ صرف اخلاص و وفاداری چنانچہ مولینا صدیق حسن خانصاحب مرحوم نے اپنی تفسیر فتح البیان میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے ویتبع غیر سبیل المومنین ای غیر طریقتھم وھو ما ھم علیہ من دین الاسلام والتمسک باحکامہ فی الاعتقاد والعمل والقول اور اسی کے موافق تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے ای غیر ما ھم علیہ من اعتقاد او عمل پس ہم کو نہایت حسرت ہے کہ اتباع کے معنے آپنے (مولوی ثناء اللہ کو سمجھے ہیں) اخلاص و وفاداری لکھا ہے اور جزئیات میں نہیں۔ لاحول آپ مجھ کو بتائیں کہ جزئیات میں نہیں آپنے کس آیت اور کس لفظ سے سمجھا اسکی نفی آپکو کہاں سے ملی براہ عنایت و کرم حوالہ قلم فرما دیں۔ اور آپ نے صفحہ پر بذیل آیہ کریمہ والسابقون الاولون یہ لکھا ہے (یہ آیت بتلا رہی ہے کہ سلف صالحین کی پیروی جو خلف پر لازم ہے اور موجب رضا الٰہی ہے وہ اخلاص و وفاداری میں ہے۔ حاشا وکلا ثم حاشا وکلا

شعر

ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی کین راہ کہ تو میروی ترکستانست

اے جناب یہ راستہ تو نیچریوں کا ہے جن کا موجد سید احمد خان گذرا ہے آپ اُنکے قدم بقدم چلنا چاہتے ہیں آپنے عربستان کا راستہ چھوڑ کر فرنگستان کا راستہ اختیار کیا ہے۔ اللہ اس سے بچائے اور آپنے صفحہ ۱۲ پر لکھا ہے (مگر زاد المعاد میں عمر کے فیصلوں پر ہنسی اڑاتے ہیں) اس تحریر پر آپکے بہت ہنسی آتی ہے کہ آپنے اس کا مطلب نہیں سمجھا ہے جناب وہ تو حدیث صریح صحیح کے مقابلہ میں حضرت عمر فاروق کا قول نہیں مانتے اور باقی ہر جگہ انکے اتباع کو واجب لازم جانتے ہیں۔ جیسا خود انہوں نے چھپا لیس دلیلوں سے ثابت کیا ہے وہاں وفاداری و اخلاص کا ذکر کہاں اور جزئیات کی نفی کہاں یہ تو آپکے دل کی بناوٹ ہے آپ خواہ مخواہ ہی اُنکے اقوال توڑ مروڑ کر اپنے مطلب کے موافق کیا چاہتے ہیں اور آپنے صفحہ ۷ پر

پر لکھا ہے لیکن اس کا علم ہم کو نہ ہوا تو اس سے عدم لازم نہیں آسکتا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اللھم انی اعوذ بک من مکائد النفس والشیطان

اے جناب ایسے احتمالات تو ہزاروں ہوسکتے ہیں۔ اور مثال مفصل کہہ سکتا ہے کہ شائد رسول اللہ صلعم نے کہا ہو۔ اور شاید صحابہ کرام نے کہا ہو۔ مگر ہم تک وہ حدیث نہیں پہنچی تو پھر دروازہ بدعت کا کھل گیا اور جو جی میں آئے سو کرے شتر بے مہار جدھر جاہے چلا جائے کوئی روٹوک نہیں۔ اے جناب اعمال جو محض دین ہے اس میں ہم کو اسی قدر عمل کرنا چاہیے جس قدر ثابت ہے مثلاً فجر کی سنت دو رکعت ثابت ہے اب کوئی چار رکعت پڑھے اور کہے کہ شائد رسول اللہ صلعم نے پڑھی ہو اور ہم تک وہ حدیث نہیں پہونچی یا صحابہ کرام نے پڑھی ہو اور ہم تک وہ اثر نہیں پہنچا ہو یہ کہنا ہرگز شرعاً جائز نہیں جس قدر ثابت ہے وہ کرو اور جو ثابت نہیں مت کرو اور اگر کوئی کرے تو اس کا نام بدعت ہے

واما العبد المذنب الواہ محمد عبدالفضل پوری از مدرسہ اصلاح المسلمین پٹنہ

نمبر ہفتم

تحریر مولوی غلام حسن صاحب سیالکوٹی استاذ مولوی ابراہیم ثانی اثنین مولوی ثناء اللہ

رسالہ اشاعۃ السنۃ مؤلفہ مولینا ابو سعید محمد حسین صاحب کو جو بجواب اتباع سلف مصنفہ مولوی ثناء اللہ صاحب ہے مینے اوقات مختلفہ میں پڑھا تحقیق پر مبنی پایا مدلل بدلائل صحیحہ بر مذہب سلف صالحین و فقہاء محدثین رحمہم اللہ کو دیکھا اللہ عزوجل مصنف کو جزائے خیر مرحمت فرمائے اور اسکے پڑھنے والوں کو اس سے مستفید فرمائے

حررہ ابو عبداللہ غلام حسن سیالکوٹی۔

نمبر ہشتم

تحریر مولوی محمد حسین صاحب نہاروی مدرس مدرسہ تقویۃ الایمان ہرسر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وكفى والسلام على عباده الذين اصطفى اقول وبالله التوفيق لا شك فى ان ما حرره مؤلف اشاعة السنة من ان رواية الصحابة ودرايتهم مقبولة فهو حقيق وعليه اجماع الامة وهو عقيدة اهل السنة كيف وقد قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عليكم باصحابى الحديث بلا فرق بين الرواية والدراية وقال فقه الامة عبد الله بن مسعود من كان مستنا فليستن بمن قد مات فان الحى لا تومن عليه الفتنة اولئك اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم كانوا عميقها علما وابرها قلوبها واقلها تكلفا اختارهم الله لصحبة نبيه فاعرفوا لهم فضلهم واتبعوا اثرهم اولئك على الهدى المستقيم وان ما كتبه مصنف رسالة اتباع السلف من قبول رواية الصحابة دون درايتهم فهو قول مبتدع محدث فى الاسلام ومثل هذا القول من هذا القائل ليست هو اول قارورة كسرت فى الاسلام فيا معشر المسلمين عليكم بالاجتناب عن مثل هذا القول المحدث المخترع الذى لا اصل له من الاحاديث النبوية وعليكم بالتمسك برواية الصحابة ودرايتهم رضى الله عنه ورضوا عنه

انا المفتقر الى الله الغنى محمد حسين الهزاروى مدرس مدرسه تقوية الاسلام ارتسر

نمبر نہم

تحریر مولوی عبد العزیز صاحب قلعہ میہان سنگھ جنہوں نے اتباع سلف ثناء اللہ پر تقریظ لکھی تو مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی نے بذریعہ خط انکو غلطی پر تنبیہ کیا اسکے جواب مین انہوں نے بنام مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی خط منقول ذیل لکھا اس میں اپنی تقریظ سے گویا رجوع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

الحمد للہ کہ آپ نے مجھے کمال رافت و محبت سے میری غلطی پر آگاہ کیا۔ بیشک بموجب فرمان نبوی الدین النصیحۃ۔ دین اسی کا نام ہے۔ مجھے مصنف رسالہ (اتباع سلف) کی علت غائی کا کوئی علم نہ تھا میرا عقیدہ ہے کہ جہاں حدیث مرفوع ملجاوے وہاں اثر موقوف بھی جو اسکے مقابل ہو حجت نہیں۔ چہ جائیکہ دیگر ائمہ دین کے اقوال یا افعال حجت ہوں اور یہ میرا عقیدہ ہرگز نہیں۔ کہ بمقابلہ سلف صالحین کے اقوال یا افعال حجت سمجھوں۔ بلکہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ درصورت نہ ملنے حجت کے قرآن و حدیث سے سلف صالحین کا اتباع کیا جاوے اور خلف کے حجج کیطرف خیال نہ کیا جاوے میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو بہ سبب ان غلطیوں کے جو انہوں نے تفسیر میں کی ہیں غلطی پر سمجھتا ہوں۔ میں اس تفسیر کو صحیح جانتا ہوں جو سلف صالحین سے معرض تحریر میں آئی۔ نہ وہ تفسیر جو اس زمانہ میں بعض مفسرین اپنی رائے باطلہ سے لکھتے ہیں۔ انتہی (عبدالعزیز از قلعہ میہاں سنگھ)

نمبر دہم

تحریر مولوی عبدالحق صاحب غزنوی مباہل مرزا قادیانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو کچھ کہ مولوی صاحب نے (فکر کو مراد رکھتے ہیں) وجوب اتباع سلف و خیر القرون کی لکھا ہے وہ بالکل حق اور صواب ہے جس نے سلف کی تابعداری کو چھوڑ دیا وہ اس حدیث کا مصداق ہے من شذ شذ فی النار۔ قیل یا بشیر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ

(حررہ عبدالحق الغزنوی)

نمبر یازدہم

تحریر مولوی عبدالمجید صاحب ہزاروی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ اتباع سلف میں مولوی ثناء اللہ نے اکثر جگہ سلف صالحین کے برخلاف لکھا ہے مگر مولوی محمد حسین صاحب نے مولوی عبدالحق صاحب سے اس کا اظہار بلفظہ خوب انصاف سے لکھا ہے جزاہما اللہ خیرا۔

میں کہتا ہون ایسا شخص کب متبع سلف اور اس کی تصنیف موافق سلف کے ہو سکتی ہے جو بڑی فخر و گستاخی سے کہتا ہے کہ قرآن کی تفسیر صحابہ سے اگر ہماری تفسیر کے برخلاف ہو تو ہمارے پر حجت نہین نحن رجال وھم رجال اور لکھتا ہے صحابہ کی درایت معتبر نہیں۔ یعنے ابوبکر صدیق، عمر فاروق وغیر صحابہ کرام کا فہم و درایت ثناء اللہ کی درایت پر کچھ فوقیت نہیں رکھتی سبحان اللہ کیا عجب دعوی اتباع سلف ہے۔ اب ناظرین خود انصاف کریں کہ یہ شخص متبع سلف ہے یا متبع ہوا۔ میں لہ مسلمانوں کی خیر خواہی کے واسطے آگاہ کرتا ہوں کہ اس نام کے اہلحدیث یعنے جو فروش گندم نما کے دھوکہ میں آکر اپنے ایمان کو ضایع نہ کریں۔ وما علینا الا البلاغ

عبدالمجید ہزاروی

نمبر دوازدہم

خط مولوی شمس الحق صاحب مرحوم عظیم آبادی جو بنام مولوی عبدالجبار صاحب مرحوم لکھا

میرا خیال ہمیشہ سے متعلق امامت کے یہ ہے کہ اقتدا خلف اہل البدع واہل الالحاد جائز نہین ہے۔ اور متعلق اتباع سلف کے یہ خیال ہے کہ جہاں پر آثار سلفیہ معارض نصوص کے ہوں وہاں پر آثار حجت نہین اور جس مسئلہ کا احادیث مرفوعہ میں کچھ نشان نہیں ملتا ہے مگر آثار صحابہ میں اس کا نشان ہے وہاں پر وہی اثر قابل احتجاج ہے اور تفسیر صحابہ مقدم ہے تفسیر اہل لغت سے کما صرح بذالک الشیخ ابن القیم فی الصواعق المرسلۃ پس اس بارہ میں میرا وہی مسلک ہے جو شیخ الاسلام و ابن القیم کا مسلک ہے ہم کو مسئلہ اتباع سلف میں آپکے ساتھ اور جناب مولوی محمد حسین صاحب کے ساتھ پورا اتفاق ہے اور یہی مسلک شیخنا العلامہ الدہلوی رح کا تھا۔

دعا جز محمد شمس الحق عفی عنہ از ڈیانواں ضلع پٹنہ ڈاکخانہ کراے پرسرے ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۲۸ ہجری

نمبر سیزدہم

تحریر مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی مرحوم

خاکسار نے مولوی ثناء اللہ صاحب کا رسالہ اتباع سلف بھی دیکھا اور اس کا رد اشاعۃ السنۃ مولوی محمد حسین صاحب کا بھی دیکھا معلوم ہوا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے رسالہ کی

بنا ان کی مذہب اصول اہل ہوا و بدعت ہے، اور اشاعۃ السنۃ کی بنا۔ اس مسئلہ میں اوپر اصول اہل سنت و جماعت کے ہے۔ ان کل کے اہل ہوا نیچریہ مرزائیہ۔ چکڑالویہ اسی اصل سے صراط مستقیم جو راستہ انعمت علیہم صحابہ کرام کا ہے چھوڑ کر صحابہ کرام کی درایت و فقاہت معتبر نہیں جانتے ہیں۔ اور اپنے اہوا رباطلہ و آرار ردیہ کو انکی درایت پر مقدم کرتے ہیں۔ میرے فہم میں فرقہ ثنویہ (یعنے ثنائیہ) فرقہ چکڑالویہ کے چھوٹے بھائی ہیں ھداھم اللہ الی السنۃ السنیۃ ونجاھم عن ھذہ البدع المضلۃ الردیۃ بحکم آیت کریمہ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا و حدیث صحیح علیکم باصحابی فانہ الذین یلونھم ثم الذین یلونھم جن کو نص صریح نہ ہو اتباع خیر القرون واجب ہے اور کی مخالفت اگر یہ تفسیر آیت و شرح حدیث میں ہو بدعت و ضلالت ہے اسی واسطے [illegible] کہا ہے یعنے حدیث و صحابہ کے تابعدار یہ نام حدیث ما انا علیہ واصحابی سے لیا ہے جو لوگ صحابہ کے اتباع واجب نہیں جانتے وہ آیت کریمہ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین و حدیث ما انا علیہ واصحابی و حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین کے نمبر اول کے فقروں ومن یشاقق الرسول۔ ما انا علیہ وعلیکم بسنتی کے اقراری ہیں اور نمبر ۲ کے فقروں (ویتبع غیر سبیل المومنین) واصحابی وسنۃ الخلفاء الراشدین سے انکاری ہیں فاولئک ھم اللہ اپنے آپ کو آیہ کریمہ افتومنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کے مصداق بناتے ہیں واللہ اعلم

(عبدالجبار غزنوی عفی عنہ)

نمبر چہاردہم

تحریر مولوی عبدالغفور صاحب غزنوی

اس عاجز نے شذرا للہ امرتسری کا رسالہ اتباع السلف دیکھا فی الواقع یہ رسالہ اہل بدع کی اصول پر مبنی ہے۔ تمام اہل بدع والحاد کے قدیما و حدیثا یہی اصول ہیں کہ قرآن مجید کی تفسیر اپنے رای سے صحابہ کرام کے خلاف کرتے ہیں اور حقیقت میں یہی فرق ہے درمیان سبیل اہل

بدعت وسبیل اہل سنت وجماعت کے۔ خاص اہلسنت وجماعت کا راستہ سبیل اللہ ہے۔ باقی سب اہل بدعت کے رستہ پر ایک شیطان ہے چنانچہ صحیح حدیث میں وارد ہے فذہ سبل علی کل سبیل منہا شیطان یدعوا الیہ الحدیث مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سبل سے اہل بدع کے راستے مراد ہیں (عبد الغفور غفرلہ نوی عفا اللہ عنہ)

نمبر پانزدہم

تحریر مولوی محمد حسن صاحب مدرس اول مدرسہ نعمانیہ امرتسر

ایہا الاخ ماذکرہ مؤلف اشاعۃ السنۃ من اتباع السلف فی الروایۃ والدرایۃ فہو صحیح بل واجب علی کل مسلم فی کل حال وماذکرہ صاحب الرسالۃ المسماۃ باتباع السلف من الاتباع فی الروایۃ دون الدرایۃ فہو غلط صریح وراس کل خطیئۃ واول منزل من منازل الالحاد

راقم الزمن محمد حسن المدرس الاول بمدرسۃ النعمانیۃ الواقعۃ فی الامرتسر

نمبر شانزدہم

تحریر مولوی ہدایت اللہ صاحب امام مسجد اہل حدیث اولپنڈی

مولینا وبانی فضل اولنا مولوی ابو سید محمد حسین بٹالوی افضل علمار دیار خود کا رسالہ موسومہ بہ نصیحت نامہ نمبر ۵ بنام مولوی ثنار اللہ متعلق اتباع سلف اس عاجز نے اول سے آخر تک ایکسبار دیکھا ایسا پسند آیا کہ گویا مولینا صاحب ہو صوف نے اس عاجز کے دل کی بات لکھی ہیں جزاہ اللہ تعالی احسن الجزاء ما انہ ہر بندہ کا منصب نہیں ہے کہ اہل علم وفضل کی خدمت میں عرض کچھ عرض کرے انکے سوا دوسرے بزرگان دینی کی خدمت میں آسان آسان لفظوں میں چند باتیں عرض کرتا ہے۔ امید ہے کہ توجہ سے سنیں گے۔ ہر مومن کو یہ عقیدہ رکھنا اہم فرض ہے کہ جیسا محمد رسول اللہ صلعم نے اللہ تعالی کی باتوں کو سمجھا ہے دوسرا شخص ایسا نہیں سمجھ سکتا اور جیسا آپکے وقت کے مسلمانوں نے آپ کو دیکھکر اور آپ ہی سنکر اور عمر بھر آپکی صحبت میں رہکر سمجھا ہے دوسرا شخص اس طرح کا جس کی بولی بھی وہی ہو جو آپ کی بولی ہے مگر آپ کے

پیچھے پیدا ہوا وہ ہرگز ایسا نہیں سمجھ سکتا۔ اور جس کی بولی عربی نہ ہو وہ انکے برابر کیونکر سمجھ سکتا ہے ہرگز نہیں۔ آموختہ زبان مادری زبان کے برابر کبھی نہیں ہوسکتی۔ اب تیرہ سو برس کے بعد ہندی آدمی خاص کر جسکے قوی مدرکہ کئی طرف مشغول ہوں سب کو جواب دے کر شتر بے مہار بنجائے اگر اُسکے دل میں کوئی روگ نہیں تو اور کیا ہے۔ (خاکسار ہدایت اللہ امام مسجد ... اولپنڈی)

مولوی ہدایت اللہ صاحب نے عبدالحق سیالکوٹی کے رسالہ کی تقریظ میں عبارت اتباع سلف نقل کرکے لکھا ہے۔ اگر یہ رسالہ اس قسم کا ہے تو مصنف کے تفاق کی دلیل ہے کوئی ذی علم اسکو قبول نہ کریگا۔ کالائی بدبرش خاوند باید دانست نمبر مفدہم (اکتبہ المعتصم بحبل اللہ ہدایت اللہ)

تحریر مولوی عبدالاحد صاحب خانپوری

اما بعد پس چونکہ مولینا مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی صاحب نے اس رسالہ نصیحت نامہ میں اظہار اعتقاد بدعتی اہل بدعت کے رد میں لکھا عین حق وصواب ہے۔ اور یہی مذہب ہے تمام ائمہ اور علماء سنت کا کہ اجماع واتفاق صحابہ کا حجت معصومہ ہے۔ اور جب صحابہ کسی آیت کے معنے میں یا کسی مسئلہ میں مختلف ہوں تو بعض صحابہ کا قول اختیار کریں جو من جیث الدلیل راجح معلوم ہوا اور تمام اقوال صحابہ سے کسی مسئلہ میں عدا نکلنا حرام قطعی ہے ورنہ لازم آئے گا خلو تمام عصر صحابہ کا حق سے اور اس کا کوئی قائل نہیں بخلاف منافقین اہل ہوا کے کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم اعلم وافقہ واورع واحرص الناس ہیں ہدایت اور حق پر اور احفظ الناس ہیں واسطے دین متین کے باتفاق ائمہ سنت کے کوئی اس میں مخالف نہیں اور باوجود اسکے وہ رضوان اللہ علیہم اہل لسان افصح وابلغ ہیں جو وہ لغت قرآن و حدیث کو سمجھتے ہیں غیر انکے نہیں سمجھ سکتے۔ اور باوجود اسکے وہ بلاواسطہ مشافہ رسول اللہ صلعم سے سنتے اور پوچھتے اور بروقت کے وحی اُترتی اور قرآن نازل ہوتا۔ اور وہ بلاواسطہ شاگرد ہیں حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے پس انہوں نے کوئی دقیقہ حق وہدایت کا ثنا اللہ کے واسطے باقی نہیں چھوڑا کہ وہ اس سے محروم رہے ہوں۔ اور ثنا اللہ پنجابی کشمیری الاصل فائز اور کامیاب ہوا اُس حق کے ساتھ اسمیں امید ہی کہ کفار بھی شک نکریں گے۔ پس مسلمان کس طرح شک کرینگے۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے تمام قرآن مجید لفظاً ومعناً بلاواسطہ رسول اللہ صلعم سے پڑھا۔ چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے فتاوی کے جلد اول صفحہ ۳۱۹ سطر ۳ میں فرمایا بحث قرآت میں آپ نے ثنا اللہ کے واسطے نصیحت نامہ لکھا لیکن اُس کا ہدایت کی طرف آنا مشکل کیونکہ بہ حکم آیت

فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبھم اور یکم ویتبع غیر سبیل للو منین نولہ ما تولی اسکے دل کو اللہ عزوجل نے حق سے پھیر دیا ہے بسبب زیغ وشقاق کے اور اپنی طرف سے دھکیل دیا ہے اسواسطے کہ وہ متبع غیر سبیل المومنین ہے۔ اور علمائے السنت وحدیث سالہا سال سے اس کو سمجھاتے ہیں۔ لیکن وہ باوجود قصور علم وفہم کے بسبب استکبار کے نہیں سمجھتا۔ بلکہ علماء وعظماء اہل سنت کی ہتک کرتا ہے۔ بلکہ وہ مقلدین جامدین اہل بدعت سے بدتر ہے کیونکہ اُنکی گمراہی غلو فی التعظیم کے سبب سے ہی بمنزلہ خام کے جو صلاحیت پختہ ہونے کی رکھتا ہے کیونکہ وہ تفریط وتقصیر میں ہیں۔ اور ثنا ء اللہ کی گمراہی بسبب اعتقادی والحاد وافراط وبے باکی کے ہی بمنزلہ محترق وجلی ہوئی چیز کے کہ اصلا صلاحیت درستی واصلاح کی نہیں رکھتا۔ اور اپنے بزرگوں وشیوخ واساتذہ کی سوء ادبی کرتا ہے اور اللہ عزوجل ورسول اللہ صلعم کی کلام کی تحریف کرنے میں ایک ذرہ اسکے دل میں خوف نہیں آتا۔ ایسوں کو آپکی نصیحت کیا اثر کرے گی۔ البتہ اور وں کے واسطے آپکی نصیحت نہایت مفید ہے اور یہ آپکا بڑا عمل صالح ہے جزاکم اللہ فی الدارین خیرا۔

(کتبہ احقر العباد عبدالاحد خان پوری عفی عنہ حال مقیم راولپنڈی)

نمبر شہر دہم

تحریر مولوی قاضی محمد صاحب خان پوری برادر مولوی عبدالاحد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین اما بعد پس مذہب ائمہ اربعہ وغیرہم جمیع علماء سنت کا یہی ہے کہ قول صحابہ کا حجت شرعیہ ہے اور جب صحابہ مختلف ہوں تو اس اختلاف کو اللہ ورسول اللہ صلعم کیطرف رد کیا جاوے جو موافق ہو وحیین کے اسپر عمل کیا جاوے اور اپنی طرف سے قول بتدع نکالنا حرام ہے چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاوی کی جلد اول صفحہ ۲۰۵ مطبوعہ مصر میں فرمایا۔

فصل

واما قول الصحابة فان انتشرت ولم تتنازع فی زمانهم فهی حجة عند جماهیر العلماء وان تنازعوا رد ما تنازعوا فیه الی الله والرسول ولم یکن قول بعضهم حجة مع مخالفة بعضهم له باتفاق العلماء وان قال بعضهم قولا ولم یقال بعضهم خلافه

ولم ینشاترفهذا فیه نزاع وجمهور العلماء یحتجون به کابی حنیفة ومالك واحمد فی المشهور عنه والشافعی فی احد قولیه وفی کتبه الجدیدة الاحتجاج بمثل ذلك فی غیر موضع ولکن من الناس من یقول هذا هو القول القدیم (العبد محمد خان پوری غفرلہ)

نمبر نوزدہم

تحریر مولوی محمد صاحب کیچہ مکرانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیشک ہو اس رسالہ نصیحت نامہ میں لکھا ہے حق ہے اور اتباع خیر قرون وسلف امت کی ضروری ہے دین میں اور ابتداع فی الدین حرام ہے اور قول صحابی کا حجت ہے اہلسنت وجماعت کے نزدیک برخلاف اہل ہوا کے اور فرق درمیان اہلسنت واہل بدعت کے یہی ہے خصوصا ہم حنفیوں کے نزدیک تو قول صحابی کا حجت ہے واجب ہے تقلید اس کی چنانچہ شامی جلد اول صفحہ ۴۱ سطر ۲۲ طبع مصر طبع میمنیہ میں لکھا ہے والحاصل ان قول الصحابی حجة یجب تقلیده عندنا اذا لم ینیفه نبی آخر من السنة انتہی اور صفحہ ۳۱ جلد اول سطر ۱۹ میں لکھا کل خیر فی اتباع من سلف پس مولوی صاحب اللہ تعالیٰ حضرت کو خطا اور غلطی پر ہے اس سے اس کو توبہ ورجوع کرنا چاہیے اور اس رجوع میں اسکو دین اور دنیا کی عزت ہے چنانچہ ہمیشہ ائمہ دین اپنی غلطی سے رجوع کرتے رہے ہیں اور یہی علامت اہل حق ہے برخلاف اہل ہوا کے چنانچہ شیخ الاسلام نے اپنے فتاوی کی جلد ۲ صفحہ ۴۳۹ میں فرمایا فقال ابوحنیفة هذا رائی فمن جاء برای خیر منه قبلناه ورفضنا رایه اخذ اعلم اصحابه ابویوسف اتی مالکا فسأله عن مسئلة العصاع وصدقة الخضروات ومسئلة الاجناس فی اجناسه فقال مالك بما یدل علی السنة فی ذلك فقال رجعت الی قوله نیا ابا عبد الله اور جلد دوم صفحہ ۳۷۶ میں فرمایا واجسامهم جبهة قاطعة وتنازعهم رحمة وسعة انتہی

نمبر بیستم

(العبد محمد کچھکرانی ساکن ڈیرہ اسمٰعیل)

تصدیق مولوی غلام حسن صاحب مفتی القضاۃ

وکذا الذی اقول (غلام حسن ساکن ڈیرہ اسمٰعیل)

نمبر بست و چہارم

تصدیق پیر فقیر شاہ راولپنڈی

ما فی الرسالۃ صحیح موافق لاہل السنۃ والجماعۃ

(العبد پیر فقیر شاہ ساکن شہر راولپنڈی)

نمبر بست و دوم

تحریر مولوی فقیر اللہ صاحب پنجابی مدرس علاقہ (حیدرآباد)

جناب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب نے مولوی ثناء اللہ کشمیری کے رسالہ غلط و برعکس نام اتباع سلف کے رد جواب میں جو مضمون ارقام فرمایا ہے بہت صحیح اور بجا اور یہی جادۂ فرقہ ناجیہ اہل ہدیٰ و مابہ الامتیاز بینہم و بین اہل باطل و شقی ہے اسی طرح وجوب مطلق تقلید بالعموم اور عدم جواز تقلیہ مجتہد معین باعتقاد وجوب اور بالمقابلہ نص کے باری میں بھی آپکا مضمون مدلل و صحیح ہے اور ثناء اللہ باوجود کم علمی و بدفہمی کے اُنکے مقابلہ میں صرف مغالطہ و عام فریبی و ضد و عناد و فساد و کجروی سے کام لیتا اور فرق ضالہ معتزلہ وغیرہ کی چال چلتا ہے اور عوام و بے سمجھ اہلحدیث کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اور اہلسنت والجماعت کے اعتقاد و عمل و نہج و طرز استدلال کے مخالف اور اُنکے مخالفین زائغین ضالین غالیں کے موافق ہے اور اسکے رسالہ کے مصدقین یا تو اُس دھوکہ فریب میں آگئے ہیں یا مسئلہ اجماع و تقلید کو غلط سمجھ کر اس کی تحقیق کی توفیق نہیں پاتے اور اسمیں غور و تدبر و خوض کرنے سے اعراض و اغماض کرتے ہیں۔

(حررہ الراجی رحمۃ اللہ فقیر اللہ از مقام پیارم پیٹ علاقہ مدراس)

نمبر بست و سوم

تحریر مولوی محمد بشیر صاحب سنگلوری

اما بعد مسئلہ اجماع سلف کا حجت شرعی ہونا جیسا کہ جناب مولینا مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب فاضل لاہوری نے اشاعۃ السنۃ جلد ۲۲ نمبر ۱۱ و ۱۲ میں زیب رقم فرمایا ہی واقعی بلاشک صحیح و بلاریب قوی ہے مجھ کو اُسکے ساتھ اس مضمون میں توافق اور اُنکے مخالف کے

ساتھ اسکے خلاف میں جو گمراہی کھلی ہے تخالف کلی ہے۔

(حررہ ابوالحسن محمد بشیر بنگلوری مدراسی)

نمبر بست وچہارم

تحریر مولوی فضل اللہ صاحب ساکن وانم باڑی علاقہ مدراس

جناب مولینا مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب دام مجدہم نے مولوی ثنار اللہ صاحب کے رسالہ اتباع سلف کا جواب جو آپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں دیا ہے مجھے اُسکے ساتھ اتحاد واتفاق کلی ہے۔ مولوی ثنار اللہ صاحب اور اسکے ہم خیال وہم اعتقاد لوگ سلف صالحین کے اتباع سے دست بردار ہونے کی وجہ سے اہل زیغ وباطل میں داخل اور اہلسنت والجماعت سے خارج ہوگئے ہیں ھداھم اللہ تعالی الی طریق السداد والصواب وجعلھم متبعین السلف الصالح واخرجھم من الظلمت والغیائب ونور قلوبھم بنور الاتباع وزرقھم حسن المآب (حررہ الراجی رحمۃ اللہ محمد فضل اللہ وانمباڑی علاقہ مدراس

نمبر بست وپنجم

تحریر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کوئمتوڑی علاقہ (مدراس)

اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ و ۱۲ جلد ۲۲ میں مولوی ثنار اللہ صاحب کا جو جواب دیا گیا اور اتباع سلف کو ثابت کیا گیا ہے یہی طریقہ ائمہ دین فقہاء ومحدثین وسلف صالحین کا تھا۔ اُس کا خلاف سراسر گمراہی وضلالت ہے وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدٰانَا اللّٰهُ (حررہ العبد الذلیل محمد اسمٰعیل کوئمتوڑی علاقہ مدراس)

نمبر بست وششم

تحریر مولوی رسولخان صاحب بنگلوری

حضرت مولینا مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے مولوی ثنار اللہ صاحب کے رسالہ اتباع سلف کا رد اور اس کا قلع وقمع جو کیا ہے بہت ہی عمدہ وصحیح ہے۔ بیشک یہی شاہراہ محمدی ہے یہی اہلسنت والجماعت کے مذہب کا خلاصہ اور مابہ الفرق اصحاب ضلالۃ وغوایہ سے ہے

سکے برخلاف اعتقاد رکھنا بیچارہ دفرق ضالہ کی چال چلنی کا نتیجہ لازمہ ہے افسوس صد افسوس ان حضرات علماء پر ہے جو اہلحدیث کے علماء کہلا کر ایک خود پسند کے مقلد بن گئے ہیں۔ افسوس کہ آجکل ائمہ دین کی تقلید سے تو وحشت و نفرت ہو رہی ہے اور مگر اہونکی تقلید اختیار کی ہے۔

نمبر بست و ہفتم (از رسوخان بن علی بنگلوری)

تحریر مولوی نجم الدین صاحب العلوی العباسی الدریالوی

رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱-۱۲ جلد ۲۲ نصیحت نامہ نمبر ۵ بنام مولوی ثناء اللہ متعلق اتباع سلف کو شروع اول سے آخر تک بغور مطالعہ کیا اسکو اپنے موضوع میں نہایت موزون پایا۔ فی الواقعہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے رسالہ اتباع سلف میں نہایت ابلہ فریبی سے کام لیا ہے۔ عبارات کتب کی از حد قطع و برید کی ہے جب خداوند تعالی کا خوف انسان کے دل سے چلا جاتا ہے اور خود غرضی آجاتی ہے تو ایسا ہی کیا کرتا ہے استحقاق حق اس کا مقصود نہیں رہتا ولیست باول قادودۃ کسرت فی الاسلام اس طریقہ کے بہت لوگ پہلے گذر چکے ہیں۔ ہمارے اور سلف کے اجتہاد میں فرق ہے کہ ایک شخص نے متصل بہ غروب آفتاب ایک چیز کی شناخت اور امتیاز کر لیا اور دوسرے نے نہایت تاریکی شب کے وقت خصوصا جبکہ ہر ایک طرف سے ابر محیط افق ہوا وے چیز کے امتیاز کا خیال کیا۔ بھلا کوئی عقلمند انکو مساوی کہے گا۔ ہرگز ایسا نہیں۔ کیا ایسے وقت وہ خاک تمیز کر یگا آفتاب سالت علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے غروب کے وقت متصل ہی درجہ بدرجہ صحابہ تابعین تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین حسب ضرورت اجتہاد کیا اور ہم لوگ تیرہ سو برس بعد [illegible] القرون میں سے تھا اور یہ زمانہ شریف [illegible] ہے۔ اجتہاد کا مقابلہ تب ہو سکتا ہے جب اوصاف مجتہدین میں مساوات ہو اب وہ مجتہد مطلق خود ہی بنظر انصاف اپنی علماء اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے علم سے مقابلہ کریں اور فہم ثاقب و دریافت و اخلاص دیانت و زہد و ورع حلال و اتقاء شبہات و اجتناب محرمات و بدعات وغیرہ امور کا موازنہ کریں تو حقیقت [illegible] کی روز روشن اور شب تاریک کی طرح سے مقابل منکشف ہو جائے گی ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اللهم اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم و لا الضالين آمين (کتبہ محمد نجم الدین العلوی العباسی الدریالوی عفی عنہ)

نمبر بست و ہشتم

تحریر مولوی احمد الدین صاحب الدریالوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

ایسا ہی ہمیشہ ہمیں صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھے اور ہمیں اتباع سلف کو جیسے اکثر مقامات سے دیکھا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کی ابلہ فریبی کو دیکھ کر یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ انکو سلف صالحین کا اتباع نصیب کرے اور انکے اجتہادات کو بنظر محبت دیکھیں اور انہیں کو اپنا مقتدی و پیشوا تصور کریں

(کتبہ احمد الدین الدریالوی عفی عنہ)

نمبر بست و نہم

تحریر مولوی ابو داؤد عبد اللہ صاحب مالک داؤدی شفاخانہ بمبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جماعت اہلحدیث کے نامور بزرگ جناب مولانا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا نصیحت نامہ نمبر ۱ جو آپنے اتباع سلف کے متعلق بنام مولوی ثناء اللہ صاحب شائع فرمایا۔ واقعی نصیحت نامہ ورالدین النصیحۃ کا پورا نقشہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے قومی بنا دینے کی ہزار دولتوں سے روز افزوں برکت بخشے جنکی عزیز زندگی ہماری روحانی عارضوں کی تشخیص و علاج اور اجتہاد تدبیروں پر وقف ہو چکی ہے۔ بچوں بڑوں سے ذرا اعراض کیا تو بہی شرماتے ہیں۔ لیکن اگر مولینا الحق مزکی مرارت کو ملحوظ رکھ کر کچھ اسمیں شیرینی کلام کا تکلف اضافہ کر دیتے تو اور بھی کیا اچھا ہوتا۔ کیونکہ مصلحانہ برتاؤ شریعت محمدیہ میں مطلوب ہے۔ احقر نے جب رسالہ اتباع سلف کو دیکھا مؤلف معاصب کو فوراً پہچان لیا۔ اور یہ بھی کہا کہ انتہ فهو الساد س وما ضاها فبانسمة الی الصبا بالعمل تامل یا باہ والقول ما قالت حذام (ابن القیم) اور یہ بھی لکھا تھا کہ صفحہ ۱۲ میں عبارت [illegible]

مخالف آواز کو تقاریظ میں جگہ ہی نہ ملی۔

(ابوداؤد عبداللہ مالک داؤدی خدام خانہ ببر کھائی ڈاکخانہ چوہدار ضلع لائلپور)

تمبر سی اھم

تحریر حکیم ابوتراب مولوی عبدالحق صاحب امرتسری

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد واضح رائی اولی الالباب ہو کہ رسالہ اتباع سلف مصنفہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری جو چند ماہ سے شائع ہوا ہے میری نظر سے گذرا۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ مصنف مذکور نے ظاہر تو یہ کیا کہ تقلید شخصی منع ہے اور سلف صالحین کا اتباع ضروری ہے۔ مگر حقیقت میں کچھ اور ہی کہنے کے واسطے لکھا ہے اور دکھانے کے اور۔ انہوں نے اتباع سلف کا انکار کیا ہے جہاں لکھا ہے کہ صحابہ و تابعین کی روایت معتبر ہے۔ نہ درایت اور کہ اقوال صحابہ حجت نہیں ہیں اور ہمیشہ اصحابی کالنجوم کو تسلیم کرتے ہوئے صحابہ کی پیروی و اتباع صرف خلفاء میں بتلایا ہے۔ نیز اور بہت جگہ انہوں نے اہل سنت والجماعت خصوصاً جماعت اہلحدیث کے خلاف لکھا ہے بنابریں میرا ارادہ تھا کہ بموجب حدیث جناب رسول اللہ صلعم من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ الخ اس کا جواب لکھوں تاکہ عامہ مسلمین اس زہریلے اثر سے متاثر نہ ہوں اور اتفاق سے ہوا ہے محفوظ رہیں اس اثنا میں بعض دوستوں سے سنا گیا کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری السنہ بتالوی مولوی ثناء اللہ صاحب کے رسالہ کا جواب لکھ رہے ہیں اس پر میرے دل میں خیال آیا کہ علامہ موصوف کی قلم سے جو مضمون نکلے گا واقعی بے نظیر ہوگا اور دیگر بزرگان قوم کی تحریروں سے مستغنی کر دیگا۔ اپنا ارادہ ملتوی کیا سو خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہمارا خیال درست نکلا کہ جناب مولانا مولوی محمد حسین صاحب کا جواب جس کا عنوان نصیحت نامہ ہے مجھ کو ہوا جو مولوی ثناء اللہ صاحب غزنوی کے پہونچا اور میں نے اس کو غور سے دیکھا واقعی یہ جواب اس لائق ہے کہ ہر ایک دعوی کو دلیل سے مبرہن کیا گیا ہے اگر اشعار ذیل سے اس کی تعریف کی جائے تو زیبا ہے

شعر

مزین شد بدلائل محرر از تصانیف لبیباں

ناطق از تقریر سے مبرا ہے اہل ہدایت و توفیق کے بے شمار نشان ہیں انشاق کرتا

ہوں کہ اگرچہ بعض جگہ الفاظ سخت ہیں مگر نفس مضمون بہت ہی درست اور زبردست ہے اور حضرت ممدوح کو حق ہے جس طرح چاہیں سختی سے یا نرمی سے مولوی ثناء اللہ صاحب کو سمجھائیں [illegible] موصوف مولوی ثناء اللہ صاحب کے ایک واسطہ سے استاذ بھی ہیں اور آپ سے علاقہ تلمذ کا حاصل ہے۔ والنعم ناقبل۔

درشتی و نرمی بہم در بہ است　　چو رگ زن کہ حراح مرہم نہ است

صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر زمانہ میں کوئی نہ کوئی نیک بندہ پیدا کرتا رہتا ہے جو اہل ہوا اور مبتدعین و گم گشتگان ضلالت کو تحریر و تقریر کے ذریعہ سے صراط مستقیم پر لانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں ایسے ہی عمائد قوم و بزرگان دین کی نسبت کسی صاحب نے کہا ہے۔ بکل مبطل محق آیکی عادت ہمیشہ اظہار حق کی رہی ہے ؎ کیا فاتل راوی میں جو عیب پایا　　مناقب کو چھانا مثالب کو تایا

مشائخ میں جو قبح نکلا جتایا　　ائمہ میں جو دلغ دیکھا بتایا

طلسم ورع ہر مقدس کو توڑا　　نہ ملا کو چھوڑا نہ صوفی کو چھوڑا

غرض کہ جو کام کیا خدا کے واسطے لحب اللہ والبغض للہ پر دھیان رکھ کر کیا۔ خداوند کریم آپکی عمر دراز کرے اور ہمت اور برکت دیوے۔ اور توفیق عنایت کرے۔ آمین ثم آمین

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

راقم حکیم ابو تراب محمد عبد الحق ساکن امرتسر دروازہ خاکروبان مورخہ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۶ھ

مطابق ۸ جون سنہ ۱۹۱۰ء

نمبر سہ ویکھو

تحریر مولوی خلیل الرحمن صاحب اعظم گڈھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ و علی الہ و اصحابہ اجمعین: اما بعد۔ یہ ہو کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فہم و درایت پر اپنی ناقص رای کو ترجیح دینا سخت بے ادبی ہے انکی تفسیر اپنے رای کے کی ہوئی تفسیر کو مقدم کرنا بہت بڑی گستاخی ہے۔ اس قسم کے اصول کا ایجاد کرنا فرقہ ضالہ کے ہاتھوں میں ایک تیز ہتھیار دینا ہے کہ جس سے بچنے کے لیے اہل حق کے پاس کوئی سپر نہیں مسلمانوں کو عموماً اہل حدیث کو خصوصاً ایسے اصول سے بیزار رہنا چاہیے۔ واللہ اعلم و علمہ اتم

(خلیل الرحمن اعظم گڈھی مہوادری مقیم دہلی

نمبر سی و دوم

تحریر مولوی عبید الرحمن صاحب عمرپوری

الحمد اللہ الذی کفی بعبادہ خبیرا بصیرا و بعث رسولہ بین یدی الساعۃ بشیرا ونذیرا **اما بعد** نصیحت نامہ نمبرہ مؤلفہ مولینا الفاضل والنحریر الکامل مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب نفع اللہ المسلمین بعلمہ وفضلہ مضامین و نصائح کے لحاظ و حیثیت سے قابل قدر و عمل ہے جو کچھ حرج و قدح رسالہ اتباع سلف پر کی گئی ہے وہ درست ہے امید ہے کہ مؤلف رسالہ اتباع سلف اپنی اغلاط کو احتساباً واپس لیں گے۔ کیونکہ رجوع الی الحق اللہ تعالیٰ نے پسند کیا ہے اور یہی طریقہ صلحاء متقدمین و علماء امت محمدیہ کا ہے۔ بنا خلاف مولف رسالہ اتباع سلف کے معنے آیۃ کریمہ والذین اتبعوھم باحسان اسکے معنے میں انہوں نے سیاق کلام و تفسیر سلف کے بالکل خلاف کیا ہے۔ واللہ اعلم (عبید الرحمن کفاہ المنان عمرپوری)

نمبر سی و سوم

تحریر مولوی محمد فیض اللہ صاحب ملتانی جن کی رسالہ اتباع سلف کے نمبر ۱۲ پر بھی تقریظ ہے اس تحریر سے انہوں نے پہلی تقریظ سے گویا رجوع کیا

قد طالعت ھذہ الرسالۃ و وجدتھا فائدۃ الی الرشد والصواب صادۃ عن الغی والخطاء مسلیۃ من شر التلبیس جلدہ ولو لجاب المصنف بالرأفۃ والبردۃ والحلاوۃ والصبر دون الشدۃ والسخونۃ والمرارۃ والغضب لکان ادلے وحلی من عسل مصفی

(وانا العبد الراجی بعفو ربی اللہ محمد فیض اللہ عفی عنہ)

نمبر سی و چہارم

تحریر مولوی عبد الرحمن صاحب پنجابی مقیم دہلی

پوشیدہ نہ رہے اہلحدیث و سنت و جماعت پر کہ مولنا ابو سعید محمد حسین صاحب بیشک و شبہ کہتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی پیروی کرنی ہر چیز میں اصول اسلام ہوں یا فروع اعنی عقائد

ہوں یا احکام اس سب کا نام اتباع سلف ہے کوئی چیز اس سے خاص نہیں فنار اللہ چونکہ زائغ علی اسی واسطے صفات کو کس سے اڑا دیا۔ جہمیہ۔ معتزلہ کے گروہوں میں شمار ہوا۔ اہلحدیث و سنت جماعت سے خارج ہوا۔ اور صحابہ کی درایت اور فہم کو نحیف سخیف کیک سمجھا۔ اور یہی شیوہ ہے۔ ذہن خوارج جہمیہ۔ معتزلہ وغیرہم کا۔ اسی سبب سے تو یہ لوگ گمراہ ہو گئے۔ جبکہ صحابہ تابعین تبع تابعین کے علم درایت فہم کیاست۔ استبصار۔ فراست۔ ہدایت کی قدر اور تعظیم نہ کی۔ اور انکی پیروی سے قدم ہٹا لیا۔ اور انکے دامن کو چھوڑ دیا۔ اعاذنا اللہ منہ۔ وجمیع المسلمین امین

(عبدالرحمن پنجابی مسجد اہلحدیث علی خان دہلی)

نمبر سی و پنجم

تحریر مولوی عبدالجبار صاحب عمر پوری مقیم دہلی

نصیحت نامہ نمبر ۵ متعلق اتباع سلف پر یہ یوا و تقریظ

الحمد للہ الذی تفرد وکفی والصلوٰۃ علی رسولہ المصطفی وعلی الہ واصحابہ الذین ہم نجوم الہدی وشموس الصدق والوفا۔ اما بعد نصیحت نامہ نمبر ۵ مؤلفہ فاضل جلیل مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب ظلہ میرے پاس پہنچا مقاصد و مضامین کے لحاظ سے بلاشک علامہ ممدوح کی متین بہا تحقیق اور خداداد قابلیت اور عالی دماغی کا عمدہ نمونہ ہے جزاہ اللہ خیر الجزاء رسالہ اتباع سلف پر جو جرح و قدح کی گئی ہے اس کا ایک حصہ بلاشک لائق التفات ہے جو قدح سے سبکدوشی کے لیے کوئی پہلو و احتمال نہیں چھوڑا گیا اور بعض حصوں میں اذا جاء الاحتمال کا پہلو اگرچہ وہ خفیف کیوں نہ ہو قائم ہے مثلاً رسالہ اتباع سلف کے صفحہ ۳۲ پر کہ علامہ ابن القیم زاد المعاد میں حضرت عمر کے فیصلہ پر تنقید اوڑاتے ہیں۔ اس میں فاضل مؤلف نے ناشر خلطی کی ہے اگر غیر کی طرف سے یہ بات پائی جاتی تو صاف طور پر کہا جاتا کہ یہ تنقید ہی لیکن چونکہ فاضل مؤلف سے یہ غلطی واقعہ ہوئی۔ اجماع کے متعلق امام احمد بن حنبل کے قول میں دعوی و دلیل کا جو فرق کاذب کے سمجھنے میں مؤلف اتباع سلف سے ہوا۔ راقم الحروف کو اس کا بڑا افسوس ہے جناب مولوی ابو الوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اس مسئلہ پر تفصیلی بحث کی ہے جو اہلحدیث میں شائع ہوئی ہے اگر انہوں نے ان کو واپس نہ لیا اور رجوع نہ فرمایا تو اس کی نسبت یہ حکم لگانا پڑتا ہے جو بزعم ابو سعید صاحب کے قائم فرمایا ہے مولوی ثناء اللہ صاحب ماہ رمضان کے اتباع سلف میں

۱؎ اس نسخہ میں ۱۱ سے ۳۱ تک کی پیمائش ہے کوئی صفحہ احتمال نمبر ۳۲ یعنی مؤلف رسالہ ہے۔

ریویو ارسال فرمایا تھا میں نے اسکو تمام و کمال دیکھا۔ اس میں متعدد اغلاط و نقصانات معلوم ہوئے فی الفور ایک طویل تحریر مشتمل بر شبہات و خدشات مولیٰ صاحب ممدوح کی خدمت میں روانہ کی گئی چند روز کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب نے فرمایا کہ تحریر مذکور بہت طویل ہے اور رسالہ میں لحاظ محفوظ کیا گیا ہے۔ اسلئے وہ مندرج نہیں ہو سکتی۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

راقم عبدالجبار عمرپوری کان اللہ لہ مقیم دہلی۔ نہر سعادت خان کچا باغ

یہ مضمون چھاپ کر ثناء اللہ کے ہدایت و فہمائش کے لیے اسکے پاس اور اس کے ہمخیال دیگر ممبران کانفرنس کے پاس دہلی میں بھیجا گیا۔ اور انکے ذریعہ سے مولوی عبدالجبار صاحب عمرپوری کی نظر سے بھی گذرا۔ تو انہوں نے اخبار اہلحدیث میں یہ شکایت چھپوا دی کہ میرا مضمون پورا درج رسالہ نہیں ہوا۔ اسکے جواب میں میں نے انکو ایک خط میں لکھا کہ اسمیں جو اختصار ہوا ہے وہ مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی نے کیا ہے جن کے پاس آپ نے اپنی تحریر بھیجی تھی۔ یہ خط پڑھ کر مولوی صاحب نے تسلیم و سکوت اختیار کیا۔ پھر کوئی اعتراض نہ اس اخبار میں کیا نہ جواب خط میں مولوی صاحب تو اب فوت ہو چکے ہیں۔ ثناء اللہ کو پھر بھی اعتراض ہو تو مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی کا دستخطی اقتدار دیکھنے۔ اور نیز اس تحریر مولوی عبدالجبار عمرپوری کو جو اصول خمسہ کی تائید میں لکھکر براہ راست میرے پاس بھیجی تھی اور وہ نمبر ۲۲ صفحہ ۳۶ شمولہ ہو چکا ہے۔ وہ بھی ملاحظہ کرے۔ وہ بھی اس تحریر کی موئید ہے۔

نمبر سی و ششم

تحریر مولوی محمد جمال صاحب امرتسری

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ اما بعد پس ضعیف العباد سے رسالہ موسومہ نصیحت نامہ اول سے آخر تک بدقت تمام نظر دیکھا مصنف علامہ نے ہر دو اصول کے اثبات میں خوب تحقیق فرمائی ہے۔ اور یہی مذہب جمہور اہل اسلام کا ہے۔ (محمد جمال عفی عنہ امرتسری)

نمبر سی و ہفتم

تحریر مولوی عبدالحق صاحب بنارسی

تحریر مولوی عبدالحق صاحب بنارسی کی تقریظ رسالہ اتباع سلف کے

گیارھویں نمبر سے

مینے مولوی عبدالحق صاحب سے بذریعہ خط وکتابت دریافت کیا کہ آپنے جو اتباع سلف کے تقریظ میں الفاظ یہ لکھی ہیں کہ مینے اس رسالہ شریفہ کو مواضع شتی سی بامعان نظر دیکھا بفضلہ تعالیٰ اپنی نفاست بیان غرابت اسلوب میں نرالا پایا اللہ تعالیٰ مصنف کو ترقی علمی اضعاف مضاعفہ عطا فرماوی اور زلات ولغزشوں سی محفوظ رکھی آمین۔ کیونکر صحیح ہے اور ایک خط میں یہ بھی لکھا کہ اس رسالہ میں جو یہ دعوی کیا گیا ہی کہ امام احمد بن حنبل حضرت عمر کے فیصلہ پر ہنسی اڑایا کرتے کیا یہ بھی صحیح ہے اسکے جواب میں مولوی صاحب نے اس خاکسار کے نام ایک مفصل خط لکھا جس کے چند فقرات یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ نوں ہی جناب کا شرف نامہ ملا جسمین جناب نے احقر پر والدانہ ومعلمانہ زجر بلیغ فرمائی۔ فاحسن اللہ الیکم۔ محض بغرض صفائی وکشف حقیقت کے عرض گذار ہی رسالہ پر دستخط وتقریظ مینے محض سرسری کی ہی۔ چنانچہ اسکے الفاظ آپ ملاحظہ فرمالین کہ بعض مختلف مقاموں سے دیکھا گیا اور جسوقت میرے پاس رسالہ پہنچا بس دس منٹ قدری ورق گردانی بحالت مشغلہ تدریس کرکے تقریظ لکھدی جن مقامو پر اسوقت میری نظر پڑی (وہ بھی سرسری) وہاں سی کوئی لغزش نہ دیکھی اور چونکہ مصنف کے ڈھنگ میں پہلے سے واقف تھا لہذا میں نے یہی تقریظ میں لکھدیا کہ زلات ولغزشوں سی خدا اسکو محفوظ رکھے میں آجتک اس رسالہ کو پورا نہیں دیکھا۔ ہاں ایک موقع پر امرتسر میں ایک صاحب کے پاس دیکھا جو مجھے سخت جوش آیا کہ مینے ایک جگہ فی الجملہ تحریف معنوی آیات کی دیکھی تو میں نے مصنف کو بذریعہ خط متنبہ کیا جسکا جواب انہوں نے اظہار تو بڑی مصالحت کا دیا کہ مجھے اپنی مخالفت ہی کا کوئی رنج نہیں رنج اسکو ہو جو اپنے آپکو معصوم جانے بلکہ ایک ٹھوکر اسمیں مینے ایسی دیکھی جس پر آپنے اغماض نہیں فرمایا (ابوعبدالحق ۲ جمادی الاول ۱۳۲۸ھ) یہ خط صریح الفاظ سے ناطق ہی کہ جو تقریظ میں رسالہ اتباع سلف امعان نظر سی دیکھنا بیان ہوا ہی وہ محض غلط ہی حقیقتہً وہ سرسری نظر سے دوسری شغل میں دس منٹ مین دیکھا ومعہذا اسمیں لغزشیں اور ٹھوکریں بھی پائیں اس ہی وہ تقریظ مبارز منثور ہو گئی اور رسالہ کی تکذیب ہو گئی اس خط کے جواب میں پھر مولوی صاحب کو تکلیف دی گئی کہ وہ رسالہ اتباع سلف اور اس کے جواب نصیحتنامہ پر مفصل اظہار رائے کریں تو انہوں نے خط مورخہ ۸ رمضان المبارک ۱۳۲۸ھ کے کارڈ میں یہ تحریر کیا۔

آپ جیسے اعیان کی تحریرات میں میری مداخلت بیجا چہ معنے خیر چونکہ آپ مجھے مجبور فرماتے ہیں تو بلا مخالفت لوم لائم چند حرف لکھدیتا ہوں۔ پھر زیادہ اخذ مجھ پر نہ فرمایئے گا (نصیحتنامہ کے مضامین کے جواب

اتباع سلف من بعض الوجوہ قابل تسلیم ہیں بن تمام الوجوہ میں ان مثالوں کا موافق نہیں ہیں جیسے کہ اتباع سلف کا پورا من جمیع الوجوہ موافق نہیں ہیں جیسے کہ میری تقریر بر اتباع سلف شہادت دیتی ہے (محمد عبدالحق متافی یکم رمضان ۱۳۳۹ھ)

اس خط کے پہنچنے پر مولوی صاحب کے خدمت میں رسالہ اتباع سلف اور اسکا جواب نصیحتنامہ صفحہ ۴۲ پھیجکر لکھا گیا کہ آپ چند تمثیلات کے ذکر سے بیان کریں کہ اشاعۃ السنہ کن جزو سے لائق تسلیم نہیں ہے اور اتباع سلف کے کس مضمون سے آپکو اتفاق نہیں ہے اور خاصکر [illegible] نسبت رائی ظاہر کریں جسمیں امام احمد بن حنبل کے اقوال حضرت عمر پر ہنسی کرنیکا ہوا ہے اور وہ ہفتہ سے زیادہ رسالہ اتباع سلف انکے پاس رہا۔ مولوی صاحب نے کسی مثال کی تفصیل تعرض نہ کیا اور کہا ہنسی اور اسنے امام احمد بن حنبل کی نسبت ذرا تطویل ہے جو ہم نہیں کر سکتے۔

نمبر سی و ہشتم

تقریظ مولوی محمد عبدالحکیم صاحب سمس العلماء مدرس اول اورینٹل کالج لاہور

ہنے کیسا اہلحدیثی میں اور شیخ الکل دہلوی کے حدیث میں شاگرد اور [illegible] قدیمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں نے رسالہ اتباع سلف مولوی مختار اللہ امرتسری کو غور سے دیکھا اسکے مقابلہ میں اشاعۃ مولوی محمد حسین صاحب کا مضمون نصیحت نامہ نمبر ۵ پر بھی غور کیا اول الذکر کا مسلک مخالف مسلک جماعت اہلسنت و جماعت کے خلاف ہے اور نصیحتنامہ موافق اہلسنت سلف امت پایا گیا۔ میں اس تقریظ میں بطور نمونہ دو مثالوں کے ذکر پر اکتفا کرتا ہوں۔

(۱) مولوی مختار اللہ امرتسری نے اپنی رسالہ اتباع سلف میں اجماع جمعیت جماعت کا انکار کرنے میں جو غلطی کی ہے جس کے لحاظ سے یہ کہنا بے محل نہ ہوگا کہ مولوی صاحب امرتسری کو کتب اصول میں تفکر کرنیکا بہت ہی کم موقع ملا ہے انکا یہ علماء سنت و جماعت میں سے کسی نے بھی اجماع جمعیت امت کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ اجماع کا مہتم بالشان ہونا ایسا تسلیم شدہ ہے خاطر عبارت کتابوں سے اجماع متواتر کے منکر کو کافر قرار دیا ہے کما قال العلامۃ الشامی فی حاشیۃ رد المختار قال الشیخ علی الدین بن العربی فی الباب الثامن من الفتوحات و جحد الاجماع الصحابۃ رضی اللہ تعالی عنہم بعد رسول اللہ صلی اللہ [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

[illegible] ہے لیکن کتاب و السنت [illegible] صحابہ و تابعین کو بھی
[illegible] ابن تیمیہ کے فتاوی [illegible] مسئلہ فی لبیک و العلماء ہل یجوز لہ الاجتہاد
خلافہ و ہل یصح [illegible] جواب معنی الاجماع [illegible] جمع علماء المسلمین علی حکم و ترکہ حکامہ و اذا ثبت
بہذا الادلۃ علی حکم لیس لاحد [illegible] فان الامۃ لا تجتمع علی ضلالۃ و لکن کثیر
من المسائل یکون بعض الناس قد علم اجماعا و لا یکون الامر کذلک بل یکون القول الاخر ہو
فی الکتاب و السنۃ انتہی۔ و قال الذہبی لعلہ قال اللہ قال رسولہ ان صح و لا یجعلہ و بہذا
فہم و حذر من تعصب المخالف بین الرسول و بین رای فقیہ او امام و شریعت میں
حضرت ابن عباس کے قول ہی تمسک کرتے رہے اگر وہ حضرت عمر امیر المومنین کے قول پر بھی
دلیل ہی تو انہوں نے حضرت عمر کی بھی تقلید کی ہوتی بلکہ وہ خطیب البغدادی
فی تاریخ بغداد ذکر کیا ہے کہ احمد بن حنبل بیس دفعہ حج کو گئے اور ہر حج
فی کل ذلک الی قول عمر او ابن مسعود بن فی رق سوداء قتلہا و فی شعرہن رضی اللہ عنہن
بعض عنوان [illegible] سوداء العراق فیہ [illegible] و ثلثین الف الف
حدیث فہو حجۃ علی کل مجتہد [illegible] تک کہا جاتا ہے مرادی غیر
کے قول کو امیر المومنین کے قول پر ترجیح دیا کرتے تھے محض افترا ہے اور
تنقیص امام پر کمر باندھنا اور انکو برائی سے یاد کرنا اسواسطے اسلام کا فکر کرنا چاہیئے قال
الاوزاعی [illegible] کلمہ احمد بن حنبل بسوء فانہ یرید الاسلام انتہی اور
موجودہ اہل حدیث صاحب لوی نے حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۱
۱۲ ص ۱۰۷ میں ذکر کیا ہے اس کے قول کا بطلان ہم بیان کر چکے ہیں ثابت کیا ہے اور ہمارے
قول کی تائید میں [illegible] تقریظین لکھی ہیں وہ سب حقیقت میں ہمارے اور وہ مقلدین اور
مقلدین کے مدعی پر پردہ ڈالتے کرتے ہیں (کتبہ بالہ کرامت محمد بن ابراہیم الکتانی نوری الحنفی)

نمبر سی و نہم

آقای [illegible] ہفتی [illegible] صاحب [illegible] اوامر کی بابت
[illegible] ہر [illegible] کے اقوال کی بابت اور [illegible]

[illegible] بالکل [illegible] ہر [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وآلہ وصحبہ اجمعین اما بعد

یہ رسالہ سلف صالحین کی روش اور اسلوب کے برخلاف ہے مولانا مولوی نذیر حسین صاحب کا اتباع سنت کے غلط مفہوم کی وجہ سے ازالہ کے لئے کافی ہے۔ ہذا واللہ اعلم بالصواب

(کتبہ العبد المذنب الفقیر محمد عبداللہ ٹونکی)

نمبر ۲

تحریر حافظ عبدالمنان صاحب وزیرآبادی مدرس اول مدرسہ دارالحدیث محمدیہ

حافظ صاحب سب سے پہلے وہ شخص ہیں جنکی رسالہ اتباع سنت کا اعلان ہوا ہے حافظ صاحب کی تقریظ میں جو مطلق اور عام ہونا رسالہ کی تمام پالیسی کی جامع ہے اس بات کا بھی مفہوم ہوتی ہے کہ حافظ خود انکو اس وقت تک اس رسالہ کو پالیسی نہیں بنانا چاہتے تھے جب تک اپنے ذہن میں اس کو مکمل نہ کر لیتے اور اس کی تسلی نہ کر لیتے اس لئے جلدی کام لیا اور وقع الوقتی کی۔ جتنا کسی مضمون کو ذہن میں رکھ کر لکھا جائے اتفاق ہے کہ گذرے وزیرآباد سے ہوا تو میں حسب معمول حافظ صاحب کو ملا اور بیٹھ گیا حافظ صاحب نے فتنی وقت انکی بیماری کے سبب سے صرف ایک اس مضمون رسالہ اتباع سنت کو [illegible] اس قول کی تائید میں امام احمد کا قول نقل کیا کہ امام احمد نے [illegible] وجہ حافظ صاحب اپنی ذہن میں [illegible] کو تسلیم کیا [illegible]

[illegible] امام احمد رحمہ اللہ کا قول زاد المعاد اور [illegible] فیصلہ نہیں ورنہ انکا مذہب [illegible] کہ آپ دیکھ لیں [illegible]

حافظ صاحب نے خود حافظت نقیض کر لیتے [illegible]

نمبر پہلا و یکم

تحریر حافظ مولوی عبداللہ صاحب غازی پوری حال مقیم دہلی

حافظ عبداللہ صاحب وہ شخص ہیں جنہوں نے دوسری نمبر پر رسالہ اتباع سلف کی تائید میں خامہ فرسائی کی ہے۔ آپ وہ اپنی خیال میں کل مضامین رسالہ کی پوری تائید و تصدیق ہی لکھکر مجھ کو امور زوائد سے بحث نہیں رہنے گئے ہیں۔ مگر عوام کالانعام ایسے اشاروں اور معموں کو کب سمجھتے ہیں۔ صرف بعض خواص علماء نے اسکو سمجھا ہے۔ چنانچہ مولوی ابوالبرکات صاحب گیاوی کی تقریظ میں جو صفحہ ۲۶ جلد ہذا منقول ہوا۔ یہ تصریح کہ حافظ عبداللہ غازی کہہ بیٹھے ہیں +

مینے آپکی اس تصدیق سے عوام کی گمراہی کا خوف کرکے اس گمراہی کو دور کرنیکے خیال سے جلد ۲۱ شمارہ ۱۱ جسمیں مضمون نصیحت نامہ نمبر ۵ بجواب رسالہ اتباع سلف درج ہے آپکے پاس روانہ کرکے اسکے مطالعہ کی طرف آپکو توجہ دلائی تو آپنے کارڈ مورخہ جمادی الاول ۳۸ھ خاکسار کے نام روانہ کیا جسمیں اس جلد ۲۱ کی رسید دیکر اپنے ضعف دماغ وغیرہ امراض کا عذر کرکے بالفاظ ذیل وعدہ کیا کہ اس پرچہ کو ضرور مطالعہ کرونگا اور نتیجہ مطالعہ سے جناب کو ضرور اطلاع دونگا اگر مجھپر میری غلطی ظاہر ہوگئی تو توجہ کو اس سے رجوع کرنے میں کچھ عذر نہ ہوگا۔ اسکے جواب میں خاکسار نے کارڈ نمبری ۱۰۷۲ مورخہ ۴ جمادی الاخری ۳۸ھ آپکے نام روانہ کیا جس میں خصوصیت کے ساتھ آپکو شنار اللہ کے اس دعوی کی کیفیت توجہ دلائی جو صفحہ ۱۳ رسالہ اتباع سلف میں اسنے کیا ہے کہ حافظ ابن القیم حضرت عمر رضہ کے فیصلہ پر ہنسی اڑاتے ہیں اور اپنی تائید میں امام احمد سے نقل کیا ہے کہ امام مدوح حضرت عمر رضہ کے اس فیصلہ پر جو فاطمہ بنت قیس کے متعلق انہوں نے کیا ہے) ہنسا کرتے تھے اس توجہ دہی کیساتھ آپسے یہ بھی دریافت کیا کہ جو مولوی محمد علی صاحب واعظ سے مینے سنا ہے کہ آپنے مولوی عبدالحی صاحب عمر پوری کے سامنے اس دعوی شنار اللہ کو رد کیا ہے کیا یہ نقل صحیح ہے تو اسکے جواب میں اپنے کارڈ ۵ جمادی الاخری روانہ کیا جس میں بہر بوجہ بیماری ضعف دماغ رسالہ جلد ۲۱ نہ دیکھ سکنے کا عذر کرکے بایں الفاظ بیان کیا کہ اب سابق کی نسبت کچھ اپنی بھی حالت پاتا ہوں لہذا چاہتا ہوں کہ رسالہ مذکور اور نصیحت نامہ تھوڑا تھوڑا دیکھوں چنانچہ نصیحت نامہ دیکھنا شروع کر دیا ہے مگر اسکے دیکھنے سے مجھے ان باتوں کی ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ اسکے متعلق بعض امور جناب سے دریافت کروں لہذا الخ

کا خواستگار ہوں اجازت ہو تو ان امور کو قلمبند کر کے ارسال خدمت اقدس کروں کہ جناب سے سرفرازی بخشیں مگر ایک امر ابھی دریافت کیا ہوں کہ میری تقریظ میں وہ کیا نقص ہے جس سے جناب نے معلوم فرمایا ہے کہ بینے جملہ مضامین رسالہ اتباع سنت کے تصدیق کی ہے اس کا جواب خاکسار بیکار نے ۲۰ جمادی الاخری ۱۳۲۵ھ کو خط نمبری ۳۰۹ میں لکھا جس کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے (بتالہ ۲۰ جمادی الاخری ۱۳۲۵ھ نمبر ۳۰۹)

مجبی مکرمی جناب مولوی حافظ عبداللہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ و عافاہ

سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کارڈ پہنچا۔ میں آپکا ممنون ہوا کہ آپنے میری رسالہ کی تقریظ میں وہ کیا نقص ہے۔ میں آپسے اس رسالہ کا امتحان کرانے کو دہلی پہنچنے کو حاضر ہوں تو بذریعہ رسالت سوالات امتحانی کا جواب دینا تو اس سے آسان تر ہے۔ خیر آپکی توجہ اسی طرح جاری ہے آپکے سوال اول کا جواب معروض ہے کہ آپنے اپنی تقریظ میں یہ لکھا کہ "مصنف مدظلہ نے جس موضوع پر اس رسالہ کو تحریر فرمایا ہے۔ اسمیں وہ پورے کامیاب ہیں"

جملہ مقاصد اہمہ رسالہ کی تصدیق کر دی ہے۔ پھر اس اجمال کی تفصیل میں آپنے یہ بھی لکھا ہے کہ سلف صالحین خواہ صحابہ ہوں یا تابعین انکی اطاعت ان امور میں جو تعلق بدینیات سے رکھتے ہیں متعلق برائے ہوں فرض نہیں کلا ننا من کان (یتعبد بہ انا منہ وکانوا الشیخین الاربعۃ او کل الصحابۃ المجمع علیہم بالاجماع اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ مصنف نے اس رسالہ کا موضوع کیا ہی مقرر کیا ہی جس کی آپنے اجمالا و تفصیلا تائید و تصدیق کی ہے یا وہ کچھ اور ہے صفحہ ۲ رسالہ میں کہتا ہے کہ سلف صالحین جو ایک نہایت ہی معزز و موقر نام ہے واقعی بڑی عزت کے مستحق ہیں انکی اطاعت ہر مسلمان پر فرض ہے انکا اتباع بسوا اسکے کہ کسی کو کلام نہیں دیکھنا یہ ہی کہ انکی اتباع کے حدود کیا ہیں ان دونوں امر میں نسبت کیا ہی یہ فرق بتانا ہماری اس رسالہ کا موضوع ہے پھر جو اس رسالہ کے فصول ستہ میں فرق بتایا ہے وہ (نہ کچھ اور) کہ جو بات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہی ہمیں کہ سلف نے آنحضرت صلعم سے بطور اخذ و نقل از حضرت پیش کر دی اس کا اتباع فرض ہے اور جو اپنی رائے و درایت سے کہیں گو اس میں وہ سب کی رای میں وہ متفق و مجمع فرض کیے جاویں اس رای و درایت کا اتباع فرض نہیں بلکہ اس رای کا اتباع تقلید ہی جو ممنوع ہے اور مرتبہ اور آزادی کے برخلاف ہے اور فصل دوم رسالہ میں یہ فرق بتایا ہے کہ آیت واتبعوھم باحسان بتلا رہی ہے کہ سلف صالحین کی پیروی

جو خلافت پر لازم ہے۔ اور وجہ یہ ہے کہ ہی ہے وہ اخلاص و وفاداری ہمیں ہے آپ جو کہ
رسالہ کے موضوع رسالہ میں پوری کامیاب ہونے کی شہادت دی تو اس سے اس فرق
کردہ مصنف کی اجو موضوع رسالہ ہی پوری تصدیق کی ہے اور اس طرح پر طریقہ کی
تصدیق میں آپ نے مصنف کی محض تقلید کی ہے کوئی دلیل کتاب سنت سے قائم نہ کی اور جو
آپ نے دلائل اپنی تائید کے صفحہ ۲ و ۳ میں لکھے وہ فرضیت اتباع رائے پر گو بسوال کریمہ کی رائے
قائم کی ہیں وہ شخصی رائے کی عدم وجوب اتباع پر دلائل ہو سکتی ہیں۔ مگر اجماعی رائے صحابہ کے
عدم وجوب اتباع پر دلائل نہیں ہو سکتے۔ اجماع صحابہ باتفاق کتاب امت محمدیہ جن کا فرقہ ناجیہ
خوارج مستثنیٰ نہیں ہجت شرعیہ ہے اور است پر اتفاق و اجماع میں معصوم اور خطا سے مبرا ہے۔
قرآن حدیث نے اس اجماع کو حجت و عصمت قرار دیا ہے۔ آپ اجماع صحابہ کو شخصی رائے کی طرح
حجت و عصمت نہیں جانتے تو صاف صاف صریح بیان کریں۔ آپ کے بیان و صریح اظہار پر ہمیں ان
آیات و احادیث کو پیش کرنا ہے جن میں اجماع و حجت و عصمت ہونا ثابت ہے یا اور اگر آپ نے
خوارج کی طرح اجماع و اتفاق صحابہ کے حجت و عصمت ہونے سے انکار نہیں تو آپ خدا را غلط
و تلبیس سے کام نہ لیں اور فرمادیں کہ آپ نے اللہ کی بلا مقاصد و فرق مذکورہ کی
تسلیم و تصدیق کی ہے یا نہیں۔ سو ہی محض تقلید تھی اللہ سے نہ کسی شرعی دلیل سے
جب ہمیں فرق کی تسلیم ہوئی ہے یا نہیں۔ سو ہی محض تقلید تھی اللہ سے نہ کسی شرعی دلیل سے
تائید و تصدیق کی ہے یا نہیں۔ سو ہی محض تقلید تھی اللہ سے نہ کسی شرعی دلیل سے
جواب دہم ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۷۲ھ کو کیا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلہ پر اعتماد کرنا
صحیح نہیں ہے۔ یہ تھا صدق تحقیق ہمارا اور اس کے حضرت کے ہوتے ہوئے
دلیل صحیح کا بستہ ہونے پر تسلیم کیا تھا۔ اس کا آپ نے جواب نہیں دیا اس کو نظر انداز کر دیا۔
چونکہ اللہ کا یہ کہنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلہ پر اعتماد کرنا صحیح اور اس کے موضوع کی تائید ہے
جس کو آپ تصدیق کر چکے ہیں رہا یہ کہنا کہ ہمیں کہ آپ نے یہ بات مولوی عبد الحی کو لکھ کر انہی
تائید و تصدیق کی تھی جو غلط ہے یا مولوی محمد علی واعظ کا بیان غلط ہے یا اس قول کی
جانب سے کوئی ہے۔ بینوا توجروا

اس کا جواب آپ نے بالکل نظر انداز کر دیا۔

فرق الی الحق

(۱) علیہ السلام علیکم کے بعد امام ابو حنیفہ رحمہ کس بات پر تسمیہ فرمایا ہے اس کا ذکر ہو

میں مولوی عبد الحیا صاحب نے تنہائی میں کچھ کہا ہے نہ مولوی محمد علی صاحب کے سامنے اور نہ اور کسی کے سامنے کہا جناب نے اسوقت یہ گذارش کی ہے کہ جناب نے زاد المعاد کی عبارت اس طرح نقل فرمائی ہے وقد انکر الامام احمد هذا من عمر اور ترجمہ بھی اس عبارت کا نقل کر دیا کہ موافق فرمایا ہے امام احمد نے زاد المعاد میں عبارت اس طرح ہے وقد انکر الامام احمد هذا من قول عمر یا اس قول عمر کا اپنے انکار کر لینا مذکور ہے جناب نے جو یہ تیسرا سوال کا جواب لکھا ہے اس کے متعلق میری دو گذارشیں ہیں بندہ نے اپنی تقریر میں رسالہ اتباع سلف کے مضامین کو دو قسموں کر دی ہیں زوائد اور غیر زوائد۔ اور زوائد کی نسبت صاف لکھدیا ہے کہ مجھ کو ان سے بحث نہیں تو ایسی حالت میں کہ میں نے ایک دوسری قسم کی تصدیق سے بالکل قطع نظر کر لی ہے پھر جملہ مضامین رسالہ مذکورہ کی تصدیق کہاں سے آئی۔ دوسرے جناب کا جواب میرے سوال اول کا جواب کس طرح ہوا۔

نمبر (۳) جن امور میں خود رسول اللہ صلعم کی اطاعت فرض نہ ہو سکے کیا ان امور میں کسی اطاعت کا تمام من کان (سواد کان قلیلا او جماعۃ وسواء کانت الجماعۃ جماعۃ الصحابۃ او جماعۃ غیرھم) فرض ہو سکتی ہے اور یہ کسی کی تصدیق رسول کی صحت پر کہہ سکتی ہے اور ہے تو اس کی دلیل کتاب سنت سے عنایت ہو۔ والسلام ۲۰ جمادی الاخرہ جمعہ از دہلی بھاگ محبش خان

اسکے جواب میں خاکسار نے ۸ جمادی الاخری ۱۳۲۹ھ بھری ۳۴ حافظ صاحب کو نامہ روانہ کیا۔ جو بعینہ ذیل میں منقول ہے۔

بنام ۸ جمادی الاخری ۱۳۲۹ھ بھری نمبر ۳۴

کارڈ ۶ جمادی میں جو ہدایت ہوئی ہے کہ قول امام احمد کے متعلق عبارت زاد المعاد پر نظر ثانی کروں اسکے متعلق گذارش ہے کہ اولا تو میں نے عبارت سے گو لفظ قول کا ترجمہ نہیں کیا ہے گو اسکے ترجمہ سے وہ لفظ نہیں چھوٹا بلکہ اس میں صاف کہا گیا ہے کہ امام احمد نے عمر رضی اللہ عنہ سے قول کے ثابت منقول ہونے سے انکار کیا ہے تو وہ اس قول کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کرنے پر اس قول کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت منقول مان کر اس قول کے سبب حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اور اگر وہ اس قول کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول مان کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر تہمت کرتے تو حافظ ابن القیم اس کو ضرور ذکر کرتے فقد نقل ابراھیم ھذا القول عن عمر اب آپ سے درخواست ہے کہ آپ

اس عبارت اردو اور اسکے ترجمہ اردو پر نظر ثانی کرکے بتادیں کہ جو معنے اس قول کے اس خاکسار نے بیان کیے ہیں وہ کیوں غلط ہیں۔ اسی ایک مثال کے بیان سے آپ بہت سبکدوش ہوجاویں گے [illegible] متعلق ہوا سے ان اول جناب سے اور اول کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ جناب نے امور زوائد رسالہ کو [illegible] کے اسکی تصدیق نہیں کی بلکہ اصل موضوع کی (جو امور زوائد سے نہیں بلکہ مقاصد [illegible] اجمالی و تفصیلی تائید کرکے رسالہ کے مقاصد کی تصدیق کی ہے اور میری خط میں [illegible] رسالہ اور آپکے تقریظ نقل کرکے اس کا کافی جواب دیا گیا ہے۔ پھر سوال اول کا جواب کیوں نہ ہوا آپ پھر میرے خط پر نظر ثانی کریں

اور دوم کا جواب یہ ہے کہ ان امور دنیاوی میں آنحضرت صلعم کی اطاعت فرض نہیں (جیسی آپکی عقلی [illegible] بلکہ [illegible] زوائد پر) ان امور میں اطاعت اجماع صحابہ کو بھی کوئی فرض [illegible] بلکہ اطاعت اجماع صحابہ کو تو امور دین اور احکام اسلام میں فرض مانا جاتا ہے [illegible] امور دنیاوی عادت صحابہ کو معصوم نہ مانا جاتا ہے جس میں کہ آنحضرت صلعم کی اطاعت واجب [illegible] اور ان ہی امور میں آپکی عصمت بولنے کا قرعہ ہے اس میں بھی آپ نظر ثانی کریں اور صحابہ کے [illegible] کو جو مسائل دین سے ہوں آڑانے والے اقوال کو [illegible] سے محض نہ کریں۔

[illegible] ۱۳۲۳ھ سے موقوف تھا کہ ۱۳۳۱ھ آگیا ہے اپنی بیوی پر مہر لگا کر [illegible] اختیار کیا ہے جس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حافظ صاحب نے اس خط کا مطلب نہیں سمجھا۔ بعد اختتام شہادات و تقریظات ہم اس خط کے مطلب کی مزید تشریح کرینگے انشاء اللہ [illegible] حافظ صاحب کا ایک اور خط نقل کریں گے جس کا حکم الحق یعلو ولا یعلی اور برطبق مثل حق مع [illegible] کر بوٹے۔ حافظ صاحب کی قلعی شاء اللہ کے اس دعوی کی کہ حضرت عمر رضی کے قول پر ہم [illegible] کی بنا پر بھی کھل جاتی ہے جو مولوی احمد اللہ صاحب پر اس کے استفسار پر انہوں نے [illegible] کیا تھا۔ میں یہ بھی ثابت ہوا کہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری کا بیان صحیح ہے اور حافظ صاحب کا [illegible] بناوٹی ہے اور انکار کرنا انکا نسیان پر اور جو انکے خوف مانع کا اثر ہے جسکی وجہ پہلے اور [illegible] ظاہر ہے انکا بات کہنے کی بنا مبنی بر سہو و خطا حافظ صاحب کا یہ ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ از عبداللہ غفاری پوری۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پہلے سے ہوا کہ [illegible] کا جواب نامہ مجھ کو [illegible] کیا تھا۔ کہ [illegible] کی وجہ سے جواب میں کچھ تاخیر [illegible] کر [illegible] کا کام ہے۔

جوان بزرگوں کے فضائل یا مناقب سے بخبر ہیں بھلا کوئی ایسا شخص جو اسبات کو جانتا اور ایمان رکھتا ہو کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے اکرموا اصحابی فانھم خیارکم اور لوان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ ان بزرگوں پر ہنسی اور تمسخر کر سکتا ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں ہاں صرف اتنی بات کہ کسی شخص کے قول کو (کائنا من کان) سوچ سمجھ کے قبول نہ کرنا کہ قول مذکور اس شخص کی محض ایک رائے ہے کوئی قابل ملامت امر نہیں ہے اور نہ یہ اس شخص پر ہنسی اور تمسخر کرنے میں معدود ہو سکتا ہے۔ جب رسول اللہ صلعم نے خاص اپنے رای کی نسبت صاف فرمادیا کہ و اذا امرتکم بشیء من رائی فانما انا بشر تو دوسرے کسی شخص کی رای کس شمار و قطار میں ہے اور جو تفاسیر صحابہ کرامؓ بلکہ تمامی آثار صحابہ کرامؓ جو درجہ فوع حکمی کے درجہ کو پہنچے ہوئے ہیں تمام پچھلے لوگوں کی تفاسیر اور اقوال اور رای محض پر بلاشبہ مقدم ہیں واللہ تعالی اعلم والسلام۔

۱۴ ذی القعدہ ۱۳۲۹ھ ازدھلی

ان خطوط اربعہ میں دوسرے اور تیسرے خط میں حافظ صاحب نے صاف کہدیا ہے کہ میں نے رسالہ اتباع سلف کے جملہ مضامین کی تصدیق نہیں کی اور چوتھے خط میں اس رسالہ کے مؤلف کو حضرت عمرؓ کے قول پر ابن القیمؒ امام احمدؒ کی ہنسی کرنے کے دعوی کرنے کی وجہ سے احمق نادان و سخت بیہودہ بنایا ہے لہذا مکتوب الیہ نصیحت نامہ کی تصدیق اور رسالہ اتباع سلف کی تکذیب کے لیے حافظ صاحب کا اسیقدر لکھنا کافی و وافی ہے۔ کیونکہ ثناء اللہ اس مضمون کے اقرار نامہ پر اپنا دستخط کر چکا ہے کہ جو اتباع سلف میں کہا گیا ہے کہ حضرت عمرؓ کے فیصلہ پر امام احمد ہنسی اڑائے اس کی تحقیق پر حامیٔ نزاعات کا کل مدار ہے اس امر میں جو فریقین سے حق پر ہوگا وہ سب ہی دعاوی میں حق پر سمجھا جاویگا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمنے رسالہ اتباع سلف ثناء اللہ کی تکذیب اور نصیحت نامہ نمبرہ کی تصدیق کے لیے ثناء اللہ کے دعوی استہزاء امام احمد کے ناراست ہونے کے ثبوت کے لیے حافظ عبدالمنان صاحب حافظ عبداللہ صاحب کی تحریرات مذکورہ اور تحریرات آئندہ مولوی احمداللہ صاحب مولوی عبدالسلام صاحب مولوی ابوالحسن صاحب مولوی وحیدالزمان صاحب کو کافی وافی سمجھ کر نقل کیا ہے رہا خاکسار کا حافظ صاحب پر یہہ الزام کہ انہوں نے اپنی تقریظ رسالہ اتباع سلف میں اسکے جملہ مقاصد کی تصدیق کی ہے جسکا ہمنے اپنے خطوط منقولہ بالا میں کافی ثبوت دیدیا ہے حافظ صاحب اسکے جواب سے ساکت ہیں اسپر بعد اختتام تقریظات روشنی ڈالیں گے اور یہ ثابت کر دکھائیں گے کہ [illegible]

نمبر دوم

تحریر صاحبزادہ مولوی عبدالسلام صاحب مرحوم ساکن دہلی بیرشیخنا شیخ الکل والدنیا سید نذیر حسین صاحب مرحوم جن کی رسالہ اتباع سلف کی تائید میں نمبر ۲۵ پر تقریظ ہے

دربار دہلی کے موقع فاکسار دہلی پہنچا تو میں نے صاحبزادہ موصوف سے کہا کہ آپنے ایسے واہی رسالہ اتباع سلف مخالف اصول مذہب اہلحدیث کی کیونکر تصدیق کی اور دستخط کر دیا تو انہوں نے کہا کہ جو شخص میرے پاس یہ رسالہ لایا تھا اسنے مجھے اس رسالہ کی دیکھنے کے لیے کافی وقت نہ دیا اور سخت تقاضای تصدیق کیا میں نے جس مضمون رسالہ کو صحیح پایا اسکی نظر سے اس کی تصدیق میں کچھ لکھ دیا پھر خاکسار نے اس رسالہ اتباع سلف کے چند مقامات منجملہ ۱۳ صفحہ ۳۷ صفحہ ۳۵ کا لکر دکھائے اور اسکے سوا بیس مضامین صفحہ ۳۲۲۔ صفحہ ۳۲۴ صفحہ ۳۲۶ رسالہ الشافعہ اسکے مضمون نصیحتنامہ دکھلائے تو انہوں نے رسالہ اتباع سلف کے برخلاف ایک مختصر تحریر لکھکر رسال کی میں ہی امکان عدم دلیل تصدیق و تائیدی رجوع ثابت ہی اور وہ تحریر یہ ہے

جناب استاذی حافظ مولوی عبداللہ صاحب غازی پوری کے مضمون عبارت سے میرے بھی اتفاق ہی۔ اور اس آیت پر اتفاکرتا ہوں فیحذرون من امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم حررہ سید عبدالسلام عفی عنہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۱۳ھ

نمبر چہل و سوم

تحریر صاحبزادہ مولوی سید ابوالحسن صاحب برادر سید عبدالسلام صاحب جن کی رسالہ اتباع کے ۲۶ نمبر تصدیق ہے

مولوی ابوالحسن صاحب کو بھی ایسا ہی اتفاق عجیب تقاضا پیش آیا جس کی وجہ سے اُن سے بھی غلطی ہوئی۔ مگر بحمداللہ انکی تحریر سے اس غلطی کی مکافات ہو گئی آپ لکھتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امور متذکرہ میں بلاشبہ جو شخص صحابہ کرامؓ پر ہنسی و تمسخر کرے وہ احمق و نادان و مخطی ہے اور جو تفاسیر صحابہ کرام کی درجہ میں حکم مرفوع کے ہیں وہ بھی بلاشبہ تمام پچھلے لوگوں کی آراء اور اقوال اور رای محض سے بدرجہا مقدم و قابل تسلیم ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

راقم سید ابوالحسن عفی عنہ

حافظ عبداللہ صاحب اور دونوں حضرات شیخ الکل کی طرف سے حضرت عمرؓ کے فیصلہ پر ہنسی اڑانے کے دعوی پر جو مولوی ثناءاللہ کو انعام ملا ہے اور جن الفاظ سے ہنسی اڑانے کے مدعی کو خطاب کیا گیا ہے وہ مولوی ثناء اکثر مبارک ہو

نمبر چہل وچہارم

تحریر مولوی احمداللہ صاحب امرتسری مسلّم استاذ مولوی ثناءاللہ

مولوی احمداللہ صاحب کی تحریر کو نقل کرنے سے پہلے اس اقرارنامے کا نقل کرنا ضروری ہے جس کا ذکر صفحہ ۵ میں ہو چکا ہے۔

نقل اقرارنامہ

مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے فرمایا ہے کہ رسالہ اتباع سلف میں جو مولوی ثناءاللہ نے امام احمد حنبل و ابن قیم کی نسبت لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کے فیصلہ پر ہنسی کیا کرتے تھے اسی کی تحقیق پر کل مدار جملہ تنازعات کا ہے اس امر میں جو فریقین میں سے حق پر ہوگا وہ سب بے عادی دینی و دنیاوی میں حق پر سمجھا جاویگا

۱۹۱۲ء

اس نزاع کے فیصلہ کے لیے مولوی ابوسعید محمد احمداللہ صاحب امرتسری کو منصف مقرر کیا گیا ہے

العبد ابوسعید العبد ابوالوفا ثناءاللہ

مولوی احمداللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وبنعمتہ تتم الصالحات اما بعد یہ ہے مولوی ابو سعید صاحب و مولوی ابو الوفا ثناء اللہ صاحب کے فیصلہ کے مختصر کا مختصر جو ایک عبارت زاد المعاد کے فہم میں ان دونوں کا اختلاف ہوا تھا اور راقم کو حکم مقرر کیا گیا اور بسبب وفات عزیزم میر محمد زمان صاحب غفر اللہ لہ اور بسبب بیماری وغیرہ موانع کے جو مفصل فیصلہ اور اسکے مختصر میں ذکر ہوئے ہیں اسکے شائع کرنے میں دیر ہوئی اور عبارت زاد المعاد کی متنازعہ فیہا یہ ہے قد انکر الامام احمد بن حنبل هذا عن قول عمر وجعل یتبسم اس عبارت کے مفہوم پر اختلاف ہے آیا انکار امام احمد کا قصہ عمر رض بحیثیت ثبوت روایت عن عمر ہے یا انکار استدلال اور حکم عمر رض پر ہے پہلا قول مولوی ابو سعید کا ہے دوسرا قول مولوی ابو الوفا کا ہے اور فریقین کے بیانات سی جو فیصلہ طویلہ میں شامل ہیں صاف ظاہر ہے کہ انکی مدار دعاوی کا صحت و عدم صحت حدیث مسند امام احمد متضمن قول و قصہ عمر رض پر ہے کیونکہ مولوی ابو سعید صاحب لکھتے ہیں۔ کہ مولوی ثناء اللہ نے ثابت نہیں کیا کہ یہ حدیث امام احمد کے پاس صحیح ثابت ہے اور مولوی ثناء اللہ نے لکھا ہے کہ کسی نے محدثین میں سے اس کو ضعیف وغیرہ نہیں لکھا ہے پس اس مختصر المختصر میں اسی کی تحقیقات کہتا ہوں بحول اللہ وقوتہ جو اس کا نتیجہ ہوگا وہی فیصلہ ہے سو جاننا چاہیے کہ فریقین کے بیانات میں دو امر متنازعہ فیہا پیدا ہوئے ہیں اول یہ کہ عبارت مذکور کا مفہوم کیا ہے جیسے اوپر بیان ہوا ثانی یہ کہ تبسم جو امام کا فعل مذکور پر ہوا تبسم تحقیر اور توہین کے طور پر ہے یا مجرد تعجب کے لیے اول امر میں میں کہتا ہوں کہ یہ انکار اور تبسم حضرت عمر امیر المومنین کے حکم پر نہیں بلکہ راوی کی روایت پر ہے جس نے قصہ ان سی منسوب کیا تفصیل اسکی یہ ہے کہ مسند امام احمد کی جلد ششم کے صفحہ ۱۵۱ پر یہ حدیث درج ہے حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی حدثنا علی بن عاصم قال حصین بن عبد الرحمن حدثنا عامر عن فاطمہ بنت قیس زوجہا طلقہا ثلاثا فاتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم تشکو الیہ فلم یجعل لہا سکنی ولا نفقۃ قال عمر بن الخطاب لا ندع کتاب ربنا وسنۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم بقول امرأۃ لعلہا نسیت قال قال عامر حدثنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرہا ان تعتد فی بیت ابن ام مکتوم اس سند میں فاطمہ سے جو راوی ہے وہ عامر شعبی ہے لیکن سوا عامر شعبی کے اور بھی بہت سے لوگوں نے اس کو روایت کیا ہے از انجملہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف اور عبید اللہ بن عبد اللہ اور ابو بکر بن ابی الجہم ان تینوں

نے اس حدیث کو روایت تو کیا مگر اس میں قصہ عمر رضہ کو بالکل ذکر نہیں کیا اور خود راویان شعبی میں سے جماعت کثیر نے جو ملازمین شعبی ہیں اس قصہ کو روایت نہیں کیا جیسا سیار ابوالحکم اور اشعث اور اسمٰعیل بن ابی خالد اور داود بن ابی ہند اور سلمہ بن کہیل اور مجاہد ان جماعت کثیر نے اس قصہ کا نام تک بھی اپنی روایتوں میں نہیں لیا ہاں شعبی کے صرف تین تلمیذوں سے اس قول و قصہ عمر کا روایت کرنا منقول ہے۔ اول مغیرہ دوم حصین۔ سوم ابو اسحق سبیعی مگر ان تینوں پر انکے تلامذہ نے اختلاف کیا مثلاً حصین نے مغیرہ سے روایت کیا تو اس نے اس قصہ عمر رضہ کا کچھ ذکر نہیں کیا اور جریر نے مغیرہ سے روایت کیا تو اس نے ابراہیم سے حضرت عمر کا قول نقل کیا اور مخفی نہیں کہ ابراہیم عن عمر منقطع ہے اور حصین تلمیذ دوم شعبی پر بھی انکے تلمیذوں نے اختلاف کیا ہے۔ حصین عن شعبی میں قصہ عمر ندارد ہے اور علی بن عاصم عن حصین عن شعبی میں قصہ مذکورہ مذکور ہے یہی وہ سند ہے جس سے مسند امام احمد میں یہ قصہ عمر رضہ سے مروی ہوا ہے۔ چنانچہ نقول کتب متعلقہ کے ساتھ فیصلہ مطول میں اور نیز مختصر میں اور اس مختصر المختصر میں بھی ہم اسکو اوپر نقل کر چکے ہیں۔ اس سند کا جو حال ہے ناظرین سامعین توجہ سے سنیں اسمیں تین علل قادحہ ہیں

اول یہ کہ اسمیں علی بن عاصم بن صہیب واسطی ہے۔ ذہبی نے میزان میں اس کو کثیر الغلط لکھا ہے اور فلاس کہتے ہیں فیہ ضعف اور ابن معین کہتے ہیں لیس بشی اور نسائی کہتے ہیں متروک الحدیث اور بخاری کہتے ہیں یعنی بالقوی عندہم اور کہتے ہیں اپنی غلطی سے رجوع نہیں کرتا تھا اور تقریب میں ہے۔ صدوق یخطی ویصر یعنے اپنی غلطی پر مصر رہتا تھا۔

اور دوسری علت اسحدیث متضمن قصہ عمر مروی مسند احمد میں یہ ہے کہ حصین بن عبد الرحمن اسکے راوی کے حق میں خود امام احمد فرماتے ہیں کہ روی مناکیر یعنے اس نے بہت حدیثیں منکر روایت کی ہیں اب کون کہہ سکتا ہے کہ مولوی نثار اللہ کا یہ قول کہ کسی نے محدثین میں سے اس روایت کو ضعیف وغیرہ نہیں کہا ناشی از قلت تتبع نہیں ہے اور کون کہہ سکتا ہے کہ امام احمد اس کی صحت میں اطمینان کیا اور انہوں نے اسکو صحیح مان کر درج مسند کیا ہے یا یہ کہ انکا اسکو شامل مسند کرنا اسکی صحت کی دلیل ہے۔ حاشا وکلا۔

اور تیسری علت یہ ہے کہ یہ جملہ قال عمر بن الخطاب رضہ جو اس حدیث میں ہے اس سند کے

ساتھ منقطع ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ یہ منقولہ شعبی کا ہے۔ اور شعبی کا قول خلافت عمرؓ کے پھٹے سال ہوا ہے اس کا سماع عمرؓ سے ثابت نہیں باقی رہا ابو اسحٰق سبیعی سو اس کی روایت کا یہی حال ہے کہ اسپر بھی اسکے تلامیذ نے اختلاف کیا ہے پس بنا بران وجوہ وغیرھا التی ترکنا ذکرھا حذرا عن التطویل المسلم امام رحمہ اللہ نے اس سند کو غیر صحیح معلول جانکر ثبوت روایت عن عمرؓ سے انکار کیا اور اسکے راوی پر تعجبا تبسم کیا کہ غلط روایت قصہ کو حضرت عمرؓ سے کیوں منسوب کرتے ہیں اور مروی ہونے قصہ سے ان کو انکار نہیں ہے کیونکہ خود انہوں نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے لیکن سند اسکی معلول اور انکے نزدیک غیر ثابت ہے کما تلونا ھا علیک انفاً پس صواب یہی ہے کہ مفہوم اس جملہ کا (قد انکر الامام احمد ھذا عن قول عمر وجعل یتبسم) یہی ہے کہ امام احمد ثبوت قصہ پر انکار کرکے ناقل پر ہنسی اور تعجب کرتے ہیں کہ کتاب اللہ میں حکم ایجاب سکنی و نفقہ مطلقہ ثلثہ کے لیئے کہاں ہے جو حضرت عمرؓ کیطرف اس حکم کو منسوب کرتے ہو یہ ہے میرے نزدیک فیصلہ امر اول کا اس امر اول کی بحث میں فریقین نے کچھ کچھ اپنے وجوہات موئدہ بیان کیئے ہیں انکا جواب میں نے فیصلہ مطولہ میں لکھدیا ہے اور بعض کا فیصلہ مختصر میں مثلاً مولوی ادریس نے کہا تھا کہ مسند امام احمدؒ مثل مسند ابو حنیفہ کے انکی خود اپنی تصنیف نہیں ہے اس کا جواب کافی وشافی فیصلہ مطولہ و مختصر میں دیا گیا اور ابو الوفا نے لکھا تھا کہ استخدام مرجع ضمیر انکرہ و انکرتہ اسکے دعوی کی موئد ہے سو اس کا جواب بھی مطولہ فیصلہ میں اور مختصرہ میں لکھا گیا۔ اب رہا امر دوم کہ تبسم کس قسم کا ہے اسکی نسبت میں کہتا ہوں اول تو اس میں شک ہے کہ یہ لفظ زاد المعاد میں فی الواقع تبسم ہے یا سہو کاتب کہ بجائے تبسم کے تبسم لکھا گیا اور تقسیم صحیح ہے چنانچہ فتح العلام اور مسک الختام ان دونوں کتابوں میں تبسم نہیں ہے بلکہ تقسیم ہے اور اس کا ترجمہ سوگند خورد لکھا ہے پس اگر تقسیم کو تزیید بجا دی صحیح سمجھا جاوے تو پھر نہ تو مولوی ثناء اللہ کا اس سند سے استدلال کرنا کیونکر صحیح ٹھہرتا ہے بلکہ اسکا تانا بانا سب بکھر جاتا ہے اور اسکی تلبیس علی العوام کا راز طشت از بام ہو جاتا ہے اور نہ فریقین میں کوئی نزاع ہی باقی رہتی ہے اور نہ اس نزاع کے فیصلہ کی جو کوہ کندن اور گاہ برآوردن کا مصداق ہے کچھ ضرورت رہتی ہے جس نزاع نے بیفائدہ جماعت اہلحدیث میں پریشانی ڈال رکھی ہے اب بھی انسب یہی ہے کہ فریقین اس نزاع کو چھوڑ کر مسئلہ اتباع سلف اہل حدیث کے تصفیہ کیطرف رجوع کریں اور اگر لفظ تبسم کو صحیح مانا جاوے تو تبسم

ترجمہ مسکرانا ہے قال فی لسان العرب تبسم یتبسم بسما وابتسم والتبسم ھو اقل الضحک واحسنہ۔ قال الزجاج والتبسم اکثر ضحک الانبیاء علیھم السلام وقال اللیث بسم یتبسم بسما اذا فتح شفتیہ پس تبسم کا ترجمہ مسکرانا ہے جسمیں نہ کوئی حقارت ہے نہ تمسخر جو ہنسی اڑانے کا مفہوم ہے تبسم کے ترجمہ میں ہنسی اڑانا لکھنا علاوہ بے ادبی اور اظہار اپنی کم علمی کے عوام الناس کو بزرگان دین علماء مجتہدین وغیرہم اور سلف صالحین صحابہ وتابعین پر گستاخ کرنا ہے۔ اب رہا یہ کہ حافظ ابن قیم حضرت عمرؓ کے فیصلہ پر ہنسی اڑاتے ہیں یہ مضمون ہو رسالہ اتباع سلف میں مولف مولوی ثناء اللہ نے درج کیا ہے محض بے اصل ہے زاد المعاد کی کسی لفظ یا عبارت صریح سے ثابت نہیں ہے چنانچہ زاد المعاد کے دیکھنے والے پر مخفی نہیں ہے مولوی ثناء اللہ نے یہاں نہایت جرأت کی ہے اور اس تھوڑی سی عبارت میں کہ ابن قیم رح حضرت عمر کے فیصلہ پر ہنسی اڑاتا ہے اس نے تین جھوٹ کا ارتکاب کیا ہے۔ جب اس حدیث کے ایک راوی کے حق میں خود امام نے فرمایا کہ رواہ مناکیر اور خود شیخ ابن قیم نے لکھا کہ قال انکرہ الامام احمد بن حنبل ھذا عن قول عمرؓ باتخفیص* خود اس قول کو بھی از جملہ مناکیر قرار دیتے ہیں تو پھر اس قول یا اس حدیث میں جس قصہ عمرؓ کے عند الامام منکر ہونے میں کیا شک باقی رہا پس جب انکار امام کا حکم عمرؓ پر نہ ثابت ہوا تو اس عبارت کو بلا انکار نقل کرنے سے ابن قیم کا لزوم ہنسی عمرؓ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا جیسا مولوی ثناء اللہ نے زعم کیا تھا

ھذا ما ظھر لھذا العبد الضعیف من یلتجی باحسن منہ فھو الحق بالاتباع وانا اضعف واحقر خلق اللہ ابو سعید محمد احمد اللہ عفی عنہ

نمبر چہل و پنجم

تحریر مولوی وحید الزمان صاحب حیدر آبادی

مولوی وحید الزمان صاحب کی تحریر نقل سے پہلے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ مولوی صاحب سے ہم نے مباحثات میں کبھی تحریر کرانا نہیں چاہا تھا بلکہ مولوی ثناء اللہ نے عبارت زاد المعاد کے متعلق مولوی ابراہیم سیالکوٹی سے استفتا کیا کہ زاد المعاد میں ابن قیم نے مطلقہ ثلثہ کے سکنے اور نفقہ

* اور خود امام نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ مجالد ہو ضعیف اور بالفرض حدیث احمد رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری سند میں ایسا ہی ہے ۔

کے متعلق یہ بحث کی ہے اس کی جو یہ عبارت ہے وقد انکر الامام احمد ھذا عن قول عمر فی
والنفقۃ المطلقۃ ثلثا اس عبارت میں حضرت عمرؓ کے استدلال کا انکار مذکور ہے یا آپ
سے ثبوت روایت کا انکار ہے۔ اور اس استفتا کا مولوی ابراہیم نے یہ جواب دیا کہ اس عبارت
میں محل انکار حضرت عمر کا استدلال ہے یہ نہیں کہ روایت جو کہ متعلق ہے صنف علام بحث کر
رہی ہیں اس کا ثبوت عمرؓ سے نہیں ہے۔ پھر اسکے وجوہات بیان کیے جو محض لغو اور مہمل ہیں اور
اور استفتا مع جواب مولوی وحید الزمان صاحب کے پاس بھیجکر ان سے اس کی تصدیق چاہی
تو مولوی صاحب نے اسکے جواب میں یہ تحریر کی جو ذیل میں منقول ہے:۔

بعد غور کامل خاکسار کی رائے یہ ہے کہ امام ابن قیم کی عبارت واما المطعن الثانی کی فصل
میں یعنی اس عبارت میں وقد انکر الامام احمد ھذا عن قول عمر وجعل یتبسم ویقول ابن
فی کتاب اللہ ایجاب السکنی والنفقۃ المطلقۃ ثلثا وانکرتہ فبلہ الفقیہۃ الفاضلۃ
فاطمہ مرجع ہذا کا یہ قول ہے لاندع کتاب ربنا وسنۃ نبینا اور اسکے ثبوت عن عمر کا امام
احمد نے انکار کیا ہے اور یہ ہو سکتا ہے کہ امام مسلم کے نزدیک ایک روایت ثابت ہو اور امام
احمد اس کو منکر کہیں صحیح مسلم ایسی کئی روایتوں میں اختلاف ہوا ہے منجملہ انکی ام حبیبہ کی ایک روایت
ہے جسکا مضمون مجھے اسوقت یاد نہیں ہے اور صحیح مسلم شریف بھی میرے پاس اسوقت موجود
نہیں ہے اور انکرتہ کی ضمیر بھی اسکی طرف راجع ہے یعنی فاطمہ بنت قیس نے بھی اسکے ثبوت
کا عن عمر انکار کیا اور بینی وبینکم سے یہ امر مترشح ہوتا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ فاطمہ نے
یہ قول اسوقت کہا جب حضرت عمرؓ گذر گئے تھے اور مروان کا زمانہ تھا چنانچہ زاد المعاد
ہی شروع فصل میں یہ عبارت ہے فقال مروان لم نسمع ھذا الحدیث الا من امراۃ
فقالت فاطمۃ بینی وبینکم القرآن اور مطعن رابع کے جواب کے
فصل میں ہے نحن نقول وباللہ العیاذ امیر المومنین من ھذا الکلام الباطل الذی لا
یصح عنہ ابدا قال الامام احمد لا یصح ذلک عن عمر میں صاف ذلک کا اشارہ دونوں
کلاموں کی ثبوت کیطرف ہے یعنی لاندع کتاب ربنا وسنت نبینا اور سمعت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لہا السکنی والنفقۃ اور اسمیں صاف ثبوت ہی بسبب اسکا کہ
امام احمد نے اس قول کے ثبوت میں ہی عن عمر کلام کیا ہے یعنے لاندع کتاب ربنا و
سنت نبینا میں گو امام مسلم اسکو اپنی صحیح میں روایت کریں۔ والسلام۔ خاکسار محمد وحید عفی عنہ

نوٹ مولوی وحید الزمان صاحب نے اپنے خط کے ساتھ ایک مضمون بھی اس مسئلہ میں درج کرنے کی غرض سے ارسال کیا تھا وہ بھی اس تحریر کے ساتھ درج کیا جائیگا

نمبر چہل و ششم

تحریر مولوی عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی

مولوی عبدالعزیز صاحب جنکو مولوی ثناء اللہ اپنا بڑا حامی سمجھتا ہے۔ ہمارے پرانے دوست تھے اپنے زمانہ طالب العلمی سے جب یہ کانفرنس منعقدہ ۲۵ فروری ۱۹۱۲ء تک بڑے کمال اتحاد و محبت کے مظہر رہے ہیں۔ مگر بمقتضای بشریت وہ ثناء اللہ کو دھوکہ میں آکر اس کی آمد سے بعض غلط باتونکو بھی صحیح سمجھ کر اس سرء کے مصداق ہو رہے ہیں۔ فعین الرضا عن کل عیب کلیلۃ

وہ اور انکے ثانی اثنین حافظ مولوی عبداللہ صاحب غازی پوری ثناء اللہ کی بعض مسائل میں متابعت یا موافقت کی سبب بہت لوگونکے ٹھوکر کھانے کے موجب ہو رہے ہیں

وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ دونوں بہت بڑی عالم فقہ الحدیث ثناء اللہ کے موافق ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ وہ کہتا ہے صحیح کہتا ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اس نے ان دونوں کی قلم سے ثناء اللہ کے حق میں ایسی تحریریں نکلوا دی ہیں جن سے ثابت ہو گیا ہے کہ ان دونوں کو ثناء اللہ سے کلی اتفاق نہیں ہے۔ مولوی صاحب کی تحریر کو تو ناظرین نمبر ۱۲ پر دیکھ چکے ہیں۔ اب تحریر مولوی عبدالعزیز صاحب کو بھی ملاحظہ کریں جس سے ثناء اللہ کی تضلیل تزویر و رسالہ اتباع سلف اور آیات منذ شابہات کی کل تحریفات مستحدثات جو محض رای بمقابلہ آثار و اقوال صحابہ پر مبنی ہیں بیکار و بے اعتبار ہو گئے ہیں۔ آپ خط مورخہ ۸ اگست ۱۳ھ میں میرے ایک کارڈ کے جواب میں جو ثناء اللہ کی خود رائی کی شکایت میں میں نے لکھا تھا۔ تحریر فرماتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم اخی المعظم مولینا المحترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ گرامی کارڈ پیوستہ موجب کامرانیہا شد۔ اسمیں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اپنی رای محض کو صحابہ کی رائی پر ترجیح دینے والا خاطی ہے۔ اس کا میں بھی قائل ہوں عبدالعزیز

اس خط کے وصولی پر فاکسار نے انکو لکھا کہ صحابہ کی رای یا روایت پر اپنی رای کو ترجیح دینے والے کو آپنے خاطی لکھا ہے۔ اسمیں یہ بھی تشریح کر دیں کہ اس کی یہ خطا خطا اجتہادی ہے جس پر درصورت خطا بھی ایک اجر ملنے کی امید ہوتی ہے یا خطا منکر جو مستحق اجر نہیں بلکہ موجب معصیت ہے اسکے جواب میں آپنے اسکو خطا منکر قرار دیا۔ مگر یہ شرط لگا کر کہ اس میں تعاملی نیت نہ رکھتا ہو۔ اس اثناء میں جلسہ کانفرنس اہلحدیث پیش آگیا اور مولوی صاحب سے میں نے ثناء اللہ کے

سالانہ جلسہ کانفرنس میں زبانی گفتگو کرانے کی درخواست کی تھی۔ اور میں خط متواتر لکھا اور اخبار وکیل میں بھی یہ درخواست مشتہر کرائی مولوی صاحب نے معلوم نہیں کس صعوبت سے مجھ کو کانفرنس میں بلکر ثناء اللہ سے میری گفتگو کرانی کو پسند نہ کیا۔ اور مجھ سے باوجود عادت قدیم تعظیم و تکریم و لطف محبت کے مولوی صاحب خفا ہو گئے اور جواب خط دینا ترک کر دیا لہذا اب اس شرط کی نسبت یہ رسالہ لکھا جاتا ہے کہ اتباع صحابہ شرعاً مامور بہ ہے اس کا اعتراف اپکے امام مولوی ثناء اللہ نے بھی کیا ہے رسالہ اتباع سلف صفحہ ۵ میں ملاحظہ ہو اور اس کا خلاف خلاف نصوص اور امر منکر ہے اور امر منکر میں اگر نیک نیتی مؤثر ہو سکتی تو چاہیے کہ جملہ ممنوعات شرعیہ زناکاری، شراب خواری، وغیرہ نیک نیتی پر مبنی تجویز ہو کر جائز ہو جاویں۔ جس کا کوئی مسلمان جاہل ہو خواہ عالم بشرطیکہ اسکو دین سے کچھ تعلق ہو قائل نہیں ہو سکتا۔ ان کو ہی فاتر العقل اور مسلوب العواس ہونا ہو تو اس سے بعید نہیں کہ وہ نیک نیتی سے قصدی حراموں اور یقینی گناہوں کو حلال اور جائز کر دیں

اجی جناب نیک نیتی تو ان امور میں لائق لحاظ و اعتبار ہے جو شرعاً جائز اور ثابت ہیں یہ قاعدہ کلیہ شرعیہ ہے کہ پہلے ایک امر کی مشروعیت اور شرعاً اسکا جواز یا اولویت یا وجوب ثابت کرنا چاہیے۔ پھر اسمیں نیت خلوص و ثواب ہو سکتی ہے اس اصول پر آپ غور کرینگے تو امید ہے کہ اپنی شرط کو واپس لینگے اور اس اصول کو بلا شرط واجب التسلیم قرار دینگے کہ اپنی رائے محض کو اقوال صحابہ پر مقدم کرنیوالا خاطی و خطا مستکر کا مرتکب ہے

یہ شہر اصول قلم میں لاکر آپ نے رسالہ اتباع سلف کے اصل اصول اور اصلی موضوع کو کر دیا ہے اور اپنی تفریط سے گویا رجوع کر لیا ہے۔ اس کی تفصیل ذیل میں معروض ہے

مولوی عبد العزیز صاحب کو میں مژدہ سناتا ہوں اور مبارکباد کہتا ہوں کہ جو اصول آپکی قلم سے نکل گیا ہے یہ خدا تعالیٰ مولوی ثناء اللہ کی قلم سے بھی نکلوا دیا ہے۔ وہ رسالہ اجتہاد و تقلید کے صفحہ ۵ میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب حجۃ اللہ سے سلف صالحین کا عمل و دستور بالفاظ منقولہ حاشیہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں اس حوالہ سے ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ سلف میں ایسا کیا جاتا تھا کہ درصورت آیت و حدیث نہ ملنے کے اصحاب رسول اللہ صلعم اور تابعین کے اقوال پر عمل کرتے تھے۔

واذا فرغوا اجتهد هو فی تتبع الاحادیث ولم یجد فی المسئلة حدیثا اخذ وا باقوال جماعة من الصحابة والتابعین حجة اللہ صفحہ ۲۰ و حجة اللہ صفحہ ۱۵۲	

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہم تصریح اظہار کرتے ہیں کہ ہمارا ہی بلکہ جملہ متاخرین کے محض قول سے صحابہ کے محض کے اقوال کو ترجیح ہے اور بیشک ترجیح ہے اس سے کسیکو خصوصاً ہم کو انکار نہیں۔ انکار تو اس سے ہے کہ وہ حجت شرعی نہیں نہ منفرداً نہ اجماعاً نہ متفرقاً۔

پہ اس کی تائید میں آیت اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم نقل کر کے کہا ہے یہ آیت وجوب کے لیے ہے اور سلب وجوب سے سلب جواز لازم نہیں آتا۔ اسلیے ہمارا دعوی ثابت ہے کہ صحابہ وغیرہ تابعین کے محض اقوال بھی ہماری محض خیال و مقال سے مقدم ہیں دلیل کسی جانب ہو تو دلیل کی جانب راجح ہوگی

اس کلام حق التیام انصاف نظام میں مولوی ثناء اللہ نے نہ صرف ہماری اور آپکے اور جملہ محدثین کے مسلمہ اصول کو تسلیم کر لیا ہے۔ بلکہ اپنے اور اپنے جملہ مخالفین و معترضین کی مابین منازعت کو ہمیشہ کے لیے قطع کر دیا ہے۔ اور ہمیں مصالحت اور اتحاد کی بنا کو قائم کر دیا ہے۔ یہ خاکسار اور مولوی ثناء اللہ کے دوسرے مخالفین (انکے مسلم استاذ مولوی احمد اللہ صاحب اور خاندان غزنویہ کے جملہ بمبر) مولوی ثناء اللہ کے اس کلام حق التیام کے مطابق عمل کر لینے پر اسکو سینہ سے لگا لیں گے۔ اور جملہ تنازعات کو یکقلم موقوف کر دیں گے۔ انشاء اللہ تعالی کیونکہ مولوی ثناء اللہ کے خارج از اہلحدیث ہونے پر جو دلائل ثلثہ انکے مخالف قائم کیے ہوئے ہیں اور وہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۲ کے صفحہ ۱۱۲ و صفحہ ۱۱۳ میں بیان ہو چکے ہیں ان دلائل کے کبریات سے کبری دلیل سوم (جس کا بیان جلد ۱۲ کے صفحہ ۱۳۹ میں ہے) مولوی ثناء اللہ کے اس کلام حق التیام اور آپکے اعتراف خطا فرحت نمط سے بخوبی ثابت ہے لہذا اس دلیل کی صحت و ثبوت میں دیر ہے تو تسلیم صغری کی دیر ہے سو خاکسار جلد ۱۲ اشاعۃ السنہ میں بضمن خط بنام حافظ عبد اللہ صاحب صفحہ ۴۷ سے صفحہ ۵۲ تک اس کا کافی ثبوت دے چکا ہے مگر افسوس صد افسوس نہ حافظ صاحب نے اس جلد ۱۲ کو ملاحظہ کیا نہ مولوی عبد الغزنوی صاحب! خود اپنی اس جلد ۱۲ کو دیکھا اور بلا ملاحظہ واپس کر دیا

اب بھی اس جلد کو آپ اور حافظ صاحب ملاحظہ کریں اور جن مسائل میں مولوی ثناء اللہ نے آپ دونوں صاحبوں کے نزدیک درفیصلہ آرمے باقی منصفوں کے نزدیک اپنی رای محض کو رای صحابہ و تابعین وغیرہ سلف صالحین پر ترجیح دی ہوئی ہے انمیں مولوی ثناء اللہ رجوع کا اشتہار اپنے اخبار میں دیں اور آپ دونو صاحب مولوی ثناء اللہ کو رجوع کا اشتہار

دینے کی رغبت دلادیں یا دعوہ ثابت کردیں کہ جو رای ان مسائل میں انہوں نے اختیار کی ہے وہ رای محض نہیں ہے۔ بلکہ کتاب اللہ وسنت پر فلان فلان دلائل قائم ہیں۔ اس صورت میں ہم لوگ انکی رای کو صحیح تسلیم کرلینگے۔ اور صلح قائم و مستحکم ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگر مولوی ثناء اللہ ایسا نہ کریں۔ اور امید نہیں کہ وہ ایسا کریں۔ تو آپ (مولوی عبدالعزیز صاحب) اپنے اصول کو پیش نظر رکھکر کبری دلیل سوم کو صحیح تسلیم کرکے اسکے صغری کے ثبوت کے لیے فیصلہ آرہ کے محاکمہ نمبر ۶ و ۷ متعلقہ طیور اربعہ حضرت ابراہیم کو رزق مرحمت علیہما السلام وغیرہ کی طرف رجوع کریں اگر ان نمبروں میں آپ مولوی ثناء اللہ کے رای کا محض رای بلا سند کتاب و سنت ہونا پاتے ہیں۔ چنانچہ آپکا فیصلہ شاہد ناطق ہے تو پھر ہماری دلیل کا صحیح ہونا مان لیں اور اس دلیل اور دوسری دلیلوں کی صحت و ثبوت کی نظر سے جو جلد ۲۱ اشاعۃ مقامات محولہ میں خاکسار بہم پہنچا چکا ہے ثناء اللہ کو اہلحدیث سے خارج کریں اور اس سے اختلاط ترک کریں اور اہلحدیث کانفرنس کے سکرٹری شپ اور ممبری سے اس کو علیحدہ کردیں منصفین آرہ سے یہ بھول ہوگئی ہے اور سخت بھول ہوگئی کہ جن نمبروں میں انہوں نے مولوی ثناء اللہ کے معترضین کو ڈگری دی ہے۔ ان نمبروں میں ثناء اللہ کی رای کا صرف اسکی متمسک بہا دلائل و وجوہات کے تغلیط و تخطیہ کیا اور یہ سوچکر کہ اس غلطی و خطا میں مولوی ثناء اللہ نے سلف صالحین صحابہ تابعین وغیرہ کا خلاف کیا ہے اور معتزلہ وغیرہ اہل بدعت کا التزام کے ساتھ اتباع کیا ہے اسکو اختیار خلاف سلف اور التزام مذاہب اہل بدعت کی وجہ سے اہل حدیث و اہلسنت سے خارج نہ کیا۔ بلکہ اپنے فیصلہ میں خاکسار کے اصول اخراج کو نہایت قابل قدر و انصاف تسلیم کرکے اس فیصلہ کے صفحہ ۱۶ و ۱۷ میں اللہ پر یہ الزام قائم کیا ہے کہ تم نے خود اس اصول انصاف پر عمل نہیں کیا اور مولوی ثناء اللہ کو خارج از اہلحدیث کرنے میں اپنے بیان کردہ اصول سے کام نہیں لیا۔ خاکسار نے انکے الزام کا کافی جواب اشاعۃ السنہ جلد ۲۱ میں صفحہ ۳۰۰ سے ۳۱۸ تک دیدیا ہے مگر افسوس صد افسوس ان حضرات نے نہ اس جلد کو ملاحظہ کیا نہ میرے جواب کو پڑھا۔ اب بھی میں مولوی عبدالعزیز کے اس اصول کو جو میری دلیل سوم کا کبری ہے تسلیم کرلینے اور مولوی ثناء اللہ کے اس اصول سے اپنا اتفاق ظاہر کرنے پر بطور تمثیل صرف ایک نمبر ۶ کے محاکمہ کی طرف ان دونوں کو توجہ دلاتا ہوں اور یہ سوال کرتا ہوں کہ اس نمبر میں جو رای مولوی ثناء اللہ نے اختیار کی ہوئی ہے اور اُسپر

اسکو ابتک اصرار اور اس کا التزام ہے وہ ابو مسلم جاحظ معتزلی سے پہلے صحابہ تابعین و دیگر سلف صالحین میں سے کسی ایک کی بھی رائی ہے۔ اگر ہے تو اس کا نام بتا دیں اور بہ نقل صحیح اس کا ثبوت دیں اگر نہیں تو مولوی ثناء اللہ اپنے مسلمہ اصول پر عمل کر کے سلف کی تفسیر کو کہ جن چار جانوروں کو حضرت ابراہیم نے چار پہاڑ و پر رکھدیا تھا ان کو ذبح کر کے انکے گوشت و پوست کو ملا کر چاروں پہاڑوں پر رکھدیا تھا مرجح کہکر تسلیم کریں اور برخلاف اسکے جو نئی تفسیر میں حاحظ معتزلی کی رائی اختیار کی ہے اس سے رجوع کا اشتہار دیں اور اگر مولوی ثناء اللہ ایسا نہ کریں تو مولوی عبد الغفور صاحب کو اپنے مسلمہ اصول کی رو سے خاطی قرار دیکر ممبری و سکرٹری شپ کا نفرس اہلحدیث سے علیحدہ کریں اور اگر انکا یہ عذر ہو کہ ایسا چلتا پرزہ سکرٹری ہمکو اور نہ ملے گا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے بہتر سکرٹری بہم پہنچا دینا ہماری ذمہ ہے۔ اور وہ اس طمع سے اپنے اور انکے اصول مسلمہ کے خلاف کو جائز نہ رکھیں۔ مولوی عبد الغفور صاحب سے اتنا بھی نہ ہو سکے تو وہ اپنے اصول اور مولوی ثناء اللہ کے اس اصول کو تسلیم کو پیش نظر رکھکر اتنا تو کہدیں اور کسی اخبار میں مشتہر کر دیں کہ مولوی ثناء اللہ نے رسالہ اتباع سلف میں جو یہ لکھا ہے کہ صحابہ و تابعین کی پیروی صرف اخلاص اور وفاداری میں ہے جزئیات میں نہیں ہے اور بے دلیل بات ماننے کا نام تقلید ہے جو ممنوع ہے اور دلیل سے کسی بات کا ماننا اتباع ہے جو لازمی امر ہے یہ انکی غلطی تھی جس کو انہوں نے اب رسالہ اجتہاد و تقلید کے صفحہ ۵ میں بخوبی ظاہر کر دیا ہے اور اسکے برخلاف محض بلا دلیل اقوال صحابہ کی پیروی کو جائز تسلیم کیا ہے اور جزئیات میں انکی رائے محض کو اپنی بلکہ جمہ متاخرین کی رائے پر ترجیح دیکر انکی اخذ و پیروی کی رغبت دلائی ہے۔ اور یہ بھی مشتہر کر دیں کہ مولوی ثناء اللہ کی اس غلطی سے میں نے بھی غلطی کھائی اور تقریظ رسالہ اتباع سلف میں یہ بات لکھ دی کہ مینے اسمیں کہیں لغزش نہیں پائی اب جو میں نے اس خط میں یہ اصول بیان کیا ہے جس کی مزید تفصیل تشریح انہوں نے اس رسالہ جدید میں کر دی ہے تو اب اس بات سے مینے اس تقریظ سے رجوع کر لیا ہے

نمبر چھ و پنجم

خود بدولت ایک مدت سے ہماری مخاصم و مخاطب عزیزم مولوی ثناء اللہ صاحب مؤلف رسالہ اتباع سلف کی تحریری شہادت مصدق اصل اصول نصیحت نامہ نمبر ۵

وکذب بہ رسالہ اتباع ۔ کلمہ (افتخر بن) ۔ ت با الاعلام

شہ بیت آنچنیز کہ خاطر پسند اوست ۔ آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید

مولوی ثناء اللہ صاحب وہ دلیر بہادر ہیں جنہوں نے اس زمانہ میں سب سے پہلے جواز اتباع یا تقلید جماعت سلف صالحین صحابہ و تابعین سے انکار کیا اور اس کو ناجائز اور خلاف سنت ٹھہرایا اور اپنے عمل کو اور جماعت کو خواہ مخواہ اپنے پیچھے لگایا۔

نفس پہلے فرقہ اہلحدیث یہ کہتے تھے کہ ایک ہی مذہب سے مسائل غیر منصوصہ و اجتہادیہ میں اس اتباع یا تقلید جماعت سلف سے انکار کیا ہو گو لاکھ ہزاروں گذر چکے ہیں اور موجود ہیں جو نصوص کتاب و سنت کے ہوتے ہوئے اور انکے مقابلہ میں کسی کی تقلید نہ کرتے اور مسائل اجتہادیہ میں بھی کسی خاص مذہب یا شخص واحد کے مقلد نہ کہلاتے اور ایسی تقلید کو ناجائز و خلاف سنت سمجھتے تھے اور ہیں کچھ عرصہ سے جو غیر منصوصہ اجتہادیہ مسائل میں اتباع جماعت سلف سے فرقہ اہلحدیث میں انکار پیدا ہو گیا ہے تو اسکے موجد و امام لیڈر (قائد و رہنما) یہی مولوی صاحب ہیں اور باقی سب کے سب (جو اس کو مانتے ہیں یا عوام میں داخل ہیں) انہی مولوی صاحب کے مقلد ہیں گو زبانی وہ مقلد ہونے سے انکاری نہیں۔

از انجملہ انکا ایک مقلد ہیں کہ وہ اپنے رسالہ اجتہاد و تقلید میں سحبان ہند کا خطاب اور اپنے بعض مکاتیب میں غازی اور بطل کا لقب دے چکے ہیں اس رسالہ کی تقریظ میں جو ہنوز یہ رہے انکی اسی ترک تقلید جماعت سلف کی مدح میں لکھتے ہیں۔

ہم فاضل مصنف سلمہ اللہ تعالیٰ کے مساعی جمیلہ کو اس نظر سے بھی مشکور جانتے ہیں کہ اس ملک ہندوستان میں اہلحدیث کثر اللہ سوادہم کے دور کو ایک قرن گذر گیا اور جیسا کہ مسلم ہے امتداد زمانہ کی وجہ سے خیالات میں انقلاب اور جمتوں میں پستی ہو جاتی ہے اسی طرح اہلحدیث میں بھی وہ بلند تمنی و حریت کے ہوا کا یہ ناز تھی کہ ہونے لگی اور بھی عرصہ کی متروک تقلید بزرگ دیگر و طرز جدید انہیں بھی آنے لگی تو ایسے وقت پیشتر اسکے کہ یہ فرقہ حقہ ضعیف موجلے اور اسکے علمی آثار مٹ جاویں حضرت والد مصنف سلمہ اللہ کو یہ توفیق ملی کہ وہ

(۵) وہ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب ہیں جنہوں نے کہ ۔۔۔ بڑی ہے (جو ہماری اقراری شاگرد ہیں کہ کتب صرف و نحو و منطق اور تفسیر و حدیث اور اصول حدیث پڑھی اس کے علاوہ فقہ اصول معانی بیان وغیرہ میں اس فاکری سے کچھ پڑھا ہو معلوم نہیں ہوا شاید یہ علوم ان کو لدنی ہوں فاکسار سے بلا واسطہ بھی اس سے میرے سفر حجاز میں چند روز ملاقات کر ۔۔۔ تھا وہ کہتے تھے میں نے والد اور بھائی احمد اللہ سے پڑھا ہے۔

نوٹ یہ ہمارے ناقد نے اپنی طرف سے گھڑا ہے ورنہ کسی نے کبھی ایسا دعوی نہیں کیا اور نہ ہی ہم نے ایسا لکھا ہے ۔ ۱۲ منہ

فرقہ اہلحدیث کو خصوصاً اور عام [illegible] کو عموماً [illegible]

اصل دین آمد کتاب اللہ و سنت [illegible] بجاں شنود و بجاں سپارد

جس سے اس مقلد مولوی صاحب کی مراد یہی ہے کہ وقت اہلحدیث [illegible] یا تقلید جماعت سلف صالحین کا خیال پیدا ہونے لگا تھا جس کو مولوی صاحب نے شاید یا نہ سمجھ کر یہ تعلیم کیا ہے کہ صرف ایک کتاب اللہ اور دوسری حدیث رسول اللہ پر عمل کرنا چاہیئے ان دونوں کے سوا اقوال اجتہادیہ و اقتضائیہ جو فقہائے [illegible] ان سب کے بائیکاٹ کی کر دینا چاہیئے

اس زمانہ میں جبکہ مقلد مولوی صاحب کو [illegible] صحابہ و تابعین اہلحدیث قدیم [illegible] گذرا جس نے اس کو انکار کیا ہو ایسا ہی [illegible] جنہوں نے رسالہ اتباع سلف پر [illegible] کی تقلید مسئلہ اتباع سلف میں [illegible] کہ ان سب مقلدین مولوی صاحب نے رسالہ اتباع [illegible] اتباع پر دستخط کرنے سے [illegible] تدارک مافات بن گئی۔

ان ہی مولوی صاحب کے [illegible] اہلحدیث پر [illegible] کر کے [illegible] ساتھ پیش کیے تھے) دستخط کرنے سے [illegible]

اور جبکہ فتاوی کانفرنس اہلحدیث [illegible] بحث آئی [illegible] علیحدہ ہونا اختیار کرنا پڑا۔ اور مولوی صاحب [illegible] محققین اتباع سلف [illegible] ایک جماعت تابعین مولوی صاحب کو [illegible] مسجد [illegible]

الغرض ان اصول حسہ کی نسبت اختلاف ظاہر کرنے سے اہلحدیث لاہور و امرت سر میں ایسا تفرقہ برپا ہوا جس کا انسداد احاطہ قدرت و امکان سے خارج ہوتا نظر آنے لگا تو خدا (اللہ) کی نے مولوی صاحب موصوف کے اس انکار کے بعد اور اسکے نتائج بد نکلنے کے زمانہ ہی میں مولوی صاحب سے ایک رسالہ اجتہاد و تقلید تصنیف کرا دیا۔ اور محض اپنے کرم و الہام سے اس رسالہ میں انکی قلم سے ایسے مضامین نکلوا دیے جن سے رسالہ اتباع سلف فی الاجتہاد کی اصلاح ہو جائے اور تدارک مافوت عمل میں آوے اور وہ تفرقہ و اختلاف مبدل باتحاد و اتفاق ہو جائے۔ وہ رسالہ مولوی صاحب نے خاکسار کے پاس بغرض تقریظ بھیجا اور میں نے اس رسالہ کو دل لگا کر شروع سے دیکھنا شروع کیا تو جس قدر دیکھتا جاتا اسی قدر اس رسالہ سے تنفر اور اسکے مصنف و مسمیٰ پر میرا تعجب بڑھتا جاتا۔ اور رہ رہ کر افسوس دامنگیر ہوتا جاتا کہ ہماری جماعت کے علماء کے علم و فہم کو کیا ہو گیا ہے کہ انمیں سے کسی نے بھی یہ نہ سمجھا کہ اس رسالہ کا موضوع تو بیان منصب مجتہد و اجتہاد تھا جو اجتہاد کی تعریف جامع و مانع بیان کرنے سے بیان ہونا ممکن تھا اور اسکی فصل اول میں بھی یہ عنوان مجتہد و اجتہاد سے شروع سے آخر تک جو عبارات کتب اصول نقل کیے ہیں انمیں تعریف اصول فقہ بیان ہوئی ہے نہ تعریف اجتہاد بجز ایک عبارت مسلم الثبوت کے کہ انمیں تعریف اجتہاد مخلوط و مشتبہ طلب ہے اور اس کی پوری تشریح نہیں ہے ان عبارات کے بیان سے مصنف نے اپنے ناظرین رسالہ کو یہ جتایا ہے کہ جس شخص نے کم سے کم اصول شاشی پڑھ کر اصول فقہ کی تعریف کو سمجھ لیا ہو اور بعض احکام شرعیہ کو انکی ادلہ سے جان لیا وہ مجتہد ہو گیا۔ حالانکہ اس مسئلہ کا قائل اسلامی اور علمی اور اصولی دنیا میں بجز مصنف اور اسکے مصدقین کے کوئی ایک شخص بھی نہیں ہے اس امر کی تفصیل آئندہ عنقریب ہو گی۔ اس تعجب و افسوس کے ساتھ بھی اس رسالہ کو بغور دیکھا گیا تو اسکے صفحہ ۲۳ میں مجھ مضمون و عنوان تقلید نظر آیا پہلے کے صفحہ صفحہ ۲۲ میں عمل زمانہ سلف نگاہ سے گذرا۔ ان دونوں مقامہ میں مصنف نے اپنے رسالہ اتباع سلف کا خلاف کیا ہے۔ اس رسالہ میں جو اس سے انکار اتباع یا تقلید سلف وقوت میں آیا ہے اور وہ موجودہ تفرقہ جماعت کا موجب ہوا ہے اس کو یا مصنف نے رجوع کر لیا ہے ان دونوں مقامہ کو پڑھ کر خاکسار کو اسقدر مسرت حاصل ہوئی جس قدر اس شخص کو ہوتی ہے جس کا ذکر حدیث صحیح نبوی میں آیا ہے کہ اسکی موری کا جانور جس پر اس کا کھانے پینے کا سامان بھا کھویا گیا تھا وہ تلاش کرنے والے کو بیابان میں ہو کر سو گیا۔

جب اسکی آنکھ کھلی تو وہ کیا دیکھتا ہے کہ اسکا جانور اسکے پاس آگیا ہے اسکی خوشی میں وہ ایسا از خود رفتہ و حواس باختہ ہوگیا کہ اسکے منہ سے بجائے اللھم انت ربی وانا عبدک اللھم انت عبدی وانا ربک نکل گیا۔ اسی خوشی میں میں لاہور پہنچا اور پہلے منشی مبارک علی کورٹ انسپکٹر کے ذریعہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو تحریری پیغام بھیجا جس کا ماحصل یہ تھا کہ جو رسالہ اجتہاد و تقلید میری پاس بغرض تقریظ بھیجا گیا ہے میں اسپر تقریظ لکھنے کو تیار ہوں اگر مولوی ثناء اللہ صاحب وعدہ دیں کہ اس تقریظ کو بلا کم و کاست اپنے اخبار میں چھاپ دیں گے۔

وہ پھر جب ادھر سے صدائے برنخاست کا نقشہ نظر آیا تو میں نے مسجد چینیانوالی کے ممبر پر بروز جمعہ تمام حاضرین مجلس کو مخاطب کرکے کہا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس رسالہ اجتہاد و تقلید میں اتباع سلف کو تسلیم کر لیا ہے کوئی صاحب نیک نیت کھڑے ہو جائیں اور آپکی اس تسلیم پر مولوی ثناء اللہ سے عمل کرا دیں تو یہ اختلاف و تفرقہ جو دن بدن بڑھتا جاتا ہے یہانتک کہ اہل مسجد کے چند مقتدی یہاں کا جمعہ چھوڑ کر علیحدہ جمعہ پڑھنے لگ گئے ہیں دور ہو جائے حاضرین مجمع میں منشی شمس الدین صاحب سکرٹری انجمن حمایت لاہور تھے جو جماعت جمعہ کی تفریق اس مجلس میں افسوس کر رہے تھے بعض احباب نے انہی کو اس تحریک و اتفاق کے لیے مامور کیا تھا پھر خاکسار نے بٹالہ پہنچکر انکے نام اس تحریک کے خط لکھا تو انہوں نے یہ زبانی جواب دیا کہ میں سفر جاتا ہوں وہاں سے واپس آکر تحریر کرونگا۔ مگر اب تک انکی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا لہذا میں اس تسلیم مولویصاحب کو پبلک کے سامنے بذریعہ رسالہ پیش کرتا ہوں منشی شمس الدین صاحب منشی مبارک علی صاحب اور جو کوئی بھی خواہ قوم ہمت کرسکے اس رسالہ کو ہاتھ میں لیکر مولوی صاحب کے پاس پہنچیں اور کہیں کہ اب وہ اپنے ان مضامین رسالہ اجتہاد و تقلید پر عمل کرکے باہم اتفاق و اتحاد کو قائم و مستحکم کریں اور قوم کے حال پر رحم کریں۔ پس ہم پہلے عبارات سلف اتباع سلف نقل کرتے ہیں جس میں مولویصاحب کا جواز تقلید و اتباع سے انکار پایا جاتا ہے اسکے بعد انکی عبارات رسالہ اجتہاد و التقلید نقل کریں گے جن میں اس تقلید کا جواز پایا جاتا ہے اور اس سے مولویصاحب کا انکار سابق سے رجوع ثابت ہوتا ہے رسالہ اتباع سلف کے صفحہ ۵ میں کہا ہے۔ فصل دوم سلف صالحین کی تعریف اور انکی پیروی کی تاکید۔ پھر چند احادیث و آثار اور ایک آیت متضمن تاکید اتباع سلف نقل کرکے صفحہ ۸ میں کہا ہے۔ یہ آیت صاف بتلا

ہی ہے کہ سلف صالحین کی پیروی جو خلف پر لازم اور موجب رضا الٰہی ہے وہ اخلاص و وفاداری میں ہے۔ جزئیات میں نہیں۔ اسکے بعد کہا ہے

التقليد معناه في الشرع الرجوع الى قول لا حجة لقائله وذلك ممنوع منه في الشريعة والابتداع ما ثبت عليه حجة۔

فصل سوم اتباع اور تقلید۔ پھر ابو عبداللہ مالکی سے نقل کیا ہے کہ بے دلیل بات ماننے کا نام تقلید ہے اور دلیل سے کسی کی بات مان لینا اتباع ہی یہ عربی اردو دونوں عبارتیں

رسالہ اتباع کی ہیں۔ عربی عبارت میں جس کو تقلید کہا ہے اسکو شرعاً ممنوع کہا ہے جسکا ترجمہ مولوی صاحب سے چھوٹ گیا ہے مگر اس کا مطلب و معنی خیال سے نہ چھوٹا ہوگا۔ پھر اسکے صفحہ ۹ میں سلف کی روایت اور درایت افہم و سمجھ اور رای میں فرق بیان کرکے کہا ہے کہ روایت اور درایت دو مفہوم الگ الگ ہیں معتبر صادق القول یعنے سلف صالحین و صحابہ و تابعین کی روایت تو مسلم ہے۔ مگر درایت اور فہم یعنے وہ نتائج جو اس درایت سے انہوں نے اخذ کیے ہیں نظر سے کہاں تک قابل تسلیم ہوں۔

پھر صفحہ ۱۱ میں کہا ہے کہ روایت تو ثقہ سے ثقہ کی سند مگر درایت معتبر نہیں۔ پھر اسکے صفحہ ۱۲ میں کہا ہے کہ حافظ ابن القیم نے عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلہ پر ہنسی اڑائی اور امام احمد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلہ پر منسا کرتے۔ پھر اسکے صفحہ ۴۲ میں کہا ہے کہ امام شافعی نے کہا ہے کہ جو شخص تقلید سے یعنے بے دلیل علم حاصل کرتا ہے۔ اسکی مثال رات کو ایندھن لانے والی کی ہے جو اپنے خیال میں لکڑیوں کی گٹھڑی اٹھاتا ہے۔ حالانکہ اسمیں سانپ بھی ہوتا ہے جو اسکی بیخبری میں اسے کاٹ کھاتا ہے۔ پھر اسکے صفحہ ۴۳ و ۴۴ میں اجماع و جمہوریت کا بے اعتبار ہونا بیان کرکے صفحہ ۴۴ میں کہا ہے کہ ہمارے نزدیک کسی قول کے صحیح ہونے کی دلیل یہ نہیں کہ وہ اجماع یا جمہور کے موافق ہو۔ اور غلط ہونے کی یہ وجہ نہیں کہ اجماع یا جمہور کی مخالف ہو۔ بلکہ ہر ایک قول کی صحت یا غلطی دلیل کے وجود اور عدم پر مبنی ہے۔ پھر صفحہ ۴۵ میں کہا ہے کہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے جو استدلال پیش کیا تھا کہ اگر کسی امر میں تمام صحابہ کے اقوال معلوم ہوں اور کسی کو حق جانیں تو لازم آتا ہے کہ طبقہ صحابہ کرام تمام حق گوئی سے خالی ہو جائے۔ اس سوال کا جواب اجماع اور جمہوریت کی بحث سے مل سکتا ہے کیونکہ جن صحابہ کے اقوال نہ ملے ہیں ان کے کہیں زیادہ ایسے ہیں جن کے [illegible]

ہیں کہ جنکے اقوال ہم تک نہیں پہنچے وہ موصولہ اقوال سے متفق تھے ہم مانتے ہیں کہ زمانہ صحابہ کرام کیا کوئی زمانہ بھی حق گوئی سے خالی نہیں رہ سکتا۔ لیکن اسکا علم ہم کو نہ ہو تو اس سے اس کا عدم لازم نہیں آسکتا یہی ایک اصول ہے جس سے غفلت کرنے سے لوگ غلطی کر جاتے ہیں۔ آخری التماس مصنف۔ میری غرض اس رسالہ سے یہ ہے کہ مسلمانوں میں طبقہ علماء اپنے علم و فضل کی حیثیت سے ہر مسئلہ کو بطریق سلف صالحین تحقیق کیا کریں تاکہ جو تقلید کی بدعتیں ہم میں آرہی ہے تحلیل ہو یا اسمیں کسی طرح کی کمی آئے۔

یہ عبارات صاف اور صریح الفاظ سے بتا رہی ہیں کہ مولویصاحب بلا دلیل کسی کی تقلید کو سلف کی ہو۔ خواہ خلف کی۔ ایک کی ہو۔ یا سو کی ہزار کی یا بے شمار اشخاص کی ہو ناجائز جانتے ہیں۔ اور اتباع سلف کو جو نکہ شرع میں وارد ہے اس کو انکی رویت قبول کرنے سے مخصوص کرتے ہیں یا صرف اخلاص و وفاداری سے اس کو مختص سمجھتے ہیں مسائل جزئیہ میں جنکی دلیل معلوم نہ ہو۔ انکی تقلید جائز نہیں رکھتے۔

اب انکے رسالہ اجتہاد و تقلید کی عبارات سنو۔ اسکے صفحہ ۲۳ میں ہے :-

فصل پنجم تقلید۔ یہ امر بالکل صاف اور ظاہر ہے کہ جو شخص علم نہ رکھتا ہو وہ علمدار کی پیروی کرے پھر تعریف

تقلید میں اشکال ظاہر کرکے اسکے صفحہ ۲۵ میں اس کا حل ابن سبکی سے یوں نقل کیا ہے کہ انہوں نے تقلید کی تعریف یوں کی ہے کہ کسی بات کو قبول کرنا اس کی دلیل پہچاننے کے بغیر اس تعریف پر وہ اعتراض نہ ہوگا۔ کیونکہ عامی کو عالم کی پیروی کا حکم ہے وہی حکم اس کی پیروی کی دلیل ہے۔

اس عبارت میں آپ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ جس شخص کو کسی مسئلہ کی دلیل کا علم نہ ہو وہ علمدار کی تقلید کرے بغیر اسکے کہ وہ اس مسئلہ کی دلیل اس کو بتا دے تو یہ تقلید اسکے لیے جائز ہے اور اس تقلید کا اسکے لیے شرع میں حکم آچکا ہے اس قول میں اپنے قول سابق اتباع سلف سے کہ بلا دلیل کسی کی بات کو مان لینا تقلید ہے اور وہ ناجائز و ممنوع ہے۔ صاف رجوع کیا ہے۔ اور پہلے قول کو غلط قرار دیا ہے اگر آپ اسمیں عذر یا ویل کریں کہ رسالہ اتباع میں ہم نے علماء کے حق میں تقلید ہی عامی و بے علم کے لیے تقلید کو جائز کہا ہے۔ لہذا اس میں مخالفت نہیں ہے تاکہ کلام ثانی کو کلام اول سے رجوع تجویز کیا

جاسکے تو اس کا جواب یہ ہے کہ قول آیندہ میں آپ نے ائمہ مجتہدین کے طریق عمل میں جو احادیث کا تتبع کرتی صحابہؓ تابعین کی تقلید کو داخل کیا ہے۔ لہذا اس کلام سابق اتباع سلف کو علماء سے مخصوص کرنا اور کلام جدید رسالہ اجتہاد و تقلید کو عامی کے حق میں قرار دینا بے معنی و نا ممکن امر ہے۔ احادیث کا تتبع کرنے والے ائمہ محدثین عامی نہیں کہلاتے۔

اب اس سے بڑھکر سنو۔ صفحہ ۵ میں اس رسالہ میں آپ نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی

واذا فرغوا بجهدهم فی تتبع الاحادیث ولم یجدوا فی المسئلة حدیثا اخذوا باقوال جماعة من الصحابة والتابعین الخ (حجة الله مصری جلد اول ص۱۴۵ حجة الله صدیقی ص۱۵۴

کتاب حجۃ البالغہ سے نقل کیا ہے کہ زمانہ سلف میں دستور تھا کہ کوئی مسئلہ اگر حدیث میں ملتا تو اقوال صحابہ اور تابعین کو لیتے اس حوالہ سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو یہ ہوتا ہے کہ زمانہ سلف میں ایسا کیا جاتا تھا کہ درصورت آیت و حدیث نہ ملنے کے اصحاب رسول اللہ صلعم اور تابعین کے اقوال پر عمل کرتے تھے اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہم بھی بتصریح اظہار کرتے ہیں کہ ہماری بلکہ جملہ متاخرین کے محض اقوال سے صحابہ کے اقوال کو ترجیح ہے۔ اور بیشک ترجیح ہے۔ اس سے کسی کو خصوصاً ہم کو انکار نہیں انکار تو اس سے ہے کہ وہ حجت شرعی نہیں نہ منفردانہ اجماعانہ متفرقاً۔ چنانچہ اس کی مفصل بحث ہو چکی ہے یہی معنے ہے قرآن مجید کی اس آیت کہ خدا تعالے کے الہام کیے ہوئے کلام

اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونه اولیاء

(قرآن و حدیث) پیروی کرو اور اس کے سوا کسی کی مت کرو چونکہ یہ حکم عام ہے وجوب یہ آیت وجوب کے لیے اور سلب وجوب سے سلب جواز لازم نہیں آتا اس لیے ہمارا دعوی ثابت ہے کہ صحابہ تابعین وغیرہ سلف کے محض اقوال بھی ہمارے محض خیال اور مقال سے مقدم ہیں دلیل کسی جانب ہو تو دلیل کی جانب راجح ہوگی

حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے اعلام الموقعین میں اسی عنوان سے فصل منعقد کی ہے

فصل فی جواز الفتوی بالاثار السلفیة والفتاوی الصحابیة وانها اولی بالاخذ بها من اراء المتاخرین ج ۲ ص ۱۶

چنانچہ لکھتے ہیں۔ یعنے آثار صحابہ پر فتوے دینا جائز ہے۔ اور وہ متاخرین کے اقوال سے اولی ہیں۔ یہ مولوی ثناء اللہ صاحب بہادر کا آخری کلام ہے جس منہ سے یہ الفاظ نکلے ہیں اس منہ کو کھانڈ سے بھر دینے اور جس قلم سے یہ

لفظ لکھے گئے ہیں اسکو چوم لینے کو دل چاہتا ہے

اس عبارت میں سلف صالحین علماء محدثین کا یہ عمل بتایا گیا ہے کہ وہ احادیث رسول اللہ صلعم کا تتبع و تلاش کرتے جب انکو حدیث نہ ملتی تو اقوال صحابہ و تابعین کو اخذ کرتے یہ علما کے حق میں بلا دلیل اقوال کے تقلید کی تجویز نہیں تو اور کیا ہے

اے میرے عزیز مولوی صاحب ۔ اگر یہ الفاظ الہام و القاء ربانی سے یا بوجہ عاقبت اندیشی و ہدایت عقل انسانی آپ نے دل ہی دل سے کہے ہیں تو بس آپکی اور آپکی مخالف پارٹی کے علماء و عوام کی جماعت اہلحدیث لاہور و امرتسر سے پختہ اور دائمی مصالحت ہو جانے میں اور انجمن اہلحدیث لاہور کے ممبروں میں اور نمازیان مسجد چینیانوالی لاہور میں جو پھوٹ پڑ رہی ہے اسکے رفع دفع ہو جانے میں اب صرف اسقدر دیر و توقف ہے کہ آپ اپنی تفسیر عزیزی کے ان مقامات کے متعلق جہاں آپ نے تفسیر سلف صالحین کا خلاف ہوا ہے اپنی تفسیر سے سلف کو راجح کہدیں اور اپنی تفسیر سے اس کو اولی قرار دیں اور اس امر کا اپنے اخبار میں اشتہار کر دیں یا اپنی تفسیر کی وجوہات کتاب و سنت سے بیان کر دیں جو آپکی تفسیر کو تفسیر سلف پر ترجیح دیں اجماع و اقوال جماعت صحابہ کو واجب الاتباع کہو یا نکہو انکو حجت شرعی مانو خواہ نہ مانو انکے اقوال کا اوروں کے اقوال ہی مقدم ہونے کا اشتہار دیکر انکی تفسیر کو اپنی تفسیر سے چوائی محض پر مبنی ہے نہ کتاب و سنت پر راجح مقدم ہونے کا اشتہار کر دو۔ اب رہی یہ بحث کہ اقوال سلف منفرداً یا اجماعاً حجت شرعی ہیں یا نہیں۔ اس بحث کو بالفعل ٹوکرہ سکوت کے نیچے دبا رکھیں یہ بحث پھر سہی۔ یار باقی صحبت باقی۔ مجھ کو خدا تعالے نے زندگی میں مہلت دی تو میں قرآن اور حدیث سے بلکہ آپ ہی اس رسالہ اجتہاد و تقلید سے ثابت کر دکھاؤنگا انشاء اللہ تعالی کہ اگرچہ بعکسے صحابی کا قول حجت شرعی نہیں ہے۔ اور یہی محل ہے اس اصول محدثین کا ہے جس کو آپ سنہرا اصول بتاتے ہیں یعنے قول الصحابی لیس بحجۃ مگر شیخین اور خلفاء اربعہ اور دیگر جماعت صحابہ کے اقوال جن کا خلاف دوسرے صحابہ سے مروی نہ ہو اور اجماعی اقوال ہر زمانہ کے کتاب و سنت کا بدل اور شرعیہ حجت ہیں۔

اب ہم اس شہادت تحریری مولوی صاحب کی تائید میں مولویصاحب کی تمام پارٹی اور جملہ مقلدین و مصدقین رسالہ اتباع سلف و اکابر علمائے محدثین متقدمین و متاخرین کی شہادت پیش کرتے ہیں جن سے ثابت ہو کہ یہ اصول زمانہ قدیم سے متفق علیہ

چلے آئے ہیں۔ اس زمانے اخیر میں جن لوگوں نے آپس میں اختلاف ظاہر کیا وہ بھی اب ان سے متفق ہو گئے ہیں۔ اب انمیں کسیکا اختلاف باقی نہیں رہا۔ مگر اس ثبوت کے لیے بطور تمہید انکے اختلاف کی ہسٹری کا بیان ضروری ہے پس واضح ہو کہ ان اصول قدیمہ میں سب سے پہلے مولوی ثناء اللہ نے رسالہ اتباع سلف میں اختلاف ظاہر کیا تھا باقی انکے ہمخیال انہی کے مقلد ہو گئے اور انہوں نے اپنی علم اور فہم سے کچھ کام نہ لیا۔ خاکسار نے اس رسالہ کے جواب میں نصیحتنامہ نمبر ۵ رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۲ میں مشتہر کیا تو پھر انکے مصدقین رسالہ ہی بڑکر ہمارے علمائے وقت نے خاکسار کے رسالہ سے اتفاق کیا۔ بلکہ بعض مصدقین رسالہ اتباع سلف نے ہی اپنی تصدیق بھی رجوع کیا جنکی تحریرات اسی جلد کے نمبر ۲ میں منقول ہو چکی ہیں۔ پھر خاکسار دربار کے موقعہ پر دہلی پہنچا تو ان اصول خمسہ کو مستقل طور پر قلمبند کر کے علماء دہلی کے سامنے پیش کیا۔

وہ اصول خمسہ یہ ہیں

(۱) جو حکم قرآن و حدیث میں منصوص ہو اسکا اتباع بلا واسطہ غیر واجب ہے اگر متبع خود عالم ہی تو وہ اپنی خداداد علم سے قرآن و حدیث کا اتباع کرے اور اگر وہ جاہل و عامی ہے تو کسی عالم قرآن و حدیث سے مضمون آیت و حدیث سنکر اور اسکی صحت و معنے دریافت کر کے اس کا اتباع کرے اور جو اس حکم کا مخالف کسی کا قول (ایک ہو یا جماعت کا) اس کو ہیچ سمجھ اس کی تقلید و پیروی سے بیزار رہے

(۲) اور جو حکم قرآن و حدیث میں نہ ملے تو ہمیں آثار و اقوال صحابہ کا تتبع واجب ہے۔ اگر وہ آثار و اقوال اجماعی ہوں یا غیر خلافی یعنے انمیں کسی صحابی کا اختلاف معلوم و مروی نہ ہو

(۳) جو صحابہ کے اقوال اختلافی ہوں انمیں کسی نہ کسی صحابی کے قول کی پیروی ضروری ہے خصوصاً خلفائے اربعہ و شیخین کے اقوال کی اور ان سب کا خلاف کرنا اور سب کو چھوڑ کر اپنی رای یا آرائے متاخرین خصوصاً اہل بدعت و اہواء معتزلہ وغیرہ کو اختیار کرنا جائز نہیں ہے

(۴) صحابہ کے اقوال بھی نہ ملیں تو حسب ترتیب اصل دوم و سوم تابعین کے اقوال کی پیروی مناسب ہے اور اقوال قرون متاخرہ پر ان کو تقدیم ہے یہ اصول اربعہ ہر ایک امر دین میں متعلق اعمال ہوں خواہ متعلق اعتقاد یا تفسیر قرآن وغیرہ انکے لیے دستور العمل ہیں۔

(۵) و معہذا انکے نزدیک یہ ضروری ہے کہ وہ ہر ایک امر متعلق دین میں اصول اہل بدعت و اہواء معتزلہ و نیچریہ و مرزائیہ وغیرہ کے اصول سے محترز رہیں۔ مثلاً معتزلہ کے اس اصول سے کہ قرآن مجید کی تفسیر مجرد لغت سے بلا استشہاد و استمداد احادیث و آثار جائز ہے (۲) جو

امر انکے خیال میں نیچر و قانون قدرت معلوم ہو وہ لائق تسلیم نہیں ہے بلکہ واجب التاویل ہے۔
(۳) حقیقت شرعی احکام میں مقدم ہوتی ہے نہ اخبار گذشتہ و پیشینگوئیوں میں وعلے
ہذا القیاس۔

اس مذہب اہلحدیث اور انکے اصول کی تفصیل حجۃ اللہ البالغہ کے صفحہ ۱۱۵ اور اعلام الموقعین کے صفحہ ۲۲ جلد اول اور صفحہ ۳۱۶ نہایت صفحہ ۳۳۲ جلد ۲۔ وغیرہ و تفسیر اتقان کے صفحہ ۵۳۷ وغیرہ میں اور مجمع الزوائد ابو بکر ہیثمی صفحہ ۱۷۱ و مشکوٰۃ شریف و خود قرآن مجید و فرقان حمید میں ہے

ان سب اصول کا خلاصہ ابیات ذیل میں ہے جو پرچہ قواعد کانفرنس و انجمن اہلحدیث لاہور و اخبار اہلحدیث امرتسر کے سر ورق پر شتہر ہونے کے لائق ہے ؎

اصل دین آمد کلام حق قرآں — پس حدیث سرور پیغمبراں
پس ازاں اجماع اہل اجتہاد — از صحابہ سید خیر العباد
بعد ازاں اجماع جملہ تابعیں — رحمۃ اللہ علیہم اجمعین
پس اقوال مخالف ہمچناں — شد مقدم بر مقال دیگراں

ان اصول کو خاکسار نے ۲۰ ذی الحجہ ۲۹ھ کو دہلی کی مسجد اہلحدیث (مسجد خلیفہ جی) میں جمعہ کے خطبہ میں جسمیں علماء مشاہیر اہلحدیث سے حافظ عبد اللہ صاحب غازی پوری مولوی احمد اللہ صاحب مدرس مدرسہ اہلحدیث۔ مرزا ضیاء الدین صاحب صدر کانفرس اہلحدیث دہلی۔ مولوی حافظ عبد الوہاب صاحب وغیرہ موجود و مخاطب تھے پیش کیا۔ تو بعد نماز جمعہ جملہ حاضرین و مخاطبین سے بجز حافظ عبد اللہ صاحب کہ وہ بعد نماز مجلس سے چلے گئے تھے سب کے سب نے بالاتفاق کہا کہ اتباع سلف کا منکر کون ہے۔ آپ یہ تقریر لکھ کر دیں ہم دستخط کر دینگے۔ (اخبار اہلحدیث ۲۹ دسمبر ۱۹۰۷ء ۲۰ھ ملاحظہ ہو)

اسکے بعد میر عبد السلام صاحب کے مطبع اہلحدیث دہلی میں کانفرس اہلحدیث کا ایک جلسہ منعقد ہوا اس جلسہ میں راقم خاکسار نے بہ تحریک مولوی سید احمد حسن صاحب شنر ڈپٹی کلکٹر ریاست حیدر آباد دکن و تائید صدر انجمن مرزا ضیاء الدین احمد صاحب پہلی یہ تمہید پیش کی۔ کہ سکریٹری کانفرس نے میرے نام ایک کارڈ لکھا تھا کہ آپ کانفرس کی مجلس انتظامیہ کے ممبر قرار دیئے گئے ہیں اور اسکے بعد کے دو کئی کارڈ ہیں کانفرس کی کارروائی

سے بھی اطلاع دیتے رہے خاکسار نے پہلے کارڈ کے جواب میں لکھدیا تھا۔ کہ جب تک کانفرس اصول اہلحدیث کے پابند نہ ہو۔ اور یہ نہ بتلائے کہ اہلحدیث کہتے کسکو ہیں۔ میں ممبری کی منظوری سے معذور رہوں کیونکہ میں بعض اخص ارکان کانفرس کو دیکھتا ہوں کہ وہ اصول مذہب اہلحدیث کے خلاف پر مصر ہیں۔ اس وقت جو میں دہلی پہنچا ہوں اور اس جلسہ کانفرس میں شریک ہو گیا ہوں اس سے میری یہی غرض ہے کہ میں اس کانفرس کو دیکھوں کہ اصول مذہب اہلحدیث کی پابند ہے یا نہیں اس تمہید کے بعد خاکسار نے ان اصول خمسہ کو تحریر کے ذریعہ پیش کر کے کہا کہ اگر اس تحریر کو کانفرنس صحیح تسلیم کرتی ہے تو صاحب پریزیڈنٹ و دیگر ممبران اس تحریر پر دستخط کریں میں بڑی خوشی سے اس کانفرنس کا ممبر ہونا منظور کرونگا اور اگر کسی کو انکی تسلیم سے انکار ہے تو میں اسپر بحث کرنے کو حاضر ہوں۔ اسپر حاجی عبد الغفار صاحب امین کانفرس وغیرہ ارکان نے کہا۔ اس جلسہ میں ان اصول کا مخالف کوئی نہیں ہے ایک صاحب نے کہ فلاں فلاں مولوی صاحب جو اسوقت حاضر نہیں ہیں۔ شاید ان اصول کے مخالف ہوں۔ انکے کہنے سے یہ قرار پایا کہ ان اصول پر مرزا ضیر الدین احمد صاحب اور مولوی سید احمد حسن صاحب غور کریں انکے اتفاق کے بعد حاضرین جلسہ اس تحریر پر دستخط کر دیں اور علماء کے پاس جن کو ان اصول کا مخالف خیال کیا جاتا ہے اس تحریر کی نقل ارسال کی جائے انکا بھی اتفاق ہو گیا۔ تو ان اصول کو اصول کا نفرس قرار دیا جائیگا۔ اور اگر کسی کا خلاف ہوا تو ان سے اصول پیش کنندہ کا مباحثہ کرایا جائیگا۔ جلسہ افتتاحی کانفرنس کی پہلی یا عین جلسہ میں۔ اس تحریر کی نقل اخبار میں چھپ جائے تاکہ مخالف کو بحث کرنے کا موقعہ ملے۔

جب یہ تحریر متضمن اصول خمسہ مولوی سید احمد حسن صاحب مرزا ضیر الدین احمد صاحب کے سپرد ہوئی۔ تو خاکسار نے اس غرض سے کہ ممبران کمیشن جنکی نظر و غور و فکر کے لیے یہ اصول سپرد ہوئے ہیں ہمیں خلط مبحث کر کے ان اصول کی صحت و مدلل ہونے یا نہ ہونے میں نہ لگجادیں امور تنقیح طلب لکھ کر ان کی خدمت میں بھیجدئے۔ جن کی نقل یہ ہے :-

امور تنقیح طلب و لائق غور و توجہ

جناب مرزا ضیر الدین احمد صاحب صدر و جناب مولوی سید احمد حسن صاحب ممبر جو میرے

مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی حافظ عبد اللہ صاحب غازی پوری و مولوی عبد العزیز صاحب رحیم آبادی

اصول خمسۂ غور کرنے کے لیے کمیشن مقرر ہوئے ہیں۔ میں انکی رفع تکلیف اور اپنے مشاوب و مدعا کی تحقیق کی غرض سے امر تنقیح خود ہی مقرر کیے دیتا ہوں۔ اور صرف تنقیح اس امر کے متعلق آپ کو اختیار دیا گیا ہے اور اسی امر کے متعلق آپکی رائے لینا اور کانفرنس اہلحدیث کو اس کا فیصلہ سنا کر متفق کرنا مطلوب ہے

وہ یہ ہے

کہ جو اصول خمسہ جسکو کہ ہیں وہ اہلحدیث کے اصول ہیں یا نہیں اور انکا عمل زمانہ صحابہ رضی سے قرون متاخرہ تک ان ہی اصول کے مطابق و موافق چلا آیا ہے۔ یا نہیں۔

صرف اس امر کے متعلق کمیشن اپنا فیصلہ دے اور اسی امر میں جو اور شخص مجھے بحث کرنا چاہیے بحث کرے اس امر کے علاوہ نہ یہ بحث کریں کہ اجماع صحابہ رضی یا تابعین رح یا عدم خلاف حجت شرعیہ ہے یا نہیں۔ اگر حجت ہے تو قطعی ہے یا ظنی۔ اور اجماعی یا غیر خلافی اقوال کو عمل میں لانا یا اس کو واجب العمل یا جائز الاتباع سمجھنا تقلید ہے یا نہیں۔ اور یہ تقلید جائز ہے یا ناجائز۔ ان امور سے بحث کرنا اس وقت منظور نہیں۔ یہ بحث پھر سہی یا رہا قی صحبت باقی۔ (ابو سعید محمد حسین)

اسکے جواب میں جو مرزا صاحب اور مولوی صاحب نے تحریر کرکے ارسال کیا اس کی نقل یہ ہے۔

جناب مولوی صاحب مخدوم و مکرم سلامت۔ السلام علیکم آپکے سوالات کا جواب انشاء اللہ تعالیٰ بغور دیا جائے گا۔ حقیر ضیاء الدین احمد لوہارو می۔

حاضر الوقت داقف زمن ہیچمدان کیطرف سے سلام مسنون بوحدت مضمون فقط۔ احمد حسن تلمیذ

یہ جواب ۲۲ جنوری ۱۹۱۲ء کو دہلی سے روانہ ہوا ۲۳ کو بنالہ میں خاکسار کو موصول ہوا اسی اثنا میں (یعنے خاکسار کی طرف سے درخواست دستخط اور مولوی صاحبان کیطرف سے مواعید دستخط کے زمانہ میں) ۲۹ دسمبر ۱۹۱۲ء کا اخبار اہلحدیث امرتسر شائع ہوگیا اور اسمیں جماعت اصحاب ثلثہ (حافظ عبداللہ صاحب و مولوی عبدالعزیز صاحب و مرزا ضیاء الدین احمد صاحب) کے نام دیکھکر مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ آرڈر* انکے ان حضرات ثلثہ کو پہنچ گیا کہ اسکو (یعنے کانفرنس اہلحدیث کو) ان جھگڑوں سے مطلب نہیں۔ اسلیے جتنی کارروائی (یعنے سلف کے اتباع یا تقلید پر بحث

* اس آرڈر کو مشتہر کرنے کے وقت مولوی صاحب کو اپنے کانفرنس کے قواعد و اغراض سے نمبر ۴ کا ذہول ہوگیا جسکے الفاظ یہ ہیں (د) یعنے مجدد اغراض مقاصد چہارم مسلمانوں کے دینی اور اہلحدیث کے خصوصاً باہمی خلاف (تفاق کو دور کرنے میں سعی کرنا۔ مولوی صاحب کو تو یہ ذہول نسیان ہوا ہی تھا۔ انکے مقلدین جملہ ممبران و ارکان کانفرنس بھی اسکو بھول گئے کسی کو یاد نہ رہا کہ ان اصول میں اختلاف کو رفع کرنا تو اس کانفرنس کا پہلا فرض ہے ہم اس میں کوتاہی کیوں کرتے ہیں۔

کے متعلق ہوگی میری اور آپکی شخصی ہوگی احدیث کا نفرس کو اس سے تعلق نہ ہوگا نہ اسکے جلسہ میں ہوگی نہ اسکے جسٹر میں لکھی جاویگی۔ تو ان حضرات نے اس آرڈر (حکم) پر ایمان لاکر اس کو واجب العمل سمجھ لیا اور اپنے پہلے اس وعدہ کو کہ آپ تقریر لکھ کر دیں ہم دستخط کر دیں گے۔ پھر دوسری اس وعدہ کو جو جلسہ کانفرنس میں ہوا تھا پھر اپنے تیسرے وعدہ کو جو پرچہ امور تنقیح کے جواب میں ان دونوں حضرات نے بذریعہ رقعہ کیا تھا نسیا منسیا کر دیا یا دیدہ دانستہ اپنے امام کی تقلید سے اس کا خلاف کیا اور اس وقت تک اسکا اپنا نہ کیا باوجودیکہ میں دو دفعہ مولوی احمد حسن صاحب کے مکان پر جہاں مرزا صاحب بھی تھے پہنچا اور ان سے مکرر وعدہ لیا۔ اور پھر تین دفعہ بذریعہ خطوط بھی انکو یہ وعدہ یاد کرایا گیا جو ذیل میں منقول ہیں۔

لاہور موچی دروازہ مکان مولوی سلطان احمد ۲۵ جنوری سنہ ۱۲ ۱۹ء نمبر ۲۵۔

مجبی مولوی سید احمد حسن صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دہلی میں رہ کر جسنے آپ کو ایک خط لکھا تھا۔ اس کا جواب آپنے نہ دیا تھا۔ پھر اپنے وطن بٹالہ سے ۴ جنوری سنہ ۱۲ ۱۹ کو ایک تحریر مولوی عبد الرزاق و مولوی احمد اللہ صاحب کے ذریعہ خدمت میں ارسال کی۔ اس کا جواب بھی آجتک نہیں آیا۔ اب یہ تیسری مراسلت ہے۔ دیکھیے اس کا جواب بھی ملتا ہے یا نہیں۔ نواب مرزا ضیمر الدین صاحب کے نام کا خط آپکی خدمت میں بھیجا جاتا ہے۔ اسکو ملاحظہ فرما کر مولوی عبد الرزاق صاحب کے ذریعہ انکے پاس بھیجدیں۔ اور اسکے جواب دینے کی سفارش کریں۔ اگر وہ جواب دیں تو آپ بتادیں کہ میرے اصول خمسہ ابتک کیوں دستخط کر کے واپس نہیں کیے (ابو سعید محمد حسین)

دوسری دفعہ کا خط

روپڑ ضلع انبالہ۔ ۱۲ مارچ سنہ ۱۹ ۱۲ء ۱۷۷

جناب مرزا ضیمر الدین احمد صاحب۔ السلام علیکم۔ مدت ہوئی آپ کا نوشتہ آیا تھا کہ ہم سوچ اور غور کے بعد اصول خمسہ مذہب اہلحدیث کی نسبت رائے ظاہر کریں گے۔ جناب نقل راچہ عقل سوال صرف یہ ہے کہ وہ اصول اصول مذہب اہلحدیث ہیں۔ اور ان کتابوں میں جن کا حوالہ میں نے دیا ہے منقول ہیں یا نہیں۔ اسمیں زیادہ غور و سوچ کی ضرورت نہیں۔ ان کتابوں کو دیکھ کر صرف تصحیح یا تغلیط نقل کر دینی چاہیے۔ آپ کو اپنی رائے دینے کی ضرورت نہیں۔ اور نہ درخواست ہے اب بھی آپنے توجہ نہ کی تو آپ کا نوشتہ سابق اور اس کا یہ جواب معہ اس اعتراف کے جو اخبار اہل حدیث ۱۹ دسمبر سنہ ۱۱ ۱۹ میں مشتہر ہو چکا ہے۔ اس رسالہ میں چھاپ دیا جائیگا۔

برکت اللہ

مولوی سید احمد حسن صاحب عالم و مصنف دینی کتب* ہونے کے ساتھ دنیاوی منصب بھی اعلیٰ رکھتے ہیں مرزا صاحب صدر انجمن کانفرنس ہونے کے ساتھ ترجمہ قرآن کا علم رکھتے ہیں اور اس کو پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ اور ایک اسلامی ریاست لوہارو کے رئیس اعظم کے بھائی ہوتے ہیں ان دونوں حضرات نے اپنے کسی منصب کا کچھ لحاظ نہ کیا۔ اور غیر مقلد کہلا کر اپنے امام مولوی ثناء اللہ کے مقلد بن گئے۔ پانچ دفعہ وعدہ کر کے اسکا ایفا اب تک نہیں کیا (۱۳ سنہ کا ذکر ہے)

انکی اس فاحش اور غلط تقلید پر مولوی ثناء اللہ صاحب کا اخبار اہلحدیث ۲۹ دسمبر ۱۹۱۱ء میں یہ لکھنا کہ کانفرنس اہلحدیث میری تابع اور مقلد نہیں ہے۔ معلوم نہیں کس معنی سے صحیح ہے مولوی صاحب چونکہ انجمن صادقین کے ممبر و سکرٹری ہیں لہذا انکا منصبی فرض ہے کہ وہ اس سوال کے جواب میں راستی سے کام لے کر انصاف سے کہیں کہ مرزا ضمیر الدین صاحب و مولوی سید احمد حسن صاحب انمیں ارکان کا نفرس متعدد وعدہ زبانی و تحریری دیکر ان وعدوں کو پورا نہ کرنے سے آپکے مقلد ٹھہرتے ہیں یا اس وعدہ خلافی کے ارتکاب پر وہ کتاب و سنت سے کوئی دلیل رکھتے ہیں یا آپ انکی طرف سے کوئی دلیل قائم کر سکتے ہیں اگر کوئی دلیل نہیں ہے تو پھر وہ دونوں آپکے مقلد ہوئے یا نہیں۔ مرزا صاحب صدر کانفرنس کے مقلد مولوی صاحب ہونے پر ایک روشن اور قطعی دلیل یہ ہے کہ ان اصول خمسہ کو زبانی تحریر ذریعہ پیش کرنے سے پہلے مینے مرزا صاحب سے دہلی میں پہونچکر درخواست کی تھی کہ آپ مولوی ثناء اللہ صاحب کو دہلی میں بلا دیں اور جس مسئلہ اتباع سلف میں جماعت اہلحدیث سے انکی نزاع ہے اسمیں میری ان سے گفتگو کرا دیں۔ مرزا صاحب نے مولوی ثناء اللہ کو بلایا اور مجھے پیغام بھیجا کہ وہ دہلی آگئے ہیں آپ آئیں اور ان سے گفتگو کر لیں خاکسار نے اسکے جواب میں انکو ایک رقعہ لکھا جو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے

مجھی مکرمی مرزا ضمیر الدین احمد صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ آپکا زبانی پیغام مولوی عبد الرزاق صاحب لائے آپنے مجھے یاد فرمایا ہے کسار بھی تین بجے یہاں سے جاوے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس سے پیشتر مجھے یہ اطلاع ملنی چاہیے کہ اس وقت مجلس میں کون کون صاحب ہونگے اور گفتگو کس مسئلہ میں ہوگی کیا اس مسئلہ میں (جسکے کہ میری درخواست تھی) کہ اگر

* ایک تفسیر قرآن احسن التفاسیر دو جلد میں آپنے لکھی ہے کتابت کتابت میں ہاتم ابو کہاں تک زیادت بڑھا کر چھاپ رہے ہیں ان کتابوں میں جو وعدہ خلافی پر وعید وارد ہوئی ہے وہ آپ پر منطبق نہیں مرزا صاحب قرآن کا ترجمہ اکثر پڑھا یا کرتے ہیں ان کی نظر سے آیات ایفائے وعدہ گذرتی ہونگی۔

کوئی بات نفس قرآن و حدیث سے ثابت نہو اسمیں اقوال سلف باختلاف پائے جاتے ہوں تو اسمیں اقوال سلف لائق دستاویز ہیں اور متاخرین کی رائے پر اسکو تقدم ہے یا کسی اور مسئلہ میں گفتگو متعین ہونے کے بعد میں اپنا آنا مناسب سمجھتا ہوں۔ ابو سعید محمد حسین
۱۱ دسمبر ۱۹۱۱ء

اسکا جواب مرزا صاحب نے اسی خط پر لکھدیا جسکی نقل یہ ہے۔

جناب مخدوم و مطاع مولنا صاحب سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مولوی صاحب آپکی طلب پر آئے ہیں اس شبہ میں جسکا آپنے ذکر فرمایا گفتگو کرینگے۔ اور جس گفتگو میں امکان ہو میں اور مولوی عبد الرزاق صاحب ہونگے اور مقصود یہی ہے کہ نزاع اگر کچھ ہے تو مرتفع ہو جاوے اور گفتگو جو ہوگی تحریری ہوگی۔ صرف زبانی نہ ہوگی۔ حقیر ضمیر احمد۔

پھر جب خاکسار انکے مکان پر پہنچا اور سوال کے متعلق بحث تمام کر جواب کے لیے پیش کیا جو ذیل میں منقول ہے۔

سوال یہ امر اہلحدیث میں متفق علیہ ہے کہ جس امر میں قرآن ناطق ہو یا حدیث صحیح فیصلہ کن ہو۔ اسمیں برخلاف قرآن حدیث کسی کی تقلید نہیں اور جس امر میں قرآن و حدیث کا کوئی صریح فیصلہ نہ ہو۔ صرف اقوال و آثار صحابہ و تابعین ہوں اس امر میں ان اقوال سلف ضروری ہے اگر وہ اقوال متفق علیہ ہوں تو ان اقوال کے ماننے میں کسی اہل حدیث کو نزاع نہیں اور اگر انمیں اتفاق صریح مروی نہ ہو صرف اختلاف معلوم نہ ہو تو وہ اقوال بھی ضروری لائق دستاویز ہیں۔ اقوال متاخرین ان اقوال متفقہ یا خیر مختلفہ کے برخلاف ہوں تو وہ لائق اتباع نہیں ہے جو شخص اہلحدیث ہونے کا مدعی ہو اس کو ان اصول کی تسلیم لازم ہے۔ کیا ان اصول کو آپ مانتے ہیں۔ (دستخط ابو سعید محمد حسین)

نقل مطابق اصل کے ضمیر الدین احمد

تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا اور یہی سوال اپنے پاس سے گھڑ کر مجلس میں پیش کر دیا۔ اور اسکا جواب مرزا صاحب سے لے کر اخبار ۲۹ دسمبر ۱۹۱۱ء میں شہرت کر دیا۔ اس اخبار میں عنوان جناب مولوی محمد حسین صاحب دہلی میں کے ذیل میں بہت سی باتیں خلاف واقعہ لکھی ہیں ان میں جو اس گفتگو کے متعلق برخلاف

واقعہ ہیں ان کو ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں :- مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں
میں نواب صاحب کے مکان پر اترا تھا۔ نواب صاحب کے پاس مولوی صاحب (خاکسار)
وہاں ہی تشریف لائے اور گفتگو ہوئی۔ گفتگو کیا تھی۔ مولوی صاحب موصوف نے ایک عبارت
دکھائی جس کے مولوی صاحب موصوف نے عبارت میں ایک ہی فقرہ قابل
بحث بتلایا۔ جس مسئلہ میں مجتہدوں کا قول بے دلیل ہو گیا ہو جس کا خلاف مردود نہ ہو تو
اسکی تقلید واجب ہے جو ایسی تقلید نہ کرے وہ اہلحدیث نہیں ہی مجھ سے اس کی تصدیق چاہی
میں نے کہا یہ بحث مذکور ہے ہمارے نواب صاحب (مرحوم) فرماویں پھر مولوی صاحب بتلادیں انہوں نے
اہلحدیث کا مذہب جو اختیار کیا ہے تو کیا سمجھ کر کیا ہے۔ اس پر نواب صاحب بیک زبان ہوئے کہ
ہم کسی کے دلیل قول کی تعمیل واجب نہیں جانتے۔ ہاں یہ کہتے ہیں کہ جس صورت میں کسی
مسئلہ میں قرآن و حدیث و اجماع سلف کا قول ہو تو وہ قول ہمارے قول سے راجح
ہے مگر واجب التقلید نہیں۔ پھر میں نے رسالہ اتباع سلف (صفحہ ۲) نکالکر نواب صاحب
کو دیا انہوں نے پڑھا تو ہی لکھا تھا۔ پڑھکر نواب صاحب نے فرمایا بس یہی ہمارا مذہب ہے۔ نواب
صاحب نے بڑی نرمی اور متانت سے مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ نے بڑی بڑی
خدمات کی ہیں۔ اب ہمارا بنا بنایا کام کیوں گراتے ہیں۔ ہم تو تقلید کو مدت سے چھوڑ
ہوئے ہیں۔ اسی اثنا میں میں نے مولوی صاحب کی اشاعۃ السنۃ جلد ۸ صفحہ ۲۹۶ سے عبارت نکالکر
دکھائی کہ جو لوگ ملا تقلید فقہا حدیث پر عمل کرتے ہیں وہ اہلحدیث کہلاتے ہیں میں نے کہا یہی
اہلحدیث کی تعریف ہے۔ مگر مولوی صاحب نے کہا یہ تعریف جامع نہیں۔ غرض اس مجلس میں سے
کوئی ایک متنفس بھی مولوی صاحب سے متفق نہ ہوا۔ دوسرے روز بموجودگی میر عبدالسلام صاحب
اسسٹنٹ سکرٹری اہلحدیث کانفرنس مولوی صاحب موصوف پھر تشریف لائے میں نے بمنت*
و سماجت عرض کیا کہ اب آپ اس جھگڑے کو جانے دیجیے اور کوئی مفید کام کیجیے۔ بولے نہیں یہ
فیصلہ شدہ ہے۔ ایک کمیٹی بناؤ جو اس کا فیصلہ کرے۔ پنسل کاغذ لے کر عرض کیا۔ آپ علما
کے نام لکھوائیں۔ ناموں میں میرے جناب مولینا حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری اور
مولینا عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی کا نام بھی لکھا تو فرمایا کہ آپ کا کام کو لینا کرتے ہیں۔ میں

* صرف زبانی نہیں بلکہ ہاتھ بھی جوڑے۔ (ش) اقتراف لاہور پھر اپنے محسن و محب میاں فضل صاحب
گلٹی ساز کے پاس گیا۔

چاہتا ہوں جلدی ہو جائے دو چار عالم یہیں کے بیٹھ جائیں۔ میں نے عرض کیا دو چار آج بیٹھیں دو چار کل بیٹھیں گے۔ وہ آج والوں کے خلاف کریں گے۔ آج والے انکے مخالف۔ تو یہ فیصلہ کیا ہوا۔ اتنے میں اٹھ کر چلے گئے۔

اس بیان اخبار کا میرے سوال کو مقابلہ کر کے ناظرین باانصاف و تمکین یقین کر سکتے ہیں کہ یہ بیان خلاف واقعہ ہے۔ اس میں نہ میرے اصل سوال کو نقل کیا ہے اور نہ اس کا جواب مولوی صاحب نے دیا ہے بلکہ میرا اصل سوال مرزا صاحب کو اور دیگر حاضرین مجلس کو بہلا کر اور باتوں (نئے سوال اور اسکے جواب) میں بہلا لیا ہے۔ مرزا صاحب جو فدائیت مولوی صاحب میں مبتلا تھے۔ اتنا نہ سوچ سکے کہ ہمنے کیا تحریری وعدہ دیکر خاکسار (ابو سعید) کو مجلس میں بلایا تھا۔ اور مجلس میں کیا ہو رہا ہے۔ نہ ابو سعید کے سوال کو مولوی ثناء اللہ نے چھوا اور نہ اس کا جواب انہوں نے دیا۔ جس کا ہمارے خط میں وعدہ تھا۔ خود ایک نئے سوال کے سائل بن گئے اور مجھ (مرزا صاحب کو) مجیب بنا لیا۔ اور خود بیچ میں سے ایسے نکل گئے جیسے مکھن سے بال نکلتا ہے اور پھر اس سوال و جواب کو برخلاف واقعہ اخبار میں مشتہر کر دیا۔ اس چالاکی مولوی صاحب کو مرزا صاحب فرط اعتقاد و تقلید سے نہ پہچان سکے مولوی صاحب کے اس بیان خلاف واقعہ ہونے پر مرزا صاحب کو بذریعہ ایک استشہاد متنبہ کیا اور ان سے اس کا جواب چاہا وہ استشہاد یہ ہے :- جناب نواب مولوی مرزا ضیاء الدین احمد صاحب صدر انجمن اہلحدیث کا نفرنس سے

استشہاد

(ولا تکتموا الشہادۃ ومن یکتمہا فانہ آثم قلبہ۔ واقیموا الشہادۃ للہ)

۵ دسمبر ۱۹۱۱ء کو جو مرزا صاحب سے گفتگو ہوئی اس پر میں نے ایک سوال لکھ کر مولوی ثناء اللہ سے اسکا جواب طلب کیا تھا۔ اس کی عبارت وہی تھی جو اہلحدیث ۲۵ دسمبر ۱۹۱۱ء میں درج ہے کہ جس مسئلہ میں جمہور سلف کا قول بے دلیل نہ ہو لے جس کو تلاش و تدبر کی ضرورت نہ ہو تو اس کی تقلید واجب ہے جو ایسی تقلید [illegible] اللہ یا اور صحابہ سے تصدیق چاہی تھی۔ یا سوال کی عبارت اور تھی اور اس سوال کا جواب مولوی ثناء اللہ سے چاہا تھا۔ اور مولوی ثناء اللہ نے اس سوال کا جواب دیا تھا۔ اگر اور سوال ہے تو وہ سوال یا اس کی نقل اپنے دستخط کر کے عنایت کریں (۲) جب مولوی ثناء اللہ نے اس

سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور مرزا صاحب نے یہ کہا کہ جس صورت میں کسی مسئلہ میں قرآن حدیث نہ ہو اور محض سلف کا ہو تو وہ ہمارے قول سے راجح ہے مگر واجب التقلید نہیں۔ اور پھر مولوی ثناء اللہ نے رسالہ اتباع سلف کے صفحہ ۳ سے اپنا یہ قول دکھایا کہ گو ہم اسکے اقوال کو حجت شرعی نہیں مانتے۔ لیکن یہ بھی ساتھ ہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ در صورت مساوات دلائل سلف کو ترجیح ہے اور دلائل مختلف ہو تو دلیل کی جانب راجح ہوگی۔ تو خاکسار نے اس کا یہ جواب دیا تھا کہ اس قول میں در صورت تساوی دلائل قول صحابہ کو راجح کہا گیا ہے۔ لہذا یہ قول نہ قول مرزا صاحب کے موافق ہے اور نہ میرے سوال کا جواب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب کے قول میں اور میرے سوال میں وہ صورت پیش کی گئی ہے جس میں قرآن و حدیث سے کسی مسئلہ کی دلیل معلوم نہ ہو۔ کیا اسکے جواب میں مولوی ثناء اللہ سے کچھ بن پڑا اور کچھ کہا۔ اگر کہا تو کیا کہا۔

مولوی ثناء اللہ نے جو اشاعۃ السنہ جلد ۹ کے صفحہ ۲۹۶ کی عبارت نکال کر دکھائی کہ جو لوگ بلا تقلید فقہا حدیث پر عمل کرتے ہیں وہ اہلحدیث کہلاتے ہیں اور یہ کہا کہ اس میں اہلحدیث کی تعریف ہے۔ تو خاکسار نے اسکے جواب میں یہ کہا تھا کہ یہ تعریف اہلحدیث جامع و مانع نہیں ہے۔ یہ صرف لقب وہابی سے جو اہلحدیث کے مخالف انکے حق میں استعمال کرتے ہیں تمیز کرنے کے لیے انکا ایک وصف و لقب بتایا گیا تھا۔ کیا اس کی تصدیق و تفصیل میں خاکسار نے جلد ۱۲ اشاعۃ السنہ کے صفحہ ۳۱ کی یہ عبارت نہ دکھائی تھی کہ اہلحدیث ہونے کا مدار یہ ہے کہ جملہ اعتقادات و اعمال میں بر طبق مقولہ متفقہ ائمہ۔ اذا صح الحدیث فھو مذھبی حدیث نبوی صلعم کو بلا واسطہ تقلید فقہا اپنا مذہب قرار دیں اور جہاں حدیث نبوی نہ ملے وہاں آثار صحیحہ صحابہ و تابعین سے تمسک کریں اور جس امر متعلق اعتقاد و عمل کا بجز اہل بدعت کوئی قائل نہ ہو۔ اسکے اخذ و اتباع سے بطور التزام و کلیۃً انکار کریں۔ اور مولوی ثناء اللہ نے اس کا جواب کیا دیا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب مولوی صاحب مخدوم مکرم سلامت السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپ کے سوال کے جواب میں حسب ذیل گذارش ہے کہ میرے مکان پر جو آپ نے جناب مولوی ثناء اللہ صاحب سے سوال کیا تھا وہ میرے پاس موجود ہے اس کا مضمون بجنسہ نقل کرتا ہوں ملاحظہ

کرتے ہیں اسکے بعد ہمارا وہ سوال پورا نقل کیا ہے جو صفحہ ۳۴ میں بہ تصدیق مرزا صاحب منقول ہے)

سوال دوم کی بابت گذارش ہے کہ مینے غالبًا یہی جواب دیا تھا (یعنے جو خاکسار کے استشہاد میں منقول ہے) اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی غالبًا یہی کہا تھا جو باہمی نزاع اور جدال شروع ہوئے تو صحیح یاد نہیں کہ کیا گفتگو ہونے لگی۔

سوال سوم کی بابت گذارش ہے کہ مجھ کو یاد ہے غالبا آپ نے بھی کہا تھا کہ یہ تعریف کامل نہیں ہے زیادہ تقریرات کل صحیح طور پر بھی یاد نہیں۔ اب مجھ کو معاف فرمایئے۔ والسلام

حقیر سمیع الدین احمد دہلی

اس استشہاد کو پڑھنے اور اسکے جواب میں خاکسار کے بیانات کی تصدیق کرنے پر بھی مرزا صاحب صدر کانفرنس سے فرط تقیہ مولوی ثناء اللہ میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اتنا نہ ہوسکا کہ وہ مولوی صاحب کو انکی اس خلاف بیانی پر متنبہ کرتے اور ہمارے سوال متعلق اتباع سلف کے جواب دینے پر مجبور یا مامور کرتے (خاکسار کی کو پرائیویٹ طور پر اطلاع دیتی کہ ہم مولوی ثناء اللہ صاحب بہادر کے (جن کے ہاتھ میں کانفرنس کی چابی ہے) آگے مقہور و مجبور ہیں۔ انکو کچھ نہیں کہہ سکتے

اس سے صاف ثابت ہے کہ کانفرنس اور اسکے اخص ارکان مولوی صاحب کے پیرو و مقلد ہیں۔

اب اس سے بڑھ کر ایک اور شہادت ثلثہ اور اخص ارکان کانفرنس کے مقلد مولوی ہونے کا حال سنو وہ بزرگ خضر صورت اور اتقی سیرت مولوی عبد العزیز صاحب رحیم آبادی ہیں جو کانفرنس کے بانی مبانی ہیں انکی بڑی آرزو قرآن اور مواعظ حسنہ بیان سے متاثر ہوکر بہت لوگ کانفرنس کے معاون ہوگئے ہیں۔ آپ اپنے آخری خط میں جس میں مولوی صاحب کی خطا نیک نیتی پر مبنی ہونا تجویز کیا ہے، ان اصول خمسہ پر کانفرنس الحدیث میں بحث ہونے کی ضرورت کو بایں الفاظ تسلیم کر چکے ہیں کہ کانفرنس میں بھی انکا پیش ہونا نہایت مناسب اور ضروری ہے۔ اور کسیکو موقعہ انکار نہیں ہے

پھر صرف مولوی ثناء اللہ کی تقلید اور اُن کے آرڈر اخبار ۲۹ دسمبر ۱۳ء کی تعمیل میں باوجود میرے سخت تقاضے والحاح کے کہ مجھے کانفرنس میں شامل ہوکر ان اصول نمسہ کے بیان کرنے کا موقعہ دیا جاوے مجھے کانفرنس میں شامل ہونے کا موقعہ نہ

دیا اس باب میں جو میری ان سے خط و کتابت ہوئی ہے اس کا میں مرتار بحث نقل کرنا نہایت ضروری ہے تاکہ اہلحدیث کو روشن اور برہن ہو جاوے کہ ان اصول نہ مذہب اہلحدیث کے دربپہ عمل پیرا ہونے کے بغیر کوئی شخص اہلحدیث نہیں ہو سکتا) تسلیم کرنے یا اپنے بحث کرنے سے اغراض میں ثنائی جماعت کے اکابر نے کس قدر جھوٹ و دیانت سے کام لیا ہے اور اپنا عجز و گریز اور مولوی ثناء اللہ مقلد ہونا ظاہر کر دیا ہے اور بتہ کر دیا ہے کہ کانفرنس اہلحدیث کانفرنس یعنے عام مجلس نہیں ہے بلکہ وہ خاص ثناء اللہ کا ایک شخصی محکمہ ہے وبس۔

یہ کس قدر غضب اندھیر کی بات ہے کہ جس شخص (خاکسار راقم) نے ہندوستان و پنجاب میں مولانا و شیخ الکل حضرت میاں صاحب نذیر حسین کے بعد اہل حدیث کی بنا کو قائم کیا اور انکے بدلے القاب وہابی و نجدی وغیرہ کو اٹھا کر انکے قدیمی لقب اہلحدیث کو زندہ کیا تہا زندہ کیا اور سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ اور تمام دیگر گورنمنٹ کے افسران سے یہ لفظ وہابی انکے حق میں لفظ اہلحدیث ہندوستان سے انگلینڈ تک جاری کرایا تہا وہ کانفرنس اہلحدیث کے افتتاحی جلسہ میں شامل ہونے سے روکدیا جاوے اور جو اس کے باتفاق اہلحدیث قرار نہیں پاتے اور وہ ابتک اہلحدیث ہی نہیں جانے گئے اہلحدیث کہتے کس کو ہیں وہ کانفرنس کے روح و روان و اخص ارکان قرار دیے جاویں ؎

بری نقشہ کھینچا ہے جور و کرشمہ و ناز بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ہست

اس افتتاحی جلسہ کے وقت اگر خاکسار بالکل موجود ہوتے یا مولوی عبدالعزیز صاحب کے والد ماجد ایک رکن اہلحدیث زندہ ہوتے تو کیا ممکن تہا کہ خاکسار کی شمولیت کے بغیر یہ جلسہ کانفرنس ہو سکتا۔ اس سوال کا جواب ہم کیا دیں مولوی عبدالعزیز صاحب بہر حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری کی پہرا اور جوتے صحبت یافتہ میاں صاحب ان [illegible] میاں صاحب کی حضور میں خاکسار کی ملازمت و خدمت ستر برس کرنے کا اعتبار نہیں ہوا وہ کچھ بولنے کی تکلیف نہ اٹھا دیں)

مولوی عبدالعزیز صاحب سے کہا کہ کس آپ نے اخیر ارکان کانفرنس کا نذر صاحب کی وکالت کا فیصلہ ارسال کیا ہے ان سے دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ جلسہ کانفرنس

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

کانوس لینے نوید طلبی خاکسار کے نام نہیں بھیجا تو انہوں نے اپنے آخری خط میں ہم کو یہ لکھکر ٹلایا کہ کانفرنس سے ابھی تک میری پاس ہی رقعہ نہیں آیا۔ اس واسطے خیال ہوتا ہے کہ شاید رقعات اب بھیجی ہوں ابھی وقت ہے اسکے جواب میں خاکسار نے انکے نام یہ خط لکھا اور بذریعہ رجسٹری (جس کی رسید بنک خاکسار کے پاس ہے) روانہ کیا۔ خو ذیل میں منقول ہے :-

بٹالہ ۲۰ رفروری ۱۹۱۳ء بمکہ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ نمبر ۱۱۲

بعد سلام مسنون۔ آپ نے میرے خط کا ایسا جواب دیا ہے جو اس خط کا جواب نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ محض ٹالنا اور دفع الوقتی ہے اور یہ خیال کر لیا ہے کہ ہمارا مخاطب نادان و بے عقل ہے وغیرہ وغیرہ دفع الوقتی کو نہیں سمجھے گا۔ افسوس دعوی دلی محبت و اخلاص اور عمل :-

(۱) میرے خط کا جواب دفعہ وار میں جو آپنے فرمایا ہے۔ اس میں اپنے خداداد علم و فہم سے کام نہیں لیا۔ شریعت کا قانون تو یہ ہے کہ پہلے ایک عمل و اعتقاد کی نسبت شریعت سے استفسار کیا جاوے۔ پھر جس طرح نیت خالص کی جاوے۔ صرف نیت سے کوئی عمل اچھا ہو سکتا ہے تو مشرکین کے اعمال و افعال شاقہ جو محض نیت اخلاص سے وہ کرتے ہیں اور بدعتیوں کے بدعی اعتقادات و اعمال جو محض للہ وہ کرتے ہیں نیت کی وجہ سے خطا اجتہادی میں داخل ہو جاویں جس کا کوئی مسلمان قائل نہیں

(۲) میرے خط کی دفعہ ۲ کا کوئی جواب نہیں لکھا۔ اور جو یہ کہتے ہیں کہ کانفرنس میں ان اصول کا پیش ہونا ضروری ہے اسکی نسبت یہ سوچنا اور فرمانا تھا کہ انشاء اللہ جو کانفرنس پر ہمارا اثر رکھتا ہے اس کو کانفرنس میں پیش ہونے نہ دیگا۔ اور یہ لکھنا تھا کہ ان اصول کو کانفرنس میں پیش کیا جاویگا۔ تم کانفرنس میں پیش کرنے کے لیے دہلی آجاؤ۔ تار پہنچنے پر میں دہلی جا کر کانفرنس پر پہنچ جاؤنگا۔ انشاء اللہ تعالے پھر ایسا نہ ہو کہ اسکو پیش کرنے سے روکا جاوے۔ یہ بھی اس جبار قہار (نعوذ باللہ) کو بذریعہ تار اطلاع دینی کہ کانفرنس کی طرف سے ان اصول کو پیش کرنے کی بذریعہ تار اطلاع دیدی گئی ہے۔ ان تاروں کا خرچ میں دونگا۔

(۳) جو آپنے میری آخری سوال کا جواب لکھا ہے کہ میری پاس ابھی رقعہ طلبی نہیں آیا

یہ بھی اس سوال کا جواب نہیں اور صاف ٹالنا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ میں نہ ان اللہ کو ایسا لکھونگا یا لکھنا مناسب نہیں سمجھتا۔ وہ سوال پھر پیش کرتا ہوں اسکے متعلق اس کو کچھ لکھنا منظور ہو تو اس کو لکھ دیں یا ٹال دیں یا مجھ لکھدیں کہ ہم اسکے آگے قصور و مجبور ہیں ہم اسکو کچھ نہیں لکھ سکتے۔ ابو سعید محمد حسین۔

اسکا جواب ہی نہ آیا تو مجھے ایک کھلی چٹھی مولوی محمد صاحب و دیگر اراکین انجمن کے نام پیسہ اخبار میں شائع کرنی پڑی جس کی نقل یہ ہے

کھلی چٹھی

جناب مرزا صاحب حمید الدین احمد صدر کانفرنس و جناب مولوی سید احمد حسن صاحب نشنر و فنانشل سکرٹری کانفرنس و شیخ رحیم بخش مولوی عبد العزیز صاحب رحیم آبادی بانی کانفرنس و جناب حافظ عبد اللہ صاحب سابق صدر سلام علیکم۔ اصول فہرستہ اہلحدیث جس کو حسب ہدایت مرزا صاحب دیگر ارکان کانفرنس حاضرین جلسہ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ ہجری میں دہلی خاکسار نے قلمبند کیا اور ایک جماعت علماء اہلحدیث ذہلی لاہور و امرتسر و وزیر آباد وغیرہ نے ان سے تحریری اتفاق کیا ہے۔ عرض خدمت ہیں۔ اگر یہ اصول واقعی اہلحدیث کو زمانہ صحابہ و تابعین سے تا دمِ متاخرہ تک مسلم اصول ہیں۔ تو آپ صاحبان انکی تحریری تصدیق کریں۔ جیسا کہ بندہ دل مرزا صاحب) جلسہ ۲۸ ذی الحجہ میں اور مولوی عبد الوہاب صاحب) ۲۶ دسمبر ۱۹۱۷ء کے جلسہ کانفرنس میں اور ۳۰ جنوری ۱۹۱۸ء کے مجلس دہلی مولوی صاحب میں زبانی تصدیق کر چکے ہیں اور ان اصول کو تو اہلحدیث کانفرنس اور دیگر انجمن اہلحدیث میں شامل و داخل کرنے کی ہدایت کریں اور اگر ان اصول کے کسی اصول میں کسی صاحب کو خلاف و نزاع ہو تو حسب منشاء فقرہ (۳) تو اہلحدیث کانفرنس کے ہیڈ آفس میں یا اس سے پہلے بانیچہ ان ہی دنوں میں اس خاکسار سے بحث کر کے خلاف و شقاق کے دور کرنے کی کوشش کریں۔ بالفعل میرے ذمہ تصدیق نقل ہو گی اور کتب اہلحدیث سے اس امر کا ثبوت کر دینا کہ یہ اصول اہلحدیث کے ہیں (اصول ہذا میں) بالفعل یہ بحث نہ ہو گی کہ یہ اصول صحیح اور شرعی حجت ہیں یا نہیں یہ بحث پھر ہو گی۔ یا ربانی صحبت

دبحث تحریت باقی۔

ایڈیٹر اخبار اہلحدیث نے اس سر و اصل بحث مقصود کو نہیں سمجھا۔ لہذا اس نے اپنے اخبار ۶ فروری ۱۹۲۴ء میں ان اصول کو نقل کرکے بعض اصول کی صحت و حجیت میں کلام کیا اور ہماری عبارات و مسلمات کو نقل کرکے بزعم خود ہمپر اتمام حجت کر دیا۔ ہم ان عبارات کو ابتک صحیح سمجھتے ہیں۔ مگر انکو اثبات مدعا ایڈیٹر صاحب سے جنبی سمجھ کر بالفعل اس کو بہ مجمل کہدینا کافی سمجھتے ہیں۔ جو سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست۔ اسکی تفصیل پھر کریں گے اور پہلے کو ثابت کر دکھائیں گے کہ وہ عبارات باوجود صحت اثبات مدعا ایڈیٹر نہیں کرتیں پھر اصول خمسہ نقل کیے جو صفحہ (۲۲۷) میں منقول ہیں۔

اس خط اور کھلی چٹھی کیطرف مولوی صاحب نے توجہ نہ کی تو میں نے اپنا آخری خط ۲۳ فروری کو مولوی صاحب کے نام روانہ دیدیا۔ جو پہلے جلسہ کانفرنس میں انکو ملا ہوگا جسکی نقل یہ ہے

بمالہ ۲۳ فروری

مولوی عبد العزیز صاحب رکن رکین دہلی کانفرنس سلامہ مسنون۔ میرا خط ۲ فروری ۱۹۲۴ء کا بھی شرف قبولیت نہ پایا اور نہ مجھے آپکا تا متضمن طبی صاحبی کانفرنس ہنوز ہوا۔ لہذا میں حاضر نہ ہو سکا ناخواندہ مہمان بننا بیحد پسند نہ کیا۔ اپنی ہتک کے لحاظ فان ابی و والدتی وعرضی لعرض محمد منکم وقایہ۔ بلکہ صرف اس نظر سے کہ میری وہاں کوئی نہ سنی کا بیلے میرا وہاں جانا فضول ہوگا۔ کل ۲۲ فروری کو دو مہینے کے بعد آپکے صدر کانفرنس مرزا صاحب دہلی نشیں ہمکر یہ مولوی صاحب نے میری پیش کردہ اصول خمسہ کی نسبت یہ فقرہ تحریر کرکے ارسال کیا ہے کہ بعد غور اس کا جواب دیا جائیگا۔ اے جناب کو آپ میری نہ سنیے سمجھ لیجئے کہ بدیں مقولہ نقل را چہ عقل۔ میری نقل مذہب محدثین میں سے ہے غور کرنے کی جو دو مہینے کیا ضرورت ہے اگر وہ نقل مطابق اصل کتب محولہ ہے۔ تو اسکی تصدیق کرنی درنہ جھٹ سے نقل کی درخواست کرنی۔ غور و فکر کی تو اسوقت آپکو ضرورت ہوگی جبکہ آپ یہ سمجھتے کہ نسل نا مبیں نسل کا ہے

اعنی لضمیرکم الذین هم بصدد رفع السنة النبویة وحسن [illegible] الصحابة والتابعین العظیم واقامة الدین بکونہ فی مقامہا کما اقام القصاری مقام کتبہم القدیمة الکتب المجوزة المرضیة لهم فلیحفظ شاهدة لسنة المجلد الحادی عشر العدد التاسع صفحہ ۲۲۷

یا کونسل آف نیشن یا کونسل قلوفس کی مانند ان اصول میں چھانٹ کرنا شروع کرینگے اور اجماع اور غیر خلافی اقوال جماعت صحابہ و تابعین کو درجہ حجیت سے نکالنا چاہیں گے اور اگر وہ نقل مطابق اصل ہونے یا نہ ہونے کو تسلیم نہ کریں گے اور صحت اصول اور انکی حجیت میں غور کرنے لگ جائیں گے جیسے کہ مالک قریب اہل کانفرنس مولوی ثناء اللہ نے اخبار ۱۹ صفر ۱۶ فروری میں کیا ہے تو مورد وسہام طعن اثنا عشریہ السنہ ہونگے اثنا عشریہ السنہ جب تک زندہ رہے کبھی انکو اس راستہ کو نسلی ہیں یوں کے چھوڑنہ دینگا جب تک وہ نقل کی صحت یا عدم صحت کو تسلیم نہ کریں۔ ابو سعید محمد حسین

خاکسار کی اس مراسلت سے اور مولوی صاحب و دیگر اعیان کانفرنس کے سکوت ہی صاف ثابت ہے کہ یہ حضرات سب کے سب مولوی صاحب کے مقلد محض ہیں۔ اس لیے نہ وہ اسقدر جرأت رکھتے ہیں کہ اپنے امام کی عبارت محکم کے بغیر اصول خمسہ احادیث کو صحیح تسلیم کر کے انپر دستخط کریں۔ اور نہ اُن کو یہ حوصلہ و علمی لیاقت و جرأت ہے کہ وہ ان اصول کو غیر صحیح غیر مسلم ثابت کرنے کے لیے کانفرنس کے جلسہ میں کسی اور جلسہ میں خاکسار کے مقابلہ میں نکلتے۔ اگر تو ان کے سامنے کتاب اللہ کی وہی منطوق اور اسکے اعلاء کلمۃ الحق کو دیکھو کہ اس نے جماعت کے امام و رہبر کی فکر سے اصول خمسہ کی تصدیق و تسلیم کو نکلوا کر دنیا میں مشتہر کرا دیا اور

بیت ؎ آنچہ خاکند کند مرد ان لیکن بعد از خرابی بسیار

کا ایک تازہ نمونہ دکھا دیا۔ مولوی صاحب امام جماعت کانفرنس نے اپنے رسالہ اجتہاد و تقلید کے صفحہ ۳۰ میں صاف اور صریح الفاظ سے اعتراف* کر لیا ہے کہ جس مسئلہ میں کتاب و سنت سے کوئی دلیل نہ پائی جاوے اس مسئلہ میں احادیث سلف صحابہؓ و تابعین کی رح کی پیروی کیا کرتے تھے۔ اور زمانہ سلف میں ایسا کیا جاتا تھا۔ یہی انکا دستور العمل تھا اور یہی انکا مذہب تھا۔ لہذا اصول خمسہ کی تصدیق کے لیے اسی قدر اعتراف کافی ہے رہا یہ کہ اس عمل کو واجب سمجھتے ہیں یا نہیں اور انکے نزدیک اجماعی اقوال یا غیر خلافی صحابہ و تابعین حجت شرعی تھی یا نہیں۔ اس پر ہم سر دست بحث کرنا نہیں چاہتے۔ اسی وجہ سے ہم نے پرچہ امور تنقیح طلب میں اس امر پر بحث کرنے کو درج کیا تھا اور صرف عمل کے ثبوت یا عدم ثبوت سے کمیشن کانفرنس اہلحدیث و دیگر علماء سے سوال کیا تھا جسکا جواب اہل کانفرنس کے امام نے دیدیا اور صاف کہدیا کہ زمانہ سلف کا یہی عمل تھا۔ اب اس امام کے جملہ مقلدان و

* اسکے رسالہ کی جس عبارت پر صفحہ میں گذر چکی ہے

پیروان اخص ارکان وممبران کانفرنس کو چاہیئے کہ وہ سب کے سب اس عمل کو تسلیم کرکے پرچہ اصول نمبر پر اپنے اپنے دستخط کریں اور ان اصول کے خلاصہ اشعار اربعہ کو جو حاشیہ اصول میں گذر چکے ہیں رسہ

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن — پس حدیث سرور پیغمبراں
پس ازاں اجماع اہل اجتہاد — از صحابہ سید خیر العباد
بعد زاں اقوال جملہ تابعین — رحمۃ اللہ علیہم اجمعین
پستر اقوال خلافیہ مان — شد مقدم ہر سہ استدلال دگراں

قواعد ومقاصد کانفرنس کا مانو بنا دیں اور اسکے سرورق پر چھپوا کر شتہار بھی کریں اس امر کو مولوی صاحب خود بھی عمل میں لاویں اور اپنے اخبار کے سرورق پر جا بجا اس بیت کے

اصل دین آمد کتاب اللہ معظم داشتن — پس حدیث مصطفےٰ برداں مقدم داشتن

جس سے مفہوم ومتوہم ہوتا ہے کہ احادیث کے نزدیک اقوال صحابہ وتابعین (جو مقابل نصوص نہوں) لائق عمل نہیں ہیں۔ ان ہی اشعار اربعہ کو بنا دیں

انجمن اہلحدیث لاہور کو جس کے سکرٹری منشی محمد اللہ اور پانچ ممبر میاں سلطان احمد منشی عبدالکریم۔ میاں عبدالرحیم۔ میاں فضل الدین کلٹ ساز۔ مولوی فضل حق دلاوری جو لاہور میں رہتے ہیں۔ اور وہ مولوی ثناء اللہ کے مقلد یا متفق نہیں اور وہ سب کے سب زبانی اور آخر الذکر مولوی صاحب تحریری یہ بھی اقرار کرنے کے ساتھ کہ یہ اصول خمسہ صحیحہ اور اصول مذہب اہلحدیث ہیں (اور یہ اصول انجمن اہلحدیث کے مشتہرہ سنہ کے لائق ہیں ان اصول پر انجمن اہلحدیث کے جلسوں میں پیش ہونے سے مانع ہوگئے ہیں جس کی وجہ سے خاکسار نے انجمن کے جلسوں میں جانا چھوڑ دیا) ان مناسب ہے کہ اب وہ اپنا اصرار چھوڑ دیں اور ان اصول کو انجمن کے پرچہ مقاصد واغراض کے سرورق پر درج کرکے مشتہر کریں جیسا کہ مولوی فضل حق تحریری رائے دے چکے ہیں۔ ان کی اس تسبیہ عام کے سوا یہ انجمن اہلحدیث نہ کہلائے گی۔ اور یہ قائم نہ رہے گی بلکہ ع اگر ماند شبے ماند دگر نے ماند ؎ کے مصداق ہوگی۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ اب رسالہ اجتہاد وتقلید میں اتباع وتقلید اقوال محض سلف صالحین صحابہ وتابعین کو جائز وواجب بالقبول ان لباسہ دیسے ہی

بلکہ اس سے بڑھ کر زمانہ قدیمہ میں مانتے چلے آئے ہیں۔ اور اس کو اصول مذہب محدثین قرار دی چکے ہیں یہ معصومہ نہیں ہیں جس کا تھوڑا سا منحوس زمانہ فترت رزمانہ تالیف رسالہ اتباع سلف نومبر ۱۹۰۹ء تک زمانہ تالیف رسالہ اجتہاد و تقلید مئی ۱۹۱۲ء اپنے کیسے اور کیونکر آگیا۔ جسمیں انکو شیطان لعین نے مذہب اہلحدیث سے بچل دیا اور اس جادہ قویمہ سے بہلا دیا اور انکا قدم پھسلا دیا مگر خدا تعالیٰ ہادی برحق کا شکر ہے کہ اس نے محض اپنے فضل و دستگیری کیسے پھر مولوی صاحب کا قدم مذہب محدثین و اتباع سلف صالحین پر جما دیا اور یہ بیچارہ مقولہ اپنے صادق آگیا۔ بھولا نہ جانئے جو پھر راستے پڑے۔ مولوی صاحب صوف رسالہ اہل حدیث کا مذہب میں یوں طرہ افشانی و دق بیانی فرماتے ہیں اہلحدیث کا مذہب اہلحدیث کا مذہب ہے کہ دین کے اصول یہ ہیں۔ قرآن ۱ حدیث ۲ اجماع امت ۳ قیاس مجتہد ۴ سب سے مقدم قرآن شریف ہے۔ پھر جسے بسبیل المراتب قرآن اور حدیث کے سمجھنے کے لیے علم لغت قواعد صرف، ونحو علم معانی اصول فقہ وغیرہ ذرائع ہیں جو مسئلہ قرآن حدیث سے بطریق مذکورہ ہمارے سمجھ ناقص میں نہ مل سکے تو جس مسئلہ پر عام امت کا اجماع ہوگا وہ قابل عمل ہے اور جو مسئلہ اجماع سے بھی نہ مل سکے اس میں کسی مجتہد کا قیاس قابل عمل ہوگا اس رسالہ مبارکہ میں اصول مذہب اہلحدیث کی تسلیم مولوی صاحب سے تسلیم رسالہ اجتہاد و تقلید سے بڑھکر ہو چکی ہے رسالہ اجتہاد و تقلید میں تو اقوال جماعت صحابہ و تابعین کو جمع کے الفاظ میں جائز الاتباع و اولی بالاخذ قرار دیا ہے اور اس رسالہ متبرکہ میں کسے ایک مجتہد کے قول کو لائق عمل قرار دیا ہے۔ وغیرہ رسالہ اجتہاد و تقلید میں تو اجماع کی حجیت سے صاف انکار ہے اور اس رسالہ متبرکہ میں اجماع امت کو اصول دین سے ایک اصل قرار دیا ہے جس میں حجیت کا اقرار ہے اب اے مولوی صاحب کے مقلدو کا نفس اہلحدیث کے ارکان و ممبر و اور نیم مردہ انجمن اہلحدیث لاہور کے لاہوری ممبر و مولوی صاحب کے اس اعتراف و بیان اصول مذہب اہلحدیث کو اپنا دستور العمل بناؤ اور ہمارے ان اشعار کو جو مولوی صاحب کے ان اعترافات کا خلاصہ ہیں اپنی اپنی انجمنوں کے پرچہ قواعد اصول کا ماٹو (زیب عنوان) بناؤ اس رسالہ اجتہاد و تقلید میں مولوی ثناء اللہ صاحب کا اپنے رسالہ اتباع سلف کے اصل اصول سے رجوع کرنا۔ اور اصل اصول نصیحت نامہ نمبر ۵ یعنے جزئیات مسائل دین میں منصوص نہ ہوں اقوال سلف صالحین صحابہ و تابعین کا اتباع یا تقلید کرنا اور اپنی رائے سے نکی رائے

کو مرجح اور اولی بالقبول سمجھتا) تسلیم کر لینا آفتاب نیم روز کی طرح ثابت ہے تو اس رسالہ اجتہاد و تقلید پر جسقدر علمائے وقت (جن کی تعداد مولوی صاحب نے بتائی) تقریظیں ثبت ہیں وہ سب کی سب رسالہ تصحیح [illegible] کے مصدق ہوئے اور رسالہ اتباع سلف کذب گو ہمارے علم و خیال میں ان گنتی انفاس میں سے فی عدد حرف [illegible] ہاتھ کی انگلیوں پر شمار کر سکتے ہیں۔ اور باقی سب نام کے علماء ہیں لیکن چونکہ مولوی صاحب ان سب کو علماء کا خطاب دیکر ہمارے مصدق و شہد ابناتے ہیں تو ہم کیوں انکی کثرت اور نام کی علمیت سے فائدہ نہ اٹھائیں لہذا ہم اپنے مصدقین پر تعداد کی تعداد دہل و نصف سیکڑہ تک پہنچ چکی ہے۔ ہفتاد (ستر) نمبر بڑھا کر انکی تعداد یکصد و ہفدہم قرار دیتے ہیں۔ اور آئندہ ہمارے مصدقین کا نمبر یک صد و بیست و ہم (۱۲۱) ہوگا۔ یہ اصول [illegible] ثناء اللہ صاحب اور انکے تابعین یا متوافقین کا اقرار اور آخر [illegible] اصول کی تسلیم پر شہادات علماء سے زمانہ حال و زمانہ سابق نقل کرنے ہیں کہ مانا کل یہ امر ثابت ہو جائے کہ یہ اصول کل اسلامی حلقہ میں اصول مذہب اہلحدیث تسلیم کئے گئے ہیں اور جو شخص ان اصول کا پابند نہ ہوگا وہ جماعت [illegible] ان شہادات پر دو نمبر لگا کے جائیں گے تمہرِ خاص شہادت مصدقہ اصول [illegible] نمبر عام مصدقہ نصیحت نامہ نمبر ۵ کے جس کے یہ اصول ہیں کہ جن سے [illegible] اراکان و ممبران کانفرنس کے تحریرات و تقریرات کو ہم پیش کرتے ہیں جن کے مقلد مولوی ثناء اللہ ہو جانے کی ہم تفصیل دلیل کر چکے ہیں [illegible] ہو جانے کے بعد ان حضرت کے تحریرات و تقریرات ہمارے پاس [illegible] کمال مسرت سے سب سے پہلے ورق رسالہ کرتے ہیں۔ اور [illegible] سے بڑھ کر انکا شکر ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے بلند ہو کر [illegible] ہے۔ اور باوجودیکہ وہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے [illegible] محتاج ہیں۔ انکی لحاظ و تقلید کا پردہ اپنی آنکھوں سے [illegible] کلمے الفاظ میں کر کے اپنا اور [illegible] وجہ سے ہم کو امید ہو گئی ہے کہ [illegible] و تقلید اور اس سے پہلے رسالہ [illegible]

کے محض اقوال کو اپنے اور دیگر متاخرین کے اقوال محض پر جو موید بدلائل منصوصہ نہیں ہیں خصوصاً تفسیر القرآن میں) مقدم نہ کیا اور مرجح اولی بالقبول ہونا تسلیم نہ کیا۔ تو وہ انکو اہلحدیث کانفرنس کے سکریٹری منتخب اور ممبری سے بھی علیحدہ کر دیں گے۔ اور انکے چلتا پرزہ ہونے کا کچھ بھی خیال ولحاظ نہ کرینگے انشاء اللہ تعالے

ان حضرات کے بعد دوسرے علمائے زمانہ حال اور زمانہ سابق شہادات کو نقل کرینگے انشاء اللہ تعالے

نمبر خاص کم یا بنظر ترتیب سابق نمبر عام یک صد و شہر دہم تحریری شہادت مرزا ضمیر الدین صاحب بسلسلہ ہاوصدر انجمن کانفرنس اہلحدیث

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت جناب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی از حقیر ضمیر الدین لوہاروی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ **اما بعد** آپنے چند بار لکھا کہ میری اصول حسکا جواب دو مخدوما کتاب وسنت کے مقابلہ میں تو کسی کا قول قابل اخذ نہیں۔ اسکے واسطے دلائل لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ امر اظہر من الشمس ہے اجماع صحابہ کے بابت جو تحقیق کے بعد سمجھ میں آیا۔ وہ میں نے اس خط میں جناب مولوی ثناء اللہ صاحب کو لکھا۔ اور یہ خط بطور تقریظ کے تھا چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب رسالہ شائع کر چکے تھے۔ اسواسطے انہوں نے واپس بھیجدیا۔ اسپر دستخط ہماری بعض علماء کرام دہلی کے ہیں۔ جناب مولوی احمد حسن صاحب جن سے زیادہ آپ خطاب فرماتے ہیں۔ انکے بھی ہیں۔ اس خط کو آپ سمجھ لیں اور جماعت اہلحدیث بالخصوص جناب مولوی عبدالجبار صاحب کو مطلع کر دیں اور شائع کر دیں کہ ہم اہل دہلی جو ارکان اہلحدیث کانفرنس ہیں ہمارا یہی مذہب ہے کہ اجماع صحابہ حجت ہے۔ اور بمقابلہ تفسیر صحابی کوئی تفسیر مقبول نہیں والسلام خیر الختام اصل میں نے رکھ لیا ہے اور نقل آپکی خدمت میں ارسال ہے

(فقیر ضمیر الدین لوہاروی)

نقل خط بنام جناب مولوی ثناء اللہ صاحب ابوالوفاء امرتسری

بسم اللہ الرحمن الرحیم مخدوم مکرم جناب مولینا صاحب سلامت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپکا رسالہ اجتہاد و تقلید بغور دیکھا۔ مشفقانہ بحث آپ نے شروع کی اور جس امر کو رسالہ کا موضوع قرار دیکر ثابت کیا تو وہ آپکے علم و وسعت نظر پر دلیل واضح ہے مگر بعض اقوال سے ہم کو اختلاف ہے جس کو کہ یہاں ظاہر کیا جاتا ہے۔ اول یہ کہ آپ اجماع صحابہ رضوان اللہ علیہم کو حجت نہیں جانتے۔ دوم یہ کہ خازن و رازی نے جو ابن عباس رضؓ کی تفسیر کو غلط کہا ہے اسکی گویا تحسین کرتے ہیں۔ مخدوما واضح ہو۔ کہ ہمنے تدبر کیا تو امر حق یہی واضح ہوا کہ اجماع صحابہ کا حجت ہے۔ اور تفسیر صحابی بالخصوص ابن عباس رضؓ کی درست ہے حجیت اجماع پر اول اقوال محققین پیش کیے جاتے ہیں جن کو آپ بھی مستند جانتے ہونگے۔ اور جن کو اللہ نے ابطال تقلید و اشاعت تحقیق کے واسطے پیدا کیا تھا۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء اول امام ابن حزم رح فرماتے ہیں انما الحق فی الدین ما جاء عن اللہ تعالیٰ فصار عن رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کذلک او صح اجماع الامۃ کلھا علیہ فما عدا ھذا فضلال وکل ضلال بدعۃ۔ (کتاب الفصل ابن حزم) جبکہ کل امت کے اجماع کو حق مانتے ہیں تو صحابہ کا اجماع بشرط اولی حق ہوا۔ اور جو حق ہے وہی حجت ہے۔ دوسرے امام ابن تیمیہ رح وہ فرماتے ہیں اجماع الصحابۃ حجۃ تعدل جمیع ما عداہ من العلماء (فتاوی ابن تیمیہ جلد اول) ہندی امام شوکانی رح وہ فرماتے ہیں اجماع الصحابۃ حجۃ بلا خلاف (ارشاد الفحول) ہمیشہ امام ابن قیم رح انہوں نے تو دلائل کثیرہ سے ثابت کیا ہے یہاں ہی برائے اختصار چند دلائل نقل کیے جاتے ہیں نمبر ۱ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین اہ صحابی کے شان میں فرمایا ہے اولئک ھم الصادقون ظاہر ہے کہ صحابہ کی معیت انکا اتباع ہے اور اتباع جب ہی ہوگا کہ انکے قول کو جو باجماعی ہو حجت مانا جاوے نمبر ۲ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ

سلہ دین کی حق وہی ہے جو اللہ تعالیٰ سے نص قرآن میں آیا ہو ایسا ہی وہ جو رسول اللہ صلعم سے صاف طور پر ثابت ہو جو کہ ہو بہ اجماع تمام امت کا حجت ہو چکا ہو اسکے سوا ہو وہ گمراہی ہے اور جو نیا دین میں نکالا جاوے وہ بدعت ہے سلہ صحابہ کا اجماع اکثر علماء کے نزدیک حجت ہے وہ اجماع صحابہ کا اجماع بلا اختلاف حجت ہے ۱۲ سلہ اے ایمان والو خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ سلہ وہ لوگ جو صحابہ کے اجماع کی مخالفت کریں بعد اسکے کہ اسکو ہدایت ظاہر ہو گئی ہو اور وہ مومنوں کے راستہ کے سوا اور راہ پر چلیں ہم اسکو اس طرف پھیر دینگے جدھر وہ پھرتا ہے۔ اور ہم اسکو دوزخ میں داخل کریں گے۔

عہ نوٹ اس فقرہ مرزا صاحب سے خاکسار کو اتفاق نہیں۔ اجتہاد و مجتہد کے متعلق جو کچھ مولوی ثناء اللہ صاحب نے لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو علم کتب اصول میں مشغول نظر نہیں۔ چہ جائے کہ وسعت نظر ہو

الھدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین، تولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا سبیل المؤمنین سے امام شافعیؒ اور دیگر علماء محققین نے اجماع مراد لیا ہے اور اسکو حجت کہا ہے اگرچہ امام شوکانیؒ نے لکھیں چار احتمال نقل کیے ہیں کہ مراد سبیل المومنین سے ایمان یا مناصرت یا متابعت یا اقتداء ہو سکتی ہے۔ اسواسطے اجماع قطعی طور پر مراد نہیں ہو سکتا۔ تاہم صحابہ کی نسبت امام موصوف نے بعد نقل اقوال یہی فرمایا۔ کہ اجماع الصحابہ حجۃ بلا خلاف جس سے معلوم ہوا کہ وہ احتمال اکی نظر میں وقعت نہیں رکھتے۔ نیز جملہ اولی ومن یشاقق الرسول سے صاف ظاہر ہے کہ عدم ایمان یا عدم مناصرت وغیرہ سب شقاق رسول علیہ السلام میں داخل ہیں تو اتباع غیر سبیل المومنین سے جو جملہ ثانیہ کوئی مغائر چیز مراد ہے۔ اور وہ وہی اجماع ہے اسواسطے سبیل لغت میں صلہ کو کہتے ہیں۔ اور وصلہ اتصال کو چنانچہ لسان العرب میں اس کو بتا کر اول آیت قرآن مجید یا ایتھا الذین اٰمنوا اتخذوا مع الرسول سبیلا پھر شعر ابو جندب ہذلی کو سند لائے ہیں

فبعد مقتلکم بخلیل محمد ترجوا القبول مع الرسول سبیلا

پس ظاہر ہے کہ اتصال واتباع ایک ہی بات ہے **نمبر ۳** فرمایا اللہ تعالیٰ نے والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم اس سے ثابت ہوا کہ اتباع مہاجرین وانصار باعث رضوان جب ہی ہوگا کہ موافق امر الٰہی وغرائم کے ہو۔ پس جب موافق ہوا تو حجت ہو گیا۔ **نمبر ۴** فرمایا اللہ تعالیٰ نے واتبع سبیل من اناب الی جو منیب ہو اسکا اتباع کرو اور جماعت صحابہ ظاہر ہے۔ کہ منیب ہے کیونکر فرمایا وھدی الیہ من ینیب اور یہ صفت ان حضرات کی ہے **نمبر ۵** اور فرمایا وکذلک جعلنکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس اور وسط کا ترجمہ حضرت مصنف نے عدلا کیا ہے چنانچہ صحیح بخاری میں ہے ثم قرء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکذلک جعلنکم امۃ وسطا لتکونوا قال عدلا اور فتح الباری میں کہتے ہیں حجۃ ہذا ھل الاصول لکون الاجماع حجۃ لانہم علوا القول تعالیٰ بجعلکم امۃ وسطا بالعدل ولا معنی لذلک الا انھم عصموا من الخطأ فیما اجمعوا علیہ قولا وفعلا **نمبر ۶** اور فرمایا رسول اللہ صلعم نے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین من بعدی تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ جس سے خلفاء

سلہ اگلی پڑھنے والے ہیں ہاجر ہیں اور انصار اور جو نیکی کے ساتھ انکے پیرو ہوں۔ خدا ان سے راضی ہوا۔ سلہ انکے راہ کی پیروی کرو جو میری طرف متوجہ ہوا سلہ جو اسکی طرف متوجہ ہوا اس کو خدا تعالیٰ ہی خود ہدایت کرتا ہے سلہ ایسا ہی جیسے نہ کہ امت عادلہ بنایا تاکہ تم لوگ پیغمبر گواہ ہو سلہ پھر آنحضرت نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا وکذلک جعلنکم امۃ وسطا کی تفسیر عادلا سے کی سلہ اہل اصول نے اس آیت سے اجماع کے حجت ہونے پر استدلال کیا ہے کیونکہ وہ لوگ شہادت قول خدا وندی عادل ہیں ہو اور اس کا یہ مقتضا ہے کہ وہ اپنے اجماعی اقوال افعال میں خطا سے معصوم ہیں سلہ یہی سنت کو اور خلفائے راشدین مہدیین کی طریقہ کو جو پیرے بعد ہونگے اپنے اوپر لازم کرو۔ اور اس سے پنجہ مارو اور اس کو دانتوں سے پکڑو

الراشدین کی سنت کے اتباع کا حکم ہوا تو اجماع صحابہ کا بشرط اولی ہے **نمبر ۷** اور فرمایا
انا امرکم بخمس امر نی اللہ بھن السمع والطاعۃ والجھاد والھجرۃ والجماعۃ فان من فارق الجماعۃ
قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام عن عنقہ۔ یہ حدیث مروی حارث بن الحرث الاشعری کافی دلیل
اتباع وحجیت اجماع صحابہ پر ہے کیونکہ جماعت سے اجماع مراد ہے **نمبر ۸** اور فرمایا جناب رسول اللہ صلعم
نے ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین فرقۃ وتفترق امتی علی ثلث وسبعین
ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی وعن
معاویۃ ثنتان وسبعون فی النار وواحدۃ فی الجنۃ وھو الجماعۃ۔ روایت اول کی ترمذی
نے تحسین کی ہے۔ اور روایت ثانیہ معاویہ کی بابت تخریج مشکوۃ میں فرمایا رجال اسنادہ
رجال الحسن ورواہ ایضا الحاکم باسناد حسن وفیہ زیادۃ ما انا علیہ واصحابی الیوم **نمبر ۹**
عن علی ولفظی یا رسول اللہ صلعم ان نزل بنا امر لیس فیہ بیان امر ولا نھی فما تامرنی قال
تشاورون الفقھاء والعابدین ولا تمضوا فیہ رای خاصۃ ورجالہ موثقون من اھل الصحیح
(مجمع الزوائد) **نمبر ۱۰** اور فرمایا النجوم امنۃ السماء فاذا ذھبت النجوم اتی السماء ما توعد وانا
امنۃ لاصحابی فاذا ذھبت اتی اصحابی ما یوعدون واصحابی امنۃ لامتی فاذا ذھبت
اصحابی اتی لامتی ما یوعدون وجہ الاستدلال بالحدیث انہ جعل نسبۃ اصحابہ الی من
بعدھم کنسبۃ النجوم الی السماء ومن المعلوم ان ھذہ النسبۃ یقتضی من
وجوب اھتداء الامۃ بھم ما ھو نظیر اھتداھم بینھم صلی اللہ علیہ وسلم ونظیر اھتداء اھل
الارض بالنجوم اعلامھم للوقوف **نمبر ۱۱** اور فرمایا ان یطع القوم ابا بکر وعمر یرشدوا وھیچ مسلم
محض اطاعت دو خلیفو نپر حصول شد ہی۔ تو اجماع بر بشرط اولی ہونا چاہیے۔ بعد عرض دلائل
مذکور کے شاہ ولی صاحب نے جو حجۃ البالغہ میں طریقہ محدثین محققین لکھا ہے پیش کیا جاتا ہے

اور وہ عبارت یہ ہے۔ اور اب نہایت کوشش و تتبع احادیث کے بعد بھی اس مسئلہ میں حدیث نہ ملتی تھی۔ تو اس وقت صحابہ یا تابعین میں سے ایک جماعت کا اقتدا کرتے تھے اور انکے اقوال پر عمل کرتے تھے اسلیے انکو کسی قوم کسی شہر کی خصوصیت اور قید نہ تھی جیسے پہلے قدماء کا طریقہ بھی یہی تھا۔ ایسی صورت میں اگر اس مسئلہ میں جمہور خلفاء اور فقہاء کا اتفاق مقاتب و اطمینان کافی کے قابل ہوتا اور اگر وہ مسئلہ مختلف فیہ ہوتا تو ایسے شخص کے قول کو ترجیح دیتے تھے جس کو ورع و علم و ضبط اور اس کی شہرت کی وجہ سے فوقیت ہوا کرتی تھی یہ وہی طریقہ ہے جس کا ارشاد علی کی حدیث مذکورہ میں ہوا ہے کہ فقہا عباد سے مشورہ کرو پس اجماع حجت ہوا **امر دوم** یعنے تفسیر قرآن مجید کی بابت گذارش ہے کہ خلف صحابہ رضوان اللہ علیہم کے کسی متاخر کی تفسیر قبول نہیں جو تفسیر امام ابن کثیر علیہ الرحمۃ نے اس امر میں کی ہے بہر آگہی نقل کی جاتی ہے۔ یہی ہمارا مذہب ہے۔ اول تفسیر القرآن بہ قرآن پاک کی جاوے وہ نہ ہو تو سنت صحیحہ مطہرہ مرفوعہ سے۔ وہ نہ ہو تو اقوال صحابہ سے تفسیر کی جاوے امام فرماتے ہیں فانهما ادری بذلك لما شاهدوا من القرائن والاحوال التی اختصوا بها ولما اهمن الفهم التام والعلم الصحیح والعمل الصالح لا سیما علماهم وکبراءهم کالائمة الاربعة الخلفاء الراشدین وکالائمة المهتدین المهدیین من اس وجہ سے کہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ جب کوئی ہم لوگوں میں دس آیتیں سیکھتا تھا تو اس سے تجاوز نہ کرتا جبتک معانی نہ جان جاتا اور ابو عبدالرحمن سلمی نے فرمایا کہ جنہوں نے ہم کو قرآن پڑھایا انہوں نے کہا کہ ہم حضرت صلعم سے قرآن پڑھتے تھے جب دس آیتیں پڑھ لیتے تو تجاوز نہ کرتے جبتک کہ عمل نہ کر لیتے تو قرآن و عمل یعنے معانی دونو سیکھتے تھے۔ اور فی الحقیقت یہ اقوال قرآن مجید کے موافق ہیں کیونکہ فرمایا اللہ تعالے نے لتبین للناس ما نزل الیهم اور اس وقت وہی صحابہ تھے تو معلوم ہوا کہ حضرت صلعم نے صحابہ سے معانی بیان فرما دیئے اور انہوں نے بہ فحوائے ولا تکتمونہ کے اسکا کتمان نہ کیا اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کو بتا دیا اب اس میں شبہ پیدا ہوتا ہے کہ صحابہ رضی نے اسرائیلی روایات کو ممکن ہے کہ بیان کیا ہو جیسا کہ حضرت ابن عباس کی وہی روایت جس کا آپ نے رسالہ اجتہاد و تقلید میں ذکر کرکے امام رازی کے قول

لہ وہ لوگ معانی قرآن کو بہت اچھی جانتے تھے کیونکہ وہ حالات اور وحی کا مشاہدہ کرتے تھے اور وہ پورا اور علم صحیح رکھتے تھے خصوصاً جو ان میں بڑے تھے جیسے خلفاء اربعہ اور ائمہ ہدایت یافتہ

کو انکی بابت ظاہر فرمایا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ صحیح بخاری میں ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ اے لوگو تم اہل کتاب سے نہ پوچھو۔ تمہارے پاس ایک صاف ستھری چیز موجود ہے۔ پس جبکہ وہ دوسروں کو منع کریں تو تو کیونکر ان کی روایات کو لیکر بیان فرماتے اور انکا علم نتیجہ حضرت رسول اللہ صلعم کی دعا کا ہے جیسے کہ فرمایا اللھم علمہ الکتاب ابن مسعود فرماتے ہیں قسم کھا کر کہ ہر آیت کتاب اللہ میں اتری ہے میں اسکو خوب جانتا ہوں کہ کہاں اتری اور کس کے شان میں اتری ہے اب ان حضرت کے تفسیر کے مخالف متاخرین کی تفاسیر انکی رائی کی بابت فرمادیا من قال فی القرآن برایہ او بما لا یعلم فلیتبوا مقعدہ من النار چونکہ آپ نے بار بار فرمایا اسلیے جو حق سمجھ میں آیا مختصر لکھ دیا۔ اور بہت سے دلائل کو چھوڑ دیا۔ اگر آپ کے مخالف یہ تحریر ہے تو آپ کو اختیار ہے درج رسالہ کرنے کا یا نہ کرنے کا۔ والسلام خیر الختام

حقیر ضمیر الدین لوہاروی

نمبر خاص دوم نمبر عام یکصد و نود و ہم تصدیق مولوی سید احمد حسن صاحب ہلوی فنانشل سکرٹری اہلحدیث کانفرنس پلنٹر ڈی کا شرچینہ رآباد۔ میرا عقاد یہی ہے۔ احمد حسن

نمبر خاص سوم و نمبر عام ۱۲۰ تصدیق حاجی محمد عبد الغفار صاحب امین کانفرنس اہلحدیث خاکسار کے نزدیک یہ تقریظ بسالہ اجتہاد و تقلید کیا تھا ضرور حل کیجاوے۔ محمد عبد الغفار

نمبر خاص چہارم و نمبر عام ۱۲۱ تصدیق مولوی عبد الرحمان صاحب پنجابی مدرس مدرسہ حاجی علی خان مرحوم۔ ہذا الکلام صحیح و غیرہ باطل زائغ محمد عبد الرحمن

نمبر خاص پنجم و نمبر عام ۱۲۳۔ تصدیق مولوی عبد الوہاب صاحب امام مسجد صدر دہلی

الجواب صحیح والرای صحیح۔ ابو محمد عبد الوہاب۔

نمبر خاص ششم و نمبر عام ۱۲۳ تصدیق مولوی حاجی عبد الرشید صاحب ممبر کانفرنس اہلحدیث

الجواب صحیح والمجیب مصیب عبد الرشید عفا اللہ عنہ

نمبر خاص ہفتم و نمبر عام ۱۲۴ تصدیق مولوی احمد اللہ صاحب مدرس مدرسہ حاجی علیخاں تحریر مذکور کے ساتھ مجھے اتفاق ہے اور یہی میرا عقیدہ ہے اس کا خلاف امر مذموم ہے اصحاب کرام اعدل الائمہ و افضل الامہ ہیں کسی امر میں اتفاق فرمائیں تو کسی

لے جو شخص قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہے جس کا علم نہ پہنچا ہو وہ آگ میں اپنی جگہ بنالے۔

آیت کی تفسیر فرمائیں۔ ما انزل الیکم کے خلاف نہیں وہی لوگ اتبع بالحق ہے۔ وہی لوگ اتقی ہے انہیں کے ذوات کو جناب باری جل مجدہ نے نبی علیہ السلام کی صحبت و کلمہ تقوی کے لئے منتخب فرمایا قال اللہ تعالی والزمھم کلمۃ التقوی وکانوا احق بھا واھلھا مجرد رائے اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دور رہتے تھے۔ اور اسکو گمراہی سمجھتے تھے۔ واللہ اعلم احمد اللہ غفرلہ وعافاہ۔ مولوی احمد اللہ صاحب نے اتفاق ممبران کانفرنس اہلحدیث سے پہلے ہی اصول جن سے اتفاق رائی ظاہر کر دیا تھا۔ اور اصول خمسہ کے متعلق یہ تحریر قلمبند کر کے دیدی تھی جو ذیل میں منقول ہے۔ نمبر اول و نمبر دوم میں متفق ہوں۔ مگر دوم میں کچھ تفصیل ہے۔ اگر قرآن و حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی مسئلہ نہ ملے۔ اور اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مسئلہ میں متفق ہوں۔ اتباع اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ضروری ہے خلاف کرنا جائز نہیں بدلالت آیت کریمہ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی الآیۃ اگر اقوال اجماعی (یعنے غیر خلافی) اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہوں۔ بشرط صحت روایت خلاف کرنا قبیح و مذموم ہے۔ نمبر سوم کے متعلق میری تحقیق یہ ہے اگر اقوال صحابہ کسی مسئلہ میں مختلف ہوں جس کی دلیل قوی معلوم ہو کل کرنا چاہیے۔ اور جس کی دلیل ضعیف ظاہر ہو ترک کرنا چاہیے اقوال صحابہ چھوڑ کر اپنی رائے پر یا کسی متاخر کی رائے پر عمل کرنا دین کے خلاف ہے۔ نمبر چہارم میں بقاعدہ اصل دوم خلاف کرنا صحیح ہے مگر اس صورت میں کہ بعض کا قول ہے خلاف کرنے میں حرج نہیں۔ اور بقاعدہ مندرجہ اصل سوم بشرط دلیل قوی بلا تخصیص نہ پیروی کرنا مناسب ہے اعمال ہوں یا عقائد یا تفسیر قرآن کی متعلق ہو۔ نمبر ششم میں میں متفق ہوں۔

حررہ احمد سلمہ المعتمد المعترف احمد اللہ ساکن الحال دہلی، محرم ۱۳۳۰ھ

ممبر خاص ششم و نمبر عام ۱۲۵ تحریری شہادت مولوی حمد اللہ صاحب ارتسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم

سلہ خدا تعالی نے کل پر ہیز گار تقی انکے لیے لائم ٹھہرا دیا۔ وہ انکے اہل اور انکے مستحق ہے

سلہ جو شخص رسول کی مخالفت کرے بعد اسکے کہ اسکو ہدایت ظاہر ہو جاوے اور سبیل المومنین کا خلاف کرے اسلام اور ہمارے علماء ہر دو پر ہیز کرتے ہیں

غیر المغضوب علیہم یہی ہیں اصول اہلحدیث جن کی خلاف کرنیوالا اہلحدیث نہیں اور فقرۂ اول و ثانی میں اس امر کا لحاظ بھی ہے کہ وہ عالم اس شخص سے جو حکم فہم کرے اس میں کوئی سلف رای بھی کہتا ہو۔ ورنہ لازم ہوگا ان یقول من یشاء ما یشاء اور جائز ہوگا تقدم فہم عجمی کا عرب عربا پر اور رای اہل بدعت کا اہلسنت پر حالانکہ عقلاً و شرعاً محال ہے کہ خیر القرون سب کے سب حق کو چھوڑ کر خلاف پر مجتمع ہوں۔ اور اصل علوم میں بھی اسی کی تاکید ہے اور تفسیر اتقان میں ہے قال العلماء من اراد تفسیر کتاب اللہ العزیز طلبہ اولاً من القرآن فما ابہم منہ طلبہ من السنۃ فان لم یجدہ فی السنۃ رجع الی قول الصحابۃ فانہم ادری بذلک لما شاہدوا من القرائن و الاحوال عند نزولہ اعطوا من الفہم التام و العلم الصحیح و العمل الصالح۔ و قد قال الحاکم فی المستدرک ان تفسیر الصحابی الذی شاہد التنزیل لحکم المرفوع۔ قال ابو طالب طبری و ان کان ای المفسر متہما بہوی لم یؤمن ان تحملہ ہواہ علی ما یوافق بدعتہ من کتابہ الغلط فان لم یکن کذلک ینصف الکتاب فی التفسیر و مقصودہ منہ الا یخلو من خیر۔ اھ۔ یہ تین فصلیں عن اتباع السلف لزوم طریق الہدی مختصراً اور اللہ تعالیٰ نے اولوا الالباب کی تفسیر کی ہے اور قرار دیا ہے انما یتذکر اولوا الالباب اور اولی الالباب کے مصداق صحابہ کرام ہیں پس انکا تذکرہ بکتاب اللہ سب سے اعلیٰ ہے اور فرع ہے فہم عالی کا پس صحابہ کی فہم کی تعریف جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاعتبروا یا اولی الابصار اور آنحضرت صلعم نے فرقہ ناجی کا نشان فرمایا ما انا علیہ و اصحابی اور شیخین کو جو اللہ کو فرمایا کہ ما اجتمعتما فی امر الا رأیتنا معکما اور کما قال صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر پس ان بزرگوار ونکی اطاعت حکم اتباع میں ہے بلکہ میں اللہ تعالیٰ نے بندونکو اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم پڑھنے کا ارشاد کیا ہے قال للمفسرین فیہ اشارۃ بالاقتداء بالسلف الصالح پس سلف کا طریقہ وہی طریق مستقیم ہے

علماء نے کہا ہے کہ جو تفسیر کلام اللہ کرے وہ پہلے اسکو قرآن میں سے تلاش کرے جو امر اس سے وہ نہ پائے تو پھر حدیث میں تلاش کرے اگر اس میں وہ تفسیر پاوے تو پھر قول صحابہ کی طرف رجوع کرے وہ تفسیر زیادہ جانتے ہیں بوجہ وہ حالات اور مواقع نزول کلام اللہ کرتے اور پورا فہم اور علم صحیح اور عمل صالح دیے گئے تھے۔ حاکم نے مستدرک میں کہا ہے کہ صحابی کی تفسیر حکماً مرفوع ہوتی ہے۔ ابو طالب طبری نے کہا ہے کہ اگر مفسر پیرو نفسانی ہے تو ہم ہوگا تو اس کی محفوظ اور امن میں نہ ہوگا کہ اسکے ہوا نفس کو اسی تفسیر پر برانگیختہ کرے جو اس کی بدعت کے مطابق ہو۔ جیسے قدریہ کا حال ہے کہ اکثر اس کی بعض تفسیر قرآن تصنیف کرتے ہیں تو ایسی باتیں درج کرتے ہیں جن سے وہ اتباع سلف لازم طریق ہدایت سے ہو گو نمود کرتے ہیں

* بس اگر میں تم دونوں اتفاق کرو گے اس میں تمہارے ساتھ ہونگا۔ یعنی ان دونوں ابو بکر و عمر کا جو میرے بعد ہونگے اقتدا کرو۔ منہ علماء نے کہا ہے کہ اس آیت میں اتباع سلف کی طرف اشارہ ہے۔

* نوٹ مولوی احمد صاحب امرتسری نے اپنی نقل میں اصل دل کے فقرہ اول و فقرہ دوم میں قید لگا دی ہے کہ فقرہ

[illegible] کا خلاف کرنا ایسا ہے جیسے [illegible] کرنا ہے لہٰذا حدیث کا قدیما وحدیثا یہی طریق اور اصول رہا ہے۔ اور احمد حنبل رح و شافعی رح مالک رح ابو حنیفہ رح ان سب بزرگوار دین کا یہی مذہب ہے کہ اقوال و اعمال صحابہ کرام غیرہ پر مقدم ہیں۔ اسلیے کیا گیا ہے کہ اختلاف ائمہ مجتہدین فرع

[illegible] کو بھی فہم کرتے ہیں کوئی سنت ایسی حدیث کا خلاف کرے ان سے پہلے مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی نے اپنی تقریر ذیل آیندہ میں ان دونوں مقدموں کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ میرے فہم میں اتباع بالواسطہ جب ہے یعنی اور ضروری ہے کہ صحابہ کرام ائمہ میں سے کوئی اسکے موافق [illegible] اس مذہب کے خلاف پر ہوں تو وہ ہو کہ نص سے [illegible] اسکے فہم کی غلطی ہے۔ یا وہ نص [illegible] منسوخ ہے یا ضعیف۔ اگر اتباع اس قید سے [illegible] مقید نہ ہو تو یاد رکھو کہ محدثین کی [illegible] بگڑ جائے گی۔ اور یہ اصل اول اسکے اسلے دلیل بن جائے گی۔

یہ تقیید و تنقید ان دونوں [illegible] جیوں کی نص کے مقابلے مطلقاً کل اصول سے ذہول اور اسکی [illegible] عدم توجہی پر مبنی ہے۔ حکم منصوص معلوم اصول میں [illegible] جسکے مطابق یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے، وہ کہلاتا ہے جس پر ایسی نص قرآن و حدیث کی وارد ہو جو محتمل تاویل و احتمال نہ ہو اور یہی

(۳) حکم نص کا کتب اصول فقہ میں بیان ہو چکا ہے

لیسے ان حکم منصوص کی مراد قرآن و حدیث کے لیے خاکسار نے بلا واسطہ غیر واجب الاتباع

المنطوق ینقسم الی قسمین الاول ما لا یحتمل التاویل وھو النص والثانی ما یحتمله وھو الظاھر (ارشاد الفحول)	ہونا بیان کیا ہے۔ نہ ظواہر محتملہ التاویل کا ان میں قرآن و حدیث کا اتباع بواسطہ فہم صحابہ و تابعین غیرہ سلف صالحین

واجب ہے جس میں قرآن و حدیث کا اتباع صحابہ وغیرہ نے کیا ہے اس ظاہر کا اتباع ہماری لیے واجب ہے اور جس ظاہر کو صحابہ و ائمہ نے ترک کیا ہے، وہ ہمارے لیے بھی ترک العمل ہے۔ اس اصول مسلم الحدیث و السنت کی نظائر علماء کلام با صول مقرر کیا ہے کہ قرآن و حدیث میں جو واضح

المنصوص من الکتاب والسنة نصان علی ظواھرھا ما لم یصرف عنها دلیل قطعی والعدول عنها الی ما ھو المرجوح لدلیل ھو المسماۃ	امراد خلاف بات وارد ہیں ان سے ان کے ظاہری معانی مراد قرار دیے جائیں گے۔ اور ان کے ظاہری معنے چھوڑ کر باطنی معانی جن کا مدعی باطنی فرقہ ہے مراد نہیں ہو سکتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اختلاف صحابہ ہے۔ اور جملہ آیات قرآنی جو فضل میں مہاجرین اور انصار اور انکے تابعین کے فضل میں وارد ہیں اور جملہ احادیث نبوی جنمیں خصوصیت صحابہ کرام مروی ہے۔ وہ سب غریب ہیں صحابہ سے معیت رکھنی کے اور اُن سے موافقہ کی عقائد اور اعمال ہیں اور جن لوگوں نے ان اصول کی رعایت نہیں کی وہ نیچری مرزائی وغیرہ فرق ضالہ سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون اور غریب مسلمانوں کو اتباع سلف اور راہ ہدی سے روکا ھدا ھم اللہ تعالیٰ

اللہ اعلم حررہ ابو عبید میر احمد اللہ امرتسری۔

نمبر خاص نہم تحریر مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی مقیم امرتسر امام مسجد جماعت غزنویہ

جنکی عام شہادت نمبر ۱۳ پر گذر چکی ہے اسواسطے انکا عام نمبر دوبارہ نہیں لگایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد۔ امام الھدی وعلی اصحابہ

وسموا الباطنیۃ الخ وشرح عقائدہ نسفی صفحہ ۱۹۳	الحاد وکفر ہے وکسی ظاہر کے ظاہر معنے متروک ہونے پر صحابہ وغیرہ ائمہ سلف کا اتفاق کرنا اس معنے کے مراد نہونے سے قطعی معنے سمجھا جائیگا۔ جبکہ اصل دین میں اس قدر بات مراد ٹھہری تو پھر ممکن نہیں کہ کوئی محدث اس اصل سے تمسک کرکے اپنے الہام وانہ من مخالف لما [illegible] تمسک کرے اور اس اصول کو اپنی اپنی دلیل ٹھہرائے +

اس حاشیہ کا خلاصہ لکھکر مولوی احمد اللہ صاحب کے پاس بھیجا گیا۔ تو انہوں نے مولوی عبد الجبار صاحب کو ہی دکھایا۔ اور اپنے کارڈ ۲۲ جنوری ۱۴ء میں اس کی نسبت لکھا ہے کہ جو حاشیہ اصول تجویز ہوا ہے ملکے ایسے ہیں مولوی عبد الجبار صاحب نے زیر خط عبارت زیادہ کی ہے۔ اگر محل تاویل واحتمال ہو اس جگہ صحابہ وتابعین کی تبلیغ کا خلاف نہ کریں

ابو عبید احمد اللہ

واتباعہ الذین اصطفی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خاکسار کو نہر اول کے دو فقرہ میں تامل[۵۱] ہے فقرہ اول (اسکا اتباع بالواسطہ غیر واجب ہے) فقرۂ دوم اپنی خداداد علم سے قرآن وحدیث کا اتباع کرے۔ میری فہم میں اتباع بالواسطہ واجب ہے اعنی یہ امر ضروری ہے کہ صحابہ کرام وائمہ اسلام میں سے کوئی اس کا موافق ہو اگر سب اسکے برخلاف ہوں تو معلوم ہوا کہ نص کے سمجھنے میں اسکے فہم کی غلطی ہے۔ یا وہ نص مؤول ہے یا منسوخ یا ضعیف پس اپنی علم خداداد سے قرآن وحدیث کا اتباع اس شرط پر کرے کہ اسکا فہم صحابہ کرام وائمہ اسلام کے خلاف نہ ہو عرضا تفسیر واتباع نصوص میں سلف صالحین وقرون خیر کی موافقت ضروری ہے اپنے فہم وعلم سے سب کا خلاف کرنا سبیل مومنین کو جواب دینا ہے اگر اتباع اس قید کے ساتھ مقید نہ ہو تو یاد رکھو کہ معدودے چند گمراہ ہو جاویگے۔ اور آپ کا یہ اصل انکے واسطے دلیل بنجاویگی۔

باقی نمبر ۱ میں ہمارا آپکے ساتھ اتفاق ہے کتاب وسنت اسی کے شاہد ہیں وتعامل واقوال اکابر امت اسی کے مؤید ہیں۔ خاکسار کی آیات واحادیث واقوال اکابر امۃ بطور نمونہ لکھنا ہر تاکہ ناواقفوں کو اس سے بصیرت حاصل ہو جاوے اور واقفوں کو دوبارہ غور کرنا پڑے قال اللہ تعالی۔ یاایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصدقین حافظ ابن القیم اعلام میں لکھتے ہیں قال غیر واحد من السلف ہم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا ریب انہم ائمۃ الصادقین وکل صادق بعدہم فبہم یاتم فی صدقہ بل حقیقۃ صدقہ اتباعہ لہم وکونہ معہم ومعلوم ان من خالفہم فی شئ وان وافقہم فی غیرہ لم یکن معہم فی ما خالفہم فیہ حینئذ فیصدق علیہ انہ لیس معہم پس معیت مطلقہ کی اس سے نفی ہوئی۔ اگرچہ

---

[۵۱] یہ تامل منجانب نص ہے ذہولی یا عدم توجہی پر مبنی ہے (نوٹ) متعلق تقریظ مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری میں اسکی تفصیل ہو چکی ہے۔ (صفحہ دیکھو)

[۵۲] اے ایمان والو خدا سے ڈرو اور صادقین (سچوں) کے ساتھ ہو جاؤ۔

[۵۳] بہت سے سلف نے کہا ہے کہ صادقین آنحضرت صلعم کے اصحاب تھے۔ اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ وہ لوگ صادقین کے امام ہیں انکے بعد جو صادق ہوئے وہ صدق میں ان ہی کی پیروی کرتا ہے۔ بلکہ درحقیقت اس کا صدق یہی ہے کہ وہ انکا پیرو ہے اور انکے ساتھ ہے۔ اور یہ امر سب کو معلوم ہے کہ جو شخص ایک امر میں بھی انکا مخالف ہو۔ اگرچہ دوسرے میں موافق ہو وہ انکے ساتھ نہیں ہے۔

مطلق معیت ثابت ہو۔ اور معلوم ہے کہ اللہ تعالے کی مراد اس امر سے معیت مطلقہ ہے نہ مطلق معیت۔

وقال اللہ تعالی واتبع[1] سبیل من اناب الی۔ ولا شک ان امۃ صنیعی ھذہ الاۃ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم وقال اللہ تعالی ومن[2] یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ اس امت کے مومنوں میں فرد کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب ہیں اگر انکا اتباع واجب نہ ہوتا تو یہ تخت وعید انکے خلاف پر وارد نہ ہوتا۔

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ علیکم[3] بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین وقال علیکم باصحابی فانہ الذین یلونھم ثم الذین یلونھم۔ من اراد بحبوحۃ الجنۃ فلیلزم الجماعۃ اخرجہ الترمذی وقال[4] من فارق الجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ رواہ ابوداود۔ جماعت سے بلا ریب مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب ہیں۔ ان آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ اور انکی امثال سے جو بکثرت کتاب وسنت میں موجود ہیں۔ ائمہ سنت نے صحابہ کرام کے قول کو حجت اور انکے اتباع کو واجب لکھا ہے۔

ترجمہ [1] اس شخص کی پیروی کرو میری طرف متوجہ ہوا ہو [2] اس میں کوئی شک نہیں کہ اس امت سے خدا کیطرف متوجہ ہونے والوں کے امام آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب ہیں [3] جو شخص رسول اللہ صلعم کی مخالفت کرے بعد اسکے کہ اس کو ہدایت (ظاہر) ہو گئی ہو اور اس راہ کی پیروی کرے جو مومنوں کی راہ نہ ہو اسکو ہم اسی طرف پھیر دینگے جدھر وہ پھرتا ہے اور اس کو دوزخ میں داخل کریں گے اور وہ دوزخ بری جگہ پہنچنے کی ہے۔

[4] آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری سنت کو اپنے اوپر لازم کرلو۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے اوپر لازم کرلو میرے اصحاب کی پیروی کو پھر جو انکے قریب ہونگے پھر ان لوگوں کی جو انکے قریب ہونگے۔ جو شخص بہشت کے بیچ جگہ چاہے وہ جماعت کی پیروی لازم کرلے ۱۲ [5] جو شخص جماعت سے بالشت بھر جدا ہوا اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ اتار دیا ۱۲

حافظ ابن القیم اعلام میں لکھتے ہیں وان لم یخالف الصحابی صحابیاً اخر فاما ان یقول قولہ فی الصحابۃ او لا یشتہر فان اشتہر فالذی علیہ جماہیر الطوائف من الفقہاء انہ اجماع و حجۃ و قالت طائفۃ منہم وھو حجۃ ولیس باجماع وقال شرذمۃ من المتکلمین وبعض الفقہاء المتاخرین لا یکون اجماعا ولا حجۃ۔ وان لم یشتہر قولا اولم یعلم ھل اشتہر ام لا فاختلف والناس ھل یکون حجۃ ام لا۔ فالذی علیہ جمہور الامۃ انہ حجۃ ھذا قول جمہور الحنفیۃ صرح بہ محمد بن الحسن و ذکر عن ابی حنیفۃ نصا وھو مذھب مالک واصحابہ وتصرف فی مؤطاہ دال علیہ وھو قول اسحٰق بن راھویہ وابی عبید و منصوص الامام احمد فی غیر موضع عنہ واختیار جمہور اصحابہ وھو منصوص الشافعی فی القدیم والجدید

شیخ الاسلام ابن تیمیہ حموی میں سلف صفات میں لکھتے ہیں قولنا فیہا ما قال اللہ و رسولہ والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہ باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ وما قالہ ائمۃ الہدی الذین اجتمع المسلمون علی ھدایتہم وولایتہم وھذا ھو الواجب علی جمیع الناس فی ھذا الباب وفی غیرہ۔

ترجمہ ؎ اگر ایک صحابی نے دوسرے صحابی کی مخالفت نہ کیا تو اس کا قول یا تو دوسرے اصحاب میں مشتہر ہوگا یا نہ ہوگا۔ اگر وہ قول مشتہر ہوگیا تو جمہور فقہاء کا اس قول کی نسبت یہ خیال ہے کہ وہ قول اجماع ہے اور حجت (دلائل راست آوینر) ہے۔ ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ وہ حجت ہے مگر اجماع نہیں ہے۔ بہت تھوڑے لوگ متکلمین سے اور بعض فقہاء کہتے ہیں کہ وہ قول نہ اجماع ہے نہ حجت۔ اور اگر وہ قول مشتہر نہ ہوا ہو یا اس کی نسبت مشتہر ہونے یا نہ ہونے کا کچھ علم نہ ہو تو اس میں بھی اختلاف ہے۔ جمہور کہتے ہیں کہ وہ قول حجت ہے۔ اور یہی قول اکثر حنفیہ کا ہے امام محمد بن حسن نے اس پر تصریح کی ہے اور یہی امام ابوحنیفہ سے صاف طور پر منقول ہے اور یہی امام مالک کا قول ہے اور کتاب مؤطا میں اس کا عمل اس پر دلیل ہے۔ اور یہی امام احمد کا اور ان کے اکثر اصحاب کا مذہب ہے اور اسی کو پسند کیا ہے۔ اور یہی امام شافعی کا قول قدیم و جدید ہے۔ ؎ ہمارا اس بارے میں یہی قول ہے جو خدا اور رسول نے فرمایا ہے اور سابقین اولین مہاجرین و انصار نے فرمایا ہے اور جو انکے تابعین نے فرمایا ہے۔ اور جو ہدایت کے اماموں نے فرمایا ہے وہ لوگ جن کی ہدایت و فہم پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہے۔ اور یہی امر عام لوگوں پر واجب ہے۔

تفسیر اتقان میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے منقول ہے فان الصحابۃ و التابعین و الائمۃ اذا کان لھم تفسیر فی الایۃ وجاء قوم فسروا القرآن بقول آخر لاجل مذھب اعتقدوہ و ذلک المذھب لیس من مذھب الصحابۃ و التابعین عاد تشاد المعتزلۃ وغیرھم من اھل البدع فی مثل ھذا و بالجملۃ من عدل عن مذاھب الصحابۃ والتابعین وتفسیرھم الی ما خالف لکان مخطئا فی ذلک بل مبتدعا لانھم کانوا اعلم بتفسیرہ و معانیہ انتھی

اور امام طبری سے اتقان میں منقول ہے ویجب اعتماد المفسر علی النقل عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعن اصحابہ ومن عاصرھم ویجتنب من المحدثات اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو قول صحابہ و تابعین کے خلاف ہو وہ محدث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ایاکم ومحدثات الامور فان کل بدعۃ ضلالۃ

اور حافظ ابن القیم صواعق مرسلہ میں لکھتے ہیں واذا لم یکن لنا طریق الی العلم الا من جھۃ نقل الشعر وغرابت اللغۃ وحشیھا وافھام الجھمیۃ والمعتزلۃ من طریق نقل الاحادیث والاثار تعطلت دلالۃ الکتاب السنۃ وسقط الاستدلال بہ

مترجم جب اصحاب نبوی اور تابعین اور ائمہ دین کی کسی آیت قرآن کی کوئی تفسیر ہو۔ اور کوئی قوم اسکے برخلاف کوئی اور تفسیر کرے کسی ایسے مذہب کی پابندی سے جو صحابہ کا مذہب نہ ہو تو وہ قوم معتزلہ کے شریک ہوگی۔ جو اہل بدعت سے ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ جو شخص صحابہ و تابعین وغیرہ کی تفسیر سے عدول اختیار کرکے ان کے مخالف تفسیر کریگا تو وہ خطاکار ہوگا۔ بلکہ بدعتی ہوگا۔ صحابہ و تابعین تفسیر قرآن اور اسکے معانی کو اچھا جاننے والے تھے تو مفسر کو اس نقل پر اعتماد واجب ہے جو آنحضرت صلعم اور انکے اصحاب اور انکے ہمعصر الممدی منقول ہوا اور ان لوگوں کی تفسیر سے اجتناب ضروری ہے جو پیچھے ہوئے ہوں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا جو امور دین میں پیچھے پیدا ہوئے اون سے بچو جو بدعت اور گمراہی ہے تو اگر ہماری لیے طریق علم نقل شعر اور غامض لغت اور جہمیہ معطلہ کی فہم تکوں نہ نقل حدیث و آثار سے تو پھر کتاب و سنت بیکار ہو جائے گی اور ان سے دست آویز کرنا ساقط الاعتبار ہوگا اور مجوسیوں کے چوزوں اور فرقہ ملحدین کے وارثوں اور فلسفیوں کے شاگردوں اور معتزلہ کے احمقوں پر حوالہ دیدینا باقی رہجائیگا یہ لوگ قرآن کی تحریف کرتے ہیں اور اپنی رای سے تفسیر کرتے ہیں باقی بر صفحہ ۱۱۱

حصلت لنا الحوالة على افراخ البحوس وورثة الصابئين وتلامذة الفلاسفة وادق المعتزلة الى از قال رحمه الله وقد علم ان هؤلاء يحرفون الكلم ويفسرون القرآن بآرائهم فلا يحوز العدول عن تفسير الصحابة والتابعين الى تفسيرهم۔ بحکم ماقل وکفی خیر مما کثر اسی پر اکتفا کیا اور استیعاب کی ضرورت نہیں۔ والسلام

عبدالجبار عفی عنہ

نمبر خاص دہم ونمبر عام ۱۲۶

تصدیق مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی

خاکسار کو ان اصول سے اتفاق ہے۔ اور ان شاء اللہ تفصیل وار پھر لکھونگا

عبدالواحد بن عبداللہ صاحب غزنوی عفا اللہ عنہ ازلاہور

نمبر خاص یازدہم ونمبر عام ۱۲۷

تصدیق مولوی ابوالحسن محمد حسن صاحب سیالکوٹی مقیم لائل پور

مہر جواب استفتا مولینا مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی سے کلی اتفاق ہے حررہ ابوالحسن محمد حسن

نمبر خاص دوازدہم۔ تحریر مولوی عبدالجبار صاحب عمرپوری

منزل دہلی

گذشتہ نمبر عام نمبر ۳۵ پر گزر چکا ہے۔ اسلئے عام نمبر دوبارہ نہیں لگایا گیا

اصول خمسہ کی تصدیق بالتفصیل

(۱) اصل اول جو مولینا مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی نے تحریر فرمایا ہے وہ بلاشبہ

نوٹ: صحابہ کی تفسیر چھوڑ کر انکی تفسیر دنکی طرف عدول کرنا جائز نہیں ہے۔

ہم کو تسلیم ہے۔ اور اس قابل تسلیم اصل سے کسی کو انکار از روئے حق نہیں ہو سکتا۔
اصل دوم بھی قابل تسلیم ہے لیکن اس تفصیل کے ساتھ کہ جو امر مسائل شرعیہ سے قرآن و حدیث میں نہ ملے تو اسکے لیے اقوال و آثار صحابہ کیطرف رجوع کیا جاوے اسکی دو صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایک امر پر اجماع پایا جاوے اس صورت میں ظن غالب ہوگا کہ وہ امر بے دلیل نہیں کیونکہ بے دلیل بات کہنا دین میں خطائے اور صحابہ کا خطا پر اجماع کرنا عادۃً محال ہے۔ کما قال صاحب التلویح وغیرہ مثلاً محدثین کا اسپر اتفاق ہے کہ صحابی اگر کوئی امر دینی بیان کرے جس میں قیاس و اجتہاد کے لیے گنجائش نہیں تو وہ حکماً مرفوع ہوتا ہے۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ صحابہ کی نسبت یہ خیال ہرگز نہیں ہو سکتا کہ وہ ایسے امر میں قیاس کو دخل دین میں سمجھیں شرعاً دخل دینے کا کوئی موقعہ نہیں ہے۔ حاشا ہم عن ذالک اسی طرح یہ بھی گمان نہیں ہو سکتا کہ وہ ایسی بات پر اجماع کریں جو محض بے دلیل ہو اسیواسطے کہا جاتا ہے کہ اجماع کے لیے سند کی سخت ضرورت ہے اس صورت میں صحابہ کا اتباع واجب ہے کیونکہ دراصل یہ حدیث مرفوع درحکم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اتباع ہے
(۳) جس حکم میں صحابہ کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور کسی قول کے موافق کوئی مرفوع حدیث دستیاب نہیں ہوتی۔ تو اس صورت میں ہر قول کی نسبت خطا و صواب دونوں کا احتمال قائم ہے کسی کے قول کو اتباع کے لیے معین کرنا تخصیص بلا مخصص کا وہم پیدا کرنا ہے اس حالت خاص میں کسی کی اتباع کو واجب و ضروری نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ اولے وافضل کہا جاویگا۔ کیونکہ اصحاب کرام کی عدالت و صداقت دوسرے پر بدرجہا فائق و بہتر ہے۔ اسی وجہ سے موافق حدیث علیکم بسنتی و سنۃ خلفاء الراشدین المہدیین الخ اور حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم بلا تردد مسلمین اہلسنت کا مسلمہ اصول ہے کہ وہ حضرات اسی حیثیت سے مقتدا ہیں کہ خلفا آنحضرت علیہ الصلوۃ و السلام ہیں۔ بامستفید بصحبت و ہدایت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں نہ اس حیثیت سے کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ عالی نسب عربی تھے۔ یا سلمان فارسی اور بلال حبشی تھے۔ جائے غور ہے کہ ابوطالب کو کہ باوجود پرورش و حمایت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ منصب حاصل نہ ہوا پھر ابوہریرہ اور بلال رضی اللہ عنہما وغیرہ کیونکر ائمہ الہدی اور منصب بایہم اقتدیتم اہتدیتم سے مشرف ہوئے اس کا سبب یہ ہے کہ صحابہ آنحضرت صلعم کے پیچھے متبع تھے اور ہر طرح آنحضرتؐ کے

ضروری ہو کر واجب الاتباع مانا جا سکتا ہے۔

(۴) تابعین کے اقوال کی پیروی اتباع کی کس حیثیت سے ہوگی نصب بتن نمبر ۳ سے ...

... ہے جو زیادہ تر یہ مذکورہ کر دہ خصوصی باعث ہے۔ فردین نالہ کے تقدیم و تاخیر ...

... ہے یہ قابل گرفت امر نہیں ہے۔ اور شیخ طنبہ سبحانہ نے نہیں تفسیر قرآن ...

... کی حدیث مرفوع سے ہٹ کر واجب الاتباع ہے۔ اور اقوال صحابہ اگر مختلف ہوں تو ...

... میں اپنی تفسیر بیان کرنا جو اقوال سلف کے خلاف ہو۔ لیکن بلکہ فاقد ... نہ ہو۔ نظم ...

... ہے مناسب و ضروری ہو ممنوع نہیں ہو سکتا۔ بلکہ آیت کریمہ واذا قرء القرآن فاستمعوا ...

... کے تحت میں آیت کی جو یہ بیان کیے ہیں یعنی ہمیں کہ خطاب کیا گیا ہے جب ...

... ہے تو ... کرتے ہوئے کہ ... یہ ... بالکل نقوا نہیں۔ لیکن ... ہے ...

... بالکل نہیں۔ ... ہے ... ہے ...

... ہے ... ہے ... ہے ...

... ہے ... ہے ... ہے ...

... ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ما قالہ اخی سید احمد حسن امروہوی فھو صحیح و بہ اعتقد فی ما یتعلق بالاصول الخمسۃ التی حررھا مولانا ابو سعید محمد حسین البٹالوی وھذہ الاصول ینبغی الی تشتہر مع توقیعات علماء اھل الحدیث۔ قالہ الفقیر ابو الطیب شمس الحق العظیم آبادی خادم سنت و زبرآبادی۔

نمبر خاص چہاردہم نمبر عام ۱۴۳

تصدیق مولوی فضل حق صاحب لاہوری متعلیم لاہور

یہ صاحب انجمن اہلحدیث لاہور کے ممبر ہیں اور ان کے علاوہ اس انجمن کے لاہوری ممبروں میں کوئی بھی اہلحدیث نہیں ہے

میں ان اصول کے ساتھ متفق ہوں، بشرطیکہ یہ قواعد انجمن اہلحدیث ہند کے ہوں۔

حررہ فضل حق عفی عنہ

نمبر خاص پانزدہم و نمبر عام ۱۴۵

تحریر مولوی وحید الزمان حیدرآبادی طالب نوادرہ شہ تارالوانجنگ

ایکی تحریر نمبر چہل و پنجم پر متعلق اس مضمون رسالہ اتباع السلف کے امام احمد حضرت عمر کے قول پر ہنسا کرتے تھے بیک ہے۔ اب اصول خمسہ کی تصدیق میں ان کی دوسری تحریر نقل کیجاتی ہے۔ اسوجہ سے عام نمبر دوبارہ لگایا گیا ہے۔

"مجھکو ان اصول خمسہ سے بالکل اتفاق ہے اور یہی اصول خمسہ اصول اہلحدیث ہیں۔ جنپر سلفاً و خلفاً علماء اہلحدیث کا عمل اور اعتقاد رہا ہے۔ جناب مولوی ضیاء الدین صاحب کی تحریر میں نے دیکھی۔ جو انہوں نے مولوی ثناء اللہ کی خدمت میں بھیجی تھی۔ مجھکو اس سے پورا اتفاق ہے۔

امام شوکانی رح فرماتے ہیں:۔

اجماع الصحابہ حجۃ بلا خلاف	اصحابہ کا اجماع بلا اختلاف حجت یعنی لائق سند ہے۔

اور دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

نوٹ:۔ یہ تحریر ہے جو صفحہ ۸ میں اس جلد سے منقول ہے۔

اجماع الصحابۃ مثل الکتاب و خبر المتواتر واجماع من بعدھم بمنزلۃ المشھور من الاحادیث	صحابہ کا اجماع مثل قرآن و خبر متواتر ہے۔ انکے بعد کے لوگوں کا اجماع بمنزلہ حدیث مشہور ہے۔

امام ابن قیم رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

کان اصحابنا احمد بن حنبل اذا وجد النص من الکتاب والسنۃ افتیٰ بہ ولا یلتفت الیٰ من خالفہ کائنا من کان من الصحابۃ او غیرھم ثم اذا لم یجد اتسع فیأخذ بما افتیٰ بہ الصحابۃ ولا یخرج لہ مخالف منھم ثم اذا اختلف الصحابۃ تخیر من اقوالھم ما کان اقرب الی الکتاب والسنۃ ولا یخرج عن اقوالھم انتھیٰ ملخصا جودہ عبد العاجز المفتقر الی رحمۃ اللہ المنان المانع عبد الرحمان غفر لہ الرحمان۔	ہمارے امام احمد بن حنبل جب کوئی (کھلے بیان کی) آیت قرآن و حدیث۔ پاتے تو سپرد فتوے دیتے اور اس کے خلاف کرنے والے کی طرف التفات نہ کرتے خواہ وہ صحابی ہو۔ یا کوئی اور ہو۔ اور جب وہ کوئی نص قرآن حدیث نہ پاتے تو اس پر فتوے دیتے جس پر اصحاب نبوی صلعم نے فتوے دیا ہو۔ اور اسمیں انکا خلاف نہ ہو پھر جب صحابہ میں اختلاف ہوتا تو ان کے اقوال سے اقرب قول کو اختیار کرتے جو قرآن و حدیث کے قریب ہوتا اور ان کے اقوال سے باہر نہ نکلتے

اسوقت کے علماء اہلحدیث کی تحریرات و تقریرات ہمارے پاس موجود ہیں مگر طوالت مضمون کے خوف سے ان تحریرات کی نقل کو ملتوی کرکے اس سے پہلے زمانہ کی اہلحدیث کی تحریرات نقل کرتے ہیں۔

نمبر خاص شانزدہم ۱۶ نمبر عام ۱۴۰

تحریر نواب صاحب بھوپال رحمۃ اللہ علیہ

نواب صاحب بھوپال کو ہندوستان کے سب فرقے سب کے سب اہلحدیث جانتے اور مانتے ہیں اور انکی تالیفات پر اعتماد رکھتے ہیں۔ لہذا سے پہلے انکی شہادت اصول خمسہ کی نسبت نقل کی جاتی ہے۔

نواب صاحب رسالہ الجنۃ فی اسوۃ الامۃ بالسنۃ کے صفحہ دس میں فرماتے ہیں:

وقال ابو حاتم الرازی لم یسم عشرة من الف
عن الله تعالی من کذب باطن الامر بما
منسوخ وما تحت بما فی ظاهر من
الدین الله علیه وما یجب من الایمان
وما جاء عن الصحابة فی التفسیر والاحکام
اختلفوا لم یخرج من اختلافهم فالذی
ذلك ولم یفهم فعن التابعین فاذا لم یوجد
عن التابعین فعن ائمة الحدیث من اتباعهم
مثل ایوب السختیانی وحماد بن زید وحماد بن سلمة و
سفیان ومالك والاوزاعی والحسن بن صالح
ثم مالم یوجد عن امثالهم فعن مثل عبد الرحمان
بن مهدی وعبد الله بن المبارك وعبد الله
بن ادریس ویحیی بن آدم وابن عیینة و
وکیع بن الجراح ومن بعدهم محمد بن ادریس
الشافعی ویزید بن هارون الحمیدی واحمد
بن حنبل واسحق بن ابراهیم الحنظلی وابی
عبید القاسم بن سلام انتهی

فهذه طریقة اهل العلم وائمة الدین
جعل اقوال هؤلاء بمنزلة النصوص عن الکتاب والسنة
واقوال الصحابة بمنزلة النصوص عن الکتاب والسنة
عند عدم الاجماع فلا یعدلون عن المتاخرون
الذین لم یلحقوا التابعین والمتاخرین عن اقوالهم

امام ابو حاتم رازی نے فرمایا ہے کہ ہزار سے
زیادہ ایسے امور ہیں جو
اللہ تعالیٰ کے نزدیک باطل ہیں
ان میں سے کوئی امر
دین کے ظاہر میں
اللہ علیہ وسلم
اور جو
صحابہ سے
اختلاف
اور تو ان سب کے اقوال سے باہر ہو جاویں۔
دیکھا یہ امر مخفی ہے تو پھر تابعین سے منقول
ہو۔ تابعین سے بھی کچھ پایا نہ جاوے تو پھر
ہو ہدایت کے اماموں سے منقول ہو۔
جیسے ایوب سختیانی ہیں اور حماد بن زید و حماد
بن سلمہ و امام سفیان و مالک و اوزاعی و حسن بن
صالح اور جو ایسے اماموں سے بھی نہ پایا جاوے
تو پھر جو ایسے لوگوں سے مروی ہو جیسے عبدالرحمان
بن مہدی و عبداللہ بن مبارک و عبداللہ بن ادریس
و یحییٰ بن آدم و سفیان بن عیینہ و وکیع بن
جراح ہیں اور ان کے بعد امام شافعی و یزید بن
ہارون و امام احمد بن حنبل و اسحٰق بن ابراہیم
و ابی عبید قاسم بن سلام۔
پس یہی طریق اہل علم کا اور دین کے اماموں
کا ہے جنہوں نے ان لوگوں صحابہ و تابعین کے
اقوال کو قرآن و حدیث کا بدل ٹھہرایا ہے۔ ان کے

(یعنی کتاب اللہ و سنت میں کوئی مسئلہ صاف طور پر نہ ملے) پہلے فلاں فلاں کے اقوال موجود ہوتے تو ہم کو معلوم ہو جاتا ہے یعنی قرآن و حدیث کے بیان کئے ہوئے مسئلے کو پیشواؤں کی تقلید کو جائز رکھا ہے۔

اور جناب صاحب موصوف نے کتاب قاف الغباء کے صفحہ ۱۰۱ میں یہ لکھا ہے کہ اصول تو ہمارے بیان کردہ اصول ہیں مگر ہم مقلدین کہتے ہیں کہ اور باقی دو اصول کے بالکل مخالف ہیں) ہمارے جناب صاحب موصوف نے اپنی قیمتی بیان فرمائے ہیں کو ہم عنقریب اصل کتاب سے نقل کر کے اور ان کا مرتبہ کر دیں گے ان اصول کو بیان کرنے کے بعد آپ نے لکھا ہے کہ ہم مقلدین ان اصول سے امام اعظم کے مقلد ہیں (یہ بالکل غلط ہے) ہم مقلد ہیں ہر اس امام کے جو کتاب و سنت کے موافق ہو ہم کسی ایک امام کے مقلد نہیں ہیں ہم مقلد ہیں ہر اس امام کے جو کتاب و سنت کے موافق ہو اور یہ عقیدہ ہمارا تمام اہل اسلام کا ہے۔

تو جناب صاحب کے اس قول کا خلاصہ یہ ہے کہ اہل حدیث (غیر مقلدین) کا انہیں اصول پر عمل ہے جو لوگ ان اصول پر عمل نہیں رکھتے وہ ان اصول کو بیان کرتے ہیں زمانہ حال پیدا ہونے کی تہمت لگاتے ہیں۔

نمبر خاص ہفتم ۷ و نمبر عام ۱۳۱۔

شہادت حضرت شاہ ولی اللہ صاحب

امام اہلحدیث ہند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ کے صفحہ ۱۵۲ میں اہلحدیث اور اہل الرائے میں فرق بیان کرتے کا ایک باب عقد کیا ہے اہلحدیث کا یہ وصف و حال بیان کیا ہے کہ انکا بڑا مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث نقل کرنا اور ان کے معانی سمجھنا ہے، فقہ کی بنا پہلی صدی ہجری میں کہا ہے کہ اس طبقہ کے رئیس یہ لوگ تھے

اعلم انه كان من العلماء في عصر سعيد بن المسيب وابراهيم والزهري وفي عصر مالك وسفيان وابن عيينة اقوام يكرهون الخوض الى الرأي ويهابون الفتيا والاستنباط

الا لضرورة لا يجدون منها بدًّا وكان
اكبرهم رواية حديث رسول الله
صلى الله تعالى عليه وآله وسلم.
كان عندهم انه اذا وجد في المسئلة قرآن
ناطق فلا يجوز التحول منه الى غيره واذا
كان القرآن محتملا لوجوه فالسنة قاضية
عليه فاذا لم يجدوا في كتاب الله اخذوا
سنة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم سواء كان
مستفيضا دائرا بين الفقهاء او يكون فتيا
باهل بلد او اهل بيت او فرقة خاصة
وسواء عمل به الصحابة والفقهاء اولم
يعملوا به ومتى كان في المسئلة حديث
فلا يتبع فيها خلاف اثر من الآثار ولا
اجتهاد احد من المجتهدين واذا فرغوا
جهدهم في تتبع الاحاديث ولم يجدوا
في المسئلة حديثا اخذوا بما قال جماعة
من الصحابة والتابعين ولا يتقيدون بقوم
دون قوم ولا يلتزمون بلد كما كان من
قبلهم فان اتفق جمهور الحنفاء والفقهاء
على شئ نهض المقتفي وان اختلفوا اخذوا بحديث
اعلمهم علما واورعهم وزعا واكثرهم
ضبطا او ما اشتهر عنهم فان وجدوا شيئا
يفتوي فيه قولان منهي مسئلة فان قويت

نظائر یزید بن ہارون عبدالرزاق ابوبکر بن
شیبہ مسدد ہناد احمد بن حنبل اسحق بن راہویہ
فضل بن دکین علی بن المدینی اور ان کے
ہمسر یہ لوگ طبقات محدثین سے اعلیٰ شان
تھے انہیں سے محققین نے فن روایت حدیث
کو پختہ کرنے کے بعد حدیث کی فقہ (اس سے
اجتہاد کرنے) کی طرف توجہ کی ان کے نزدیک
فقہ یا رائے اس قسم کی نہ تھی کہ ائمہ متقدمین
میں سے ایک شخص کے مقلد ہو رہیں باوجودیکہ
احادیث و آثار باہم مختلف ہر مذہب میں انکو
نظر آتے ہوں لہذا وہ احادیث و آثار صحابہ و
تابعین و مجتہدین کے تتبع و تلاش میں
(ان قواعد کے ساتھ جن کو انہوں نے محکم
سمجھ رکھا تھا) لگ گئے۔ میں (شاہ صاحب
فرماتے ہیں) ان کو تھوڑے الفاظ میں بیان
کرتا ہوں۔ ان کے نزدیک یہ مقرر تھا کہ
جب کسی مسئلہ میں قرآن کا کوئی صاف حکم
ہوتا تو اسکو چھوڑ کر کسی قول کیطرف جانا جائز
نہیں جاتا۔ اور اگر قرآن کسی مسئلہ میں کئی
صورتوں کا احتمال رکھتا تو وہ حدیث کو اس کا
فیصلہ کرنے والے سمجھتے اور اگر قرآن میں
وہ حکم نہ پاتے تو حدیث رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو لے لیتے خواہ وہ عموماً فقہاء

فان عجزوا عن ذلك ايضا تاملوا في عمومات الكتب والسنة وايماءاتهما واقتضاءاتهما وحملوا نظير المسئلة عليها في الجواب اذا كانوا متقاربين بادي الرأي لا يعتمدون في ذلك على قواعد من الاصول ولكن على ما يخلص اليه الفهم ويثلج به الصدر۔

نہ رکھتے ہوں خواہ کسی خاص شہر یا قوم میں پائی جاتی خواہ سپرد میں مجتہد تھے عمل کیا ہوتا یا نہ ہوتا۔ حدیث کے ہوتے وہ کس اثر یا قول صحابی یا کسی مجتہد کے اجتہاد پر عمل نہ کرتے اور جب وہ حدیث کی تلاش میں کوشش کرنے کے ساتھ حدیث بھی نہ پاتے تو جماعت صحابہ کے اقوال کو لے

یعنی اسمیں وہ کسی قوم یا شہر کے لوگوں کے پابند نہ ہوتے اگر وہ کسی قول میں خلفاء اربعہ اور تمام فقہاء کا اتفاق پاتے تو وہ ان کے لیے موجب قناعت ہوتا۔ اور اگر ان میں اختلاف پاتے تو جس شخص کو کہ زیادہ عالم اور زیادہ پرہیزگار اور زیادہ صحابہ جانتے اسکے قول پر عمل کرتے اور اگر ان اقوال مختلفہ کے قائل مساوی رتبہ کے ہوتے تو وہ مساوی دو قولوں والا (یعنی باختلافی کہلاتا) جس قول پر کوئی چاہے عمل کرتے) اور اگر ایسا قول پانے سے عاجز ہو جاتے تو کتاب اللہ اور سنت کے عمومات ایماء و اقتضاء سے کام لیتے۔ انمیں وہ قواعد اصول پر جو علماء نے بنا رکھے ہیں اعتماد نہ کرتے۔ بلکہ اپنے خداداد فہم اور اطمینان قلب سے کام لیتے۔

نمبر خاص ۱۸ نمبر عام ۱۳۲

شہادت حافظ ابن القیم

حافظ ابن القیم کا اہلحدیث ہونا اہلحدیث زمانہ حال میں مسلم ہے ان کی کتاب اعلام الموقعین میں اصول خمسہ کا اصول مذہب اہلحدیث ہونا بڑے زور شور سے ثابت کیا گیا ہے۔ اس مقام میں اس کتاب کی چند عبارات کا نقل کرنا مناسب ہے۔ اسکی جلد سوم کے صفحہ ۳ میں ہے۔

فصل۔ فی جواز الفتوی بالآثار السلفیة والفتاوی الصحابیة وانها اولی بالاخذ بها من آراء المتاخرین وفتاویهم وان اخرجها الی

یہ فصل اس بیان میں ہے کہ سلف کے آثار اور صحابہ کے فتووں سے فتوے دینا بہتر ہے متاخرین کی رایوں اور فتووں سے وہ

الرسول صلوات الله وسلامه عليه وعلى
آله - وان فتاوى الصحابة اولى ان يوخذ
بها من فتاوى التابعين وفتاوى التابعين
اولى من فتاوى تابعى التابعين وهلم جرا و
كلما كان العهد بالرسول اقرب كان
الصواب اغلب وهذا حكم بحسب الجنس
لا بحسب كل فرد فرد من الاول كما ان
عصر التابعين وان كان افضل من عصر
تابعيهم فاتقاهم بحسب الجنس كذا بحسب
كل شخص شخص ولكن الافضلون فى العصر
المتقدم اكثر من المفضلين فى العصر المتاخر
وهكذا الصواب فى اقوالهم اكثر من الصواب
فى اقوال من بعدهم فان التفاوت بين
علوم المتقدمين والمتاخرين كالتفاوت
الذى بينهم فى الفضل والرأى * * *
اذا قال الصحابى قولا فاما ان يخالفه
صحابى اخر او لا يخالفه فان خالفه مثله
لم يكن قول احدهما حجة على الاخر وان
خالفه اعلم منه كما اذا خالف الخلفاء الراشدين
او بعضهم غيرهم من الصحابة فحكم فعل
يكون احق الذى فيه الخلفاء الراشدون
او بعضهم على الاخر فيه قولا لا فعلا

مقدم ہیں اور صواب (درستی) کے طرف
ایسے اور اس قدر قریب تر ہیں جیسے کہ ان کے
قائل آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے قریب ہیں صحابہ
کے فتوئے تابعین کے فتووں سے مقدم اور
تابعین کے تبع تابعین سے وعلی ہذا القیاس
جس قدر زمانہ آنحضرت ﷺ سے قریب ہوگا۔ اسی
قدر درستی اور صحت بھی غالب ہوگی۔ یہ حکم
بلحاظ جنس متقدمین ہے نہ بلحاظ ہر ہر شخص
کے۔ زمانہ متقدم کے لوگ زمانہ متاخر کے لوگوں
سے فضیلت میں بڑھکر ہیں تو اس زمانہ کے
لوگوں کے اقوال بھی اقوال زمانہ متاخر کے
لوگوں سے بڑھکر ہونگے۔ ایسا ہی ان کے
اقوال میں صواب و درستی کی نسبت ہے۔
متقدمین و متاخرین کے علوم میں ویسا ہی
فرق ہے۔ جیسا کہ ان کے رتبہ و فضیلت میں
ہے۔ پھر اسی جملہ میں کہا ہے۔ جب ایک صحابی
نے ایک بات کی ہو اور دوسرے صحابہ نے
اس کے برخلاف کہا ہوگا۔ یا نہ کہا ہوگا۔ اگر
برخلاف کہا ہوگا۔ تو ایک کا قول دوسرے پر
حجت (لائق وستاویز) نہ ہوگا۔ جیسے مثلاً
چار صحابی خلیفہ یا خلیفہ نے دوسرے صحابہ سے
اختلاف کیا ہو۔ تو کیا جس طرف سبھی خلفا
یا بعض ہوں وہ دوسری جانب سے غالب

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

وهما روايتان عن الامام احمد والصحيح
ان الشق الذى فيه الخلفاء او بعضهم
اصح واولى ان يؤخذ به من الشق الآخر
ان كان الاربعة فى شق فلا شك انه
اصوب ممن كان فى شق والصواب
فيه اغلب وان كانوا اثنين واثنين فشق
ابى بكر وعمر راجح لموافقة
ابو بكر وعمر رضى الله عنهما
جماعة كما يعرف تفصيلها كل من له خبرة
واطلاع على ما اختلف فيه الصحابة و
على الراجح من اقوالهم ويكفيك ذلك موضحا
رجحان قول الصديق فى الجد والاخوة
وكون الطلاق الثلاث بفم واحد مرة واحدة
وان تلفظ فيه بالثلاث وجواب بعض اصحاب
الكلاد واذا تدبرت ما ذكرنا فى ادلة
هذه المسائل من الجانبين تبين له ان
جانب الصديق ارجح وقد تقدم بعض ذلك
فى مسئلة الجد والطلاق الثلاث بفم واحد
ولا يخفى قوة ادلة حكم ... هما ضعف
ايضا وهو تحقيق لكن مسألة خلافة نبوة

اور اول بالقبول ہونگے علماء اور امام احمد سے اس
باب میں دو قول مروی ہیں صحیح یہی قول ہے
کہ جس جانب چاروں خلفاء یا ان میں سے
اکثر ہونگے وہ جانب غالب ہوگی اور اگر وہ
دو میں اختلاف ہوگا۔ تو حضرت ابوبکرؓ اور
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب غالب ہوگی
اور اگر حضرت ابوبکرؓ حضرت عمر رضی اللہ عنہما
کا باہم اختلاف ہوگا۔ تو حضرت ابوبکرؓ کی
جانب صواب ہوگا۔ اس اجمال کی تفصیل
کو وہی شخص جانتا ہے جسکو صحابہ رضہ کے
اختلاف اور اس اختلاف سے قول راجح
کا علم ہو۔ اسکی مثالوں میں قول صدیقی درباب
جد اور بھائیوں میں اور تین طلاقوں کے
(جو ایک وقت میں دیجاویں) ایک ہونے
میں اور بیع ام ولد کے جائز ہونے میں
بحث کرنا کافی ہے۔ عالم باانصاف ان
مسائل کے دلائل میں نظر کریگا تو اسکو
واضح ہو جائے گا کہ ان مسائل میں قول
صدیقی غالب ہے اور سابقاً مسئلہ جد اور
طلاق میں یہ امر واضح ہو چکا ہے اور حضرت

صدیقی سے کوئی قول ایسا محفوظ نہیں جسکے برخلاف کوئی نص وارد ہو یا اسکا
ضعیف ہونا ثابت ہے کہ آپکی خلافت خلافت نبوۃ تھی۔

پھر اس جلد کے صفحہ ۲۰۴ میں انہوں نے فرمایا ہے کہ اگر صحابی سے دو مختلف قول

وان لم يخالف الصحابي صحابيا آخر فاما
ان يشتهر قوله في الصحابة او لا يشتهر
فان اشتهر فالذي عليه الطوائف من
الفقهاء انه اجماع وحجة وقالت طائفة
منهم هو حجة وليس باجماع وقالت شذوذ
من المتكلمين وبعض الفقهاء المتاخرين
لا يكون اجماعا ولا حجة وان لم يشتهر
قوله او لم يعلم هل اشتهر او لا فاختلف
الناس هل يكون حجة ام لا فالذي عليه
جمهور الامة انه حجة هذا قول جمهور الحنيفة
صرح به محمد بن الحسن وذكر عن ابي حنيفة
ايضا - وهو مذهب مالك واصحابه و
نص عليه في مواطن دليل عليه وهو قول
اسحق بن راهويه وابي عبيد وهو منصوص
الامام احمد في غير موضع عنه واختيار
جمهور اصحابه وهو منصوص الشافعي في
القديم والجديد اما القديم فاصحابه
مقرون به واما الجديد فكثير منهم
يحكي عنه انه ليس بحجة وغاية ما نقل به
من نقل ذلك انه يحكي اقوالا للصحابة
في الجديد ثم يخالفها ولو كانت عنده حجة
لم يخالفها وهذا تعليق ضعيف جدا فان
غاية المجتهد الدليل المعين لما هو في

خلاف نہ کیا ہو۔ تو پھر اسکی دو صورتیں ہیں
ایک یہ کہ انکا قول مشتہر ہو چکا ہے۔ اس
صورت میں اکثر فقہا قائل ہیں کہ وہ قول
اجماع ہے اور حجت ہے اور ایک جماعت
نے کہا ہے کہ وہ حجت تو ہے۔ مگر اجماع
نہیں ہے۔ اور بہت ہی تھوڑے لوگوں
متکلمین اور متاخرین فقہا نے کہا ہے
کہ نہ وہ حجت ہے نہ اجماع۔ دوسری
صورت یہ ہے کہ وہ قول مشتہر نہ ہوا ہو۔
یا یہ کہ اس کا مشتہر ہونا اور نہ ہونا کچھ بھی
معلوم نہ ہو تو اس میں بھی اختلاف ہے کہ
وہ حجت ہے یا نہیں جمہور امت محمدیہ اسپر
ہیں کہ وہ حجت ہے یہی جمہور حنفیہ کا قول ہے
چنانچہ امام محمد رح نے تصریح کہدیا ہے
اور یہی امام ابو حنیفہ سے انکی تصریح سے
نقل کیا ہے اور یہی امام مالک اور ان کے
شاگردوں سے تصریح منقول ہے۔
اور یہی امام شافعی رح سے قول قدیم و جدید
میں صاف طور پر پایا جاتا ہے ان کے
قول قدیم کو تو ان کے اصحاب بھی مانتے
ہیں۔ رہا قول جدید سو بہتر ہے لوگ ان سے
حکایت کرتے ہیں کہ قول صحابی حجت نہیں ہے
یہ حکایت ان کے اس فعل سے نکالی جاتی ہے

فی اقرارہ منہ لایدل بنفسہ لانہ یراہ دلیلاً من حیث الجملۃ بل خالفہ دلیلاً لدلیل ارجح عندہ منہ۔

کہ امام شافعی صحابہؓ کے اقوال نقل کرکے پھر انکا خلاف کرتے ہیں اور اگر وہ اُن کو حجت جانتے تو ان اقوال کا خلاف نہ کرتے۔ مگر یہ استدلال نہایت ضعیف ہے کیونکہ مجتہد کا کسی ایک دلیل سے دوسری اقوی دلیل کی نظر سے خلاف کرنا اس امر کی دلیل نہیں ہوسکتی کہ وہ پہلی دلیل کو فی الجملہ بھی حجت نہیں جانتا بلکہ یہ مخالفت اس وجہ سے ہوسکتی ہے کہ وہ دوسری دلیل کو پہلی دلیل سے قوی تر سمجھتا ہے۔

اسکے بعد اسمیں کہا ہے۔ کہ امام شافعی رحمہ نے اپنے قول جدید میں جو ربیع نے ان سے روایت کیا ہے کھولکر کہدیا ہے کہ اصحاب کے اقوال حجت (لائق سند) نہیں انکی طرف رجوع کرنا واجب نہیں۔ اور بیہقی نے کہا ہے کہ امام شافعی رحمہ نے اپنی اُس کتاب میں جسمیں امام مالک رحمہ سے اختلاف ظاہر کیا ہے کہا ہے کہ جب قرآن اور حدیث موجود ہوں تو ان کے سننے والا کا عذر قطع ہوجاتا ہے۔ اور اس کو بجز اسکے کہ قرآن و حدیث پر عمل کرے کچھ نہیں پہنچتا اور جب قرآن و حدیث نہ ہو تو ہم جماعت صحابہ یا انمیں سے کسی ایک کے قول کیطرف رجوع کریں گے اور اگر ابوبکر و عمر رضہ وغیرہ اماموں کا قول ہوگا تو ہمکو انکی تقلید کیطرف رجوع کرنا بہت پیارا ہوگا * * * اور امام شافعی رحمہ نے کہا ہے کہ علم کے کئی درجہ ہیں پہلا درجہ قرآن و حدیث ہے۔ دوسرا درجہ اجماع جہاں صریح قرآن و حدیث

وقد صرح الشافعی فی الجدید علی ما رواہ الربیع عنہ بان قول الصحابۃ لیس بحجۃ یجب الرجوع الیہ * * * وقال البیہقی وقال فی کتاب اختلافہ مع مالک ما کان الکتاب والسنۃ موجودین فالعذر علی من سمعہ مقطوع الا بایتانہ فان لم یکن ذلک صرنا الی قاویل الصحابۃ او واحد منہم ثم کان قول الائمۃ ابی بکر وعثمان اذا صرنا الی التقلید احب الینا * * * قال الشافعی رضی اللہ عنہ والعلم طبقات (الاولی) الکتاب والسنۃ (الثانیۃ) الاجماع فیما لیس کتابا ولا سنۃ (الثالثۃ) ان یقول الصحابی فلا یعلم لہ مخالف من الصحابۃ (الرابعۃ) اختلاف الصحابۃ (الخامسۃ) القیاس علی ھذہ الطبقات کلامہ فی الجدید قال البیہقی بعد ان ذکر ھذا وفی الرسالۃ القدیمۃ للشافعی بعد ذکر الصحابۃ

تعظیمهم قال وهم فوقنا فی کل علم و
اجتهاد وورع وعقل وامر استدرک العلم
وآرائهم لنا احمد واولی بنا من رایناو
من ادرکنا ممن نرضی او حکی لنا عنه بلدنا
صاروا فیما لم یعلموا فیه سنة الی قولهم
ان اجتمعوا وقول بعضهم ان تفرقوا
وکذا نقول ولم نخرج من اقوالهم کلهم
وقد قال فی الجدید فی قتل الراهب انه
القیاس عندی ولکن اترکه لقول ابی بکر
الصدیق رضی الله عنه فقد اخبرنا انه
ترک القیاس الذی هو دلیل عنده
لقول الصاحب فکیف یترک موجب
الدلیل بغیر دلیل وقال فی الصلح بین
ضرتین تقلیدا لعمر وقال فی موضع آخر
قلده تقلیدا لعثمان وقال فی الفرائض
هذا مذهب تلقیناه عن زید ولا
نستوحش من مخالفة التقلید فی کلامهم
نظن انها تنفی کون قوله حجة بناء علی
ما تلقیته من اصطلاح المتاخرین ان
التقلید قبول قول الغیر بغیر حجة وهذا
اصطلاح حادث وقد صرح الشافعی فی
مواضع من کلامه بتقلید خبر الواحد
فقال قلت به اتقلید الصغیر وائمة اه

نہ ملے۔ تیسرا درجہ اقوال صحابہ جس میں انکا
اختلاف نہو۔ چوتھا درجہ اقوال صحابہ جن
میں انکا اختلاف ہو۔ پانچواں درجہ قیاس
یہ آپکا قول جدید ہے قدیمی نے اسکو ذکر
کرنے کے بعد کہا ہے کہ امام شافعی جو کے
رسالہ قدیمہ میں بعد ذکر صحابہ اور انکی تعظیم
کے کہا ہے کہ وہ ہم سے واجب درجہ میں ہمپر
فوقیت رکھتے ہیں انکی رائے ہماری رائے
سے بڑھکر ترجیح کے لائق ہے جن لوگوں
کو ہمنے پایا ہے یا انکا قول ہمکو پہنچا ہے
وہ اُن کے اجماعی اقوال یا جدا جدا مختلف
بعض صحابہ کے اقوال ہی کی طرف رجوع کرتے چلے
آئے ہیں ایسا نہ ہو ہمارا قول [illegible]
اقوال سے باہر نہ نکلینگے اور آپنے جدید
قول میں یہ بھی کہا ہے کہ (اہل بصارہ
کے عابد) میں ان مقابلہ ومقاتلہ کیوقت
قتل کرنے کا میں قائل تھا لیکن میں نے
بقول صدیق اکبر اس قول کو ترک کردیا آپ
ثابت ہوتا ہے کہ قول صدیقی کو حکم شرعی
سمجھتے تھے۔ آپ نے کہا ہے سپلی کی دیت
(خونہا) ایک اونٹ ہونے کا میں بہ
تقلید حضرت عمر قائل ہوگیا ہوں ایک
اور موقعہ پر آپ نے کہا کہ میں اسکا تقلید

کلهم علی قبول قول الصحابی قال نعیم بن حماد
ثنا ابن المبارک قال سمعت ابا حنیفة
یقول اذا جآء عن النبی صلی الله علیه وآله
وسلم فعلی الرأس والعین واذا جآء عن الصحابة
نختار من قولهم واذا جآء عن التابعین زاحمناهم

عثمان قائل ہو گیا ہوں اور فرائض کے مسائل
میں کہتا ہے کہ مجھے یہ مسئلہ زید بن ثابت سے
اخذ کیا ہے، امام شافعی کے اس قول میں جو لفظ
تقلید مستعمل ہوا ہے اس سے ہم متوحش نہیں
ہوتے ہم سمجھتے ہیں کہ اس لفظ سے قول صحابہ کا

کے حجت ہونے کی بنا پر اس اصطلاح متاخرین کے کہ تقلید بلا دلیل کسی بات کے مان لینے کا
نام ہے نفی ہوتی ہے مگر یہ اصطلاح پیچھے پیدا ہوئی ہے۔ امام شافعی نے (جو سلف سے ہیں)
بہت جگہ اپنی کلام میں غیر واحد کی پیروی کو تقلید کہا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ میں نے فلاں بات
بتقلید غیر کہی ہے۔ اسلام کے تیسرے امام قول صحابی کے اتباع و قبول کرنے پر متفق ہیں (اس
اتباع پر امام شافعی نے لفظ تقلید بولا ہے) نعیم بن حماد نے کہا کہ میں نے ابن المبارک سے سنا
ہے کہ امام ابو حنیفہ کو میں نے یہ کہتے سنا کہ جو بات اصحاب نبوی سے مروی ہو ہمارے سر آنکھوں
پر ہے۔ اور جو تابعین سے مروی ہوگا اسکا ہم مقابلہ کریں گے۔

فٹ نوٹ۔ جو شخص چاہا حدیث رہنا چاہتا ہے وہ اس لفظ کو ملاحظہ کرے اور اپنے
تازہ ہو ورنہ معلق تقلید سے متنفر ہو کر اعتزال نیچریت۔ مرزائیت۔ چکڑالویت اور
دہریت میں جا پڑے گا۔

امام شافعی رح جو فقہ و حدیث کے مسلم امام ہیں اپنے اس قول جدید میں اتباع قول
صحابہ کا نام تقلید رکھا ہے۔ ایسا ہی آپ سے جلد اوّل اعلام کے صفحہ ۲۱۸ و ۲۱۹
میں نقل کیا گیا۔ حافظ ابن القیم نے، جو مسئلہ ترک تقلید ناجائز کے بڑے حامی ہیں امام
شافعی کے اس محاورہ کو جائز و مسلم رکھا ہے۔ اور صاف کہدیا ہے کہ متاخرین کی اصطلاح
کی پرواہ نہ کر کے ہم اس لفظ تقلید سے متوحش نہیں ہوتے۔

امام شافعی اور حافظ ابن القیم کے یا قوال فرقہ اہلحدیث کے ان جہلا اور بعض علما پر دان
خواہش نہلا کے لئے ایک عبرت خیز ہدایت انگیز تازیانہ ہے جو لفظ تقلید پر متقلد
کے نام سے چونک اٹھتے ہیں اور یہ اس لفظ سے ایسے چڑتے اور جلتے ہیں جیسا

والذین قالوا لیس بحجۃ قالوا لان الصحابی مجتہد والمجتہد یجوز علیہ الخطأ فلا یجب تقلید * * * * * * * * * الکلام فی مقامین (احدھما) فی الادلۃ الدالۃ علی وجوب اتباع الصحابۃ (الثانی) فی الجواب عن شبہ النفاۃ فاما

اور جو لوگ کہتے ہیں کہ اقوال صحابہ حجت نہیں وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ صحابی بھی تو مجتہد ہے اور مجتہد سے خطا کا صدور ہونا جائز ہے تو پھر اسکی تقلید کیونکر واجب ہو * * * * * * * * * ہم دو مقام میں کلام کرینگے ایک مقام بیان دلائل ہے اتباع صحابہ کے وجوب ثابت ہوتا ہے دوسرا مقام میں

(حاشیہ) دہاتی سکہ بانگ سننے سے یا تعصب ہندو کلمہ پڑھنے سے ان حیلوں اور انکی روش اختیار کرنے والے علماء کو معلوم ہو کہ جن لوگوں نے ہندوستان میں مسئلہ ترک تقلید ناجائز کو پیدا کیا ہے یا بلاد عرب وغیرہ میں ان سے یہ مسئلہ شیوع پایا ہے انہوں نے مطلق تقلید کو ناجائز نہیں کہا بلکہ خاص کر تقلید مقابلہ نص (قرآن وحدیث) اور تقلید مذہب معین باعتقاد وجوب کو ناجائز کہا ہے اور مطلق تقلید کو بوجہ لاعلمی واجب اور تقلید مذہب واحد کو اگر اسکے ساتھ اعتقاد وجوب شرعی نہ ہو جائز لکھا ہے ۔۔ معیار الحق مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۱۲۵ میں کہا ہے ۔ باقی رہی تقلید وقت لاعلمی سو یہ چار قسم ہے۔

قسم اوّل واجب ہے اور وہ مطلق تقلید ہے کسی مجتہد کی مجتہد اہل سنت کی سی لاعلمی التعین جسکو مولانا شاہ ولی اللہ نے عقد الجید میں کہا ہے کہ یہ تقلید واجب ہے اور صحیح ہے باتفاق امت اور اسکے یہ علامت لکھی ہے کہ عمل مقلد کا ساتھ قول مجتہد کے اصطلاح پر ہو جیسے شرط کی ہوتی ہے کہ اگر وہ قول موافق سنت ہو تو عمل کیے جاؤں گا اور جبکہ معلوم ہوگا کہ مخالف ہے سنت کے تو اسکو پھینک دونگا اسکے بعد عبارت عربی عقد الجید کو نقل کیا۔ تقلید مجتہد علی وجہین واجب در ام اخ۔

اسکے بعد کہا ہے۔ قسم ثانی۔ مباح اور وہ تقلید مذہب معین کے ہے بشرطیکہ مقلد اس تعین کو امر شرعی نہ سمجھے بلکہ اس نظر سے تعین کرے کہ جبکہ امر اللہ تعالیٰ کا واسطے اتباع اہل ذکر کے عموماً صادر ہوا ہے تو جس ایک مجتہد کا اتباع کریں گے اوسی کی اتباع سے عہدۂ تکلیف کیسے فارغ ہو جائیں گے۔ اور اسمیں سہولیت بھی پائی جاتی ہے۔ اور علامت اس

الاوّل فمن وجوہ (احدھا) ما احتج بہ
مالک ۔ ھو قولہ تعالیٰ والسّابقون الاولون
من المھاجرین والانصار والذین
اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا
عنہ واعدلھم جنّت تجری تحتھا الانھٰر خالدین
فیھا ابدا ذٰلک الفوز العظیم ۔ الجواب من
والاوّلون انہ لم ینزل احد ممن لم یدخل فی

ان لوگوں کے شبہات کا جواب مقام اوّل کے
بیان میں آپ نے چھیالیس دلائل ذکر کئے ہیں پہلی
دلیل آیت السّابقون الاولون ہے جس سے استدلال
صفحہ ۱۰۱ پر گذر چکا ہے ۔ چھیالیسویں دلیل جو اس
جلد کے صفحہ ۴۰ میں بیان ہوئی ہے یہ ہے کہ
تمام زمانوں اور شہروں کے اہل علم ہمیشہ سے
فتاوے صحابہ اور ان اقوال سے استدلال کرتے چلے

تقلید کی یہ ہے کہ اگر دوسرے مذہب کے کسی مسئلہ پر عمل کرے تو اس سے انکار نہ کرے اور کسی شخص کو اس سے منع نہ کرے ۔ اور غیر مقلد اور اہلحدیث اور نکتہ چیں ہر شخص کو مسئلہ رفع یدین امام اعظم ہونے کے استعمال سے اور آمین بالجہر کرنے سے روکتے ہیں اور حنفی ہو کر کرنے والے کو طعن کرتے ہیں ۔ اور حجۃ اللہ البالغہ کے صفحہ ۱۲۷ میں کہا ہے :-

وھذا تقلید غیر امعن وھو ان یتخذ غیر النبی الذی ثبتت عدالتہ ۔ وھذا تقلید

غیر ہ اتفق علیہ الائمۃ المرحومۃ فانہم اتفقوا علی جواز تقلید المجتہدین مع العلم بان المجتہد یخطی ویصیب ومع الاستشراف لنصر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المسئلۃ والتظہر علی انہ اذا ظہر حدیث صحیح بخلاف ما قلد فیہ ترک التقلید واتبع الحدیث

اسی طرح اعلام الموقعین جلد دوم کے صفحہ ۲۹۳ میں تقلید ممنوع اور تقلید واجب و جائز میں فرق کے بیان میں کہا ہے :-

کما قال تعالیٰ ۔ اور افسوس ہے ان لوگوں پر جو دیکھتے ہیں اور دیکھتا ہیں ان کی زبانیں گذر چکی ہیں وہ کیونکر تقلید کے لفظ سے ناخوش ہوتے ہیں اور حنفی یا شافعی کہلانے کو ایسا برا سمجھتے ہیں جیسے شیعہ یا غیر مسلم کہلانے کو ۔

اتباع السنۃ کے صفحہ ۲۰۱ سے ۲۰۲ کے صفحہ ۲۰۹ میں ذاکر نائک نے آپکو اہلحدیث حنفی کے القاب سے یاد کیا تو اس پر دو تین لوگوں نے اخبار اہلحدیث میں شور مچایا اور طوفان برپا کیا اسکے جواب میں اسی جلد ۲۲ میں صفحہ ۲۹۷ سے صفحہ ۳۱۶

العصر وناصر يحتجون بما هذا سبيله
من مخالفة الصحابة واقوالهم ولا ينكره
منكر منهم وتصانيف العلماء شاهدة بذلك
بمناظراتهم المشهورة قال بعض العلماء
وعليه اهل الامصار مجمعون على الاحتجاج
بما هذا سبيله وذلك ظاهر في رواياتهم
وكتبهم ومناظراتهم واستدلالاتهم ويمتنع
والحالة هذه اطباق هؤلاء كلهم على الامر

نہیں کسی نے اس استدلال پر انکار نہیں کیا اگر
تصانیف اس پر شاہد ہیں اور ایسے مخالفت
اور بحث ناقل ہیں جو بلیل کہتے ہیں
تمام علم کا سپرد کرنا ہے
کتب و مناظرات مشہور ہیں یہ استدلال
موجود ہے جو شاب نہ ہو خلاف کسی
حکم پر ان دلیل پر مشتمل ہوگا اسمیں تو اسی
سے استدلال موجود ہوگا جو کہ اسکے نشان

نوٹ: تک ایک مضمون بعنوان "ہمارا مسلک ہونا کس مسئلہ ہے" شائع کیا گیا جس کا خلاصہ یہ تھا
کہ مسائل منصوصہ قرآن و حدیث میں ہم کسی کے مقلد نہیں ہیں مسائل غیر منصوصہ میں اجتہاد دیتے ہیں
ہم اکثر مسائل میں امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی تقلید کرتے ہیں اور بعض مسائل میں
دیگر ائمہ مجتہدین کی پیروی و تقلید بھی کرتے ہیں۔ تو اس جلد کے شائع ہونے پر بعض
لوگوں نے اس انتساب بمذہب حنفی اور تلقب بالحنفیت پر اعتراض کیا جس کی
وجہ صرف یہ معلوم ہوتی ہے کہ انہوں نے ہمارا وہ مضمون نہ پڑھا ہوگا اور پڑھا ہوگا
تو اس فوائد سے پڑھا ہوگا اور اسکا مطلب نہیں سمجھے ؎

چوں غالب آمد ہنر پوشیدہ شد ۔۔۔ صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد

۱۳۴۱ھ میں خاکسار دربار کلکتہ کے موقعہ پر دہلی پہنچا تو پہلے جمعہ کی نماز کے بعد
یہ اہل خاکسار پر ہر ایک جلسہ کانفرنس العلمیہ میں جس میں خاکسار بھی شامل تھا
حافظ سید احمد صاحب تاجر کن کانفرنس نے یہ سوال پیش کیا کہ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب
جو اہلحدیث ہونے کے ساتھ حنفی بھی کہلاتے ہیں یہ امر جائز ہے۔ اسکا جواب پہلے مولوی
سید احمد حسن صاحب ہلوی پنشنر ریاست حیدرآباد نے دیا کہ ہاں جائز ہے پھر فرق نے
اسی تفصیل سے جواب دیا جو اس نوٹ میں ہو چکی ہے یہ ہمارا خاکسار پر محض
یہ سوال کیا کہ کیا تقلید حنفی مذہب جائز ہے جسکو آپ اور دیگر علمائے نے کہا ہے کہ تقلید کرنا شرک ہے اسکا جواب

بمانہ شیخ ہوالذی ورد فیہ الامر بالاخذ بما جاء بہ ولا یخفی ما فیہ من الدلالۃ فانہ لیس تحت ذلک الا الاخذ بما ثبت عنہ بالادلۃ الشرعیۃ المفیدۃ للعلم والدلیل وجہ ذلک ان الاستدلال بالاقوال المجتہد فیہ علی الاطلاق ومن غیر تقیید بما ثبت منہا علیہ الدلیل وعمل بہ ولا بما ترجح عندہ ہو الذی اجمع المسلمون علی انہ لیس بحجۃ علی احد فضلا عن ان یکون حجۃ علی اللہ ورسولہ صلعم وقد اوضحنا ذلک فیما علقناہ علی الرسالۃ المسماۃ بالقلائد المکللۃ فی الرد علی من اوجب التقلید علی کل احد۔	وغیرہ ہوں۔ ان میں سے کسی کتاب میں یہ نہ پاؤ گے کہ کسی کو جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا قول ثابت نہیں یا اقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی ایسا مضمون جو اس انکار پر دلالت کرتا ہو۔

فرمایا کہ آپ نے کتاب معیار الحق کے صفحہ ۱۴ سے کلام کیا۔ تقلید چار قسم ہے۔ اول واجب، تقلید ہر مسئلہ عبارت جو اس نوٹ میں منقول ہے۔ بعد اس کے صفحہ ۱۷ کی یہ عبارت منادی کہ تقلید ایک مذہب کی اکثر لوگوں کے حق میں اکثر احوال میں نہ صرف مستحسن بلکہ ضروری ہے کیونکہ دین پر چلنا سہل ہو جاتا ہے۔ لیکن ہر شخص کیواسطے نہیں جسکو اللہ تعالیٰ مرتبہ تحقیق کا دے وہ کیوں تقلید کرے۔ پھر کتاب تسلم الثبوت سے یہ حاشیہ میں نے پڑھکر سنایا۔ اجمع المسلمون علی ان من اسلم فلہ ان یقلد من شاء من العلماء والصحابۃ علی من استفتی ابا بکرؓ وعمرؓ فلہ ان یستفتی ابا ہریرۃؓ ومعاذ بن جبلؓ ویعمل بقولہما بغیر نکیر فمن ادعی برفعہ فعلیہ الاجماع من قولیہ الی آخرہ۔

پھر کہا کہ یہ اجماع بھی معیار الحق صفحہ ۱۴ میں منقول ہے۔ میں نے کہا کہ یہ علم کا علماء وقت کی بحقیقت تقلید کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے اس وقت تک چلا آیا ہے۔ اس کی مثال تو وہ مختصر بیان کیا جو حدیث میں آ چکا ہے کہ ایک شخص کے سر میں زخم پہنچا پھر اس نے کسی صحابی سے پوچھا کہ کچھ تیمم کی اجازت ہے یا نہیں؟ اس نے کہا کہ تجھ کو اجازت نہیں تو پانی سے غسل کر۔ پھر وہ ہلاک ہوا جب یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر ہوا تو آپ نے بد دعا دی اور سب پر خفگی ظاہر کی۔ مگر فتوے پر پوچھنے والے کے حق میں

وکان ذلک دلیلا علی ان الاصول
(احدھا) النصوص فاذا وجد النص فلا
یعدل عنہ الی ما خالفہ سواء کان
من کان ولم یکن یقدم علی الحدیث الصحیح
عملا ولا رایا ولا قیاسا ولا قول
علمہ بالمخالف الذی لیس معہ کتاب ولا
اجماعا ویقدمہ علی الحدیث الصحیح وقد
کذب احمد من ادعی علیہ الاجماع ولم یسبق

سے تو صاف یہ اصول مبنی ہوتے تھے
ایک اصل نصوص (قرآن حدیث) جب وہ
قرآن اور حدیث میں کوئی حکم پاتے تو
اسکے مخالف
کسی قول یا شخص کی جو اسکے مخالف ہو
پرواہ نہ کرتے اور حدیث صحیح پر کسی عمل یا رائے
یا قیاس یا قول کسی کو مقدم نہ کرتے اور اس
قول کے مخالف کسی کے علم کو

نے فرمایا۔ کہ اس نے کیوں قول بلا دلیل کی تقلید کر لی۔ اس استدلال کی حاضرین نے
تحسین کی۔ اسپر یہ سوال ہوا۔ کہ آپ کو اس وقت حنفی کہلانے کی ضرورت ہی
کیا ہے۔ اس کے جواب میں خاکسار نے کہا۔ کہ اسوقت ہماری جماعت میں
یہ تشدد پھیل گیا ہے۔ کہ حنفی کہلانیکو مطلقاً ناجائز سمجھا جاتا ہے۔ جیسے
مشرک کہلانے کو تو اسوقت حنفی یا شافعی کہلانا۔ ان کے رفع جہالت
تشدد کے لئے ضروری ہے۔ اور یہ فایدہ دیتا ہے کہ اس سے جواز القاب کا
ثابت ہوتا ہے۔ اور اسکی نظیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کو بنایا۔
کہ آپنے حجۃ الوداع میں مفرد حج والوں کا احرام کھلوا کر تمتع کرایا جسکو وہ ناجائز
جانتے تھے۔ اور سختی کے ساتھ حکم دیکر تمتع کا جواز ظاہر کیا۔ الحمد للہ جو کہ حنفی کہلانے
پر تشدد و انکار صدہا عوام و جہلا فرقہ اہل حدیث میں ہی نہیں پایا جاتا۔ بلکہ
بعض خواص جو علماء کہلاتے ہیں۔ اور کانفرنس اہلحدیث کے حامی و بانی ہیں ان
تشدد میں مبتلا ہیں۔ یہ ایک تعجب خیز و حیرت انگیز واقعہ ہے جو ماہ مارچ ۱۹۱۳ء میں
موقعہ جلسہ سالانہ اہلحدیث کانفرنس پر امرتسر میں خاکسار کے تشدد
دور ہونے۔ خاکسار کے نام پہنچا۔ تو خاکسار نے اس کے جواب میں لکھا۔ کہ اگر

تقدیمہ علی الحدیث اثابت وکذالک
الشافعی ایضاً نص فی رسالتہ الجدیدۃ علی
ان مالا یعلم فیہ خلاف لایقال لہ اجماع
ولفظ ما لا یعلم فیہ خلاف فلیس
اجماعاً وقال عبداللہ بن احمد بن
حنبل سمعت ابی یقول ما یدعی فیہ
الرجل الاجماع فھو کذب من ادعی
الاجماع فھو کاذب وھذا ھو الذی
انکرہ الامام احمد والشافعی

اجماع تام کہتے ہیں۔ اور اس کو حدیث صحیح پر مقدم
کرتے ہیں، حدیث صحیح پر تقدم نکرتے۔ اور
اس اجماع کے مدعی کو وہ دروغ گو کہتے اور ایسے
اجماع کی تقدیم حدیث پر جائز نہ رکھتے ایسا ہی
امام شافعی بھی اپنے رسالہ جدیدہ میں تصریح کر چکے
ہیں۔ کہ جس قول میں خلاف کا علم نہ ہو اسکو
اجماع نہیں کہا جاتا یعنیہ امام شافعی کے الفاظ ہیں
اور عبداللہ بن احمد نے کہا کہ میں نے اپنے باپ امام احمد کو
یہ کہتے سنا ہے کہ ایسے اجماع کا دعوی کذب ہے

کانفرنس اصول خمسہ اہل حدیث کو تسلیم کرنے۔ یا بصورت عدم تسلیم اس جلسہ کانفرنس میں اسپر بحث کرنے کا وعدہ دے۔ تو خاکسار بڑی خوشی سے شامل جلسہ ہونیکے لئے تیار ہے۔ اس کا جواب کانفرنس کی طرف سے باوجود مکرر ریمائنڈر (یاد دہانی) بھیجنے کے کچھ نہ آیا۔ مگر کانفرنس کے رکن رکین مولوی عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی نے اپنے قلم سے یہ رقعہ خاکسار کے نام تحریر کیا۔

مکرم من السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ فرماتے ہیں اصول خمسہ میں سے اہل جلسہ تسلیم کریں۔ تو میں شریک ہونگا۔ لہذا میں عرض کرتا ہوں کہ آپ تشریف لاویں۔ اور جلسہ میں تقریر فرماویں۔ اپنے اصول خمسہ مع الدلیل پیش کریں۔ انشاء اللہ تسلیم کیا جائیگا یا وجوہ تردید ان کے جواب میں عرض کئے جائیں گے وَھُوَ الْمُسْتَعَانُ۔

عبدالعزیز

فی دعوی الاجماع لا ما یظنہ بعض الناس انہ استبعاد لوجودہ۔

الاصل الثانی من اصول فتاوی الامام احمد ما افتی بہ الصحابۃ فانہ اذا وجد لبعضھم فتوی لا یعرف لہ مخالف منھم فیما نعلم یعدھا الی غیرھا ولم یقل ان ذلک اجماع بل من ورعہ فی البابۃ یقبل لا اعلم شیئا یدفعہ او نحو ھذا الاصل الثالث من اصولہ اذا اختلف الصحابۃ تخیر من اقوالھم ما کان اقربھا الی الکتاب والسنۃ

جو ایسے اجماع کا مدعی ہو وہ کاذب ہے ایسے ہی اجماع (خیالی) سے امام احمدؒ نے انکار کیا ہے۔ ایسا نہیں جیسے بعض لوگوں نے گمان کیا ہے کہ وہ اجماع کی وجود ہی کو بعید سمجھتے ہیں۔

دوسرا اصل اصحاب نبوی کے فتوے جب بعض اصحاب کا فتوی پاتے ہیں جن میں ان کو صحابہ سے کوئی مخالف معلوم نہ ہوتا۔ تو پھر وہ اس فتوے کو چھوڑ کر دوسرے قول کی طرف رجوع نہ کرتے۔ مگر وہ اس فتوے پر اجماع ہونے کا دعوی نہ کرتے۔ بلکہ پرہیزگاری سے وہ اس فتوے کے بیان کرنے میں یہ فرماتے کہ میں اس فتوے کے برخلاف

اس رقعہ کے وصول ہونے پر خاکسار بغرض شمولیت جلسہ لاہور پہنچا۔ اور مولوی عبد العزیز صاحب کے نام اس مضمون کا رقعہ بھیجا۔ کہ میں امرتسر آگیا ہوں مجھے اصول خمسہ کی تقریر کے واسطے وقت مقرر کر دیں۔ تو میں اس وقت حاضر ہو جاؤں۔ اس کے جواب میں مولوی عبد العزیز صاحب نے دوسرے دن مجھے جلسہ میں تقریر دینے اور جلسہ میں تقریر کی اجازت دینے سے صاف انکار کر دیا۔ اور یہ رقعہ تحریر فرما کر ارسال کیا۔

از عبد العزیز۔ بجناب مولانا المحترم مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب السلام علیکم۔ آپ کا خط مجلس شوری میں پیش کیا گیا۔ اس پر اراکین کانفرنس نے چند امور پیش کئے۔

۱ یہ جلسہ خالص اہل حدیث کا ہے۔ اس میں وہ مسلمان تقریر کا مجاز نہیں ہو سکتا جو اپنے آپ کو حنفی المذہب لکھتا ہے۔ اور باقرار خود خالص المذہب نہیں ہے

پھر تین نمبر ایسے تحریر کئے۔ جن کو مجھ سے تعلق نہ تھا۔ مولوی عبد الجبار و مولوی احمد اللہ

ولم يخرجوا عن اقوالهم فان لم تبين له موافقة احدا الاقوال حكى الخلاف فيها ولم يجزم بقول

الاصل الرابع الاخذ بالمرسل والحديث الضعيف اذا لم يكن في الباب شئ يدفعه وهو الذي احب الى القياس

الاصل الخامس وهو القياس فاستعمله للضرورة وقد قال في كتاب الخلال سالت الشافعي عن القياس فقال انما يصار اليه عند الضرورة

کوئی قول نہیں پاتا۔ جو اس فتوے کو رد کر سکے۔ یا ایسی کوئی اور عبارت ہوتی۔ تیسرا اصول اصحاب نبوی کے باہم مختلف اقوال اختلاف کے وقت انکے کسی قول کو جو کتاب اور سنت کے قریب تر ہوتا لے لیتے۔ اور ان سب اقوال سے باہر نہ جاتے اور جس صورت میں انکو کسی قول کا کتاب سنت سے قریب تر ہونا معلوم نہ ہوتا ایسی میں صرف اختلاف بیان کر دیتے۔ اور ایسی قول کو اپنا یقین ظاہر کرتے۔ چوتھا اصل حدیث مرسل (یعنی تابعی کا اس قول کو کہ آنحضرت ﷺ ایسا کہا

صاحبان سے تھا۔ پھر لکھا ہے مولوی ثناء اللہ اور ان کے علاوہ اور لوگ بھی مناظرہ کے لئے آمادہ ہیں۔ جبکہ سوا اور موقعہ آپ ٹھیرائیں۔ اور اپنے سابق رقعہ دعوت کی نسبت لکھا کہ:۔ میں نے جو پہلے لکھا ہے وہ میری ذاتی رائے ہے۔ آپ جب فرمادیں حاضر ہوں۔ ہاں اس قدر بات ہے کہ جلسہ کے بعد اس کا موقعہ ہو رہے۔ کیونکہ میں اپنا وقت اس میں دے چکا ہوں۔ اس کے جواب میں خاکسار نے فوراً دوسرا رقعہ ارسال کیا۔ جو ذیل میں منقول ہے:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں خدا کے فضل سے خاص اہلحدیث ہوں۔ کتاب اور سنت کے ہوتے ہوئے کسی کی تقلید نہیں کرتا۔ خواہ وہ ایک ہو یا جماعت حنفی ہو یا شافعی۔ اور جہاں کتاب اور سنت نہ پائی جائے۔ فرض صریح نہ ہو وہاں اپنا اجتہاد نہیں کرتا ایسے مسائل میں اول پوری اجماع کرتا ہوں اگر اجماع بھی نہ ملے۔ اور صحابہ اور تابعین میں اختلاف ہو تو میں کسی صحابی یا تابعی

وَكَانَ قد بدا لي الكراسة والمنع للافتتاح بمسئلة ليس فيها اثر عن السلف كما قال لبعض اصحابه اياك ان تتكلم في مسئلة ليس لك فيها امام

اعلام صفحہ ۳۲ جلد ۱

یا کہا تھا) لے لیا اور حدیث ضعیف پر بھی عمل کر لیا۔ جبکہ کسی مسئلہ میں کوئی حدیث قوی نہ ہو۔ جو اس حدیث کو رد کرے اس حدیث کو بھی وہ قیاس سے مقدم کرتے۔

پانچواں اصول قیاس ہے اس کو وہ ضرورت کے وقت استعمال کرتے ایسا ہی امام شافعی سے کتاب خلال میں نقل کیا گیا ہے کہ میں نے امام شافعی سے قیاس کی بابت سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ قیاس کی طرف ضرورت کیوقت ہی رجوع کیا جاتا ہے۔

امام مالک رح اس مسئلہ میں جسمیں سلف سے کوئی اثر مروی

کے قول کی پیروی کرتا ہوں جسکے قول کو اقرب الی الصواب پاتا ہوں۔ یا اکثر کا قول سمجھتا ہوں۔ اور سب کا خلاف میں نہیں کرتا۔ اور صحابہ اور تابعین کے بعد کے اقوال کو میں بمقابلہ سلف ہرگز ترجیح نہیں دیتا۔ اور سلف کو مقدم سمجھتا ہوں۔ یہی مذہب اہلحدیث کا ہے۔ جس سے میرے خیال میں سلف سے خلف تک ایک متنفس بھی خارج نہیں لیکن آپ اور آپکی جماعت کے نزدیک جسکا یہ اعتقاد والا اہلحدیث نہیں ہے تو آپ اس امر کے ثبوت کے لئے مجھے ایک گھنٹہ یا کچھ کم وقت دیں۔ اگر آپ نے میری اس درخواست کو نہ مانا۔ تو پبلک سمجھ لیگی۔ کہ آپ کا میرے اہلحدیث حنفی کہلانے کو رد کرنے کی وجہ۔ صرف یہ ہے کہ میں غیر منصوص اور اجتہادی مسائل میں حنفی مذہب کی فقہ پر فتوے دیدیا کرتا ہوں۔ مانع تقریر جلسہ اہلحدیث ٹھیرانا انگریز کا بہانہ ہے۔ اور وہ کہیں گے کہ یہ کیا انصاف ہے کہ دھرم پال جو ہنوز مسلمان ہونے کا بھی پورا اقرار نہیں کرتا وہ اس جلسہ میں تقریر کرے اور ایک شخص جسنے ہندوستان بھر میں مذہب اہلحدیث کی بنا قایم کی اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

نہ ہو۔ فتوے دینے سے بہت سختی سے منع کرتے۔ اور بعض شاگردوں کو فرمایا کرتے تھے کہ اس مسئلہ میں کلام کرنے سے بچو جس میں تمہارا سلف سے کوئی امام نہ ہو۔

اِن نقول و شہادات و تقریظات و تحریرات متقدمین و متاخرین سے آفتاب نیم روز کی مانند ثابت و متحقق ہو گیا۔ کہ اصول خمسہ جو بیان ہوئے ہیں۔ یہ مذہب اہلحدیث کے مسلمہ اصول ہیں۔ متقدمین اہل حدیث سے جن کے سرخیل اور اعلیٰ نشان امام مالک امام اوزاعی و امام شافعی و امام احمد بن حنبل وغیرہ تھے۔ ان اصول پر اتفاق رکھتے ہیں اور

اور گورنمنٹ سے اور پبلک سے اس فرقہ کا نام اہلحدیث مقرر کرا دیا ہے وہ تقریر کرنیکا مجاز نہ ہو۔ اس کا جواب تحریری کچھ نہ آیا۔ اور سکرٹری کانفرنس (مولوی ثناء اللہ) کا ایک شخص زبانی پیغام لایا۔ جسکے مضمون کی تصدیق پیچھے سر سکرٹری صاحب کی زبان سے بھی ہو چکی ہے۔ کہ آپ اپنی عمر کا بڑا حصہ لے چکے ہیں۔ اور ہم منشور امید وار ہیں آپ جلسہ میں آجائینگے۔ تو خون ہو جائیگا۔ اور ہم کو سفید گھر (جیل خانہ) دیکھنا پڑیگا۔ آپ جلسہ کانفرنس میں نہ آویں۔ یہ پیغام سنکر خاکسار ٹلہ چلا گیا۔ آخری جلسہ کانفرنس کے دوسرے دن ۱۷۔ تاریخ کو کانفرنس کے مقابلہ میں اہل حدیث کی پبلک نے زیر اہتمام انجمن تائید الاسلام امرتسر جلسہ کیا جسمیں خاکسار کو ایک خاص آدمی بھیجکر مدعو کیا جسمیں مندرجہ ذیل تین رزولیوشن پاس ہوئے۔

۱ یہ جلسہ اہل حدیث کا جلسہ کانفرنس اہل حدیث منعقدہ ۱۴ و ۱۵۔ ۱۶ مارچ ۱۹۱۳ء پر افسوس کرتا ہے۔ کہ اس نے عمائد مسلمہ گروہ اہلحدیث پنجاب کو جن میں بعض گورنمنٹ کے نزدیک بھی اہلحدیث کے پریزنٹیٹو (یعنے درخواست کنندہ اور قومی ضروریات حضور گورنمنٹ پیش کرنیوالے) اور ایڈووکیٹ (یعنی وکیل، مسلم ہیں جلسہ میں مدعو کرکے پھر ان کو شامل جلسہ ہونے اور تقریر کرنے سے روک دیا۔ اور بعض عمائد کے فی منٹ ایک روپیہ انعام دینے پر بھی انکی تقریر کرنے کو قبول نہ کیا۔ یہ جلسہ عام اہلحدیث اس فعل ناپسندیدہ پر کانفرنس کے حق میں ملامت کا ووٹ پاس کرتا ہے۔

[illegible]

[illegible] مولوی عبدالحق صاحب بر آبادی [illegible] صاحب لدنی [illegible] تعلیم و تعلم

نمبر

چونکہ کانفرنس کا بیشتر اصول مذہب اہلحدیث یعنی اتباع سنت و اجماع امت کے مخالف تھے باوجودیکہ صدر کانفرنس مرزا شمیر الدین اسسٹنٹ صاحب و فنانشل سکرٹری مولوی سید احمد حسن صاحب و مولوی احمد اللہ صاحب دہلوی و مولوی عبدالجبار صاحب عمر پوری و مولوی عبدالوہاب صاحب امام مسجد مصدر ان اصولوں کو تسلیم کر چکے ہیں صرف ایک دو شخص ان اصول کو کانفرنس کی طرف سے شائع ہونے نہیں دیتے۔ لہذا یہ کانفرنس اہل حدیث نہیں ہے آئندہ کوئی اہل حدیث اس کے جلسہ میں شامل نہ ہو جب تک یہ کانفرنس کی طرف سے مشتہر ہو کر مسلم نہ ہوں۔ یہی ان کے پیغام صلح ہوا ہے۔

بدخواہ و خیر اندیش وغیرہ میں منجانب

محرر خلیفہ عبدالرحمن صاحب — محرر حکیم دلاوری احمد صاحب ایڈیٹر اشاعت

نمبر

چونکہ ہر ایک جلسہ کانفرنس اور انجمن کو گورنمنٹ سے بھی تعلق ہوتا ہے گورنمنٹ ان کی کارگزاری پر نظر رکھتی ہے لہذا ان دونوں رپورٹوں کی نقل گورنمنٹ کی [illegible] ۔ مگر بعد انتشار تو یہ کانفرنس ہے اس فعل ناپسندیدہ سے اور بعد از انکار قبولیت اصول مذہب اہلحدیث کے [illegible] واسطے

مجرد و مستغنی مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی۔ اور ان سب سے بڑھکر مدرس علوم عقلی و نقلی مولوی عبداللہ صاحب غازیپوری (ان کے رسالہ اجتہاد و تقلید پر دستخط کرکے) ان اصول کے مصدق بن گئے ہیں۔ اور ثانی الذکر یہ کہکر کہ صحابہ کی محض رائے ہماری محض رائے سے مقدم ہے۔ اصل ان اصول کے مصدق ہو گئے ہیں۔ اور ثالث الذکر مطلب ہمارا مستند غیر ہے۔ اقوال جماعت صحابہ و اتباع کی پیروی کو جائز کہکر اصل ان اصول کے مسلم بن گئے ہیں۔ لہذا اب ہم کو حاجت نہیں رہی۔ کہ تصدیق نصیحت نامہ اور تکذیب کرنے والے سلف پر اور ان کی شہادات پیش کریں۔ اس لئے ہم اس کی تصدیق و تکذیب کو ختم کرتے ہیں۔ مگر چونکہ مضمون میں زمانہ حال کے مشتدین اہلحدیث کی خیانت و دروغ بیانی کے متعلق سے اس قدر حقیقت حال بیان کرنا اور خیال خلق پر تاندانہ نظر کرنا ضروری جانتے ہیں۔ کہ جو خالص اہلحدیث ہونیکے لئے حنفی یا شافعی نہ کہلانا اور پانچ مسائل اہلحدیث متذکرہ رسالہ دعوت اہلحدیث پر عمل کرنا کافی سمجھا ہے۔ اس غرض سے ہم نے ان مذکورہ بالا پانچ مسائل کو بعد گورنمنٹ ایڈورکیٹ کی اس رپورٹ کو قوم اہلحدیث کی رپورٹ سمجھے گی:

از جانب کمشنر صاحب ڈویژن لاہور نمبر ۱۳ مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۱۳ء کو سکرٹری مولوی ثناء اللہ صاحب

خط (اشاعت باسی کڑی کو ابال)۔ اور مشت بعد از خروار مسمی ان مضمون کا خاکسار کے نام پہنچا۔ کہ جناب کی جانب سے خلاف۔ تو ۱۷۔ مارچ ۱۹۱۳ء کے مطلب ہے جس سے آنمکرم کریں اس کا جواب ۲۰۔ مارچ کو دیا گیا۔ کہ اگر آپ یا آپکے نامزد اثنین مولوی عبدالعزیز رحیم آبادی یا ثالث ثلثہ مولوی ابراہیم سیالکوٹی اصول مسلمہ مذہب اہلحدیث نہ ہونا ثابت کردیں۔ تو ہر ایک کو جو اثبات خلاف کرے ایک سو روپیہ انعام دیا جائیگا۔ یہ خط اصول پکڑ مولوی عبدالعزیز صاحب کو بجز اس کے کچھ نہ سوجھا۔ کہ وہ وطن مالوف کو سدھاریں۔ چلتے ہوئے وہ اس مضمون کا

[illegible] اور سیرت و عبادت سلف است اور کتب طبقات و اسماء الرجال سے
ناشی و مبنی خبری کا نتیجہ ہے۔ اور یہ اسی ملحدانہ اجتہاد کا ثمرہ ہے۔ جو کچھ جی میں آیا۔ اور
اسے غیر مستند بنقل سلف کہہ دیا۔ اس کو تعلیم میں دخل دیدیا۔ عمل و قرار داد سلف اُمّت
کا کچھ لحاظ نہ کیا۔ بے شک اہلحدیث سلف میں بہت اکابر ایسے گذر چکے ہیں۔ جنہوں نے
مسائل منصوصہ میں بجز قرآن و حدیث کسی کا اتباع نہیں کیا۔ اور ان مسائل میں حنفی
یا شافعی مذہب کے مجتہدین کے اتباع کا قصد بھی نہیں کیا۔ اور ان مسائل کی نظر سے اپنے
آپکو ان مذاہب کی طرف منسوب نہیں کیا۔ بلکہ اہلحدیث یا احمدی المذہب کہلایا۔ ان کی فہرست
ہم بڑے اہتمام کر رسالہ (۱۱) جلد (۸) کے صفحہ ۳۱۸ وغیرہ میں شائع
کر چکے ہیں جس سے ہمارے مکتبہ جین و معترضین ہمیشہ بڑے فخر سے استدلال و استشہاد کرتے
ہیں۔ اگر اکابر بھی ان کے ساتھ ہی چلے آئے ہیں۔ جو انہوں نے
رقعہ لکھکر چھوڑ گئے۔ کہ انعام کا روپیہ پہلے جمع کرا دیں۔ تو ہم گفتگو کے لیے آجاویں گے۔
اس قسم کے الفاظ یہ ہیں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" داعی عبد العزیز رحیم آبادی بہ ابو سعید۔ بٹالوی السلام علی من اتبع الہدیٰ
آپ کا خط بنام مولوی ثناء اللہ (جسمیں آپنے مجھکو بھی خطاب کیا ہے) مینے دیکھا۔ اگر آپ کو
مناظرہ کا حوصلہ ہوا ہے تو بسم اللہ۔ آپ حسب وعدہ روپے جمع کیجئے جس وقت آپ روپے
جمع کر دینگے۔ میں یہاں ہوں گا وہاں سے حاضر ہو جاؤں گا۔ انشاء اللہ الرحمن " " ہاں مناظرہ میں یہ
بھی ضرور ہے کہ آپ کے ثالثین مولوی عبد الجبار غزنوی پیری مریدی والے اور روپیہ لیکر حدیث پڑھنے
قرآن پڑھنے والے وغیرہ وغیرہ۔ اور ثالث ثلثہ مولوی احمد اللہ (جو سود دینا جائز سمجھتے ہیں) بھی
موجود ہوں تاکہ پھر موقع اعتراض باقی نہ رہے اور اہلحدیث کون ہے نصف النہار کی طرح ظاہر
ہو جائے۔ اس خط میں لائق ریمارک توجہ اہلحدیث دو امر ہیں اول یہ کہ بس مسلمان
بھائی کو تمام عمر اس خط کی تحریر سے چند روز پہلے تک مولانا محترم و معظم السلام علیکم رحمۃ اللہ برکاتہ
سے خطاب و سلام کیا جائے کیا اس سے اسی عنوان سے خطاب و سلام کرنا چاہیئے تھا جو اس
خط میں ہوا ہے۔

دوم۔ یہ کہ مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی و مولوی احمد اللہ وہی دونوں بزرگ فرقہ
اہلحدیث میں جنکو خاکسار کے شریک ارباب شوریٰ انتخاب متولی وقف حسینی نہ کرنے کی
شکایت آپ کے قائد و رہبر اول الثلثہ اخبار ۲ ذیقعدہ ۱۳۳۱ھ میں کرتے ہیں۔ فالوجہ
ہو الوجہ۔ والعذر ہو العذر۔

مولوی عبد العزیز صاحب کے خط منقول ص ۱۴۲ سے یہ دو امر متعلق مولوی صاحبان موصوف
اجنبی سمجھکر حذف کئے گئے تھے۔ آپنے انکا ذکر اس خط میں کیا تو ہمکو بھی کرنا پڑا۔

کے اصلی معنی (منقولہ وصیات میں بلاد اسلامیہ) غیر کتاب و سنت پر عمل و استدلال نہ کرنا اور اس کے برخلاف کسی کی تقلید نہ کرنا کے رو سے وہ پکے اہلحدیث ہی تھے۔ سو ہذا وہ مسائل غیر منصوصہ اجتہادیہ میں مذہب حنفی یا شافعی وغیرہ کے اماموں کی تقلید بھی کرتے۔ اور حنفی یا شافعی بھی کہلاتے تھے۔ بہت سے متقدمین ائمہ مذاہب اربعہ ایسے ہی تھے۔ اور متاخرین فقہا و محدثین بھی اکثر ایسے تھے۔ کتب تواریخ طبقات واسماء الرجال ملاحظہ کروگے۔ تو ان میں ایسے لوگ صدہا پاؤ گے۔ زیادہ دسترس نہ ہو۔ تو حجۃ اللہ البالغہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب۔ اور بستان المحدثین شاہ عبدالعزیز۔ واتحاف النبلا نواب صاحب بھوپال۔ وفوائد بہیہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی ملاحظہ کرو۔ اور ان میں اہلحدیث ہو کر حنفی اور شافعی کہلانے والوں کے صدہا نام نامی دیکھ لو۔ اتنی ہمت بھی نہ ہو تو ہمارے رسالہ جلد ۲۲ میں مضامین

مگر مولوی ثناء اللہ اور مولوی ابراہیم نے حوصلہ کیا۔ اور ڈپٹی محمد یوسف صاحب کے مکان پر امرتسر میں خاک سے نقد سو روپیہ لیکر اپنے امین (یہاں حبیب اللہ صاحب سوداگر پشمینہ) کے پاس رکھوالیا۔ مگر گفتگو سے بچنے کے لئے اس شرط کی آڑ میں پناہ لی۔ کہ اس گفتگو میں منصفی کے لئے کوئی مسلم فریقین ثالث مقرر ہونا ضروری ہے ※ اور جب اوہر سے پہلے مولوی خلیل احمد صاحب مدرس اول مدرسہ سہارنپور

※ یہ شرط مولوی ثناء اللہ ہمیشہ پیش کیا کرتے ہیں۔ مگر معلوم نہیں اس شرط کی ضرورت یا جواز پر قرآن یا حدیث میں کونسی دلیل پیش کی جاتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے مقابلہ ہوا۔ تو اس وقت کون ثالث منصف مقرر ہوا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمرود سے مقابلہ ہوا۔ تو کون منصف ہوا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہود۔ نصاریٰ سے مقابلہ ہوتا تھا۔ تو کون ثالث منصف ہوتا؟ اب بھی ملکی انجمنوں اور پبلک کے جلسوں میں یہی کہ پارلیمنٹوں میں مباحثات ہوتے ہیں تو کون ثالث منصف ہوتا ہے ہمیشہ حاضرین کی میجارٹی (اکثر یا جمہور) کے اتفاق رائے پر فیصلے ہوتے ہیں۔ جہاں پبلک حاضرین کا اتفاق

"کیا حنفی اہلحدیث نہیں ہوتے" اور "ہمارا حنفی ہونا کس معنی کر ہے"۔ اور "ریویو صارم" ہی کو ملاحظہ کرو۔ ان میں امام محمد علیہ الرحمۃ و امام طحاوی" جیسے اہلحدیث و مجتہد حنفیوں کے نام نامی پاؤ گے۔ جن کا اہلحدیث بمعنی مذکور ہونا انکے عمل و تالیف میں پایا جاتا ہے۔ اور ان کا حنفی ہونا تمام اسلامی دنیا نے مانا ہوا ہے۔

یہ بیان حقیقت حال ہے۔ اب خیال خلاف پر ناقدانہ نظر کی جاتی ہے۔ جو لوگ آج کل ایسے پیدا ہو گئے ہیں۔ جو حنفی یا شافعی ہونیکر خالص اہلحدیث ہونے کے برخلاف جانتے ہیں۔ ان کے اس خیال پر سلف امت کے اقوال سے کوئی شاہد و موافق نہیں ہے۔ ان کی اس غلطی خیال کا منشاء و مبدا (اگر ان کے حق میں حسن ظنی اختیار کی جاوے۔ اور دیدہ و دانستہ جعل سازی و افترا پردازی کا اپر گمان نہ ہو) یہ ہے کہ وہ کتب اصول فقہ و کتب فقہ و تواریخ و اسماء الرجال میں پوری نظر نہیں رکھتے۔ و کسی مدرسہ

کا نام پیش کیا گیا۔ پھر مولوی محمود حسن صاحب مدرس اول مدرسہ دیوبندی کا (جو مولوی ثناء اللہ کے استاد بھی ہیں) پھر مولوی احمد حسن صاحب دہلوی فنانشل سیکرٹری کانفرنس اہلحدیث کا۔ تو مولوی ثناء اللہ نے ان سب کو نامنظور کیا۔ اور بجائے ان کے مولوی حافظ عبد اللہ غازی پوری کو پیش کیا۔ (جو اصول خمسہ میں سے اصل سوم چہارم و پنجم کے برملا منکر ہیں۔ اس اختلاف تقرر ثالث کی وجہ سے گفتگو موقوف ہوئی۔ اور مثل مشہور ہے ؎

بس ہو چکی نماز مصلا اٹھائیے

صادق آئی۔ اور سو روپیہ انعام جو امانت رکھوایا گیا تھا۔ خاکسار کو واپس مل گیا۔ خاکسار نے یہ سوچکر کہ یہ خط و کتابت و آمد و رفت امرتسر و اجتماع ارباب جلسہ کی تکلیف محض رائگان نہ جائے۔ اس سے کچھ تو فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ ارکان جلسہ سے درخواست کی۔ کہ شرطی و انعامی گفتگو تو ہونے سے رہی۔ اب مجھے صرف پانچ منٹ تقریر کے لئے دیئے جاویں جسمیں میرا تیار مضمون جو پہلے کانفرنس اہلحدیث میں پھر اس جلسہ مباحثہ میں اوا کرنا چاہا تھا۔ اوا کروں۔ حاضرین جلسہ

یا کالج میں معمولی کورس (کتب مقررہ) سے عبور کرکے مولوی فاضل کا امتحان پاس کرکے مولوی فاضل بنکر پھر ہندو مسلمانوں کے یا شیعہ سُنیوں یا مقلدین و غیر مقلدین کے باہمی خلافیات کی کتابوں میں نظر کرکے صرف علم جدلیہ (جسمیں حق طلبی کی بُو بھی نہیں ہوتی) میں شہرت حاصل کرکے مناظر و مفتی و مجتہد بن بیٹھے ہیں۔ لہذا جو ان کی میجارٹی (جمہوریت) اس سے جو نتیجہ نکال سکے نکال لے۔ یہ درخواست منظور ہوئی تو میں نے یہ مطلب بجائے پانچ منٹ کے تین منٹ میں ادا کیا۔ کہ مولوی ثناء اللہ نے رسالہ اجتہاد و تقلید طبع اول کے صفحہ ۵۰ میں اور طبع ثانی کے صفحہ ۵۷ میں صاف اقرار کیا۔ اور شہادت دی ہے۔ کہ زمانہ سلف میں ایسا کیا جاتا تھا کہ درصورت حدیث نہ ملنے کے اصحاب رسول اللہ اور تابعین کے اقوال پر عمل کرتے تھے۔ اور صفحہ ۲۳ طبع اول اور صفحہ ۲۷ طبع دوم میں اس تقلید صحابہ اور تابعین کو جائز کہا ہے۔ اور صفحہ ۴۲ طبع دوم میں صاف اعتراف کیا ہے۔ کہ گو اجماع کی حجت ہونے پر کوئی دلیل قرآنی یا حدیثی قایم نہیں۔ تاہم جس کام پر امت کا حقیقی اجماع ہو۔ میری رائے ہے۔ کہ خدا کے نزدیک اس میں مصلحت ہوتی ہے۔

ان کی اس شہادت اور اعتراف سے صاف ثابت ہے۔ کہ اصول خمسہ کا جسمیں قرآن کے بعد حدیث بعد صحابہ و تابعین کی پیروی و تقلید کی تاکید ہے۔ اصول مذہب اہلحدیث ہونا مولوی ثناء اللہ نے مان لیا ہے۔ اور اس کے مطابق اپنا اعتقاد ظاہر کیا ہے۔ اب اگر ان کا عمل بھی اس کے مطابق ہے۔ تو ہماری ان کی کوئی نزاع باقی نہیں رہی۔ اور اگر ان کا عمل ان اصول کے برخلاف ہو جیسا کہ ان کی اپنی تفسیر میں ہوا۔ تو وہ باقرار خود اہلحدیث نہیں ہیں۔

اس کے مقابلہ میں اہلحق نے تین منٹ لئے اور میں نے ان کا اس قدر حصہ کہ اب تو رسالہ اجتہاد و تقلید نے آپکو عقادی اہلحدیث بنا دیا ہے پڑھ سنایا۔ اور اس کا آخری حصہ کہ خدا تعالیٰ سے امید ہے۔ کہ ایک دن تو بھی اہلحدیث بھی ہو جاویگا نہ پڑھا۔ اور پھر یہ کہا کہ جس حالت میں یہ شخص رسالہ اجتہاد و تقلید میں اصول خمسہ کے برخلاف

کی عقل میں آتا ہے۔ بغیر اس کے کہ تفصیل سے اس کی اصل تلاش کریں سرسری جھٹ فتوی لگا دیتے ہیں۔ ان سب کے پیش امام اور مسائل اجتہاد و تقلید میں سب کو بہکانے والے اور راہ راست سے بھلانے والے ہمارے عزیز مولوی ثناء اللہ امرتسری ہیں جنہوں نے ۸۴ صفحہ کا رسالہ اجتہاد و تقلید لکھا ہے۔ اور ۶۶ صفحہ کا ایک رسالہ اہلحدیث کے لکھا ہے۔ اور معہذا آپ نے مجھے اعتقادی اہلحدیث تسلیم کر لیا ہے۔ تو اب آپ میرے اعتقادی اہلحدیث ہونے سے کیونکر انکار کر سکتے ہیں۔ اس کے جواب میں خاکسار نے کہا۔ کہ اس رسالہ اجتہاد و تقلید میں اپنے اعترافات مذکورہ بالا میں اصول خمسہ کو مان لیا تھا۔ تب ہی آپکو اعتقادی اہلحدیث کہا گیا تھا جسکو میں اب بھی مانتا ہوں۔ کہ ہے تو آپکے عملی اہلحدیث ہونے کی بنا جب آپکا عمل اس اعتقاد کے مطابق ہو جائیگا۔ تب آپ پورے اہلحدیث کہلائیں گے۔ اور ہم اور آپ ایک ہو جائینگے۔ مگر میرے اس جواب کو انکی پارٹی والے لوگوں اور مقلدوں نے نہ سنا۔ اور میرے اعتراف اعتقادی اہلحدیث ہونے پر شکریہ ادا کر کے شور و غل مچایا۔ اور میری شرط عمل کو جو پرچہ خط میں بھی تصریح ہے۔ بعض اشخاص نے سنا تو اس کے جواب میں یہ کہا۔ کہ اس وقت اعتقاد کے مطابق عمل کس مسلمان سے ہو سکتا ہے۔ اور اکثر اشخاص تو شور و غل کی وجہ سے سن ہی نہ سکے۔ اور اس وجہ سے میجارٹی (جمہوریت) کی رائے لینے کا موقع نہ ملا۔ اور وقت نماز مغرب قریب ہونے کی وجہ سے جلسہ برخاست ہو گیا۔ ان کے اس شور و شغب و بے محل شکریہ اور بے وجہ شادمانی سے میرے دل میں ارمان رہا۔ تو میں نے یہ شرط عمل سمجھانے کے لئے پھر ایک خاص مجلس میں پہلے زبانی اور پھر بذریعہ رقعہ انکو مدعو کیا۔ اس دعوت کے جواب میں دوسرے دن علے الصباح مولوی ابراہیم سیالکوٹی اور منشی برکت علی لودھانوی خاکسار کی فرودگاہ پر آئے۔ اور اس امر کے خواستگار ہوئے۔ کہ یہ مجلس خاص مولوی ثناء اللہ کے مکان پر ہی ہو۔ اور مولوی ابراہیم بولے کہ ہم سب آپکے تابعدار ہیں۔ آپ جو کہتے ہیں۔ کہ مولوی

مذہب پر لکھا ہے۔ مگر خیریت سے اسوقت تک اتنا نہیں سمجھا کہ مجتہد کون ہوتا ہے۔ اور مقلد کون؟ اور اہلحدیث کا مذہب کیا ہے ان کے اس حال و مقال پر یہ مثل پوری صادق آتی ہے ؎ چندیں مدت خدائی کردی ہنوز گاؤ خر را نشناختی۔ تعریف لفظ فقہ کی بحث میں مسلم الثبوت کے دوسرے صفحہ میں آپکی نظر اس فقرہ پر جا پڑی اما المقلد ثناء اللہ رسالہ اجتہاد و تقلید میں بوقت لاعلمی صحابہ و تابعین کی پیروی و تقلید کو اہلحدیث کا مذہب مان چکے ہیں۔ اور اجماع کے اتباع کو بھی وہ اس رسالہ میں اپنی وہدانی رائے سے تسلیم کر چکے ہیں۔ تو اس کے مطابق عمل بھی کر لینا۔ آپ ان کے کان پکڑ کر ان سے منوالیں گے۔ آپ انکے مکان پر چلیں۔ خاکسار ان کے مکان پر پہنچا۔ اور ان سے یہ سوال کیا۔ تو اس کے جواب میں انہوں نے اس قدر اعتراف کر لیا۔ کہ جہاں قرآن حدیث سے بدلالۃ کما کچھ ثابت نہ ہوگا۔ وہاں ہم جماعت صحابہ کے اقوال کے پابند ہونگے۔ اور ان کے برخلاف کوئی بات اپنی رائے محض سے تجویز نہ کرینگے۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ اگر جماعت صحابہ کا قول نہ ملے گا۔ تو ہم شیخین (ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہما) کے اقوال کو بھی تسلیم کر لیں گے۔ مگر بجز شیخین کے ایک قول صحابی تسلیم میں تامل رہا۔ اور اس وجہ سے ہمارا انکا اتفاق نہ ہوا۔ اور جلسہ برخاست ہوا۔

پھر جب مباحثہ شیعہ ملتان کے لئے ہمارا انکا ملتان میں چار روز اکٹھے رہنے کا اتفاق ہوا۔ تو انہوں نے ایک صحابی کے قول کی پیروی کو بھی تسلیم کر لیا۔ اور ہمارا ان کا اعتقادیں کلی اتفاق ہوگیا۔ اب ہمارے ان کے اتفاق کلی میں کسر ہے۔ تو صرف یہ ہے۔ کہ اس اعتقاد کے مطابق وہ عمل بھی کر دکھائیں اور جہاں ان کے خیال میں ہمارا عمل اس اعتقاد کے برخلاف ہے۔ وہاں وہ ہم سے یہ عمل کرا کے دیکھ لیں۔ کہ ہم اس اصول و عمل کے پابند ہیں یا نہیں؟

اعتقاد کے مطابق عمل کرنے کی شرط پر بعض لوگوں کو یہ شبہ ہوتا ہے۔ جو جلسہ انعامی یک صد روپیہ میں بھی پیش کیا گیا تھا۔ کہ ہزاروں

فقہ حنفیہ کا قول مجتہد لاظہ [illegible] اتفاق سے ابتدائی اوراق در مختار میں یہ فقرہ وَلَيْسَ لَهُ تَقْلِيدُ غَيْرِهِ عَلَى قَوْلِ الْإِمَامِ مُطْلَقًا ان کی نظر سے گذرا۔ تو ان دونوں فقروں کا صرف اپنی غلط فہمی اور حقیقت سے محض جہالت اور ناواقفی کی وجہ سے یہ مطلب قرار دیا۔ اور بیان کیا جو اس عزیز کے الفاظ سے

مسلمان صرف اتفاقی طور سے مسلمان تسلیم کئے جاتے ہیں۔ [illegible] رہے۔ [illegible] نہیں رکھتے۔ [illegible] کے مطابق عمل کرنے والے مسلمان [illegible] کم ہیں۔ [illegible] ابتدائی زمانہ اسلامی میں بھی پایا گیا تھا۔ بعد اس وقت بخوبی نہ سنا گیا تھا۔ کہ [illegible] ایک وہ جو اعتقاد کا مکذب ہوتا ہے جیسے منافقوں کا حال تھا۔ [illegible] حضرت صلعم اور مومنوں سے جدا ہو کر اپنے شیاطین میں کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ہم تو مسلمانوں سے [illegible] کیا کرتے ہیں۔ دوسرا وہ عمل جو صرف غفلت اور کسل سے ہوتا ہے جیسے عام فساق و فجار مسلمانوں سے وقوع میں آتا ہے۔ بنا بر اس قاعدہ کلیہ کے جس کو اصول مذہب اہلحدیث میں کرن کا اعتقاد کرنا اور اس کے اقوال احادیث صحیحہ کے برخلاف کسی عمل و اعتقاد کو دین قرار دینا۔ [illegible] ہے۔ اور ترک عمل فساق و فجار میں ان کے اسلام کا مکذب نہیں ہے اس بنا کے ملاحظہ کے ساتھ حنفی یا شافعی کہلانا اور مسائل اجتہادیہ میں غیر مجتہد کو اپنی رائے و اجتہاد کو ترک کر کے کسی کی سلف صالحین سے تقلید کرنا جائز ہے۔ اور یہ خالص مذہب اہلحدیث کے منافی و مخالف نہیں ہے۔ بلکہ یہ بعینہ مذہب اہلحدیث ہے جس کو بالآخر مصنوم نے بھی مان لیا ہے۔ اور مسائل منصوصہ میں بالحدیث والقرآن کرنے کے ساتھ غیر منصوصہ مسائل میں حنفی یا شافعی مذہب کی تقلید کر لینا۔ اور اس نظر سے اہلحدیث ہو کر حنفی بھی کہلانا جائز ہے۔ اور اس پر انکار و انکار محض تعصب ہے اور اصول و فروع کی جہالت کا نتیجہ ہے۔ [illegible] حدیث و قرآن کی باہمی تعارض کی وجہ سے [illegible] کا اور یہی جہالت ہے جو اس وقت کے مقلدین نام کے اہلحدیث کے متعلق [illegible] ہے۔ اور سلف صالحین کی پیروی سے [illegible] اور بالآخر اس کے الحاد و ہرزہ کا خوف ہے [illegible] حفظنا اللہ منہا اسی الحاد و ہرزہ کے خوف سے یہ نوٹ لکھا گیا ہے جس کی مزید تائید خاتمہ مضمون میں ہو گی

نقل کیا جاتا ہے کہ "مقلد کا مجرد اپنے امام کے قول پر ہونا ہے۔ اس کی تحقیق
مقلد کے فہم میں ایک بات قرآن و حدیث سے سمجھ آئی۔ مگر امام کی تحقیق
اس کے برخلاف ہے تو اس صورت میں عقیدہ کا حق ہے کہ امام کی تحقیق پر
جو قرآن و حدیث سے اس کو تحقیق ہوئی ہے۔ جو کہ اس کے نزدیک اصل ہے
کہ اپنے امام کے قول پر اعتماد کر کے اپنا ایمان برباد کرے۔ (اہل حدیث کی
اس کی زیادہ صاحب فرقہ کے اس قول میں ہے کہ واقعی
قول کو حرام مطلقاً" اشاعۃ السنۃ جلد ۱۰ نمبر ۱۰ صفحہ
میں اس تحریر کی وجہ سے جس میں ان تقریرات کا مطلب ان کے ادا کیا ہے
اس مطلب بیان کر دو تحریر کی خلاصہ ہے کہ
کے نزدیک حنفی ان کو وہی ہے جو حنفیوں کے حدیث سے ایک بات
جس پر انہوں نے عمل کیا ہے۔ جو حنفی کو چھوڑ کر امام کی پیروی کرے
جو حنفی یا غیر حنفی حدیث پر عمل کرنے والے کو مخالف بنانے
کے لئے ہر کوئی حنفیت سے جا پہنچا ہے۔ اس کے ہاں قرآن
قول ہے جو کہ حدیث وہی ہے جو کسی کی تقلید
کہ سے حدیث کو قرآن حدیث کو نہ
اہل حدیث کے اہل حدیث کے ساتھ استدلال کرنے میں کیا فرق
مقلد میں اور اہل حدیث میں
۱۲ فرقہ اہل حدیث کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کی
صوفی معتزلی ماتریدی کا مقلد نہیں۔ (اشاعۃ السنۃ جلد ۱۰ نمبر ۱۰)
۱۳ جو کہ بلا تقلید از فقہ حدیث پر عمل کرتا ہے اور اہل حدیث ہے
(اشاعۃ السنۃ جلد ۱۰ نمبر ۱۰ صفحہ ۱۳۰)
(۱۴) مذہب اہل حدیث یہ ہے کہ بلا واسطہ مجتہدین حدیث پر عمل کرنا
تعلیم اشاعۃ السنۃ جلد ۱۰ نمبر ۱۰ صفحہ

ان عبارات کو نقل کرنے کے بعد عزیز مذکور نے کہا ہے کہ "کیا ان عبارتوں میں فقرہ مسلم الثبوت اور دوسرے فقرہ سے جو مسلم الثبوت کے بعد ہے ایک جگہ جمع ہو سکتے ہیں؟"

میں آں ہم قرآن است و ہم نہ قرآں

عزیز مذکور کے اس بیان سے اور کذب و تلبیس کی بھول بھلیاں سے جو انہوں نے اپنی تقلید میں اندھے کنوئیں ہوئے ہیں اور اشاعۃ السنۃ نہ دیکھے ہوئے یقین کر لیا ہوگا کہ مولف اشاعۃ السنۃ حنفی ہے اور اہلحدیث ہونے کا سب افترا ہے حالانکہ مولف اشاعۃ السنۃ کی تصنیفات و تالیفات ثابت کر رہا ہے کہ وہ اہلحدیث ہے اور ان کو دیکھنے والے ہیں۔ اور خدا داد فہم اور عقل سے کام لینے والے ہیں۔ اور جعل سازی و افترا پردازی کی بدگمانی سے محفوظ ہیں۔ اور عزیز مذکور نے جو کہا ہے۔ اس کی بنا سفید جھوٹ سے قائم کیا ہے۔ اس کے خلاف میں حسن ظنی رکھیں گے۔ تو یہ کہیں گے کہ عزیز مذکور بھی اکثر جاہل مقلد ہو کر صول فقہ کے محض جاہل ہے وہ بیچارہ نافہم اور کم فہم ہے اس کی سمجھ میں اس کے مطلب کچھ نہیں آیا۔ اور جو کہا ہے۔ نادانی و ناسمجھی اور جہالت سے کہا ہے

وَكَمْ مِنْ عَائِبٍ قَوْلًا صَحِيحًا وَآفَتُهُ مِنَ الْفَهْمِ السَّقِيمِ

فقرہ مسلم الثبوت کا مطلب یہ نہیں ہے۔ اور قطعاً اور یقیناً نہیں ہے کہ مقلد نفس قرآن و حدیث سے ایک بات سمجھ کر پھر سکو وہ تقلید امام چھوڑ دیتا ہے اور بمقابلہ نص قرآن و حدیث وہ اس کے قول پر اعتماد اور اس سے استناد کرتا ہے اور نص قرآن اور حدیث پر اعتماد نہیں کرتا۔ جیسا کہ عزیز مذکور نے سمجھا ہے۔ بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ جو مسئلہ محل ظن ہے۔ اور وہ نصوص قرآن و حدیث سے کسی عالم یکے نزدیک ثابت نہیں ہوا۔ اس مسئلہ میں وہ کسی مجتہد کی تقلید اختیار کرتے ہیں نہ کہ نص پر اعتماد نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے امام

کے قول پر اعتماد کرنا ہے جس میں قطعیت رواز کجا است تا بہ کجا۔

پھر آنجناب جیسی روشن دلیل جو صحیح مسلم کی کتاب مسلم الثبوت ہے فقرہ مذکورہ کو اور اس کتاب کے بیان میں صاحب مسلم کے اس قول کو جو ہم نے دلیل کو چھوڑ کر تقلید اختیار کرنے کو ضرورت مستفتا کہا ہے۔ اور مسلم کی تعریف اجتہاد کو پڑھنے والا ذرہ برابر شک نہیں کرتا ہے کہ صاحب مسلم نے فقرہ مذکورہ کے بعد ظن کے ذریعہ علم حاصل ہونے کو مخالفت مجتہد قرار دیا ہے۔ اور ایسی ظن میں مقلد کے لئے قول مجتہد کو لایق استناد و اعتماد قرار دیا ہے۔ (نہ نصوص قطعیہ قرآن و حدیث کے جن کا مفاد قطع و یقین ہوتا ہے) کے مقابلہ میں اور انکو ترک کر کے جیسا کہ عبارت مذکورہ نے صاحب مسلم پر افترا کیا ہے۔

ناظرین! اصل عبارات و فقرات کتاب مسلم کو توجہ سے دیکھیں۔ اور داد انصاف دیں۔ مسلم الثبوت کے دوسرے صفحہ میں پہلے مخفف لینے اجتہاد کی تعریف ان الفاظ سے کی ہے۔ کہ فقہ یعنے اجتہاد احکام شرعیہ کو ان کے دلائل تفصیلیہ سے جاننے کا نام ہے۔ پھر اس تعریف پر یہ اعتراض کیا ہے۔ کہ اگر اس سے تمام احکام کو انکے دلایل سے جاننا مراد تو یہ تعریف جامع نہیں رہتی۔ اس سے بہت سے مجتہد خارج ہو جانے نیز جنسے بعض مسائل کی نسبت لاادری (میں نہیں جانتا) مروی ہے۔ اور اگر بعض احکام کو انکے دلایل سے جاننا مراد ہے۔ تو پھر تعریف مانع نہیں رہتی۔ اسمیں بعض مقلد عام (یعنی وہ جو خصوصات کے خود عالم ہیں اور اجتہادیات میں مقلد ہیں۔ اور وہ بعض احکام منصوصہ کو انکے دلایل سے جانتے ہیں۔ جو قرآن حدیث سے جانتے ہیں۔ داخل ہو جاتے ہیں۔ اور یہ تعریف مانع نہیں رہتی

... وفائدة العلم بالاحكام الشرعية عن ادلتها التفصيلية واورد ان مان المراد الجميع فلا ينعكس لثبوت كثير من الاحكام او المطلق فلا يطرد واجيب بانه ... لكن المراد الاول وانما عبر بالبعض لان الادلة ... بالادلة الاجمالية ... الظن ... (مسلم)	...

[illegible] اور [illegible] ہونا [illegible] ہونا لازم نہیں [illegible] جانتا [illegible] ہے۔ [illegible] مجتہد کا [illegible] لیا [illegible] کو جان لینا اس کو مجتہد نہیں بنا دیتا۔ اور اس تعریف مجتہد کا مانع ہونا نہیں ٹوٹتا۔

اس جواب کے بعد صاحب مسلم نے وہ فقرہ لکھا ہے کہ تقلید کا فعل سند و اعتماد اپنے مجتہد کا قول ہوتا ہے۔ جس کا نہ دین اور نہ اپنا نہ جس سے عزیز مذکور نے سرمہ خیال کر کے یہ مطلب نکالا ہے کہ مقلد صحابہ قرآن اور حدیث کو چھوڑ کر مجتہد کا قول فقرہ کو سند و اعتماد ہوتا ہے۔ جو صاحب مسلم پر بلا امتراء افترا ہے۔

جس شخص نے کتاب مسلم کو کسی استاد جی سے بھی پڑھا ہوگا۔ وہ ہرگز اس افترا پر جرأت نہ کریگا کہ صاحب مسلم نے قرآن و حدیث کو چھوڑ کر مقلد کے لئے قول مجتہد کو نافیٰ سند و اعتماد ٹھیرایا ہے۔

خصوصاً اس حالت میں جبکہ اس نے صاحب مسلم کا یہ قول خاتمہ کے پہلے ہی مسئلہ [illegible] کر دیا ہے۔ جس میں تقلید کرنا خلاف معقول ہے۔ حالانکہ ان تقلید

ترك من احسن دليلا الى التقليد	میں شک ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مخالف المعقول كيف وفيه ريب	نے فرمایا ہے کہ جس میں شک ہو اس کو
وقد قال صلى الله عليه وسلم	چھوڑ دو اس کے مقابلہ میں جس میں
دع ما يريبك الى ما لا يريبك	شک نہ ہو۔ بالخصوص اس حالت میں

کہ چھوٹی بڑی کتب فروع میں یہ مسئلہ آپ کی نظر سے گذر چکے ہونگے۔ کہ

۱۔ اجتہاد کا مدار ظن پر ہے اور تقلید ان ہی مسائل اجتہادیہ ظنیہ میں کی جاتی ہے

(۳) اور ظنی ہر دلیل کا مفاد قطع و یقین ہے۔ (۴) اور منصوصات میں علم کے لئے کسی تغلب نہیں ہوتی۔ سب سے پہلے مسلم ہی کی عبارت سنو جو خاتمہ کتاب کے شروع ہی میں ہے۔ اجتہاد مجتہد کا اپنی پوری طاقت کو حکم شرعی ظنی حاصل کرنے میں صرف کر دینے کا نام ہے مجتہد سے وہ مراد ہے۔ جو ملکہ اجتہاد رکھے۔ نہ یہ کہ وہ دم بقدم ہر مسئلہ میں اجتہاد کرے۔ اور نہ وہ جو مسائل شرعیہ کو (نصوص قطعیہ سے بھی) محفوظ رکھتا ہو۔ ظنی کی قید اس لئے لگائی ہے۔ کہ جن مسائل نظریہ میں اجتہاد ہوتا ہے۔ انکے لئے ظنی ہونا ہی امر ہے۔ کسی حدیث کی متن یا سند کی دلالت ضعیف ہونے کی وجہ سے مگر اس میں شبہ ہو کیونکہ ہو احاد حدیث یا آیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر سے ثابت ہیں اور انکے معنی بھی قطعی ہیں۔ وہ بالبداہتہ مفید یقین ہیں نہ نظری مفید ظن یعنی وہ محل اجتہاد نہیں ہو سکتیں اور نہ ان دلائل سے مسائل فرعیہ کو جاننے کا نام اجتہاد ہے۔

اور توضیح تلویح صفحہ ۴۲۶ میں ہے

اجتہاد مجتہد کا اپنی تمام طاقت کو حکم شرعی کے متعلق ظن حاصل کرنے میں صرف کر دینا (ایسے طور پر کہ اس سے زیادہ طاقت صرف

الاجتہاد بذل الطاقة من الفقیہ فی تحصیل حکم شرعی ظنی۔ اقول المراد من الفقیہ من اتقن بمبادیہ لا المجتہد بالفعل ولا من یحفظ الفروع فقط کما شاع الآن لان بذل سعیہ لیس باجتہاد اصطلاحا اما التقیید بالظن فمبنی علی ان النظریۃ لیستلزم الظنیۃ لانہا لضعف دلالۃ المتن او السند وفیہ ما فیہ قال فی الحاشیۃ فان الامر الثابت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ بالتواتر مع قوۃ الدلالۃ یفید القطع بمسورۃ (مسلم الثبوت)

اقول: (اسی سے) سیما علی قول من یفید احادیث الصحیحین مفید العلم النظری

الاجتہاد استفراغ الفقیہ وسعہ لتحصیل ظن بحکم شرعی و معنی استفراغ

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

المستفتي لمقلد المفتي	چھوڑی جو ان کتابوں کی عبارت سے
مسئلہ المسائل الاجتہادیہ	جو ظاہر بخصوص سنت وکوئی ہے

ہیں اور اجتہاد و تقلید دونوں کے قائل نہیں ہیں کیا۔

جواب — اما بعد فاعلم (اے جاننے والے) ان الظاهر والمختار (پس ظاہر اور مختار)

فيوجب ثبوت ما انتظمه يقينا

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ظاہر اور مختار یہ ہے کہ ظاہر کا ثبوت جو اس کو شامل ہے یقینا

اما المقلد فهو الذي يعتقد [illegible] اس کا مطلب یہ ہے کہ مقلد وہ ہے جو اعتقاد

[illegible] اور یہ بات معلوم ہے کہ [illegible] قول پر عمل کرنا

[illegible] قول پر عمل کرنا [illegible] کہ قرآن و حدیث

[illegible] قول پر عمل کرنا [illegible] قول پر عمل کرنا

[illegible] قول پر عمل کرنا [illegible] قول پر عمل کرنا

[illegible] قول پر عمل کرنا [illegible] قول پر عمل کرنا

فی السراجیہ وحینئذ ان یفتی بقول الامام فی الاطلاق ثم بقولہ
الثانی فثم بقول الثالث ثم بقول ابی الحسن بن زیاد وعلی ھذا
قولہ المدار الخ جسکا لفظی ترجمہ ہے، کہ جن اقوال پر ہمارا مذہب حنفی امام اعظم ابو حنیفہ پھر
امام ابو یوسف پھر امام محمد پھر امام زفر وحسن وغیرہ کا نام بر روایات ہیں صاحب
صاحب کی مصنفہ کتب ظاہر الروایات وغیرہ کی روایات ہیں ان اقوال پر مفتی مو
یقین کے ساتھ فتوی دیا جائیگا۔ اور جن اقوال میں ائمہ ہ اختلاف پایا جائیگا ان
اقوال پر فتوی دینے میں سراجیہ میں اس امر کو اصح قرار دیا ہے کہ پہلے امام
فتوی دیا جائیگا۔ پھر دوسرے امام ابو یوسف کے قول پر پھر تیسرے
قول پر پھر چوتھے امام آخر پر۔ پھر امام حسن پر۔ اور حاوی قدسی میں ہے کہ
ہیں سے اس قول کو ترجیح دیجائے کی جسکا ماخذ اصل اور یک (قرآن
دیکھا جائیگا۔ عزیز مذکور نے یا تو اس وجہ سے کہ کتب فقہ میں سکو نظر نہیں۔ اور
کے معنی کی اسکو خبر نہیں۔ یا اس وجہ سے کہ فقہ وفقہا سے بحکم من حمل علینا السلاح
اسکو عداوت ہے)۔ اس عبارت میں ظاہر الروایۃ سے روایات حدیثیہ
وغیرہ سمجھ لیا۔ اور اس عبارت کا مطلب یہ قرار دیا ہے کہ روایات حدیثیہ
جو حکم نبوی وارد ہوا ہے۔ اسکے مقابلہ میں اور اسکی برخلاف بہرحال امام صاحب کے
قول کے مطابق فتوی دینا واجب ہے۔ اس مطلب کے بیان میں صاحب مختار نے
سفید جھوٹ کا افترا کیا ہے۔ صاحب مختار اور کوئی فقیہ فقہا حنفیہ سے
اس امر کا قائل نہیں گذرا کہ جو بات قرآن وحدیث سے علم مقلد کی سمجھ میں
آوے مقلد اس کو چھوڑ کر کے بہرحال امام صاحب کے قول پر فتوی دے۔

یہ جرأت افترا یا فحش خطا عزیز مذکور ہی کا حصہ ہے۔ آپ کے سوا
کسی اور نے اہل علم وفہم سے یہ ممکن و متصور نہیں کہ یفتی بقول الامام
[illegible] یہ معنی کرے کہ بہرحال ایک حکم قرآن وحدیث میں صاف
[illegible] ہو اسکو چھوڑ کر امام پر فتوی دینے کا حکم دیا ہے بلکہ اس

عبارت درمختار کے آخری فقرہ میں جو حاوی قدسی سے نقل کیا گیا ہے صریح اسکا خلاف موجود ہے کہ بصورت اختلاف اقوال ائمہ مذہب حنفی اس قول پر فتوٰی دینا چاہیئے جسکی دلیل قرآن وحدیث سے قوی معلوم ہو۔ اس سے قطعاً و یقیناً ظاہر ہوا کہ صاحب درمختار پر اس تحریر کا افترا۔ یا اسکی عبارت سمجھنے میں اسکا فحش خطا صاحب سلم پر افترا یا اسکی عبارت کے معنے سمجھنے میں فحش سے بڑھکر ہے۔

اب اس سے بڑھکر خاکسار پر اسکا افترا یا عبارات اشاعت السنہ کے معنے سمجھنے میں اس اسکے فحش خطا کا بیان سنو اور کان کھولکر سنو۔

عزیز من کو نے یہ دعوٰی کیا ہے کہ مؤلف اشاعت السنہ نے سابق تحریرات میں اہلحدیث اس شخص کو کہا ہے جو کسی مسئلہ میں بھی (گو وہ مسئلہ قرآن وحدیث سے صاف طور پر ثابت ومعلوم ہو) کسی صحابی کسی تابعی کسی امام کی پیروی نہ کرے اور یہ محض کذب وافترا ہے یا فاحش خطا۔

مؤلف اشاعت السنہ نے خاصکر ان ہی مسائل منصوصہ میں جو قرآن وحدیث سے ثابت ومعلوم ہوں کسیکی تقلید نہ کرنیوالے کو اہلحدیث کہا ہے۔ چنانچہ اسکے الفاظ آئندہ اسپر شاہد ناطق ہیں۔ ان مسائل میں جنکا قرآن وحدیث سے کہیں پتہ نہ لگے کسیکی تقلید نہ کرنے والے کو اہلحدیث نہیں کہا بلکہ صاف اور صریح الفاظ کے ساتھ ایسے مسائل غیر منصوصہ میں اہلحدیث کو پیروی سلف صالحین صحابہ وتابعین کی رغبت دلائی ہے اور جو شخص سب کا خلاف کرے اور سب کی پیروی یا تقلید چھوڑ کر باوجود مجتہد نہ ہونے کے خود مجتہد بن بیٹھے اور اپنی رائے نارسا پر عمل کرے اہلحدیث سے خارج کیا ہے۔ ترک تقلید کے لئے نصوص موجود نہ ہونے کی قید وشرط عبارات نقل کردہ عزیز مذکور سے عبارت نمبر اول ونمبر سوم ونمبر چہارم میں تصریح کے ساتھ خاکسار نے کہدی ہے اور لفظ احادیث وحدیث ان عبارات میں موجود ہے۔ گو عبارت نمبر دوم میں اسکا اعادہ نہیں کیا گیا اور تین جگہ اسکا ذکر ہو جانا کافی سمجھا گیا۔ اور بہت جگہ اشاعت السنہ میں تصریح کے ساتھ کہا گیا ہے کہ جو شخص مجتہد نہونے کے ساتھ ان مسائل میں جو قرآن وحدیث سے نہیں ملتے سلف صالحین صحابہ وتابعین وغیرہم سے کسی نہ کسی کی تقلید وپیروی کرے وہ اہلحدیث ہو سکتا ہے۔ جو سب کی تقلید وپیروی چھوڑ کر خود مجتہد بن بیٹھے وہ اہلحدیث نہیں رہتا بلکہ ایک نہ ایک دن گمراہیت والحاد میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اشاعت السنہ جلد ۲۱ کے صفحہ ۳۱۰ میں کہا ہے "اہلحدیث ہونے کا مدار یہ ہے کہ جملہ اعتقادات واعمال میں بر طبق منقولہ متفقہ ائمہ اذا صح الحدیث فھو مذہبی حدیث نبوی کو بلا واسطہ فقہا اپنا مذہب ٹھہرائیں۔ اور جہاں حدیث نبوی نہ ملے وہاں آثار صحابہ سے تمسک کریں

یہ عبارت جلد ۲۱ بغرض تفصیل و شرح عبارت نمبر دوم منجملہ عبارات منقولہ عزیز مذکور اس عزیز کو بمقام دہلی مرزا ضمیر الدین احمدؐ صاحب پریزیڈنٹ کانفرنس اہلحدیث کے مکان پر اس جلسہ میں جسکا ذکر جلد ہذا میں صفحہ (۸۳ سے ۱۰۰) میں ہوچکا ہے دکھائے۔ تو عزیز مذکور نے اسکے جواب میں بات بنائی کہ یہ بات آپ نے قدیمی اعتقاد کے برخلاف اب میری ضد و ردّ و مقابلہ کے لئے کہی ہے۔

اسکا جواب یہ دیا گیا تھا کہ جو اس وقت شور و غل میں سنا نہیں گیا تھا کہ میرا قدیمی خیال و مقال یہی ہے جسکو میں جلد ۱۱۔ اشاعۃ السنہ ۱۳۰۸ھ میں (جبکہ مولوی ثناء اللہ ہنوز طفل مکتب تھے۔ اور انکی مولویت و خیالات و مقالات مخالفہ نے جنم بھی نہ لیا تھا) ظاہر کرچکا ہوں۔

اشاعۃ السنہ جلد ۱۱ کے صفحہ ۳۵ میں ہے کہ تقلید کا مسئلہ صحیح ہے۔ اور سلف کی تالیفات میں اسکی ترغیب بکثرت پائی جاتی ہے۔ مگر اس مسئلہ کے محل صدق وہی لوگ ہیں جو بصیرت رکھتے ہوں۔ انہی لوگوں کے لئے خاصکر انہی مسائل میں جنمیں انکو بصیرت حاصل ہو ترک تقلید جائز بلکہ ضروری ہے۔ لیکن جو لوگ قرآن و حدیث سے خبر نہ رکھتے ہوں علوم عربیہ ادبیہ سے (جو خادم قرآن و حدیث ہیں) محض ناآشنا ہوں صرف اردو و فارسی تراجم پڑھکر یا لوگوں سے سنکر یا ٹوٹی پھوٹی عربی جان کر مجتہد اور ہر بات میں تارک تقلید بن بیٹھیں۔ انکے حق میں ترک تقلید سے بجز ضلالت کسی ثمرہ کی توقع نہیں ہوسکتی۔

پچیس برس کے تجربہ سے مجکو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور بمطابق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں۔ انمیں سے بعض عیسائی ہوجاتے ہیں اور بعض لامذہب جو کسی دین و مذہب کے پابند نہیں رہتے اور احکام اسلام سے فسق تو اس آزادی کا ادنےٰ نتیجہ ہے۔ ان فاسقوں سے بعض کھلم کھلا جمعہ جماعت نماز۔ روزہ چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ سود۔ شراب سے پرہیز نہیں کرتے۔ اور بعض جو کسی مصلحت دنیاوی سے فسق ظاہری سے بچتے ہیں وہ فسق مخفی میں سرگرم رہتے ہیں۔ ناجائز طور پر عورتوں کو نکاح میں پھنسا لیتے ہیں۔ ناجائز طور پر لوگوں کے اور خدا تعالےٰ کے مال و حقوق دبا رکھتے ہیں۔ کفر و فسق کے اسباب دنیا میں اور بھی بکثرت موجود ہیں مگر دینداروں کے بے دین ہوجانیکے لئے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے"۔ اس کلام خاکسار کو نظر انصاف سے دیکھنے والا ہرگز شک نہ کرے گا کہ اس کلام میں غیر منصوص مسائل میں خاکسار تقلید سلف کی

رغبت دلاتا ہے۔ اور آجکل کے لوگوں کو مطلق تقلید سے انکار کرکے اپنی رائے ناصواب اجتہاد کرنے سے منع کرتا ہے۔ سکا ایسا کرنا مولوی ثنا، اللہ سے سند و مقابلہ کے لئے نہیں ہے بلکہ اسکا قدیم خیال و مقال ہے۔ لہذا جو مطلب ان عبارات اربعہ سے مولوی ثنا، اللہ نے نکالا ہے وہ محض افترا ہے یا سخت فاحش خطا۔

اس سے بھی بڑھکر مولوی ثنا، اللہ کا خاکسار پر ایک اور افترا سنو۔ اخبار مسمی اہلحدیث ۱۶ فروری ۱۹۱۳ء میں اصول خمسہ اہلحدیث کو نقل کرکے اصول پنجم کا جس نے یہ خلاصہ نقل کیا ہے کہ "و معہذا انکے (یعنی اہلحدیث کے) نزدیک یہ ضروری ہے کہ وہ ہر ایک امر متعلق دین میں اصول اہل بدعت و اہواء معتزلہ۔ نیچریہ مرزائیہ وغیرہ سے محترز رہیں"۔ پھر اس اصول کی نسبت اپنی رائے ان الفاظ میں ظاہر کی ہے۔ (اصول ۵) بالکل ٹھیک اور مسلم ہے مگر اتنی عرض ہے کہ اہل بدعت کے وہ اصول قابل ترک ہیں جنکی وجہ سے وہ اہل بدعت بنے ہیں۔ یعنے جو انکے مذہب کے مدار ہیں جیسے آپ نے بھی مثال دی ہے کہ نیچریوں کا اصول ہے کہ خلاف قانون قدرت محال ہے۔ یہ نہیں کہ انکے کسی خاص مسئلہ کو بھی مدلل سمجھکر تسلیم کرلیں تو اس زد میں آجائیں۔" پھر لکھا ہے کہ "مولانا محمد حسین صاحب کی بھی غالباً یہی مراد ہوگی کیونکہ وہ خود لکھ چکے ہیں کہ کسیکی بات مان لینے کے وقت ہر وقت طیار رہتے ہیں چنانچہ انکا مذہب ہے کہ خداوند تعالے پیدا کرنے کے وقت کُنْ (کاف اور نون) نہیں کہتا بلکہ اسکی قدرت کا ایک تعلق ہے جسکو کُنْ سے تعبیر کیا گیا ہے حالانکہ یہ خیال سب اہل سنت خصوصاً اہلحدیث کے برخلاف ہے اور معتزلوں کا مذہب ہے۔ مگر مولانا کہتے ہیں مینے اسکو دلیل سے صحیح پایا ہے"۔

خاکسار کہتا ہے کہ یہ بات نہ مینے اپنی کسی تحریر یا تالیف میں لکھی ہے اور نہ زبانی مولوی ثنا، اللہ یا کسی اور شخص کے سامنے کہی ہے اور نہ میرا یہ عقیدہ ہے جو مولوی ثنا، اللہ نے بیان کیا مولوی ثنا، اللہ نے یہ محض مجھ پر افترا کیا ہے یا کسی احمق و جاہل بے علم سے قول خداوندی کُنْ فَیَکُوْن کی نسبت میرا کچھ خیال یا مقال سُنکر اس میں اپنی طرف سے یا اس جاہل کی ساز سے یہ بات بناکر ملادی ہے۔ مینے یہ الفاظ ہرگز نہیں کہے جو مولوی ثنا، اللہ نے میری طرف سے نقل کئے ہیں اور نہ اس معنے کے اور الفاظ کہے ہیں۔ اگر مولوی ثنا، اللہ اس بیان میں مفتری نہیں اور سچے ہیں تو بتائیں کہ مینے کس تحریر یا تالیف میں یہ الفاظ کہے ہیں اور کہاں اور کس کے سامنے کہا ہے

کہ میں نے اس قول کو (جسکو وہ قول معتزلہ قرار دیتے ہیں) دلیل سے صحیح پایا ہے

حق اور واقعی امر یہ ہے کہ جس بات کو مولوی ثناء اللہ نے ناحق، برخلاف واقعہ میری طرف منسوب کیا ہے وہ اسکا اپنا عقیدہ ہے جس میں وہ معتزلہ اور انکے دام افتادہ متکلمین مفسرین کا مقلد و پیرو ہے۔ اس نے اپنے اس عقیدہ کو اہلحدیث کی نظروں میں قبولیت کا لباس پہنانے کے لئے خاکسار کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور محض کذب وافترا سے کام لیا اور وعید لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ کا کچھ خوف ولحاظ نہ کیا۔

امام رازی وبیضاوی باوجود اہل سنت ہونے کے تاویل آیات صفات باریتعالےٰ میں معتزلہ وفلاسفہ کی موافقت سے نہیں بچ سکے۔ تاویل آیت کُنْ فَیَکُوْنُ میں یہ بات کہہ چکے ہیں اور ان ہی کی کاسہ لیسی بیچارے ثناء اللہ نے کی ہے۔ بیضاوی نے اپنی تفسیر جلد اول کے صـ۵۷ میں کہا ہے

لیس المراد حقیقة امر وامتثال بل تمثیل حصول ما تعلقت به الارادة بطاعة المامور بلا توقف هو تمثیل لتاثیر قدرته فی مراده بامر المطاع المطیع فی حصول المامور من غیر امتناع وتوقف۔

اس آیت میں درحقیقت حق تعالےٰ کا مخلوق کو موجود ہونے کا حکم دینا اور مخلوق کو اس حکم کی تعمیل کرنا مراد نہیں بلکہ اس چیز کی جس سے ارادہ الٰہی کا تعلق ہو بلا مہلت موجود ہو جانے کی ایک محکوم کی اطاعت بلا توقف سے تمثیل اور تشبیہ مراد ہے

اور جلد دوم کے صفحہ ۱۱۲ میں کہا ہے کہ یہ خدا تعالےٰ کی قدرت کی اپنی مراد (مقدور) میں تاثیر کرنے کی تمثیل ہے۔ اس فرمانروا کے حکم سے جسکو فرمانبردار بلا توقف اور ترک بجالاتا ہے ایسا ہی امام رازی نے جلد اول تفسیر کے صفحہ ۶۷۹ میں کئی عقلی وخیالی وجوہات سے خدا تعالےٰ کا کُنْ (کاف نون) کہکر پیدا کرنا بزعم فاسد خود ناممکن ہونا ثابت کرکے کہا ہے۔

اذا ثبت هذا فنقول لابد من التاویل وهو من وجوه الاول وهو الاقوی ان المراد من هذه الکلمة سرعة نفاذ قدرة الله فی تکوین الاشیاء انه تعالیٰ یخلق الاشیاء لا بفکرة وعناة وتجربة۔

(تفسیر کبیر)

کہ خدا تعالےٰ کا مخلوق کو کُنْ کہکر پیدا کرنا ناممکن ثابت ہوا تو ہم کہتے ہیں اس آیت کی تاویل ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اس سے پیدائش مخلوق میں خدا تعالےٰ کی قدرت کا سرعت سے بلا سوچنے اور تکلیف اٹھانے اور تجربہ کرنے کے مخلوق کو پیدا کرنے میں نافذ ہونا مراد ہے یعنی خدا تعالیٰ اشیاء کو سوچنے اور تکلیف اٹھانے کے بغیر پیدا کرتا ہے

ہر چند امام رازی نے تفسیر سورہ کرسی میں معتزلہ کے اس خیال و فساد کو کہ معدوم بھی ایک شے ہوتی ہے رد کیا ہے۔ لیکن تفسیر آیت میں وہی تاویل اختیار کی جو معتزلہ کرتے ہیں۔ خلاصہ اور بنا اہل حدیث ان سب فلاسفی و معتزلی خیالات فاسدہ و تاویلات کاسدہ سے بیزار ہیں اور تبرّی و تحاشی نظار کرتے ہیں (تفسیر فتح البیان جلد اول ملاحظہ ہو) اور ان آیت کے متعلق وہی اعتقاد رکھتے ہیں جو جملہ صفات الٰہی کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں (جیسا کہ خاکسار اشاعۃ السنہ جلد ۵ کے صفحہ ۵ سے ۸۰ میں اس تفصیل سے بیان کر چکا ہے جس پر مزید کی ضرورت نہیں اس مقام میں گنجائش، جس کا خلاصہ وہ ہے جو دو فریق مقام لاہور و سیالکوٹ بیان کر چکے ہوں۔ پیدائش مخلوق کے وقت من الوجوہ کلمہ کُن (کاف نون) کہنے اور امر سے مخلوق کے پیدا ہو جانے کی حقیقت کا علم و ہم اللہ تعالیٰ ہو کو ہے۔ لَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ۔ اس حقیقت کی نہ ہم نفی کرتے ہیں اور نہ ایسی وہ تاویل جو بیضاوی اور رازی نے کی ہے۔ یا کوئی اور تاویل کرتے ہیں بلکہ بجائے اسکے کہ خلق اشیاء سے تعلق قدرت و ارادہ الٰہی کو اور اسکے اثر سرعت تکوین و خلق بلا مہلت و توقف کو حقیقت امر و قول خداوندی کی تاویل قرار دیں۔ ہم تعلق قدرت و ارادہ اور اسکے اثر سرعت تکوین کو اس قول کا نتیجہ لازمہ اور غایت قرار دیتے ہیں۔ جیسے اور صفات الٰہی۔ ید۔ سمع۔ بصر و استواء علی العرش و قرب معیت کے حقائق کے علم کو سپرد بخدا کرتے ہیں اور ان تاویلات کو جو متکلمین کرتے ہیں تاویل حقائق صفات قرار نہیں دیتے۔ بلکہ ان کو ان صفات کے نتائج و غایات سمجھتے اور تسلیم کرتے ہیں۔ مثلاً پیدائش آسمان و زمین و غیرہ کو نتیجہ و غایت صفت ید و انکشاف مسموعات و مبصرات کو نتیجہ و غایت صفت سمع و بصر اور عرش اور اسکے ماتحت مخلوق پر خدا تعالیٰ کے استیلاء و تسلط کو اور عرش کے محل صدور و نفاذ احکام الٰہی و حضوری درباری ملائکہ وغیرہ مقربین میں سے کونے کو نتیجہ و غایت استواء علی العرش اور نصرت و علم کو نتیجہ و غایت قرب و معیت و علیٰ ہذا القیاس (امام المحدثین شیخ الہند حضرت شاہ ولی اللہ کی حجۃ اللہ البالغہ و فتح الرحمٰن ترجمہ قرآن ملاحظہ ہو)۔ میرے اس بیان میں لفظ قدرت و تعلق کو مولوی ثناء اللہ یا اسکے سے جاہل و بے علم خبر نے سنکر محض اپنی جہالت و نافہمی سے یہ سمجھ لیا کہ میں نے قول خداوندی کُنْ فَیَکُوْنُ کے متعلق تاویل معتزلہ و متکلمین کو اختیار کیا ہے۔ اور اسپر از خود یہ بہتان گھڑ لیا اور محض افترا سے کام لیا کہ میں نے اس تاویل معتزلہ کو دلیل سے صحیح پایا اسلئے اسکو اختیار کیا ہے۔ اس قسم کی اکاذیب مولوی ثناء اللہ کے اخبار اور رسائل میں اور بہت ہیں۔ ان اکاذیب نے مولوی ثناء اللہ کا اہلحدیث تو درکنار مسلمان ہونے میں بھی شک ڈال دیا ہے جبکہ منکر تاویل (حتیٰ؟) کی وہ حدیث دلیل

جسکو مولوی ثناء اللہ نے اپنے وعظ میں بمقام ملتان بیان کیا تھا۔

عن صفوان ابن سلیم) انه قیل رسول الله صلے الله علیه وسلم ایکون المؤمن جبانا قال نعم فقیل له ایکون المؤمن بخیلا قال نعم فقیل له ایکون المؤمن کذابا قال لا رواه مالك والبیهقی فی شعب الایمان مرسلا

جسکا مضمون یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ کیا مومن بزدل ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا وہ ممسک ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا وہ کذاب ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں یہ حدیث مرسل ہے۔

اس مرسل حدیث کی مؤید وہ حدیث مرفوع متفق علیہ ہے جس میں کذب کو علامت نفاق ٹھہرایا گیا ہے۔

اسی مضمون کی ایک اور حدیث اسی صفحہ مشکوٰۃ میں اور ہے کہ

عن ابی امامة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یطبع المؤمن علی الخلال کلها الا الخیانة والکذب رواه احمد والبیهقی فی شعب الایمان عن سعد ابن ابی وقاص۔

و من میں ہر قسم کی عادتیں ڈالی جاتی ہیں سوائے خیانت اور جھوٹ کے نہیں ہوتا۔

مولوی ثناء اللہ کے بے ثباتی کا ذکر ہے جو خیانتیں اس مقام میں بیان ہوئی ہیں انمیں خیانت بھی پائی جاتی ہے جو بیان غلط بیانی کتاب مسلم الثبوت اور درمختار اور شاعۃ السنہ میں گذشتہ میں اس سے وقوع میں آئی ہیں۔ اور اس قسم کی خیانت اسکی ہر ایک تصنیف میں اور ہر ایک تقریر میں اور ہر ایک مباحثہ میں ہر ایک وعظ میں پائی جاتی ہے۔ ازانجملہ ایک تازہ خیانت اسکے اخبار اہلحدیث ۱۳۳۱ھ سے نقل کی جاتی ہے۔

اسکے پہلے کالم میں اس نے خاکسار کی نسبت لکھا ہے کہ "ایک بڑے مولانا صاحب نے جو بہت بڑے اہلحدیث کے لیڈر اور حال حنفی گروہ میں شامل ہونے کے متمنی ہیں میرے رقعہ دعوت دلیمہ کے جواب میں لکھا ہے۔ تمنے میرے خط کا جواب نہیں دیا جو واجب تھا لہذا تم فاسق ہو اور فاسق کی دعوت قبول کرنا منع ہے۔ پھر چیلنج دیکر کہا ہے۔ مولانا کی پارٹی کچھ اسکا جواب دے کہ انہوں نے ایسی سنت موکدہ دعوت میں کیوں شرکت نہیں کی۔ اسکو ایسی صریح احادیث سے ثابت کریں جیسے کہ دعوت رقعہ میں صریح احادیث مرقوم ہیں"۔ اس میں اس سے تین خیانتیں عمل میں آئی ہیں اول خیانت اسکا مجھ اہلحدیث کا پرانا لیڈر بنا کر کے پھر یہ بہتان باندھنا ہے کہ میں حنفی گروہ میں شامل ہونے کا متمنی ہوں جس سے اسکا مقصود جہلاء فرقہ اہلحدیث کو جو اسکے بنانے کے خریدار ہیں اور میرے رسالہ اشاعۃ السنہ کو نہیں دیکھتے میری طرف سے بدظن کرنا ہے۔ یہ جس قسم کا

حنفی ہوں (نہ آج سے بلکہ قدیم سے) اسکو میں اشاعۃ السنہ جلد ۲۰ کے مضمون ہمارا حنفی ہونا کن معنے کر ہے" (صفحہ ۲۷۱ و ۳۰۲ و ۳۰۵) ظاہر کر چکا ہوں۔ اور ثناء اللہ کے پاس اسکے مطالبہ پر وہ جلد بھیج چکا ہوں۔ اس جلد کے ۳۰۲ میں ایک ثنائی پارٹی کے ممبر سے منقول ہے۔ پانچواں گروہ وہ علمائے وقت جو حدیث مخالف مذہب امام کو صحیح پاکر فوراً عمل میں لاتے ہیں۔ اور اسپر وہ قول امام کے کہ "اترکوا قولی بخبر الرسول کے پورے پابند ہیں"۔ پھر اسکے مقابلہ میں مینے صاف کہا ہے کہ میں خدا تعالےٰ کے فضل سے قسم پنجم کا حنفی ہوں۔ اور اسی قسم کو میں پورا اور سچا حنفی سمجھتا ہوں اور اس سے پہلے صفحہ ۲۷۱ میں کہہ چکا ہوں کہ جو حنفی ایسا نہیں وہ ہمارے نزدیک حنفی کچا پورا مسلمان بھی نہیں ہے۔ پھر صفحہ ۳۰۵ میں کہہ چکا ہوں کہ زمانہ طلب علم حدیث سے اسوقت تک جسکو چالیس سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا ہے ہمارا شبانہ روزی عمل احادیث صحاح جو موجودہ امام و مروجہ حنفیہ کے مخالف ہیں جیسے احادیث رفع یدین بوقت انتقالات و جہر آمین اور قرۃ فاتحہ خلف الامام و امثال ذالک کے مطابق پایا جاتا ہے"۔ اس قسم کا حنفی ہندوستان، چاہیر فی نماز پشاور سے کلکتہ بمبئی و مدراس تک میری نظر میں ایک بھی نہیں گذرا ہے۔ پھر کونکر کہہ سکتا ہے کہ میں اس گروہ میں جنمیں میرا یہ حال و ہم عمل ایک بھی نظر نہ آیا ہو شامل ہونے کا مدعی ہوں

میں انشاء اللہ کی چوٹ سے کہتا ہوں کہ میں ایسے گروہ حنفی میں جو احادیث صحیحہ کے موجود ہونے اور انکے معانی کا علم حاصل ہونے اور انکے مقابلے و معارضہ میں احادیث صحیحہ کے موجود نہ ہونے کے ساتھ روزان احادیث پر عمل نہیں کرتے اور تقلید مذہب حنفی پر مرمٹنے میں شامل ہونا نہیں چاہتا ہوں۔ اہل حدیث ہو کر حنفی ہوں تو ایسا ہوں جیسے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ تھے جو ترک مذہب میں اپنے امام کے خلاف تھے یا مثلاً انکے اصحاب میں سے محمد بن الحسن تھے جو حنفی ہو کر نماز میں بوقت رکوع اور رکوع سے اٹھنے کے وقت رفع یدین کیا کرتے اور پھر وہ حنفی بھی کہلاتے (فوائد بہیہ فی تراجم حنفیہ صفحہ ۱۸۱ لکھنؤ) یا امام ابو جعفر طحاوی جیسا حنفی جنکا ذکر مضمون مذکور بصفحہ ۳۰۲ ہو چکا ہے۔ مجھے ان ائمہ کے اجتہاد میں مشابہت و ہمسری کا دعوی نہیں ہے اور نہ اجتہاد کا دعوی ہے۔ بلکہ صرف عمل بالحدیث میں بمقابلہ قول الائمہ انکی مشابہت کا دعوی ہے۔ سو بحمد اللہ میرے اس عمل و استدلال و خیال کو میرے جلد ۲۲ میں ثابت کر چکا ہے۔ مجھے موجودہ حنفی گروہ میں شامل ہونے کا حنفی کہنا کذب اور خیانت نہیں تو اور کیا ہے۔

(۲) تیسری خیانت اسکا میری دعوت دلیل قبول نہ کرنے کی وجہ میری طرف سے یہ بیان کرنا ہے کہ میں نے

جو واجب ہے لہذا تم فاسق ہو۔ اور فاسق کی دعوت قبول کرنا منع ہے۔" اسمیں اس نے اپنے جہال ناظرین اخبار کو یہ جتایا ہے کہ خاکسار نے اپنے خط کا جواب نہ دینے کے سبب نعوذ باللہ کو فاسق کہا حال آنکہ میں نے اس خط میں یہ لکھا تھا کہ تم بعض مسلمان کے خطوط کا جواب نہیں دیتے اور مسلمان کے خط کا جواب دینا ویسا ہی واجب ہے جیسا کہ اسکے سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ چنانچہ امام بخاری نے رسالہ ادب المفرد میں لکھا ہے۔ اس خیانت و تصرف بے جا میں اس نے کلیہ کو شخصیہ بنالیا اور ایک عام حکم اسلام کو میرے خاص اپنے لئے ایک ذاتی آرڈر ٹھہرا کر مسلمانوں کو میری طرف سے بدظن کیا۔

تیسری خیانت یہ ہے کہ جو میں نے اسکی دعوت قبول کرنیکی ممانعت پر تین حدیثیں نقل کی تھیں اُنکو خورد برد کرکے اخیر مضمون میں چیلنج دیا اور اسمیں یہ جتلایا کہ میں نے اسکی دعوت قبول کرنے کی ممانعت پر کوئی دلیل پیش نہیں کی حال آنکہ میں تین حدیث پیش کر چکا تھا۔ اس خط کو پورا نقل کر دے تو اس سے اسکی خیانت صاف ظاہر ہو۔ اسی قسم کی خیانتیں وہ بہت کر چکا ہے۔ از انجملہ ایک خیانت نقل کیفیت مذاکرہ سیالکوٹ میں ہے۔ دوسری خیانت نقل مذاکرہ لاہور میں۔ تیسری خیانت نقل مذاکرہ دہلی میں جنکا بیان جلد ۲۲ اشاعت السنہ اور ضمیمہ سراج الاخبار جہلم ۱۲ ستمبر ۱۹۰۰ء کے مضمون "وہ بھاگا" میں ہو چکی ہے۔ ان کے اس قسم کے اکاذیب کو سچا بنانے کے لئے اور خیانتوں پر پردہ ڈالنے کے لئے اس نے یہودیوں کی مانند جنہوں نے اپنے ظلم پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ باتیں بنا رکھی تھیں کہ

لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۔ لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۔

ہمکو چالیس دن سے زیادہ (جنمیں ہمنے بچھڑے کی پوجا کی تھی) آگ نہ جھوئیگی اور ہمکو امیوں پر ظلم کرنے اور انکے مال مارنے پر کوئی باز پرس نہیں

برائے نام ایک انجمن صادقین بنا کر اسکی ممبری و عہدہ سکرٹری اپنے لئے اختیار کر رکھا ہے وہ جب کسی اپنے جھوٹ کو سچ بنانا چاہتا ہے تو یہ کہدیتا ہے کہ میں انجمن صادقین کا ممبر اور سیکرٹری ہوں۔ میں جھوٹا کیونکر ہو سکتا ہوں۔ بہت لوگوں کو جو اس انجمن کے ممبر نہیں ممبر بنا لے۔ کہ لے وہ اس چالاکی اور دھوکہ دہی سے کام لیتا ہے کہ ان سے تین دفعہ کلمہ پڑھوا کر اقرار کراتا ہے کہ ہم جھوٹ نہ بولیں گے۔ پھر یہ کہدیتا ہے کہ تم اب انجمن صادقین کے ممبر ہو گئے گواہ کے طور پر دستخط نہیں کئے۔

ایک دفعہ اسکا یہ عمل میں نے ملتان میں سے خود دیکھا ہے اور ایک دفعہ روپڑ ضلع انبالہ میں میرے

میرے دوستوں نے مشاہدہ کیا جسپر حاضرین مجلس سے ایک مولوی صاحب نے سکو الزام دیا کہ ہم سے تو آپ نے سچ بولنے کا عہد لیا اور حلفیہ اقرار کرایا اور خود بھی تو سچ بولا کریں۔ اور کہا کہ آپ نے ایک سچ قصہ پر روپڑ میں آنے کا اقرار کیا تھا مگر اُس اقرار کو پورا نہ کیا۔ اسی قسم کی چالاکیوں اور دھوکہ بازیوں سے وہ اکثر میدان مناظرات میں کام لیتا ہے اور کامیاب ہوتا ہے۔ اور اپنے نادان معتقدوں سے خیر خیرات کا نقب پاکر جا بجا لیا جاتا ہے بعض وقت سکی یہ دھوکہ بازیوں اور چالاکیوں سے واقف ہو کر محض اپنے خصم آپس میں شیعہ سنی وغیرہ پر فتنہ بپا ہونے کی وجہ سے سکو اپنے جلسوں میں بلاتے ہیں اور سکی چالاکیوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اسکی اس قسم کی چالاکیوں کا حلقہ [illegible] بھی چل گیا ہے۔ وہ اس کانفرنس کا جنرل سکرٹری بنا ہوا ہے اور کانفرنس کو کٹھ پتلی کی طرح جیسا چاہتا اور چلاتا ہے۔

اسکے بہت سے خیالات جو سلف الحدیث کے برخلاف ہیں ظاہر نہیں اور اکثر ایسے خیالات نہیں تاہم وہ اپنے زور اور اثر سے اپنے خیالات نہیں منوا سکتا۔ وہ اس کانفرنس میں اپنی چالاکی سے برخلاف رائے اور اسکی چلنے نہیں دیتا۔ مثلاً ایک مثال یہ ہے کہ اصول [illegible] مذہب اہلحدیث اور فنانشل سکرٹری وغیرہ عہدہ داران کانفرنس کے [illegible] اتفاق ظاہر کر دیا ہے جو اس جلسہ کے [illegible] میں اختیار کیا گیا ہے [illegible] اصول اور اصول کانفرنس [illegible]

دوسری مثال [illegible] کی ہے [illegible] جہاں ہوا اخبار میں مشتہر کر چکا ہے [illegible] مولوی صاحب سے سنی۔ ایسی اور بہت سی [illegible] مسائل کو کانفرنس میں پیش ہونے نہیں دیتا [illegible] کانفرنس میں ایک [illegible] رفقاء کی [illegible] ہوئے اور تقریر کرنے کی اجازت نہیں دیتی کیونکہ [illegible] کی [illegible] (۱۳۳۱) [illegible] ہو چکی ہے [illegible] ہو چکی ہیں۔ اور ایک [illegible]

کہ اگر آپ اس جلسہ میں آکر کچھ تقریر کرینگے تو خون ہو جائیگا۔ اور ہمکو سفید گھر (جیلخانہ) دیکھنا پڑے گا۔

آئندہ جلسۂ کانفرنس پشاور میں ہونے والا ہے اگر اس میں شامل ہوکر اصول خمسہ کی تقریر کرنے کے لئے خاکسار سے اجازت چاہی تو امید ہے یہی جواب ملیگا کہ پشاور میں (جو سرحدی شہر ہے) آپ آئیں گے اور اصول خمسہ پر تقریر کرینگے تو ضرور قتل وخون وقوع میں آئیگا۔

سبحان اللہ اصول خمسہ کی تقریر کرنا ایک ایسا جرم ہے جسکی سزا اس پنجابی شیر بہادر کے نزدیک بجز قتل اور کچھ نہیں۔ اس سے ناظرین یقین کر سکتے ہیں کہ یہ کانفرنس قومی کانفرنس نہیں ہے بلکہ یہ شخصی محکمہ ایک شخص واحد کا ہے۔ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔ ممبران کانفرنس کے لئے آنریری عہدے کسیکو وائس پریسیڈنٹ کسیکو اسسٹنٹ سکرٹری وغیرہ تجویز کرکے خوش کر لیتا ہے اور انکو نبض کرکے اپنے من مانی بات کو پورا کر لیتا ہے۔ طرفہ یہ ہے کہ دو دفعہ گورنمنٹ کو بھی چکمہ دیچکا ہے ایک دفعہ ہز اکسلنسی وائسرائے پر کسی بدبخت کے بم پھینکنے پر اس بدبخت کے لئے انعام کی تجویز سے۔ اور اب ماخوذین کانپور کی رہائی پر شکریہ وائسرائے کی تجویز سے۔ اور اس سے وہ یہ جتا چکا ہے کہ وہ صلح کل اور ملک کا خیر خواہ ہے مگر گورنمنٹ اسکی کارروائیوں سے جو اسکے اخباروں میں شہر ہوتی رہتی ہیں بخوبی واقف ہے۔ اور بزبان حال اسکو کہہ رہی ہے ؎ "ہر رنگے کہ خواہی جامہ میپوش من انداز قدت را میشناسم"۔ اور ایک پرانے پولیٹیشن کی رباعی کا مضمون بھی گورنمنٹ پر مخفی نہیں ہے

شنیدم کہ مردان راہِ خدا — دلِ دشمناں ہم نہ کردند تنگ
ترا کے میسر شود ایں مقام — کہ با دوستانت خلاف است و جنگ

لہذا اس بات کی طرف گورنمنٹ کی توجہ ممکن ہے کہ جس حالت میں یہ اپنے گھر میں اور اہلحدیث کی جماعت میں تفریق ڈالنا چاہتا ہے۔ اور ایک ایسے شخص کو جو گورنمنٹ اور اہلحدیث کی پبلک اور دیگر اسلامی فرقوں میں اس گروہ اہلحدیث کا لیڈر اور پیپریزنٹیٹو مسلم ہے اور اسکے ہزارہا احباب و اتباع و پیرو وں کو صرف اتنے قصور پر کہ وہ اہلحدیث کہلانے کے ساتھ حنفی بھی کہلاتا ہے اہلحدیث سے خارج کرتا اور اپنے اتباع جہلاء اہلحدیث کو اسکا دشمن بنانا چاہتا ہے۔ اس سے کیونکر ممکن اور متصور ہے کہ وہ ماخوذین کانپور کی رہائی پر جو سب کے سب حنفی ہیں دل سے اظہار مسرت و گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرتا ہو۔

یہ اشاعۃ اکاذیب و خیانات ثنائیہ جو "منتظر لمن خرد دانہ کے مزبیار" کی مصداق ہیں بشہادت احادیث منقولہ بالا جنمیں ایک حدیث کی تصدیق مولوی ثناء اللہ بھی ملتان کے وعظ میں کر چکا ہے

مولوی ثناء اللہ کے اسلام میں شک ڈالتی ہیں۔ انکے مقابلے میں اگر یہ سوال پیش ہو کہ جس قدر اس وقت مولوی ثناء اللہ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کرتا ہے اور جا بجا فرقہائے مخالفہ اسلام سے بحث ومباحثہ کرتا ہے اور ان کے رد میں کتابیں لکھتا ہے۔ اسکی نظیر مسلمانوں میں کم پائی جاتی ہے۔ اگر وہ مسلمان نہیں ہے تو کد وکاوش کس غرض سے ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ یہ امر "ابن تشکل برائے اکل" کی مصداق ہو اور اس سے مقصود فخر ونام آوری وزر کشی ہو چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایسے لوگ گذر چکے ہیں جنہوں نے نام آوری وزر کشی کے لئے اسلام ومسلمانوں کی مدد میں اپنی جانیں نثار کردیں ازانجملہ ایک شخص قزمان تھا جسکا ذکر صحیح بخاری میں ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے حق میں جہنمی ہونے کی شہادت دی تھی۔ اور یہ بھی فرمایا ہے ان اللہ یؤید الدین بالرجل الفاجر۔ صحیح بخاری ملاحظہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی ایسے لوگ ہوئے ہیں۔ خصوصاً یورپ میں۔ جنہوں نے تائید اسلام میں کتابیں لکھیں۔ پھر وہ مسلمان نہ کہلائے۔ ۱ گاڈفری ہیگنس کی کتاب اپالوجی فار محمدؐ اینڈ قرآن ملاحظہ ہو) اس وقت پنجاب میں دہرمپال آریوں کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو رہا ہے۔ باوجودیکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ودیگر انبیاء علیہم السلام کی رسالت کا منکر ہے اور وہ مسلمان نہیں ہے۔ مولوی ثناء اللہ بھی اب اسکے مسلمان نہ ہونے کے مضامین اخبار میں شائع کر رہا ہے۔ اس وقت مرزائی فرقہ۔ آریہ عیسائی وغیرہ مخالفین اسلام کے مقابلے کے لئے ایسا سرگرم ہے کہ انکا ایک وکیل لندن میں بیٹھکر لارڈ ہیڈلے جیسے عیسائیوں کو مسلمان بنا رہا ہے جسکا ذکر مولوی ثناء اللہ کے اخبار میں بھی ہوا ہے معہذا مولوی ثناء اللہ کو انکے اسلام میں شک ہے۔

مولوی ثناء اللہ کی اس حالت پر بھی ہم انکو قطعاً اور دائماً (ہمیشہ کے لئے) اسلام سے خارج نہیں سمجھتے اور خدا تعالےٰ سے اسکی ہدایت واستقامت کے لئے دعا کرتے اور امید رکھتے ہیں۔ اور اسکو یہ مشورہ دیتے اور نصیحت کرتے ہیں کہ اگر وہ سچا مسلمان اور پکا اہلحدیث ہے تو سب سے پہلے وہ نام آوری اور فخر وشہرت طلبی کا خیال دل سے نکالکر اخلاص اختیار کرے۔ پھر اپنی روش ورفتار کو وہ ہو کہ ذہبی کو بدل دے اور ان اکاذیب وخیانات سے جو اوپر مذکور ہوئیں یا جو انکی مثل ہیں توبہ کرے۔ پھر اصول خمسہ اہلحدیث کو دل سے تسلیم کرکے انکو کانفرنس کے اصول بنائے اور انکے خلاصہ اشعار کو اپنے اخبار کا اور پرچہ اصول وقواعد کانفرنس کا ماٹو (عنوان) بنائے۔ پھر ان اصول کے مطابق اپنی تصانیف خصوصاً تفسیر عربی کے اغلاط کی تصحیح کرے علی الخصوص ان

مفتاح الکلام و مقطع الخصام
فی اثبات حیوۃ المسیح علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی
سیدنا محمد سید الانبیاء وآلہ وصحبہ اھل التقی

امابعد۔ حضرت مسیح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات وما قا ورود بارہ آمد کے متعلق بہت سے رسائل ومضامین شائع ہو چکے ہیں مگر جو رسالہ یا مضمون اس باب میں شائع ہوا ہے۔ اسمیں فروعی بحث ہوتی ہے۔ جانبین کے دلائل قرآن وحدیث میں فریقین نے مسابقت کی۔ لیکن کبھی اصولی بحث کی طرف رجوع نہ کیا۔ اور ایسے اصول سے تعرض نہ کیا جن کے پابند ہو کر فریقین ان دلائل سے استدلال کرتے۔ اور وہ اصول ان کے نزدیک اصول موضوعہ یا علوم متعارفہ قرار پاکر ان کے پیش کردہ دلائل کو مفہم اہل تسلیم یا مفہم خصم بنا دیتے اور انکا جھگڑا ختم ہو جاتا۔

فریقین میں اصول مسلم نہیں ہوتے۔ تب ہی ایک ہی آیت اور ایک ہی حدیث کے معنے ایک فریق کچھ کرتا ہے اور دوسرا فریق کچھ اور کرتا ہے۔ اور آئے دن پرانے جھگڑے نئی صورت اور نئے رنگ ڈھنگ سے پیش کیے جاتے ہیں۔ خاکسار علماء سلف کے زلہ خوار نے اس سے پہلے تین دفعہ چاہا تھا کہ حضرت مسیح ابن مریم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات وما قا اور انکی آمد ثانی پر مرزا اور مرزائیوں سے اصولی بحث کرے۔ دفعہ اول ۱۱ فروری ۱۹۰۸ء میں مرزا کے جانشین حکیم نورالدین سے مینے یہ تمہید اصول مباحثہ کرنا چاہا اور بمقام لاہور سنسٹی امیر الدین مرحوم کے مکان پر ہمارا اور انکا نصف دن تک مکالمہ ہوا جس میں حکیم نورالدین کے سامنے میں نے تین اصول پیش کرا کے تسلیم کرا لیئے۔ لذا بجلاصل یا

بمحاورہ عام) اصول اوّل یہ تھا کہ کتاب وسنت اتفاق جمیع شرعیہ ہیں۔
دوسرا اصل یہ تھا کہ سنت سے وہ اقوال وافعال واتفاق اور تقریرات نبویہ مراد ہیں جو کتب حدیث میں مروی ہیں۔ تیسرا اصل یہ کہ کتب حدیث سے صحیحین بلا وقفہ نظر سنت نبویہ کے مثبت وشاہد ہیں۔ چوتھا اصل یہ کہ حدیث بخاری ومسلم میں اگر تعارض ہو تو حدیث بخاری مقدم ہے۔ ان اصول اربعہ کو سُنکر حکیم صاحب نے یہ صاف الفاظ کہہ دیئے تھے کہ یہ اصول مسلم ہیں حکیم صاحب کا ان اصول کو تسلیم کرنا اختیاری تھا نہ اضطراری اسپر روشن دلیل یہ ہے کہ اُسوقت سے اب تک جسپر تیئیس برس گذر گئے ہیں وہ اس تسلیم پر قائم ہیں اور صحیح بخاری کی احادیث کو مثبت سنت نبویہ سمجھ رہے ہیں چنانچہ صحیح بخاری کے طابع نوان سے یہ سوال آپنے کیا ہے جو اخبار اہلحدیث ۳ جنوری ۱۹۱۳ء میں شائع ہوا ہے۔ اُس اخبار کے صفحہ ۱۰ پر

صحیح بخاری اور حکیم نورالدین صاحب خلیفہ قادیانی

حکیم صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں جناب مولوی فاضل صاحب السلام علیکم مجھے اہل فقہ سے مدیافت کیا تھا بخاری جیسی کتاب معتبر نہیں تو پھر کتب احادیث کس قطار وشمار میں ہیں اور پھر کُتب اصول فقہ حنفیہ نے جو کتاب اللہ سنت سے استدلال کا ارشاد کیا ہے تو آپ دریافت طلب امر ہے کہ سنت کو کس جگہ سے لیں کیا آپ اس سوال کو پوچھ سکتے ہیں۔

نورالدین ۱۲ دسمبر ۱۳ء قادیان

اس سوال سے ثابت ہے کہ دوسری اور تیسری اصل کا آپکو ابتک اختیاری اعتراف ورنہ ایک منکر صحیح بخاری سے یہ سوال نہ کرتے کل میرے نام حکیم صاحب کا خط مورخہ ۱۲ فروری ۱۴ء آیا ہے۔ جسمیں آپ لکھتے ہیں البخاری صح واکتب بکتاب اللہ حق وصدق (نورالدین ۲۵ فروری ۱۴ء) یہ بھی اس اختیاری اعتراف پر روشن دلیل ہے۔ تو از انجملہ دوسرا اصل (بمحاورہ عام) دوسرا اصل یہ تھا کہ مخالف کتاب اللہ اور حدیث کا ظاہری معنی پر حمل کرنا واجب ہے اور کہ ناقابل عمل ہو دلیل قوی اور حجت قطعی چاہئے کیونکہ ظنی ظنی ہے اور یقینی یقینی ہے ان کی وضاحت ہے ناموں صاحب اگر کسی پیشگوئی یا تحریر کو اخبار کی [illegible]

لیے جائیں گے۔ خدا جانے اس رسول کے تسلیم کے بعد مجھ پر کیا پتھر ڈالو گے (صفحہ ۲۲ جلد ۱۳۔ اشاعۃ السنہ جو انہی دنوں چھپکر شائع ہوگیا تھا۔ اور حکیم صاحب اور ان کے مرشد مرزا کی نظر سے گذرا تھا ملاحظہ ہو) اور انجملہ ان اصول یہ تھا کہ حقیقت مجاز سے مقدم ہے اور حقیقت کے علامات یہ ہیں (۱) سننے لفظ کا متبادر (فہیم الفہم) ہونا (۲) ایک اور (یعنی) جائز پر لفظ کا اطلاق (بولا جانا)۔ (۳) اس سننے سے حقیقت کی نفی کا صحیح نہ ہونا۔ اس اصول پر حکیم صاحب نے پہلے یہ نذر کیا کہ یہ علامات ساختہ سے کہاں مروی ہیں۔ جب اس کا جواب دیا گیا۔ کہ جو آپنے لفظ استعارہ استعمال کیا ہے یہ سلف سے کہاں مروی ہے تو یہ جواب سنکر آپ دم بخود ہو کر اس اصول کو مان گئے۔ اور تیسواں اصول یہ تھا ابن مریم کا لفظ قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کلام میں اور عام لوگوں کے کلام میں جب کبھی بولا جاتا تھا تو اس لفظ کے اصلی معنے کیا سمجھے جاتے تھے آیا وہی حضرت ابن مریم اسرائیلی یا کوئی اور۔ آپنے بھی کبھی خیال میں آتے تھے اس اصول کے جواب میں حکیم صاحب نے کہا قرآن مجید میں جہاں ابن مریم آیا ہے وہاں وہی عیسے ابن مریم سمجھے جاتے ہیں اور احادیث میں جو ابن مریم بولا گیا ہے اسکی تشریح صحابہ کی جانب سے نہیں ہوئی کہ وہ اسکو مثیل ابن مریم سمجھتے تھے یا نبی اللہ بنی اسرائیلی مراد لیتے تھے۔ حکیم صاحب کا اس امر کو تسلیم کرنا کہ قرآنی لفظ ابن مریم کے معنے یہ ہے ابن مریم سمجھے جاتے تھے۔ بمنزلہ اس امر کو تسلیم کرنا تھا کہ عیسے ابن مریم اس لفظ ابن مریم کے یہی معنے سمجھتے تھے انکا تجاہل (جہل ظاہر کرنا) کہ صحابہ حدیث میں اس لفظ کے [illegible] عیسے ابن مریم اسرائیلی مراد سمجھتے تھے یا کوئی مثیل ابن مریم صحابہ کو [illegible] فصیح الفصحاء اور الفاظ قرآن کے معنے [illegible] خلاف [illegible] اور خود اپنے مسلمہ اصول کے خلاف [illegible] اس [illegible] اصول [illegible] آپ [illegible]

ہیں کہ ہر لفظ کا اسکے اصلی اور حقیقی معنے پر حمل کرنا واجب ہے اور بلا شہادت قرینہ قویہ اسکے مجازی معنے مراد لینے جائز نہیں تو ان دونوں مسلمہ اصول کا نتیجہ یہ ہے کہ آنحضرت کی کلام میں بھی جو لفظ ابن مریم کا وارد ہوا ہے اسکے معنے بھی صحابہ وہی معنے مسیح بن مریم کے سمجھتے تھے جو اسکے حقیقی معنے ہیں مگر حکیم صاحب میرے منہ سے صرف استفہام کر آٹھوں اصول میں آپ تسلیم کر چکے ہیں کہ احادیث و قرآن کے اصلی معنے سنکر مجلس سے اٹھکر چلے گئے اور باوجودیکہ اسکے بعد نصف روز اور تمام شب لاہور میں رہے مجلس مباحثہ میں نہ آئے۔ یہ الفاظ سنکر آپکو کامل یقین ہو گیا تھا کہ جس پتھر کے ڈالے جانے کا ہم نے اصل ہشتم کو تسلیم کرنے کے وقت خوف ظاہر کیا تھا وہ ہمارے سر پر آ ہی پڑا۔ اب اگر ہم اسبات کو قبول کرتے ہیں کہ جہاں کہیں قرآن و حدیث میں لفظ ابن مریم وارد ہے وہاں اس لفظ کے حقیقی و ظاہری معنے جیسے علیہ السلام ہی مراد ہیں تو ہمارے مذہب مرزائی کی بیخ و بنیاد اکھڑتی ہے۔ اور اس مذہب کا تمام تار و پود ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اگر ہم اس لفظ کے معنے حقیقی کو چھوڑ کر تاویل و مجازی معنے مراد ہونے کے مدعی ہوتے ہیں تو ہمکو بنا بر تسلیم اصول ہشتم و نہم اس معنے مجازی کے مراد ہونے پر کوئی دلیل قطعی اور قرینہ قوی پیش کرنا لازم آتا اور واجب ہوتا ہے۔ جسکا وجود نہ آسمان میں ہے نہ زمین میں ہے نہ قرآن میں نہ حدیث میں نہ دلائل عقلیہ میں نہ مذاہب نقلیہ میں لہذا اس پتھر سے بچاؤ کی بجز اسکے اور کوئی بھی صورت نظر نہیں آتی کہ یہاں سے فرار اختیار کریں یہ سوچکر آپنے بہانہ تو یہ کیا کہ ہمیں جموں چلا جانا ضروری ہے اور مصرعہ خرجت من البازی علی سوء پر عمل کرکے لاہور چھوڑ کر جموں کی گاڑی میں بیٹھ کر جموں جانے کے لودھیانہ کو سدھارے اور اس پتھر سے ٹلے جانے کی شکایت اپنے مرشد صاحب مرزا قادیانی کی جناب میں پیش کی۔ [illegible] مرشد صاحب نے انکو تسلی دی کہ تم بے فکر ہو جاؤ [illegible] بات کو ایک ہی لفظ سے ٹالا دونگا اور ان الفاظ کو یونہی اڑا دونگا تم فرسٹ اور جیسے ہو جموں چلے جاؤ خاکسار نے بمجرد صاحب کے لودھیانہ پہونچنے پر ان کے مرشد کا دام مکر و فریب کا تار و پود بیخ و بنیاد سے اکھاڑ دیا نور الدین نے مباحثہ شروع کیا اور بھاگ گیا ہے

اُسکو واپس کردیا خود آؤ ورنہ شکست یافتہ سمجھے جاؤ گے۔ اُس کا جواب دو سرے روز
خود ہی دیدیا کہ تمہارا انکا مباحثہ ہی نہیں ہوا۔ میں خود مباحثہ کو آتا ہوں بشرطیکہ تم مُنہ سے
آیسا لفظ نہ کہو۔ جو کہنا ہو وہ ایسا ایک ہی تحریر کے پیش کرو۔ میں بھی اسکے جواب میں ایک ہی
تحریر پیش کرونگا۔ اور مباحثہ ختم ہوگا۔ پھر جب خاکسار نے اس شرط کا ناجائز ہونا اور مباحثہ
سے گریز کا بہانہ ہونا ثابت کرکے دوسری دفعہ اصول تسلیم کرانکے سے مباحثہ کرنا چاہا اور اپنے
خط نمبر ۲۰۰ مورخہ ۱۷ اپریل ۱۸۹۷ء میں انکو لکھا کہ میں قبل مباحثہ چند اصول آپ سے تسلیم
کرونگا جیسے حکیم نور الدین سے تسلیم کرا چکا ہوں اور ضمیمہ خط میں لکھا کہ اگر آپ اصول کو مجلس
مباحثہ میں تسلیم کرانے سے ڈریں اور حکیم صاحب کی طرح یہ کہیں کہ خدا جانے ان اصول کے
تسلیم کرانے کے بعد آپ پھر کیا پیچ ڈالو گے، تو میں ان اصول کو آپکے پاس وہاں بھیجدوں
خود بیٹھ کر اور سمجھ کر اگر تسلیم کریں تو اسکے جواب میں آپنے خط میں اپریل میں صاف لکھ
دیا کہ میں ان اصول کو محض لغو اور بیہودہ سمجھتا ہوں۔ (حضرات ناظرین کسی مسلمان کی یہ
گستاخی نہیں کہ وہ کتاب و سنت کو اصل اصول ٹھہرانے یا احادیث صحیحین وغیرہ کتب حدیث
کو بہ ثبت سنت کہنے کو بیہودہ کہے قرآن و حدیث کے مقابلہ میں نیا دین کھڑا کرنے
والے جو چاہیں سو کہیں) آخر آپنے ایک کارڈ بتاریخ ۲۵ اپنے آپ کو مباحثہ سے علیحدہ
کر لیا اور یہ لکھدیا کہ آپ رسالہ اور کارڈ کا شائع کریں لوگ خود دیکھ لیں گے۔ یہ کارڈ
اور اس سے پہلے و پیچھے خطوط بابین اور اصول مباحثہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۳ کے
صفحہ ۱۰۳ تک منقول ہیں۔ ناظرین ان کو دیکھیں گے تو یقین کریں گے کہ خاکسار
ابتدا سے اصول بحث کا خواہان رہا اور یہ لوگ ان اصول کو بتکرار بار بار کہکر ان سے
گریزان رہے۔ لودھیانہ کے زمانہ قیام میں مرزا نے لودھیانہ کے علماء کو مباحثہ کا اشتہار
دیا اور اسپر مولوی محمد حسن صاحب مرحوم رئیس لودھیانہ کو میں نے مخاطب کیا تو اسکے خطاب میں انکی
قابلیت سے خوش قسمتی سے یہ فقرہ بھی نکل گیا کہ اگر آپ چاہیں۔ تو زبانی طور سے مولوی عبد
اللہ صاحب کو بحث کے لیے وکیل مقرر کردیں اس کلمہ کو خاکسار غنیمت سمجھکر آپ
مباحثہ کی نشان میں لودھیانہ پہنچا اور تیسری دفعہ قبل از بحث اصول تسلیم کرانے کے مزاحمت مباحثہ

سے پہلے تیار ہو گیا تو جس منہ سے مرزا قادیانی نے ان اصول کو لغو اور بیہودہ کہا تھا اُسی منہ سے اصول تسلیم کرانے کو مان لیا اور خدا خدا کر کے ایک مجلس میں ہمارا اور انکا مقابلہ ہو گیا بحث مسائل مقصودہ سے پہلے خاکسار نے وہی اصول مسائل مطبوعہ پیش کیے جو حکیم صاحب سے تسلیم کرائے تھے از انجملہ میرا پہلا اور تیسرا مسئلہ یا اصول یہ تھا کہ کیا کتاب اللہ اور سنت یعنی حدیث ثابت شرعی ہیں اور کتب حدیث سے صحیحین بلا توقف سنت یعنی احادیث کی ثابت ہیں آپ اسکے جواب میں کتاب اللہ کا حجت ہونا تو زبانی[1] نہ مان لیا مگر حدیث کے ثابت ماننے اور صحیحین کے مثبت احادیث کے ماننے سے گریز و فرار اختیار کرنا شروع کر دیا سوال تو لفظ احادیث کے صحت و ثبوت سے تھا اور آپ معنے احادیث کے پیچھے دوڑ پڑے۔

آپ کی تیسری تحریر کے الفاظ یہ ہیں

کہ کتاب اور سنت کسی حجج شرعیہ ہونے میں میرا یہ مذہب ہے کہ کتاب اللہ مقدم اور امام ہے (حضرت) برائے نام و زبانی نہ دل سے اور واقعی حاشیہ صفحہ ہذا ملاحظہ ہو) جس امر میں احادیث نبویہ کے معنے جو کیے جاتے ہیں کتاب کے مخالف واقع نہ ہوں تو وہ معنے طور حجت شرعیہ کے قبول کیے جاویں گے لیکن جو معنے نصوص بینہ قرآنیہ سے مخالف واقع

---

[1] زبانی اسلیے کہا گیا ہے کہ دل سے وہ قرآن کو بھی نہیں مانتا دیکھو معجزات مسیح (احیاء موتے و خلق طیور و ابراء امراض صریح نصوص قرآن میں وارد ہیں پھر وہ ان معجزات سے الہا طکر ہے کہ ان کے قائلین اہل اسلام کو مشرک بتاتا ہے۔ اور انکی تاویل عمل نجاری و مسمریزم سے کرتا ہے۔ اور ان آیات قرآنی کے لیے حدیث میں انکار کرنے کا مدعی ہو گیا ہے۔ ازالہ اوہام کے پہلے ہی صفحے میں وہ کہتا ہے کہ مسیح کے مسلمان ہونے کا منتظر ہیں اسکی نسبت ہر گز حدیث میں نہیں آیا کہ اترنے کے بعد وہ مسلمان ہوں گے بلکہ یہ آیا ہے کہ انکے دم سے [illegible] صفحہ ۳۰۹ میں [illegible]

ہونگے ان معنوں کو ہم ہرگز قبول نہیں کریں گے بلکہ جہانتک ہمارے لیے ممکن ہوگا ہم اس حدیث کے ایسے معنے کریں گے جو کتاب اللہ کے موافق ہونگے۔

پھر جو تھی تحریر میں آپنے لکھا ہے:۔

میرے بیان کا خلاصہ یہ کہ ہر ایک حدیث خواہ بخاری کی ہو یا مسلم کی اس شرط سے ہم کسی خاص حدیث میں جو بیان کیے جاتے ہیں قبول کریں گے کہ وہ حدیث ان معنوں کے رو سے قرآن کریم کے بیان سے موافق و مطابق ہو۔ پھر بہت سی فضول باتوں کے بعد کہا ہے کہ میرا مذہب یہی ہے کہ البتہ بخاری و مسلم کی حدیثیں ظنی طور پر صحیح ہیں مگر جو حدیث صریح طور پر ان میں سے مباین و مخالف قرآن کریم کے واقع ہوگی وہ صحت سے باہر ہو جائے گی۔

پھر پانچویں تحریر میں آپنے کہا ہے کہ ائمہ حدیث جس طور سے صحیح اور غیر صحیح حدیثوں میں فرق کرتے ہیں۔ وہ تو ہر ایک پر ظاہر ہے۔ پھر کہا ہے صوم صلوٰۃ و حج زکوٰۃ وغیرہ اعمال حدیثوں کے ذریعے سے دیانت کیے گئے ہیں۔ ان کے یقینی ہونے کا موجب یہ ہے کہ سلسلہ تعامل ساتھ ساتھ چلا آیا ہے۔ پھر کہا ہے۔

میرا مذہب مسلم اور بخاری کی نسبت یہ نہیں ہے کہ میں خواہ نخواہ ان کی کسی حدیث کو موضوع قرار دوں بلکہ میں ہر ایک حدیث کو قرآن کریم پر پیش کرنا ضروری سمجھا ہوں اگر قرآن کریم کی کوئی آیت صاف اور کھلے کھلے طور پر ان کے مخالف نہ ہو تو میں بسر و چشم اسکو قبول کروں گا بلکہ اگر مخالفت اٹھ جائے لیکن اگر کسی طور سے وہ مخالفت دور نہ ہو سکے تو پھر البتہ کہونگا کہ اس حدیث کے بیان کرنے میں تفسیر الفاظ یا پیرایہ بیان میں کچھ فرق آگیا ہوگا۔ یا جو کچھ اس صحابی نے بیان فرمایا ہوگا اسکے تمام الفاظ تابعی وغیرہ کے حافظہ میں محفوظ نہیں رہے ہونگے مگر جہانتک تو مجھے ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ بخاری یا مسلم کی کوئی حدیث صریح مخالف قرآن ہو کہ کسی طرح میں کسی وجہ سے تطبیق نہ کر سکا بلکہ جو کچھ بعض احادیث میں کچھ تعارض پایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس تعارض کے دور کرنے کے لیے بھی میری مدد فرمائی ہے۔ پھر بہت سی تطویل بلا طائل کے بعد کہا ہے۔

میرا مذہب فرقہ خوارج کی طرح یہ کبھی نہیں ہے کہ میں عقل کو مقدم رکھکر قال اللہ قال الرسول پر

کچھ نکتہ چینی کروں۔ ایسے نکتہ چینی کرنے والوں کو ملحد اور مرتد اسلام سے خارج سمجھتا ہوں بلکہ میں جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہم کو پہنچایا ہے اس سب پر ایمان لاتا ہوں غیر لوگوں کا اول دشمن میں ہوں۔ ان تحریرات ثلثہ (۱) (۲) (۳) کے جواب میں خاکسار کی طرف سے یہی سوال ہوتا رہا کہ حدیث نبوی کے حجت ہونے اور احادیث بخاری و مسلم کے صحیح ہونے یا نہ ہونے کی نسبت قطعی جواب دو اور فضول باتوں سے قطعاً چھوڑ دو۔ تا اپنی تحریر ششم میں میرے سوال کا مضمون بایں الفاظ ادا بھی کیا کہ آپ کا سوال جو اس تحریر اور پہلی تحریروں سے سمجھا جاتا ہے یہ ہے کہ احادیث کتب حدیث خصوصاً صحیح بخاری و صحیح مسلم صحیح ما واجب العمل ہیں یا غیر صحیح و ناقابل عمل ہیں مگر پھر بھی اسکا صاف اور قطعی جواب نہ دیا۔ بعد ہی فضول باتوں کے ضمن میں اسقدر اعتراف کیا کہ میں کسی حدیث بخاری و مسلم کو ابھی تک مرفوع قرار نہیں دیا ہوں۔ اگر کسی حدیث کو میں قرآن کریم کے مخالف پایا تو خدا تعالیٰ نے تاریکی کا باب کھولدیا۔ الغرض یہ ہی تحریر سے چھٹی تحریر تک آپ دو شرطوں کی ہانک پہنسا کر ناحق الجھتے اور ادھر ادھر بھاگتے رہے۔ ایک شرط (یا ہانک) یہ کہ حدیث کے معنے کو قرآن کی کسوٹی پر لگایا جاویگا۔ جو حدیث کے معنے قرآن کے موافق ہونگے اسکو صحیح سمجھکر قبول کیا جاویگا جسکے معنے مخالف قرآن ہوں گے اسکو غیر صحیح قرار دیکر رد کیا جاویگا۔

دوسری شرط (یا ہانک) یہ کہ اگر تعامل (لوگوں کا عمل) مضمون حدیث کے مطابق پایا گیا اور اس کا مؤید و شاہد ہوا تو وہ حدیث صحیح مانی جاوے گی۔ نہیں تو نہیں۔ آیکی اس الجھاؤ دگریز کے ساتھ خاکسار نے اصل سوال کہ احادیث صحیحین ان شرطوں کے مطابق صحیح ہیں یا نہیں کے جواب دینے پر مجبور کیا۔ تو خدا تعالیٰ نے جو حکم والعاقبۃ للمتقین والحق یعلو ولا یعلیٰ بالاخر حق کو غالب کرتا ہے۔ آخر

تحریر ہفتم میں اسلی علم سے اعتراف کرلوا دیا کہ احادیث کے دو حصے ہیں ایک حصہ جو سلسلہ تعامل کی بنیاد ہیں سو وہ طبقہ بہ طبقہ آگیا ہے یعنی وہ حدیثیں جن کو تعامل کے محکم اور قوی لاریب سلسلہ نے قوت دی ہے اور مرتبہ یقین تک پہنچا دیا ہے جس میں تمام

[illegible] کی تصحیح [illegible] منصفین فیصلہ کرہ نے اغلاط قرار دیا ہوا ہے اور وہ سالہا سال سے انکی تصحیح کا مطالبہ کر رہے ہیں انکو ہو کر وہی ستے ٹالی رہا ہے۔ مولوی ثناء اللہ ہمارے اس نصیحت و مشورہ [illegible] وہی مشورہ ہم کانفرنس اہلحدیث کے پریسیڈنٹ و عاملہ و ارکان کو دیتے ہیں کہ وہ اس مرکوبلہ کو کانفرنس میں پیش کریں۔ ہمارا بیان صحیح ہو تو مولوی ثناء اللہ کو اس مشورہ کے قبول کرنے پر مجبور کریں۔ اگر ہمارا کوئی بیان غلط ہو تو اسپر ہمارا اور ثناء اللہ کا تین کانفرنس کے جلسہ عامہ میں مباحثہ کرائیں۔ مگر ہمیں یہ شرط منظور نہیں ہے کہ اس مباحثہ میں کسی قسم کی شخصی [illegible] کی جائے جسکو مولوی ثناء اللہ صاحب پیش کرنا چاہتے ہیں منظور نہ کریں۔ بلکہ حاضرین کی اکثریت کی رائے [illegible] ہے۔ کانفرنس بھی اس بات کی طرف توجہ نہ کرے جیسا کہ اس سے خوف و توقع ہے تو اہلحدیث پشاور کانفرنس سے اس مباحثہ کی شرط کرلے۔ اگر کانفرنس اس شرط کو نہ مانے تو پھر اس دعوت کو واپس لیں اور اسی میں دین و دنیا کی خیر سمجھیں۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ ۔

ہماری اس نصیحت و مشورہ کو مولوی ثناء اللہ نے قبول کرلیا تو

وہ خدمت اور پورے اہلحدیث اعتقادی و عملی ہو جائینگے اور انکے ان اصول سے علیحدگی کے سبب جو اکثر بلاد ہندوستان پنجاب خصوصاً لاہور امرتسر وغیرہ میں اہلحدیث کی انجمنوں و اشخاص میں تفرقہ ہو رہا ہے مٹ جائیگا اور مذہب و معاشرت اہلحدیث کو ترقی ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اگر انہوں نے بجائے قبول کرنے خود ستائی کی اور کانفرنس بھی اسکی پرواہ نہ کی اور اہلحدیث پشاور نے جو ہماری معروض ہدیہ تجویز فرمائی تو اسکا نتیجہ ہمارا ذمہ نہیں۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ ۔

اطلاع صفحات ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳ و ۱۶۴ پر پہلے مضمون حیات مسیح پر چھپ چکا تھا یہ جلد بعد میں بڑھائے گئے ہیں۔ ناظرین ان صفحات کو مکرر سمجھیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

سلسلہ تعامل کی حدیثیں بحث۔ عن نبہ سے خارج ہیں۔

اب مکرر آواز بلند کے ساتھ آپ پر کھولتا ہوں کہ سلسلہ تعامل کی حدیثیں یعنی سنن متوارثہ متعاملہ جو عاملین اور آمرین کی نظر میں آتی ہیں اور جنکے تدریجی مراتب تاکید مسلمانوں کے عملیات دین میں قرناً بعد قرن معتبر اور معمول بہا رہے ہیں۔ ہرگز میری آیۃ شوکی مورد نہیں اور نہ قرآن کریم کو ان کا جانچنے کی ضرورت ہے اور نہ قرآن کے ذریعہ کچھ ان پر تنقید قرآن پر ہو تو ہمکو اس سے انکار نہیں + + + وہ تمام حدیثیں بیشک قرآن سے آزمائی جانے کے بوجہ جمع ہونے دونوں قوتوں تعامل اور صحت روایت کے اطمینان کے لائق ہیں مگر ایسی حدیثیں جو سنن متوارثہ متعاملہ سے نہیں ہیں اور سلسلہ تعامل سے کوئی معتد بہ تعلق نہیں رکھتیں وہ اس درجہ صحت سے گری ہوئی ہیں وہ ہی واقعات صبا۔ قیاس ہیں جو تعامل کی تاکید کے سلسلے سے باہر ہیں + + +

پھر اسی تحریر ہشتم میں کہا ہے۔ اور میں تمام مسلمانوں کو یقین دلاتا ہوں کہ میں کسی ایک حکم میں بھی دوسرے مسلمانوں سے علیحدگی نہیں رکھتا جو مسلمات سلسلہ سلسلہ اسلام احکام اسلام مبنیہ قرآن کریم واحادیث صحیحہ وقیاسات مسلمہ مجتہدین کو واجب العمل جانتا ہوں اسی طرح میں جانتا ہوں صرف بعض اخبار گزشتہ و مستقبلہ کی نسبت الہام الٰہی کو جسکو قرآن سے بکلی مطابق پایا ہے بعض اخبار غیبیہ کے بارہ میں اس طرح پر تسلیم کرتا ہوں جو حال کے علماء کرتے ہیں۔ یہ احادیث تعامل کے سلسلہ میں داخل ہوں ان کو میں بحث متنازعہ فیہ سے باہر کر چکا ہوں اور اگر آپکو یہ امر معلوم تھا تو پھر کیوں آپ نے کہا ہے کہ میرے حرام ہونے کی وجہ پیش کی کیا کسی چیز کا حرام یا حلال کرنا الہام میں ہے یا کیا احکام اس دائرہ سے باہر ہیں اور پھر آپنے لعنت علیٰ الواشمات والواشمۃ کی بھی وجہ پیش کرنی آپ نے بیان نہ کیا کہ یہ سنن متوارثہ نہیں جن کے لئے تعامل تسلسل کے ساتھ داخل ہونا ضروری ہے۔ ان پر تعامل کے متعلق ہوا ہے۔ ہر وہ حدیث کہ [illegible] مواظبت و مداومت یا تقرر و اتفاق [illegible]

اپنے ساتھ اختلاف سے کر تعامل کے دائرہ میں داخل ہوتے ہیں۔ وہ بحسب اختلاف اس بنا پر ہے کہ درجہ ثبوت میں مثلاً رفع یدین وعدم رفع یدین دونوں طور کا تعامل چلا آتا ہے ان دونوں سے جو تعامل قرن اول سے آجتک کثرت سے پایا جائے اسکا درجہ زیادہ ہوگا اور باہمی ہم دوسرے کو بدعت نہیں ٹھہرائیں گے بلکہ ان دونوں عملوں کے تطبیق کی ضرورت سے یہ خیال ہوگا کہ باوجود سلسلہ تعامل کے پھر اس اختلاف کا پایا جانا اس امر پر دلیل ہے کہ خود آنحضرت صلعم سے یہ مسئلہ مثل بہت سے مسائل فقہ کی طرح ادائے صلوٰۃ میں رفع کیفیت اختلاف کے لیے رخصت دی ہوگی۔

اس آخری عبارت میں جو آپنے لفظ مذہب تعامل کے ساتھ متواترہ بھی لگا دیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ ساتھ لفظ آپ کا اپنا ہے اور درحقیقت آخری عبارت میں اختلافی تعامل کو جو تعامل اہل مدینہ میں پایا جاتا ہے (جیسے احادیث رفع یدین وعدم رفع ہیں) جو مستحب کہا ہے اور ایسی احادیث کو بھی احادیث متعاملہ متوارثہ میں داخل کر دیا ہے اور جو احادیث تعظیم حرمت حمار و حرمت وشم (یعنی بدن گودنے) کا جو موقف اعتقاد کے متعلق ہیں نہ کسی عمل کے جنہیں درجہ حدیث متعاملہ متوارثہ میں داخل ہونا تسلیم کر لیا ہے اس تفصیل و تعمیم نے دوسری آنکھ (شق اعمل) کو بھی پھوڑ دیا ہے۔ اور بلند آواز سے پکار کر کہہ دیا ہے کہ جن احادیث آحاد یہ کے بارہ میں آنحضرت صلعم کا مقصود کوئی عمل کرانا نہیں بلکہ صرف مسلمانوں کے خیال میں انکے مطابق اعتقاد جما نا مقصود ہے اور یہ منظور ہے کہ مسلمان ان کے مضمون پر یقین رکھیں اور انکے مطابق اعتقاد اختیار کر لیں اور وہ احادیث سنی مسلمانوں میں "ابعد قرنٍ وعصرٍ البدعۃ فیہ" جہالت متوارثہ چلی آئی ہے اور جو خلف نے اپنے سلف سے انکا ورثہ پایا ہے اور ان احادیث کے متعلق آمرین کا ام سلف سے لے کر خلف تک ایسی تاکید شدید سے بلا اختلاف ظہور چلا آیا ہے کہ اسکی نظیر عمل بالحدیث اختلافی میں پائی نہیں جاتی وہ احادیث عقائد یہ سب کے سب بلا استثناء احادیث متعاملہ متوارثہ میں داخل ہیں اور قطع و یقین کے ساتھ واجب التسلیم والاعتقاد ہیں بغیر اسکے کہ قرآن سے آزمائی جاویں۔

رسول کا حجت (مدائق دستاویز) ہونا تو آپکے صریح الفاظ میں پایا جاتا ہے، اور جملہ احادیث صحیحین کا بھی لائق سند ہونے کا اعتراف آپکی آخری تحریر کے الفاظ (لفظ متوارثہ وآمرانہ وغیرہ) کے مفہوم و مضمون سے ہے اور یہ اعتراف آپکے منطوق کلام و صریح الفاظ سے بھی پایا جاتا ہے۔

آپ اپنے اشتہار یکم اگست ۱۸۹۷ء میں یہ الفاظ مشتہر کر چکے ہیں "میں احادیث صحیحین کو بدیدہ چشم مانتا ہوں اور بخاری کو صح الکتب بعد کتاب اللہ جانتا ہوں"

آپکا یہ اعتراف آپکی دیگر تالیفات ازالہ اوہام وغیرہ میں پایا جاتا ہے اس سے بڑھکر ایک تعجب انگیز اور حیرت خیز دلیل ثبوت اعتراف صحت احادیث صحیحین پر آپکی اور آپکی کل امت کیجانب سے حاضرین و سامعین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے اسکو ملاحظہ فرما کر اہل انصاف داد دیں کہ پھر آپکا مباحثہ لودہانہ میں صحت احادیث صحیحین کا اعتراف نہ کرنا اور فضول باتیں خارج از بحث پیش کرکے جانبین کے تین سو روپیہ تالیس کی تحریر مباحثہ سیاہ کرانا ناخدا ترسی اور ہٹ دھرمی اور خود نفسانی اور جہلاء عوام کو دھوکہ دہی نہیں تو اور کیا ہے

وہ دلیل یہ ہے

کہ آپ اور آپکی کل امت احادیث صحیحین متعلقہ آمد حضرت مسیح ابن مریم وآمد حضرت امام مہدی و خروج دجال و یاجوج و ماجوج وغیرہ کی یہ تاویلیں کرتے ہیں کہ مسیح ابن مریم سے خود حضرت مراد ہیں اور نزول ابن مریم سے آپکا قادیان میں پیدا ہونا اور خروج دجال سے مراد ریل و سڑک و نہر وغیرہ ہے جو کہ آپنے خود قادیان میں تعمیر کرایا ہے اور دمشق سے قادیان مراد ہے اور منارہ شرقی سے مراد یہ ہے

کرے گا۔ بادری لوگ یا دنیا پرست علماء مراد ہیں جو اپکی مخالفت کرتے ہیں۔ اور خر دجال سے ریل گاڑی مراد ہے (جسپر نمود و بود دولت بھی سوار ہوا کرتے تھے) اور یاجوج ماجوج سے انگریز اور روس مراد ہیں وغیرہ ہا القیاس۔ اور یہ بات ظاہر ہے اور آفتاب سے روشن تر و باہر ہے کہ اویل قول کی تسلیم و قبولیت تب ہی ہے جب تاویل کیجائے۔ آپنے ان سب احادیث صحیحہ کو تب ہی انکے معانی کی بیتاویل کیجائے۔ اگر آپ ان احادیث کو صحیح اور واجب التسلیم اعتقاد نہ ملتے تو صاف صاف یہ کہدیتے کہ یہ سب احادیث موضوع یا ضعیف ہیں اسکو صحیح نہ مانتے اور از خود انکا کوئی مطلب مضمون اور تقریر و بیان اپنے مطابق اعتقاد کے ظاہر الیتے۔ یہ مومن کی شریعت کا کام نہیں اور اگر آپ ایسا کہتے تو پھر آپ سچے مرزا اور مہدی معہود نہ کہلا سکتے اور جاہل مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ فدیہ نہ کر سکتے اور ڈھائی اینٹ کی علیحدہ مسجد بنا کر دس کروڑ مسلمانوں سے علیحدہ ہو کر اپنا مشن اور نبوت کا سلسلہ قائم نہ کر سکتے جبکہ یہ سارا کھیل و تماشا ان احادیث کے بیشمار بگاڑ کر انکی صحت تسلیم کرنے کا صدقہ و ظہور ہے تو پھر ان احادیث کی صحت کا صاف الفاظ میں اعتراف نہ کرنا احسان فراموشی بلکہ نمک حرامی اور مثل مشہور نمک خوردن و نمک دان شکستن کا مصداق نہیں تو اور کیا ہے۔

اور اگر آپ کا یہ خیال تھا جیسا کہ ایکی شہ دماغ سے مفہوم ہوتا ہے یا آپکی امت سے کوئی یہ دعوے کرے کہ ان احادیث کو ہم ان ہی معنے اور تاویلات سے صحیح مانتے ہیں اور اگر یہ معنے ان احادیث کے مسلم نہ ہوں تو پھر ان احادیث کو صحیح نہ مانیں گے موضوع کہدیں گے تو اسکا جواب یہ ہے کہ ایسا کہنا دو متضاد باتوں کا قائل ہونا ہے اور دو ضدوں کو جمع کرنا جیسے کوئی عاقل سلیم الحواس ذی ہوش جرأت نہیں کر سکتا مگر صحت الفاظ حدیث کو تسلیم کرنا تحقیق شروط و اصول روایت پر مبنی ہے جن کو آپ اپنی تحریر پنجم میں بیان کر کے ظاہر قرار دیکر تسلیم کر چکے ہیں اور ان شروط کو معانی حدیث سے کوئی متعلق نہیں ہے اور معانی الفاظ حدیث و قرآن بلکہ تمام انسانی کلام کو سمجھنا فہم سے ہے کرنا اصول درایت پر مبنی ہے جن کو شروط صحت حدیث الفاظ سے کوئی تعلق نہیں اور وہ اصول کسی خاص شخص یا قوم یا زبان سے مخصوص نہیں بلکہ تمام دنیا کے

جملہ مذاہب اور سبھی ملکوں اور تمام زبانوں (عربی، فارسی، ہندی، انگریزی) میں ایک ہی وہ اصول ہے جو میں نے اپنے پیش کردہ اصول سے نویں نمبر پر پیش کیا تھا اور حکیم صاحب نے اسکو مان لیا تھا کہ حقیقت مجازت مقدم ہوتی ہے۔ مجازی معنے کی کلام کے تک کر کے تاویلی معنے تب ہی اور اس صورت میں جبکہ حقیقی معنے مراد ہونے متعذر ثابت ہوگا۔ بنا علیہ کسی حدیث کے کوئی تاویلی معنے کرنے کا مجاز ہے تو اسی کو جس حدیث کے معنے میں آپنے تاویل کی ہے اسکی صحت تو آپنے ان معنی حقیقی کے ممکن ہونے کے ساتھ آپنے اسمیں تاویل کی ہے اس بیان و دلیل (تمام) نیاکن مسلم اقاعدہ کے حکم دیکھ سے گی اور آپکی یہ بات کہ اگر ہماری تاویل نہ مانیں گے تو ہم اس حدیث کو صحیح نہ مانیں گے، ایک مجنون کی بڑ یا کسی فاتر العقل کی بکواس ہی سمجھی جاکر حکم فالانی پیدا کرنے والے ہیں۔ اس دلیل کو چشم بینا سے دیکھکر اور عقل و فہم سے سمجھکر آپ کی جماعت کو ماننا پڑے گا کہ ان احادیث میں تاویل کرکے آپ نے اول سے ان احادیث کو جو تسلیم کردہ ہے اس تسلیم سے تیسرا اصول آپ لوگوں کا مسلمہ اصول بن گیا۔

تیسرا اصول آپکے مسلم ہونے کا مرزا قادیانی اور اسکی تمام امت کے قول و فعل سے ثابت ہے۔ اب اس اصول آپکے پر آپنے کچھ اضافہ بھی فرمایا ہے جو پیش کیا جاتا ہے۔

تیسرا نکتہ میں آپنے فرمایا ہے کہ یہ اور مذہب فتنہ ضالہ نیچریہ کیطرح نہیں ہے کہ میں بعض کو مقدم رکھکر قال اللہ قال الرسول پر حکمت چینی کروں۔ ایسی مذمت چینی کرنیوالوں میں ملحد اور دائرہ اسلام سے خارج جانتا ہوں اور نیچریوں کیطرح دشمن دین ہونیوالوں

اس اضافہ میں آپنے ایک چوتھا اصول قائم کردیا ہے کہ جو امر منصوص کتابی سے ثابت ہو جائے اسکے تاویل میں اعتزالیت فتنہ ضالہ نیچریوں کی طرح ملحدوں دائرہ اسلام سے خارج جانتا ہوں اور میں آپ لوگوں کا مسلمہ اصول ہے اور اسکو آپنے اپنے اس اضافہ میں تسلیم کیا

ثالثہ اور اپنے اصل رابع کی تسلیم کے بعد مرزا قادیانی کے فرار اور دوست نے ہمکو اسکے
کے مباحثہ سے مایوس کر دیا تھا کہ ناگاہ ان ایام میں آپکے تابعین سے ایک صاحب (مولوی)
عبد الرحیم صاحب نیر نے اشکار کہایا اور مقولہ اگر پدرت نتوانست کہ تمام کند پسر عمل پدر
ہا کر بتمہید اصول حیات مسیح پر مباحثہ کرنا چاہا اور ایک رسالہ القول الجلی نام
مباحثہ قائم کیا ہے اس رسالہ میں آپنے پہلے تین مقدمے قائم کیے ہیں پہلے مقدمہ میں
یہ دعوے کیا ہے کہ جن احادیث میں نزول ابن مریم کا ذکر ہوا ہے انمیں لفظ ابن مریم
سے انکے حقیقی معنے ابن مریم مراد نہیں بلکہ مجازی معنے یعنی مثیل و مشابہ مراد ہے۔ جو مرزا غلام احمد قادیانی ہے اور اسپر یہ دلیل پیش کی ہے کہ اصول
فقہ کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ جہاں معنے حقیقی متعذر ہوں وہاں معنے مجازی لینا چاہیے
پھر اس مقدمہ اور اسکی دلیل سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جب متعدد آیات قرآنیہ
نبویہ سے حضرت عیسٰے علیہ السّلام کی وفات ثابت ہے تو پھر لفظ نزول سے اس سے
حقیقی معنے حضرت عیسے علیہ السّلام مراد قرار دینا اور وفات یافتہ انسانوں کو آسمان سے
اتارنا برخلاف اصول و سراسر جہالت فضول ہے۔

دوسرا مقدمہ یہ قائم کیا ہے کہ لفظ نزول جو ابن مریم کے ساتھ قرآن
اور حدیث میں متعدد معنے میں مستعمل ہوا ہے (۱) آسمان سے اترنا (۲) پیدا ہونا
(۳) بعثت (۴) کسی جگہ زمین پر آنا (۵) ٹھہرنا (۶) قیام کرنا وغیرہ پھر جملہ
نزول ابن مریم میں اس نزول کے خاصکر آسمان سے اترنیکے معنے مراد ٹھہرانا دلیل ہو
چاہیے۔ جو پائی نہیں جاتی کسی آیت یا حدیث میں وارد نہیں ہوا کہ ابن مریم آسمان
سے اتریں گے اس مقدمہ کے ثبوت و تائید میں نواب صاحب چند آیات اور
حدیث تولائے ہیں جن میں یہ متعدد معنے پائے جاتے ہیں۔ مگر اس قدر سے استدلال
کرنے اور اس استدلال سے نتیجہ نکالنے میں جو دونوں ہنوز مثل طلب در لبن شاعر کا مصداق
ہیں ان کو اصول فقہ کا حوالہ دیا جو کل گیا اور یہ قاعدہ اصول بیان کر دیا کہ جب لفظ
متعدد معنے میں مستعمل ہوتا ہے تو اس سے اصول دانی کا مراد لینا کسی دلیل پر موقوف ہوتا ہے جو اس معنے کو

دوسرے معنی پر ترجیح دی (چنانچہ تلویح صفحہ ۲۷ وغیرہ میں ہے)

مولوی کٹکی صاحب کیطرف سے یہ قاعدہ ہم نے بیان کر دیا ہے جو مولوی صاحب کے استدلال میں (جو مطلب شعر در بطن شاعر کا مصداق ہے) کارآمد اور اسکا موقوف علیہ ہے۔ تیسرا مقدمہ یہ قائم کیا ہے کہ حضرت مسیحؑ کی نسبت جو لفظ رفع قرآن مجید میں وارد ہے۔ یہ بھی لفظ نزول کی طرح متعدد المعنی ہے رفع جسمانی پر بھی اسکا اطلاق ہوتا ہے اور رفع روحانی پر ہوتا ہے۔ اور چونکہ رفع جسمانی مسیح کا آسمان کیطرف محال ٹھہرا۔ اور قرآن و حدیث کے نصوص محکمہ اس سے مانع ہوئے تو بجز اسکے کہ رفع روحانی مراد لیا جاوے کیا چارہ ہے۔ اس مقدمہ کی یہ تقریر بھی جو ہم نے تحریر کی ہے آپ سے ادا نہیں ہو سکی۔ آپنے اس تقریر کو بھی در بطن قائل رکھا۔ اور اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے جو ہم نے آپکے الفاظ سے (جنپر خط لگایا گیا ہے) نقل کیا ہے۔ اور چونکہ حضرت مسیحؑ کے آسمان کیطرف سے رفع جسمانی کا محال ہونا ایک مسلم امر نہ تھا بلکہ محتاج ثبوت و دلیل تھا۔ لہذا اسکے محال ہونے پر پہلی تو آپنے (یہ عقلی و نحیری دلیل قائم کی ہے اگر اسکا جدا نمبر نہیں لگایا) کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے خاکی جسم کو (جو کھانے پینے۔ پیشاب و پاخانہ کے محتاج اور تغیر و تبدل کا معلوم ہے) آسمان پر لیجانا برخلاف عقل و قیاس ہے۔ اور از آدم تا ایندم تجارب صحیحہ کے برخلاف ہے۔ اس کے بعد آپنے تین استدلال نقلی پیش کئے ہیں۔

اول استدلال قرآنی

اسمیں آپنے ایک آیت والعمل الصالح یرفعہ نقل کی ہے۔ اور اسکے یہ معنی بیان کیے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اعمال صالحہ کو بلند کرتا ہے یعنی درجہ قبول عطا فرماتا ہے۔

دوسری آیت ورفعناہ مکانا علیا جسکے معنے یہ بیان کئے ہیں کہ ہم نے ادریس علیہ السلام کو بلند مکان پر اٹھا لیا۔ پھر کہا کہ حضرت ادریسؑ کا جسم آسمان پر نہیں اٹھایا گیا۔ ایسا ہوتا تو مسلمان اُن کے نزول کے قائل ہوتے۔ حالانکہ کوئی اس کا قائل نہیں۔

تیسری آیت ولو شئنا لرفعناہ بہا جس کے معنے یہ بیان کئے ہیں کہ ہم چاہتے تو بلعم بن باعورا کے ان آیات کی برکت سے جو خدا نے اسکو دی تھیں مدارج بلند کرتے۔

چوتھی آیت فی بیوت اذن اللہ ان ترفع جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مسجدوں کو عزت دینی کا حکم دیا ہے۔

پانچویں آیت فی صحف مکرمۃ مرفوعۃ جسکے معنے یہ ہیں قرآن ان اوراق میں مکتوب ہے جو عزت والے اور بلند درجہ ہیں۔ یہ آیات ان معنے کے رُو سے جو مولوی کٹکی صاحب نے کئے ہیں یا ہم نے بیان کئے ہیں انکی اس مدعا کی مثبت نہیں کہ آسمان کیطرف رفع جسم محال ہے بلکہ دوسری آیت رفع جسم کی مجوّز بھی ہو سکتی ہے جسکی تفصیل استدلال اوّل کے جواب میں ہوگی انشاء اللہ تعالےٰ

دوسرا استدلال حدیثی

اِسمیں ایک حدیث آپنے نقل کی ہے۔ دیدفع العلم جس میں عِلم کے اٹھائے جانے کا ذکر آیا ہے۔ دوسری حدیث یرفعک اللہ یا عم جسمیں حضرت عباسؓ کو آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ اے چچا خدا تعالیٰ تجھے یعنی تیرا درجہ بلند کرے گا۔

تیسری حدیث من تواضع للہ رفعہ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کیلئے فروتنی کرتا ہے خدا اسی کو یعنے اُسکا درجہ بلند کرتا ہے۔ چوتھی حدیث وادفعنی واجبرنی یعنی جلسہ کی دعا جس میں سکھایا ہے کہ خدایا مجھے یعنی میرا درجہ بلند کر۔

اِن احادیث اربعہ سے بھی مولوی کٹکی صاحب کا مدعا کہ رفع سے رفع جسمانی مراد ہونا محال ہے۔ ثابت نہیں ہوتا۔ کچھ ثابت ہوتا ہے تو صرف یہ کہ ان احادیث میں لفظ رفع سے رفع غیر جسم مراد ہے۔ مگر تعجب اور نہایت تعجب ہے کہ ان دونوں استدلال کے بعد آپ نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ رفع جسمانی محال ہے۔

تیسرا استدلال لغوی

اس استدلال میں آپنے کمال ہی غضب کیا۔ اور بڑا ستم ڈھایا ہے۔ جو عبارت آپنے ان کتابوں سے نقل کی ہیں ان میں سے کسی عبارت میں یہ تصریح نہیں ہے کہ درصورتیکہ رفع کا صلہ اِلیٰ آوے تو رفع سے بجز تقرب و رفع درجات اور معنے مراد نہیں ہوتے۔ اور رفع جسمانی اس سے مراد نہیں لیا جا سکتا۔ جو دو عبارتیں آپنے نقل کی ہیں انمیں ایک عبارت لسان العرب کے الفاظ یہ ہیں الرفع ضد الوضع ومن اسماء اللہ تعالیٰ الرافع ھو الذی یرفع المؤمنین بالاسعاد و اولیائہ بالتقرب قال الزجاج انہ یخفض اھل المعاصی ویرفع اھل الطاعۃ والرفع تقریبک الشئی بشئی وفی التنزیل وفرش مرفوعۃ ای مقربۃ لھم ومن ذلک رفعتہ الی

السلطان ویقال نساء مرفوعات مکرمات۔ اور دوسری عبارت صراح کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ رفع نزدیک گردانیدن کسے را بکسے وصلتہ بالی ومن ذلک قولھم رفعتہ الی السلطان۔

ان دونوں عبارتوں میں کہیں بھی یہ تصریح نہیں ہے کہ رفع کے معنے رفع جسم کے نہیں ہوتے بلکہ صراح اور لسان العرب سے جو آپ نے محاورہ رفعتہ الی السلطان نقل کیا اسمیں رفع جسمانی پر صاف تصریح ہے۔ جس شخص کو بادشاہ کا تقرب ہوتا ہے اور اس کے حق میں رفعتہ الی السلطان بولا جاتا ہے۔ اسکے جسم ہی کو بادشاہ کے حضور میں دخل یابی کا شرف حاصل ہوتا ہے نہ صرف اس کے خیالات واوصاف کو۔ اور جس شخص کا صرف ذکر خیر ومعرفت بادشاہ کی مجلس میں پہنچے اور بادشاہ اسکی غائبانہ تعریف وعزت کرے اسکی نسبت کوئی شخص نہیں کہہ سکتا رفعتہ الی السلطان۔ قاموس وغیرہ کی عبارت کو آپنے اس مقام میں اس لئے نقل نہیں کیا کہ انمیں صاف اور صریح طور پر رفع کا اطلاق رفع جسمانی پر ہوا ہے۔ انمیں بذیل الفاظ رفعہ کے کہا ہے رفع القوم اصعدوا فی البلاد والزرع حملوہ بعد الحصاد الی البیدر وفرش مرفوعۃ ای بعضھا فوق بعض ومنہ رفعتہ الی السلطان۔ ان تینوں محاوروں میں رفع جسم پایا جاتا ہے۔ قوم کا شہروں میں جانا رفع جسم سے ہوتا ہے۔ کھیتی کو کاٹ کر کھلیان میں اٹھا کر لیجانا جسم ہی سے ہوتا ہے پھر معلوم نہیں کہ کٹکی صاحب نے ان محاورات سے آنکھ بند کر کے کیوں یہ دعوےٰ کیا کہ ان کتابوں میں بجز رفع درجات کے کوئی معنے رفع کے بیان نہیں کئے۔ اس تصرف بیجا اور سرقہ ناروا پر کٹکی صاحب کا دعوےٰ علمیت اور روح القدس کی تائید ومعیت کا کمال افسوس کا محل ہے۔ یہ آپکے تمسک کردہ کتب لغت سے لفظ رفع کے معنے جسمانی کا ثبوت ہے۔ اب اس سے بڑھکر اور کتب لغت سے معنے رفع جسمانی کا ثبوت سنو۔ المصباح المنیر میں بطور قاعدہ کلیہ کے بیان کیا ہے۔ فالرفع فی الاجسام حقیقۃ فی الحرکت والانتقال وفی المعانی علی ما یقتضیہ یعنی لفظ رفع کا استعمال اگر اجسام میں ہو تو اسکے حقیقی معنے انتقال اور حرکت جسمانی کے ہیں اور اگر اجسام کے علاوہ معانی میں استعمال ہو تو حسب مقتضائے مقام ویسے معنے مراد لیئے جائیں گے۔ لیجئے کٹکی صاحب! یہ قطعی فیصلہ لغوی ہے۔ اگر مصداق لفظ مسیح میں حضرت مسیح علیہ السلام کا جسم بھی داخل ہے جس سے

کوئی ذی ہوش عاقل مسلم ہو یا کافر انکار نہیں کر سکتا تو اس کا لغت نے فیصلہ کر دیا ہے کہ رفع مسیح کے حقیقی معنے حضرت مسیح کا جسم مع الروح اٹھایا جانا ہے اور وہ معنے اسی وقت اور اسی حالت میں مہجور و متروک ہونگے جبکہ اُن معنے حقیقی کے مراد نہ ہونے پر آپ کوئی دلیل قائم کریں گے ورنہ خرط القتاد۔

کٹکی صاحب کے مقدمات ثلثہ اور مقدمہ ثالثہ پر ان کے استدلالات ثلثہ (قرآنی و حدیثی و لغوی) کا بیان ہم نے اس پیرائے سے کیا ہے کہ اس سے ان مقدمات کا لغو اور فضول ہونا اور استدلالات کا ناتمام و نامعقول ہونا ثابت ہو گیا۔ کسی صاحب علم کے آگے انکی لغویت و نامعقولیت ثابت کرنیکی ضرورت باقی نہیں رہی تاہم عام لوگوں کی فہمائش کے لئے ہر ایک مقدمہ اور ہر ایک استدلال کا جواب دیا جاتا ہے۔ جس سے ان مقدمات کا لغو اور فضول ہونا اور ان استدلالات کا ناتمام و غیر مثبت مراد ہونا ہر کسی پر ظاہر ہو۔

پہلے مقدمہ کا جواب

پہلے مقدمہ میں جو کٹکی صاحب نے اصول فقہ کا قاعدہ بیان کیا ہے کہ جہاں حقیقی معنے کا مراد ہونا متعذر ہو وہاں مجازی معنے مراد لینے چاہئیں۔ یہ ہمارے نزدیک بھی مسلم ہے اور یہ ہمارے ممہد اصول سے تیسرا اصول ہے۔ مگر یہ اصول آپ کیلئے اُسی صورت میں مفید و کارآمد ہو سکتا ہے جبکہ آپ حضرت مسیح کا فوت ہونا ثابت کریں جو ابتک آپ سے نہیں ہو سکا لہذا اس مقدمہ کی تمہید آپکیلئے محض لغو اور فضول ہے

جواب مقدمہ ثانیہ

مقدمہ ثانیہ میں جو آپنے بیان کیا ہے کہ لفظ نزول کثیر المعنے ہے یہ بھی ہمارے نزدیک مسلم ہے مگر جو اس سے کٹکی صاحب نے استدلال کیا ہے اسکی بناء جس اصول پر ہے وہ نہ انکو سوجھا اور نہ انہوں نے بیان کیا وہ اصول ہم نے کتاب تلویح سے نقل کیا ہے کہ لفظ متعدد المعنی سے بعض معنی کا مراد لینا کسی دلیل پر موقوف ہوتا ہے جو اس معنی کو دوسرے معانی پر ترجیح دے۔ اب چونکہ کٹکی صاحب نے اس مقدمہ میں نہ اس اصول کو بیان ہے اور نہ کسی دلیل سے یہ ثابت کیا ہے کہ نزول حضرت مسیح سے نزول غیر جسمانی مراد ہے لہذا اس مقدمہ کی تمہید ان کیلئے محض عبث و فضول ہے

جواب مقدمہ ثالثہ

اس مقدمہ میں جو رفع کا کثیر المعنی ہونا بیان کیا ہے اس سے بھی ہم کو اتفاق ہے مگر جو اس مقدمہ سے کٹکی صاحب نے نتیجہ نکالا اور کہا ہے کہ چونکہ رفع جسمانی مسیح کا آسمان کی طرف محال

ٹھہرا ہے تو اس سے بجز اس کے کہ رفع روحانی مراد لیا جاوے کوئی چارہ نہیں ہے یہ محض مغالطہ ہے۔ کٹکی صاحب نے اسوقت تک یہ ثابت نہیں کیا کہ مسیح کا رفع جسمانی آسمان کی طرف محال ہے اس وجہ سے اس مقدمہ کی تمہید بھی انکے لیے عبث و فضول ہے۔ اپنے خیال میں جو کٹکی صاحب نے رفع روحانی مسیح کے مراد ہونے اور رفع جسمانی کے محال ہونے پر چار دلیلیں پیش کی ہیں ایک عقلی اور تین نقلی۔ ان دلائل سے انکا مدعا ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انکو نہ اصول فقہ میں دخل ہے اور اس کی کتابوں میں نظر۔ نہ قرآن و حدیث سے خبر اور نہ منطق وغیرہ علوم عقلی میں کچھ مداخلت۔ اس رسالہ میں جو کچھ ان کی قلم سے نکلا ہے وہ سُنی سُنائی باتوں کا مجموعہ و ذخیرہ ہے۔ دیگر ہیچ۔ پہلی دلیل عقلی جو انہوں نے پیش کی ہے اسکے جواب میں اُن کے امام و مرشد قادیانی کا قول پیش کرنا کافی ہے جو مناظرہ لدھیانہ کی تحریر نہم میں انکی قلم سے نکل چکا ہے۔ اور وہ رسالہ الحق اور رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۳ میں منقول ہے۔ اور اس مضمون میں بھی صفحہ ۱۶۸ میں نقل ہو چکا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"میرا مذہب فرقہ نیچریہ کی طرح نہیں کہ میں عقل کو مقدم رکھکر قال اللہ اور قال الرسول پر کچھ نکتہ چینی کروں۔ ایسے نکتہ چینی کرنیوالوں کو ملحد دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔"

اور سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۹۴ میں آپنے معجزہ شق القمر پر اس قسم کے اعتراض کرنیکو بے حیائی اور بے ایمانی قرار دیا ہے۔ اس سے کٹکی صاحب کی عقلی دلیل کافور اور ہباءً منثورا ہوئی اور منجملہ استدلالات ثلثہ نقلیہ پہلی دلیل قرآنی کا جواب یہ ہے کہ جو آیات آپنے اس استدلال میں نقل کی ہیں اُن سے جو ثابت ہوتا ہے وہ صرف اسیقدر ہے کہ لفظ رفع کا اطلاق ان آیات میں غیر جسمانی رفع پر قرآن میں ہوا ہے جس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہے۔ ان آیات سے رفع جسمانی کا محال ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ کٹکی صاحب کا ان آیات کو رفع جسمانی کے محال ہونے پر دلیل ٹھہرانا اس امر کی دلیل ہے کہ کٹکی صاحب کو نہ قرآن سے مس ہے نہ عقل و فہم سے کچھ حصہ۔

یہی آپ کے دوسرے استدلال حدیثی کا جواب ہے۔ کسی حدیث سے منجملہ احادیث متمسک کٹکی

* اصل عبارت رسالہ طبع سوئم یہ ہے:۔ "دانا شریعت حکیم اس بات کو بے شرمی و گستاخی سمجھتے ہیں"

صاحب یہ ثابت نہیں ہوتا کہ رفع جسمانی محال ہے۔ اور آیات واحادیث متضمنہ ذکر رفع حضرت مسیح میں رفع جسمانی کینا ناجائز ہے۔ ان احادیث سے کٹکی صاحب کا استدلال ان کے جنون اور دماغی اختلال کی دلیل ہے۔ دلبس۔

تیسرے استدلال کا جواب تو آپکے استدلال ہی میں موجود ہے۔ صراح اور لسان العرب سے جو محاورہ آپنے نقل کیا ہے (رفعتہ الی السلطان) یہ رفع جسمانی کا مثبت ہے نہ رفع روحانی کا اور محاورہ قاموس اور نقل المصباح المنیر نے تو صاف اور قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ جب رفع کا استعمال اجسام میں ہو تو اسکے حقیقی معنے انتقال و حرکت جسمانی کے ہوتے ہیں۔

پھر معلوم نہیں کہ کٹکی صاحب نے (استدلال لغوی) کا لفظ ہی منہ یا قلم سے کیوں نکالا۔ اور اس استدلال کو پیش کرنیکے وقت عقل اور فہم و شرم و حیا سے کیوں کام نہ لیا۔ اور اس راعی مشہور کا کیوں لحاظ نہ کیا ؎ آنانکہ چشم بر گل واکنند ÷ از ہر چہ فہم رنگ نگیرد حیا کنند
در مبحثے کہ غیر خموش علاج نیست ÷ پر ہر زہ ہست تکیہ چون و چرا کنند ÷

ہم نے کٹکی صاحب کی شروع کلام میں لفظ اصول و استدلال کو دیکھ کر یہ خیال کیا تھا کہ اثبات وفات و عدم حیات مسیح علیہ السلام میں آپنے کچھ عقل و علم اصول سے کام لیا ہوگا۔ مگر جب آپ کے ان مقدمات و استدلال کو پڑھا تو انکو اس بیت کا مصداق پایا ؎ بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا۔ جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا۔ اور اپنے امید و خیال کو انکی اصولی مقال کی نسبت اس مصرعہ کا مصداق پایا۔ ع خود غلط بود آنچہ من پنداشتم ÷

اس رسالہ القول العجیب میں کٹکی صاحب نے فروعی بحث بھی کی ہے۔ اور خاتمہ رسالہ میں آٹھ آیات نقل کر کے ان سے وفات مسیح علیہ السلام پر استدلال کیا ہے۔ اس استدلال میں انہوں نے اصول سے مطلق کام نہیں لیا۔ بلکہ تقلیداً اپنے مرشد مرزا قادیانی اور ان کے مقلدین کی بے اصولی بحث کی ہے۔ اور اندھا دھند چال اختیار کی ہے۔ یہی چال آج کل کے اور مرزائی بہمال چل رہے ہیں۔ اور چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ (دو ورقی رسائل) ہینڈ بل کے نام سے موسوم کر کے شائع و مشتہر کر رہے ہیں۔ ان ٹریکٹوں میں جو وفات مسیح کے دلائل و استدلات شائع و مشتہر کر رہے ہیں وہ بھی اسی اندھا دھند چال و بے اصولی مقال پر مبنی

ہیں۔ ہم اس مقام میں سب کی خبر لیتے ہیں۔ اور ان کے استدلات کا اصولی جواب دیتے ہیں۔
مرزا نے ازالہ اوہام میں بتیس آیتوں میں (جنکی تعداد اسنے انتیس بتائی ہے) لفظ توفی دیکھکر اس معنے وفات قرار دیکر انسے وفات مسیح پر استدلال کیا ہے۔ اُن آیات کو ہم نے اشاعۃ السنہ جلد ۱۴ میں نقل کرکے بحوالہ لغت وتفاسیر واحادیث ثابت کردیا ہے کہ توفی کے حقیقی معنے وفات نہیں ہیں۔ بلکہ ایک چیز کو پورا لینا اس کے حقیقی معنے ہیں جو ایک جنس ہے اور موت اور نیند اور قبض جسم اس کے ماتحت متعدد انواع ہیں اور کسی کلام میں لفظ توفی سے کوئی خاص معنی ومراد قرار دینا بغیر کسی قرینہ کی شہادت کے جائز نہیں چنانچہ تلویح وغیرہ کتب اصول فقہ میں مفصل اور مدلل بیان ہوا ہے اور کسی آیت یا حدیث (جیسے آیت اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ یا آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ یا حدیث کوثر جس میں یہ ارشاد نبوی منقول ہے فاقول کما قال العبد الصالح عیسیٰ بن مریم فلما توفیتنی) میں کوئی ایسا قرینہ پایا نہیں جاتا جس سے حضرت مسیح کے فوت ہوجانیکے معنی مراد اور متعین ہوسکیں۔ بلکہ ایسے قرائن موجود ہیں جن سے حضرت مسیح کا جسم کے ساتھ آسمان پر زندہ اُٹھایا جانا معلوم ومتعین ہوتا ہے۔

اشاعۃ السنہ جلد ۱۴ میں صفحہ ۵۷ سے ۱۰۸ تک اسکا مفصل ثبوت دیا گیا ہے جسکا مرزا اور اسکے اتباع میں سے کسی نے آجتک کوئی جواب نہیں دیا۔ حدیث کوثر کے لفظ فاقول کما قال العبد الصالح عیسیٰ بن مریم فلما توفیتنی کے متعلق ایک نئی بات خاکسار کے خیال میں آئی ہے۔ جو جلد ۱۴ میں لکھی نہیں گئی اور نہ کسی دوسرے مناظر ومقابل قادیانی کی کلام میں دیکھی گئی ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے اس کلام میں یہ تو بیشک فرمایا ہے فاقول کما قال العبد الصالح مگر یہ نہیں فرمایا کہ اعنی بھذا القول ما عنے بہ العبد الصالح الخ یعنے آپنے یہ تو فرمایا ہے کہ میں اسوقت وہی کہونگا جو حضرت عیسیٰ مجھ سے پہلے کہہ چکے ہونگے۔ مگر یہ نہیں فرمایا کہ جو معنے اس قول کے میں مراد رکھونگا وہی معنے اس قول سے حضرت مسیح کی مراد ہونگے۔ یہ تب ہوسکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ آنحضرتؐ کے حق میں انی متوفیك ورافعك الیّ فرماتا۔ اور اسکے مطابق آنحضرتؐ بھی حضرت مسیحؑ کی مانند آسمان کی طرف زندہ اٹھائے جاتے اور ایک مدت مدیدہ تک آسمان پر رہتے۔ اور اس مدت کے حالات آپ پر مخفی رہتے۔ اور ان ہی حالات

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

کی نسبت آپ اس قول میں لاعلمی ظاہر فرماتے جیسے کہ حضرت مسیحؑ کے حق میں اللہ تعالیٰ نے انی متوفیك ورافعك الیّ فرمایا ہے اور اس کے مطابق آپ آسمان پر اٹھائے گئے تھے اور اسی زمانہ مابین رفع و نزول مسیحی کے حالات حضرت مسیحؑ پر مخفی رہے تھے۔ اور ان ہی حالات کی نسبت حضرت مسیحؑ اس قول سے اپنی لاعلمی ظاہر کریں گے۔ اور چونکہ ایسا ہرگز نہیں ہوا بلکہ آنحضرتؐ کے توفی عندالموت اور قسم (رفع وقبض روح) کی تھی اور حضرت مسیحؑ کے توفی عندالرفع مذکورہ آیت اور قسم (رفع وقبض جسم) کی تھی۔ تو آنحضرتؐ اپنے حق میں لفظ توفی سے وہ معنے کیونکر مراد لے سکیں گے جو حضرت مسیحؑ اپنے حق میں لفظ توفیّ سے مراد رکھیں گے اور وہ معنی خود آنحضرتؐ کو معلوم تھے۔ چنانچہ آپ ہی کی تعلیم و اعلام سے ترجمان القرآن حضرت ابن عباسؓ نے بیان فرمائے ہیں کہ اس توفی سے آپ کا جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھایا جانا مراد ہے نہ آپ کو وفات دیکر صرف آپکی روح کو اٹھانا۔

چنانچہ تفسیر فتح البیان جلد اوّل میں بصفحہ ۶۵۴ ہے کہ حضرت ابن عباسؓ

اخرج سعید بن منصور والنسائی وابن ابی حاتم وابن مردویہ عن ابن عباس قال لما اراد الله ان یرفع عیسیٰ الی السماء خرج الی اصحابہ وفی البیت اثنا عشرۃ رجلا من الحواریین فخرج علیهم من عین فی البیت ورأسه یقطر ماء فقال ان منکم من یکفر بی اثنی عشرۃ مرۃ بعد ان اٰمن ثم قال ایکم یلقی علیه شبهی فیقتل مکانی ویکون معی فی درجتی فقام شاب من احدثهم سنا فقال له اجلس ثم اعاد علیهم فقام الشاب فقال له اجلس ثم اعاد علیهم فقام الشاب فقال اجلس ثم اعاد علیهم فقام الشاب

سے فرمایا ہے کہ سعید بن منصور اور نسائی اور ابن ابی مردویہ نے روایت کیا ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو آسمان کی طرف اٹھانا چاہا تو آپ اپنے اصحاب کی طرف نکل کر آئے اُس وقت گھر میں بارہ حواری تھے آپ اُن کے سامنے آئے تو ایک چشمہ سے نہا کر آئے اس حالت میں کہ آپ کے سر سے پانی کے قطرہ ٹپک رہے تھے۔ آپ نے فرمایا تم میں سے ایک شخص بارہ دفعہ مجھ پر ایمان لاکر کفر اختیار کرے گا۔ پھر فرمایا تم میں سے کون شخص ہے جس کی شکل میری شکل کے مشابہ ہو جائے اور وہ

فقال انا فقال انت ذاك فالقى عليه شبه عيسى ورفع عيسى من روزنة فى البيت الى السماء قال وجاء الطلب من يهودنا خذ والشبه فقتلوه ثم صلبوه فكفر به بعضهم اذى عشر مرة بعد ان امن به قال ابن كثير وبهذا اللفظ عنه ثنا ابو معاوية عن الاعمش عن المنهال بن عمرو عن سعيد بن جبير عن ابن عباس وصدق ابن كثير فهو كلهم من رجال الصحيح واخرجه النسائى من حديث ابى كريب عن ابى معاوية بنحوه وقد رويت قصته عليه السلام من طرق بالفاظ مختلفة وساقها عبد بن حميد وابن جرير وابن المنذر على صفة قريبة مما فى الانجيل (فتح البيان ص ۶۵۲)

میری جگہ قتل کیا جاوے اور میرے ساتھ بہشت میں ہو۔ ایک جوان جو سب سے چھوٹا تھا کھڑا ہو گیا۔ حضرت مسیح نے اسکو فرمایا تو بیٹھ جا پھر آپ نے اسی بات کا اعادہ کیا تو پھر وہی جوان کھڑا ہو گیا۔ پھر حضرت مسیح نے اسکو فرمایا کہ تو بیٹھ جا۔ پھر آپ نے اس بات کا اعادہ کیا تو پھر وہی جوان تین بار کھڑا ہوا اور یہ کہا کہ میں ہوں جو آپ کا مشابہ ہوں اور قتل کیا جانا قبول کرتا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تو ہی وہ شخص ہے پھر آپ کو خدا تعالیٰ نے ایک کھڑکی سے جو اس گھر میں تھی آسمان پر اٹھا لیا۔ پھر یہودی حضرت عیسیٰ کے قتل کے طالب آئے تو انہوں نے اس شخص کو مسیح سمجھکر قتل کر ڈالا۔ اور بعض حواری بارہ دفعہ حضرت مسیح سے انکاری ہوئے۔ ابن کثیر نے

اس سند سے یہ حدیث بیان کرکے ایک اور سند سے یہ حدیث ابن عباسؓ سے نقل کی اور کہا کہ یہ سند حضرت ابن عباسؓ کی صحت کو پہنچی ہے۔ اور ابن کثیر نے یہ بات سچ کہی ہے۔ یہ سب راوی صحیح حدیث کے راوی ہیں۔ امام نسائی نے مختلف الفاظ سے اس قصہ کو نقل کیا ہے۔ ایسا ہی عبد بن حمید ابن منذر ابن جریر نے نقل کیا ہے۔ اس بیان کے قریب قریب جو انجیل میں ہے۔ ایسا ہی تفسیر معالم التنزیل وغیرہ میں ہے۔

اس تعلیم و اعلام نبوی کے مطابق ترجمان القرآن حضرت ابن عباسؓ نے آیت قرآن

وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موت عيسى وهم اهل الكتاب الذين يكونون فى زمانه فكون الملة ملة

من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته کی تفسیر میں فرمایا کہ قیامت کے پہلے حضرت مسیح نزول فرمائیں گے تو ان کی موت سے پہلے سب

واحدة وهي الاسلام وبه جزم ابن عباس في ما رواه ابن جرير من طريق سعيد بن جبير عنه باسناد صحيح (قسطلانی جزء ۶ ص ۶۶)	اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے۔ آیت وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ کی تفسیر میں ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے پہلے حضرت عیسیٰ کا نازل ہونا قیامت کی علامت ہے۔

ایسا ہی حضرت ابوہریرہؓ وغیرہ دیگر صحابہ اور بہت سے تابعین (مجاہد و قتادہ و حسن وغیرہم) نے حضرت مسیح کا قیامت کے پہلے نازل ہونا اور دجال کو قتل کرنا بیان فرمایا ہے اور حسنؒ نے قسم کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ وقت اللہ تعالیٰ کے پاس زندہ موجود ہیں قیامت کے پہلے وہ نزول فرمائیں گے تو سب لوگ انپر ایمان لائینگے۔ یہ بات آنحضرت خود بھی فرما گئے ہیں چنانچہ نسائی وغیرہ کی روایت میں آیا ہے کہ عیسیٰ بن مریم کو آسمان پر خدا تعالیٰ نے اٹھا لیا ہے۔ قیامت کو نزول کریں گے تو تمام زمین کو عدل سے بھر دینگے کافر انکی ایمان سے ہو جائیں گے۔ دجال کو وہ ہاتھ سے قتل کریں گے۔

یہ احادیث و آثار اشاعت السنہ جلد ۱۱ کے صفحہ ۲۷۲ و صفحہ ۲۷۸ میں صحیح بخاری تفسیر ثعلبی وغیرہ سے منقول ہیں اور رسالہ اشاعت السنہ جلد ۱۲ کے صفحہ ۱۲۳ و ۱۲۹ وغیرہ میں صحیح بخاری صفحہ ۴۹۰ و صحیح مسلم کے صفحہ ۸۷ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ آیت اور احادیث مرفوعہ نقل کیگئی ہے جنمیں آنحضرت کا قول منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ نبی اللہ علیہ السلام وقت میں نازل ہونگے کہ مسلمانوں کی امیر (یعنی امام مہدی) ان کو نماز پڑھانیکے لئے بلائیں گے تو وہ کہیں گے نہیں یہ کام (یعنی نماز پڑھانا اسوقت کے امام کا کام ہے) جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو آیات مذکورہ کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ اور ابوہریرہؓ وغیرہ صحابہ نے کہا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی تعلیم سے کہا ہے۔

اور جبکہ آنحضرت نے خود ہی تعلیم دی ہے کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے ہیں تو پھر کیونکر ممکن و متصور ہے کہ جس لفظ (وفات) سے خود آنحضرت اپنے حق میں بولیں گے اسی معنی سے آپ سے پہلے حضرت مسیح اپنے حق میں وہی لفظ توفیتنی استعمال فرمائیں گے باوجودیکہ مسیح کے وقت بقول آنحضرت اور آپکے تلامذہ صحابہ اور ان کے تلامذہ تابعین وغیرہ کے اور قسم کے رفع و قبض زندہ جسم تھے اور آنحضرت کی توفی باتفاق کل اور قسم (وفات) سے ہو۔ یہ جواب آیت توفی سے استدلال مرزا و مرزائیوں کا ایسا جواب ہے کہ اسکا جواب ان لوگوں سے نہ پہلے ادا ہوا ہے اور نہ آئندہ ادا

ہونا ممکن ہے۔ کوئی مرزائی اس کا جواب دے تو خاکسار سے ایک تنور روپیہ نقد انعام لے۔ اور جواب بھیجنے سے پہلے کسی ثالث کے پاس جمع کرا لے۔

ہمارے ایک شاگرد ان شاگرد مگر تابعدار و سرکش مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے مرزا کے استدلال بآیت توفیتنی کے جواب میں رسالہ شہادت القرآن لکھا جس صفحہ میں مرزا کا تعاقب کیا ہے جس میں جلد ۱۳ و ۱۴ اشاعۃ السنۃ سے بہت سا اقتباس کیا ہے اور حدیث کوثر کے متعلق مشکوک و تقریر مرزا کے جواب میں چار صفحے لکھے ہیں مگر یہ بات جو خاکسار کہتا ہے کہ اس سوال کو خدا تعالیٰ سے سوجھائی ہے، اسکے خیال میں نہیں آئی۔ اگر آتی تو کیونکر آتی۔ یہ کلام کہن سال مشیخہ کا ہے نہ نوجوانان خادم کار۔ ؎ بسیار گمرہا بتا پختہ شود خامی ۔ ہمارے ان مخلص نیچر پر جو وقتاً فوقتاً عمل میں آتی رہی ہیں، ہر یک آیت و حدیث مصداق ہوتی ہے۔ (کما قیل فی الحدیث المعروف الفاضل اللبیب یکفیہ الخ) ان خادم کو، جو انہوں کا ہمکو کبر سنی کیوجہ سے معذور اور اپنی پیش قراری نبیہ الاخبار اہلحدیث ہم تبصرہ میں لکھ چکے ہیں۔ اندیشہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ [illegible]

نفس الفرقان کی آخیر میں ہے [illegible] آیت کو انجیل کے مطابق کہا ہے [illegible] ہر قوم قرآن کو نقل کرنا مناسب ہے۔

سیل صاحب ترجمہ انگریزی قرآن میں [illegible] فتن ہیں کہ جب یہود مسیح کو پکڑنے آئے تو خدا نے [illegible] اوپر اٹھا لیا اور آپکی بجائے یہودا اسکریوتی کو [illegible] اور یہ شبہ ایسا تھا کہ [illegible] بھی بھول گئے۔ حضرت [illegible] ظاہر کو جو کہ [illegible] کہ اسے بڑا من یقین جان [illegible] کیا ہاں چھوٹا کیوں [illegible] ہے میرا شکر [illegible] جو نیچری غرض سے [illegible] محبت کی خدا اس سے ناخوش ہو [illegible] یہ چاہا کہ [illegible] اسی اعتقاد کی بنا پر اس کو [illegible] کہ [illegible] ہے [illegible] پر اس لئے کہ بعض آدمیوں [illegible]

خدا اور فرزند خدا کہا۔ اسلئے خدا کی مشیت اس امر کی مقتضی ہوئی کہ بروز قیامت مجھ پر شیاطین نہ ہنسیں اس نے اپنی مہربانی اور عنایت سے ایسا بہتر جانا کہ دنیا ہی میں میری ہنسائی ہو جائے یعنی بسبب موت یہودا کے ہر شخص یقین کرے کہ میں مصلوب ہو گیا ہوں۔ اور تو (اے برناباس) جان لے کہ یہ ہنسائی محمد رسول اللہ کے آنے تک رہیگی۔ وہ دنیا میں آکر ہر شخص کو اس غلطی پر آگاہ کریگا۔"

جناب سیل صاحب نے انجیل برناباس سے اس مضمون کو نقل کرنے سے پہلے کہا ہے کہ یہود کی خلاف اللہ تعالیٰ کا مکر یعنے اس کی چھپی تدبیر یہ تھی کہ عیسےٰ کو آسمان پر اٹھا لیا۔ اور آپ کی شباہت شکل ایک اور شخص پر ڈالدی جو آپ کی بجا ماخوذ ہو کر صلیب پر چڑھایا گیا۔ یہ مسلمانوں کا مسلمہ مسئلہ ہے بعض لوگ عیسائیوں سے گمان کرتے ہیں کہ یہ قصہ شباہت محمد رسول اللہ کا اختراع ہے مگر یہ لوگ یقیناً غلطی پر ہیں۔ یہ پیغمبر اسلام کے زمانہ سے بہت مدت پہلے عیسائیوں سے بہت سے فرقے بھی اعتقاد رکھتے تھے پھر ان فرقوں کو تفصیل سے بیان کیا۔

اس قصہ شباہت پر ایک طرفہ شہادت خود بدولت بانی مذہب مرزائی مرزا قادیانی کا وہ اعتراف ہے جو انجیل برناباس کی تصدیق و توثیق میں سرچشمہ آریہ میں آپکی قلم سے نکل چکا ہے آپ پہلے کتابوں سے نبوت آنحضرتؐ کا ثبوت دیتے ہوئے حاشیہ (حاشیہ ۱۰ ایں) جارج سیل کے ترجمہ سے نقل کرتے ہیں کہ مرامر میسو جو ایک بزرگ راہب تھا وہ بیان کرتا ہے کہ اتفاقیہ مجھ کو ایک تحریر برلیس صاحب کی جو فاضل مسیحی ہیں منجملہ اس کے اور تحریروں کے جن میں وہ پولوس کے برخلاف ہوا ہے نظر سے گذری۔ اس تحریر میں برلیس صاحب اپنے بیان کی تصدیق میں انجیل برناباس کا حوالہ دیتے ہیں۔ تب میں اس بات کا شائق ہوا کہ انجیل برناباس کو میں بھی دیکھوں اور اتفاقاً یہ تقریب نکل آئی کہ خدا کے فضل و کرم نے پوپ ششم کا مجھ سے اتحاد و دوستانہ کرا دیا۔ ایک روز جبکہ پوپ مذکور کے کتب خانہ میں ہم دو تنہا بیٹھے تھے اور پوپ صاحب سو گئے تھے میں نے دل بہلانے کو ان کے کتب خانہ کا ملاحظہ شروع کیا۔ سب سے پہلے جس کتاب پر میرا ہاتھ پڑا وہ یہی انجیل برناباس تھی جو ایک عمدہ عبارت میں لکھی ہوئی تھی۔ اس کے پڑھنے سے مجھ کو نہایت درجہ کی خوشی ہوئی۔ اور میں نے چاہا کہ ایسی نعمت کو دوستی کے پیچھے چھپا لوں تب میں نے چپکے سے جیب میں رکھ لیا۔ اس سے فراغت ہو کر وہ انجیل برناباس اپنے ساتھ لے گیا۔ جس کے پڑھنے سے مجھ کو دین اسلام سے محبت ہوا۔ اور اس انجیل برناباس

میں جو آنحضرتؐ کے حق میں بلفظ فارقلیط پیشگوئی وارد ہے اور اسکی نسبت بعض متعصب عیسائی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ لفظ اس انجیل میں مسلمانوں نے داخل کر دیا ہوا ہے اس کے جواب میں حاشیہ صفحہ ۹۷ میں مرزا نے کہا ہے کہ کیا یہ بات کہ عیسائیوں کے کتب خانوں میں مسلمان جا گھسے تھے اور کیا عبرانی یونانی میں اپنی طرف سے ہزارہا نسخے لکھ کر کتب خانہ عیسائیوں میں رکھدیئے تھے جبکہ وہ سو گئے تھے

یہ خلاصہ جواب مرزا ہے جس کو اس نے مختلف پیرائیوں میں ادا کیا۔ اور انجیل برناباس کا (جس میں سب بیان جارج سیل صاحب بیچ قصہ شباہت و مصلوب ہونا شبیہ کا مذکور ہے) معتبر و لائق ہونا بڑے زور سے ثابت کیا ہے۔ ہمارے ایک اقراری شاگرد مولوی نور احمد ساکن لودی نکل ضلع گورداسپور جس نے اپنے رسالہ تحقیق الکلام فی حیات المسیح علیہ السلام میں تفسیر فتح البیان سے اور ترجمہ انگریزی جارج سیل سے قصہ مشابہ و مصلوب ہونا شبیہ کا اور آسمان کیطرف زندہ اٹھایا جانا حضرت مسیحؑ کا نقل کیا ہے:۔ "اب ناظرین غور سے عبارت مذکورہ کا ملاحظہ فرماویں کہ اس میں بھی ایک دوسرے شخص کا بجز مسیحؑ کے مصلوب ہونا متحقق ہے۔ الغرض قرآن مجید سے اور حضرت مسیح علیہ السلام کی زبان سے حسب تحقیق جناب مرزا صاحب کے مسیحؑ کے سوا ایک دوسرے کا مصلوب ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اور ٹھیک بھی یہی ہے۔ پس آپ کو اور آپ کے متبعین کو لازم بلکہ الزم ہے کہ اس پرانی تحقیق پر کاربند ہوں اور نئے الہام کو چونکہ خلاف شریعت ہے وساوس میں داخل کریں یا اسکی تاویل کریں نئے کے شوق میں پرانی تحقیق کو ہاتھ سے نہ دیں۔ جدید کی لذت سے مسلمات قدیمہ کا انکار نہ کریں۔ آئندہ آپکا اختیار ہے۔ ہمیں تو نصیحت سے سروکار ہے"

ہمارے تلمیذ عزیز مولوی نور احمد اس نصیحت و تقریر کو ٹھنڈے دل سے غور و انصاف کے ساتھ پڑھیں اور اس قول و نسبت تلمذ کو (جس کے وہ اقراری ہیں) پیش نظر رکھکر کہیں کہ اس تقریر نصیحت کے بعد وہ کونسی دلائل کتاب اللہ یا حدیث رسول اللہ یا آثار و اقوال صحابہ بالفاظ صریح و سند صحیح انکو پہنچیں کہ وہ اس رسالہ تحقیق الکلام کو شائع کرنے سے بہت تھوڑے زمانے کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام کو فوت شدہ مان کر ان کی جگہ مرزا کو مسیح موعود مان گئے۔ اور مرزائی سلسلہ میں داخل ہو گئے۔ کوئی آیت یا حدیث یا اثر و قول صحابی صریح و صحیح وہ عزیز

پیش کرینگے تو ہم بجائے اُس انعام کے جو دوسرے مرزائیوں کیلئے تسلیم تجویز کر چکے ہیں (یعنے فی آیت یا حدیث یا قول صحابی اکیسنو روپیہ) اُن کو دو سو روپیہ انعام دیں گے۔ وہ اس امر کے مدعی ہو کر ہم کو اشارہ کرینگے تو ہم نقد روپیہ لیکر فوراً لودی تنگل جا اسکے قریب قریب گاؤں پہنچ جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو وہ اس طاغی و گمراہ فرقے سے علیحدہ ہو کر اپنے قدیم جماعت اہل سنت و جماعت اہلحدیث میں داخل ہو کر ہماری آنکھوں میں نور اور سینہ میں سرور پیدا ہونیکا موجب بنیں۔

ہمارے اس بیان سے جو قرآن اور انجیل اور احادیث و نیز اقوال و آثار صحابہ و تابعین سے مدلل اور مؤید ہے ہر کسی کو جو فہم و انصاف رکھتا ہو اور قرآن و انجیل و حدیث و آثار پر یقین و ایمان رکھتا ہو یقین حاصل ہو سکتا ہے کہ قرآن و حدیث و انجیل و آثار صحابہ و تابعین کا یہ فیصلہ ہے کہ حضرت مسیح آسمان پر زندہ اٹھائے گئے ہیں اور اسوقت تک وفات نہیں پائی۔

اب ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ مسئلہ وفات مسیح کا منشاء ماخذ کیا ہے اور ایک مدت سے ہندوستان و پنجاب میں ایک جماعت مرزائی اس عقیدہ وفات مسیح پر مصر ہو رہے ہیں اسکی کیا وجہ ہے۔ وہ جو بڑے زور و شور سے وفات مسیح کے مدعی اور قرآن اور صحیح بخاری کو اور اجماع صحابہ وغیرہ علماء کو اپنے دعوی کی دلیل بتاتے ہیں اس میں کس حد تک واقعی صحیح ہیں یا دیدہ و دانستہ قرآن و حدیث و آثار صحابہ کو پس پشت کر کے خدا تعالیٰ اور رسول اور اصحاب اور ائمہ بخاری وغیرہ پر صریح افترا پردازی سے مرتکب ہو رہے ہیں۔

بیان وفات مسیح کی قرآن و حدیث و اجماع اہلسنت سے خلاف ورزی اور خدا و رسول و صحابہ و دیگر ائمہ دین بخاری وغیرہ پر افترا پردازی

قاضی عیاض و امام بغوی وغیرہ علماء اہلسنت نے جنکی اصل عبارات اہلسنت جلد ۱۱ میں بصفحہ ۱۵ الغایت ۱۶ منقول ہیں بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا اور انکے وقت میں دجال کا خروج کرنا اور حضرت عیسیٰ کا اسکو قتل کرنا تمام اسحاب نبوی اور آئمہ اہل سنت و جماعت متواتر ہے اور اس پر اجماع ہے اور اس کا انکار معتزلہ و جہمیہ نے کیا ہے۔ ان مبتدعین کی مخالفت اہلسنت اور اجماع امت کا اعتبار نہیں کیا جاتا

کہ وہ ان احادیث کو جو نزول عیسیٰ و خروج دجال کے متعلق وارد ہیں نہیں مانتے اور بدست آویز آیت
خاتم النبیین و حدیث لا نبی بعدی ان احادیث کو رد کرتے ہیں اور دجال کے خوارق کو معجزات نبوت
کا مبطل و مسقط اعتبار جانتے ہیں۔ اس زمانے میں جو سب سے پہلے حضرت مسیح علیہ السلام وفات کے
قائل ہوئے ہیں وہ نیچریہ سرسید ہوئے ہیں جو حضرت مسیح کی پیدائش خلاف عادت اور انکی حیات
اور اُن کے معجزات و خوارق و دیگر انبیاء کے معجزات کو بھی نہیں مانتے۔ سرسید کا تمام معجزات و خوارق و
حیات مسیح کے انکار اور انکی وفات کے اعتقاد کا اظہار انکے اس نیچرل اصول پر مبنی ہے جو انہوں نے صاف
الفاظ میں بیان کیا ہوا ہے کہ نیچر خدا کا فعل ہے اور مذہب اسکا قول اور سچے خدا کا قول اسکے فعل کے
برخلاف نہیں ہوتا۔ نیچر (جسکو وہ خدا کا فعل قرار دیتے ہیں) موجودات عالم کے وہ خواص و آثار و حالات
ہیں جو کچھ ٹھہرا ایک کے مشاہدہ میں آتے ہیں مثلاً آگ کا جلانا اور اکثر افراد انسان کا زوجین (ماں اور باپ)
سے پیدا ہونا جو واقعی خدا کی قدرت کے آثار ہیں اور یہ نیچر محسوس کہلاتا ہے، اور کچھ اُن مشاہدات پر
عقلی قیاس سے خدا کا نیچر قرار دیا جاتا ہے اور ان مشاہدات کو خدا کی قدرت کا معیار و پیمانہ ٹھہرا کر
خدا کی قدرت کو ان ہی مشاہدات میں محصور اور بند کیا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی نسبت یہ حکم لگایا جاتا
ہے کہ جسقدر آثار و خواص اشیاء موجودہ کو ہمنے دیکھا اور مشاہدہ کیا ہے خدا کی قدرت اس میں بند
اور محصور ہے۔ خدا تعالیٰ میں قدرت نہیں ہے کہ بغیر باپ کے فرزند پیدا کردے یا وہ آگ کو پانی یا گلزار
بنادے۔ اُن کا یہ قیاس نیچر معقول کہلاتا ہے۔ جو درحقیقت نامعقول ہے۔ جو سمندر کو ایک کوزہ
سے ناپنا یا ایک پٹڑی کا جو کسی پتھر میں مخفی ہوتا ہے اس پتھر کو آسمان و زمین قرار دینا ہے
بقول سعدی کہ دسنگ نہاں ست ۔ زمین و آسمان او ہمان ست ۔ آس اپنے خیال نیچری اصول
سے وہ صدہا حقائق قرآنیہ کو جو انکی سمجھ میں نہیں آئیں اور ان کو مشاہدہ کے خلاف معلوم ہوتے
ہیں اور وہ حقائق مسلمانوں میں ابتدائے اسلام سے آجتک مسلم چلے آئے ہیں مثلاً حضرت مسیح کا
بلا پدر پیدا ہونا۔ یا ان سے معجزات احیاء موتے و ابرء اکمہ و ابرص ظہور میں آنا اور ان کا زندہ آسمان
پر اٹھایا جانا۔ اور لاانقطاع دنیاوی زندہ رہنا اور حضرت ابراہیمؑ پر نار کا گلزار ہوجانا وغیرہ وغیرہ۔ اور
آسمانوں کا جسمانی وجود سے موجود ہونا۔ ملائکہ اور شیاطین کا صفات بشریہ کے علاوہ کوئی خارجی وجود
رکھنا۔ اور انبیاء پر طبعی الہام کے (جو مکھی اور چیونٹی اور ہر ایک جاندار اور نباتات وغیرہ کو ہوتا ہے) علاوہ غیبی

اور آسمانی وحی الٰہی ہونا وغیرہ وغیرہ ان سے انکار کرکے اسکی ایسی تاویلیں کرنا جو مہبط وحی قرآن آنحضرت صلعم اور انکی صحبت و تربیت و تعلیم یافتہ اصحاب رضی وغیرہ ائمہ دین کے خیال میں نہیں آئیں سرسید نے قرآن کے حقائق میں تو اس انیچرل اصول کو تابع ہو کر ایسی تاویلیں کر دیں اور اگر کوئی حدیث ان حقائق کی مبین و مفسر ان کو سنائی گئی تو اس کو رد کر دیا اور موضوع قرار دیا اور صاف کہدیا کہ یہ حدیث قانون قدرت کے برخلاف ہے لہذا صحیح نہیں موضوع ہے۔ اسکے اس اصول انیچری کے رد و ابطال میں علماء اسلام اہلسنت نے بہت سے رسالے اور مضامین لکھے ہیں اور اشاعۃ السنۃ نے اسکا بہت بڑا حصہ لیا۔ جلد ۴۔ ۵ و ۸ وغیرہ میں انکی رد میں بہت مضامین شائع کئے ہیں جس میں سرسید کی زندگی میں ثابت کر دیا گیا ہے کہ خدا کا نیچر یا قانون قدرت اور ہے جسپر کسی بشر نے احاطہ نہیں کیا اور سرسید کا نیچر اور ہے جو ان کے قیاس اور عقل نارسا کا نتیجہ ہے جسکے جواب میں سرسید نے آخر عمر تک ایک لفظ قلم سے نہیں نکالا۔ بلکہ بعض مکاتیب میں انکی نسبت یہ رائے ظاہر کرنے پر تعجب کا اظہار کیا ایک خط میں آپ لکھتے ہیں کہ جناب مولانا مخدوم و مکرم من جناب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب دام فیضکم آپ کا عنایت نامہ پہنچا معزز کیا۔ آپکی تحریرات جو خلوص نیت اور بنظر احقاق حق اور لیے بھائی مسلمانوں کی بھلائی اور ہدایت کی نظر سے ہوتی ہیں قابل ادب اور لائق قدر ہیں۔ لیکن آپکو خوب معلوم ہے کہ ہر ایک شخص کی رائے کا کسی تحریر کے اصول و فروع سب سے متفق ہونا کیسا دشوار ہے۔ اول تو میں اس لائق نہیں ہوں کہ آپکی تحریرات پر رائے لکھوں اور اگر لکھوں تو شاید یہی رائے دور رہوگا کہ جو اصول میری سمجھ کے موافق ہوں اُن کا ذکر کروں اور جو موافق نہ ہوں انکو چھوڑ دوں انکے لکھنے میں قوم کا نقصان سمجھتا ہوں عام لوگوں کو مخالفین کو اعتراض سے بہت فائدہ اٹھانے اور چرچا کرنے کا موقع ملے گا۔ اور میری دانست میں جو فائدہ آپکی تحریرات سے قوم کو ہو رہا ہے اُسمیں احتمال حرج کا ہے۔ اسلئے بہتر ہے کہ آپکی تحریرات پر قوم دل سے بغیر اس بابت کے کسی نے انکی کسی فرع سے بھی اختلاف کیا ہے متوجہ ہو اور ان سے ہدایت پائے واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ والسلام علیکم۔ خاکسار سید احمد علیگڈھ ۲۷ جولائی ۱۸۸۸ء

اس انکار حقائق قرآنی اور احادیث رسول رحمانی پر جو فتوے علماء اسلام نے سرسید پر لگایا ہے وہ شائع گذشتہ ہو چکا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ سرسید اور انیچر کا ہی علوم اسلام سے ناواقفی

عاجز محمد کلب

اطلاع - صفحہ ۱۶۴ کے آخیر میں ایک غلطی کی اطلاع دیگئی تھی۔ صفحہ ۱۶۸ کے بعد کاتب بہربہون کر بجائے ۱۶۹ صفحہ ۱۶۵

سے کہا ہے۔ اور اس انکار اور تاویل میں ان سے خطا ہوئی ہے مگر انہون نے دیدہ و دانستہ کسی غرض دنیاوی وجاہ طلبی کی وجہ اور حصول مال و منصب کی طمع سے یہ خطا و غلطی نہیں کی۔ نہ انہون نے کسی کو مرید بنایا۔ نہ کسی سے اپنے ذاتی مصارف کے لئے چندہ لیا۔ نہ الہام کا دعوے دروغ کیا۔ نہ اپنی خلافت و امامت کا دعوی کیا نہ نبوت اور امامت کا سکہ جمایا۔ ان کے بعد انکا جانشین و خلیفہ اور شاگرد و تعلیم یافتہ مرزا قادیانی ہوا۔ جسکا (بجز دعوی وحی الہام) ہر ایک عقیدہ باطلہ و انکار حقایق قرآنیہ میں سرسید کا شاگرد ہونا اشاعۃ السنت جلد ۱۴ میں ۔ بصفحہ ۱۶۵ لغایت ۱۹۲ بیان کیا گیا ہے۔ اور جن جن مسائل میں وہ سرسید کا پیرو ہوا ہے ان مسائل کی تفصیل سرسید کی تصانیف اور قادیانی کی کتابون سے (بہ نقل اصل عبارات کردی ہے) مرزا کا انکار حیات مسیح سے اور انکے معجزات قرآنیہ اسی نیچری اصول پر مبنی ہے۔ چنانچہ ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۰۴ میں مسیح کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے پر اعتراض کرتے ہوئے اس نے کہا ہے۔ ماسوائے اسکے اور کئی طریق سے ان پرانے خیالات پر سخت اعتراض عقلی کے وارد ہوتے ہیں۔ جن سے مخلصی حاصل کرنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی ازانجملہ ایک یہ اعتراض کہ نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کر رہا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرہ زہر تک پہنچ سکے۔ بلکہ علم طبعی کی نئی تحقیقاتیں اس بات کو ثابت کر چکے ہیں۔ کہ بعض بلند پہاڑیوں کی چوٹیوں پر پہنچکر اس طبقہ کی ہوا ایسی مضر صحت معلوم ہوتی ہے کہ جس میں زندہ رہنا ممکن نہیں پس اس جسم کا کرہ ماہتاب یا کرہ آفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے (حاشیہ) اس جگہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اگر جسم خاکی کا آسمان پر جانا محالات میں سے ہے تو پھر آنحضرت صلعم کا معراج اس جسم کے ساتھ کیونکر جائز ہوگا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔ بلکہ وہ نہایت اعلے درجہ کا لطیف تھا اور اس کے صفحہ ۱۴۶ میں ہے۔ پھر مسیح کے بارے میں بھی سوچنا چاہیے کہ کیا طبعی اور فلسفی لوگ اس خیال پر نہیں ہنسینگے۔ کہ جب کہ تیس چالیس ہزار فٹ تک زمین سے اوپر کی طرف جانا موت کا موجب ہے۔ تو حضرت مسیح اس جسم عنصری کے ساتھ آسمان تک کیونکر پہنچ گئے اس قسم کے اعتراض مرزا اور مرزائی مسیح

کے رفع جسمانی پر وارد کرتے ہیں۔ کہ وہ آسمان پر کہانا کہان سے کہاتے ہونگے۔ پانی کہاں سے پیتے ہونگے وعلیٰ ہذالقیاس۔ مگران اعتراضات کے وقت انکو یہ شرم نہیں آتی۔ کہ اس قسم کے اعتراضات فلسفیہ معجزہ شق القمر پر مرزا نے رسالہ سرمہ چشم آریہ میں آریہ وغیرہ مخالفین اسلام کی طرف سے نقل کر کے ان اعتراضات کو مرزا نے غلط و بی ایمانی اور بے حیائی قرار دیا ہوا ہے۔ اور انکے برخلاف امور ذیل کو ثابت کیا ہے (۱) عورتوں کا بلا مرد حامل ہو جانا۔ (۲) نر بکرے کا دودھ دینا (۳) مرد کے دودھ سے ایک بچہ کا پرورش پانا۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔ اور آپکے خلیفہ اول حکیم نوردین نے ایک کتاب جو انگریزی سے عربی میں ترجمہ ہوکر ولایت میں چھپی ہوئی۔ میرے پاس اپنے ایک شاگرد کے ہاتھ بھیجی تھی (جو اسکے کتب خانہ میں قادیان میں اب تک موجود ہوگی) جسمیں صاف لکھا ہے کہ ولایت میں ایک عورت ہسپتال میں لائی گئی (جس کے بدن میں مرد وعورت دونوں اعضا تناسل موجود تھے۔ اور وہ اپنے آپ سے حامل ہوئی۔ اور بچہ جنی۔ آیات قرآنیہ متعلقہ حیات مسیح ومعجزات کی تاویل وتحریف میں تو مرزا نے اپنی اسلاف معتزلہ وخوارج وجہمیہ وسرسید کی پیروی کی مگر رد وانکار احادیث صحیحہ متعلقہ آمد ثانی حضرت مسیح وامام مہدی میں وہ انکا پیرو اسلئے نہوا کہ اسکو خود حضرت مسیح موعود ومہدی مسعود بننا پیش نظر تھا۔ اگر وہ اپنے اسلاف کی طرح ان احادیث کو غیر صحیح وموضوع کہتا تو وہ مسیح ومہدی کیونکر بنتا۔ لہذا انکار حیات مسیح علیہ السلام وآمد امام مہدی کو صرف اسی اصول نیچری پر مبنی نہیں بنایا۔ بلکہ اسکے ساتھ محض کذب افترا سے کام لے کر آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ کو صحیح مان کر انکی تفسیر میں تحریف وملحدانہ تاویل سے کام لیا ہے۔ اور علمائے سلف وائمہ شریعت صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین پر بہتان اور افترا اور دروغ کا ارتکاب کرکے یہ دعوے کیا کہ قرآن سے بھی حضرت مسیح کو وفات یافتہ قرار دیا ہے۔ اور حدیث نبوی خصوصاً روایات امام بخاری نے بھی حضرت مسیح کو مردہ قرار دیا ہے۔ اور اسی پر صحابہ دیگر علمائے امت وائمہ شریعت کا اتفاق واجماع ہے۔ قرآن پر اسکا بہتان وافترا کرنا اشاعۃ السنۃ جلد ۱۴ میں بھی ثابت کیا گیا ہے جسکے جواب میں مرزا یا کسی مرزائی نے نہ قلم اٹھایا اور نہ کوئی آئندہ اٹھا سکتا ہے۔ اس مقام میں اسکے مزید تفصیل اور احادیث نبویہ خصوصاً احادیث صحیح بخاری پر بہتان وافترا کی توضیح بادلیل کی جاتی ہے۔ (باقی آئندہ)

عنقریب

تکفیر عقائد کفریہ قادیانی

حدیث از مطرب و مے گوز راز دہر کمتر جو
کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت ایں معمارا

نیچریوں۔ مرزائیوں۔ چکڑالیوں۔ ثنائیوں وغیرہ اہل بدعت والحاد و کفر و ارتداد کی تکفیر و تفسیق و تبدیع کے فتووں میں ہمیشہ سے ہمارا اس اصول پر عمل رہا ہے جو اس بیت سے مفہوم ہے (جس کو ہمنے اس مضمون کا ماٹو (زیب عنوان) بنایا ہے) کہ ان کے عقائد بدعیہ الحادیہ کفریہ پر حکم کفر یا بدعت لگایا جاوے کسی شخص یا اشخاص خاص کو (خصوصاً جو فوت ہو چکے ہوں اور ان کے خاتمہ کا حال معلوم نہوا ہو کہ کس عمل و عقیدہ پر ہوا (کما یروی عن الامام ابی حنیفۃؒ ولم یلعن یزیدًا بعد موتٍ) دائرہ اسلام یا اہلسنت سے خارج نہ کیا جاوے۔ مسلمان پیرا اہلسنت آگے ہی دنیا میں بمقابلہ اقوام غیر مسلم و فساق مخالفین سنت تھوڑے اور مٹھی بھر ہیں۔ ان کو اسلام یا اہلسنت سے نکالنے میں اسلام و مذہب اہل سنت کو کیا فائدہ پہنچتا ہے آن فتاوی سے ہمارا مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو مسلمان پیرا اہلسنت کہلاتے ہیں اور علوم قدیم اہل اسلام و اصول مذہب اہلسنت سے ناواقفی یا کم علمی کے سبب عقائد کفریہ و الحادیہ و بدعیہ اختیار کر چکے ہیں وہ ان عقائد سے تائب ہو کر پکے اور پورے سنی مسلمان بن جاویں۔ ہم یہ نہیں چاہتے اور نہ کوئی اور بھی خواہ اسلام و مذہب اہلسنت چاہتا ہوگا۔ کہ مثلاً ثناء اللہ جیسے چلتے پرزے اور بمقابلہ مخالفین اسلام جاہل مسلمانوں کیلئے کارآمد آلہ کو (گو وہ ہو کہ بازی و چالاکی دروغ گوئی سے کیوں نہ ہو۔) اور قادیانی پارٹی کے ان اشخاص کو جو لنڈن میں دعوت اسلام کر رہے ہیں اور بہت سے عیسائیوں کو اسلام میں داخل کر چکے ہیں۔ چنانچہ انگریزی اخباروں میں مشتہر ہوا ہے کہ اس سال لنڈن میں عید الفطر کی نماز میں چار سو مسلمان شریک تھے۔ جنمیں بہت سے عیسائیوں سے مسلمان شدہ ہونگے۔ کیونکہ ہندوستان قدیم مسلمانوں کی تعداد کبھی اس حد کو نہیں پہنچی کافر کہا جاوے اور دائرہ اسلام سے خارج کیا جاوے بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ باوجود ان کارناموں کے جو ان سے اصول اسلام و مذہب اہلسنت کا ناواقفی یا کم علمی کے سبب خلاف ہو رہا ہے وہ ان سے چھوٹ جاوے اور ان سے تدارک مافات عمل میں آوے

ہمارا یہ فتوے تکفیر و تبدیع ان لوگوں کے حق میں صاحب سرّ رسول اللہ حضرت حذیفہ بن الیمان صحابی کے آنحضرت صلعم سے اس سوال کی نظیر ہے جو کتب حدیث میں ان سے مروی ہے کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کی نسبت سوال کیا کرتے تھے۔ اور میں شرّ (فتنوں وغیرہ) کی بابت پوچھا کرتا تھا کہ کہیں مجھکو نہ آلگیں۔ حضرت حذیفہ انکو شرّ سے بچانے کیلئے وہ سوال کرنے سے ہم ان لوگوں کو کفر و الحاد و بدعت سے بچانے کیلئے ایسے فتوے شائع کرتے ہیں۔ نہ کافر بنانے کے لئے اور خدا تعالیٰ کو اسپر گواہ کرتے ہیں۔ وکفیٰ باللہ شہیدًا۔

> کان الناس یسئلون رسول اللہ صلعم عن الخیر وکنت اسألہ عن الشرّ مخافۃ ان یدرکنی الحدیث (بخاری ص ۱۰۴۹)

اس اصول و مقصود کو پیش نظر رکھکر عقائد کفریہ قادیانی سے بحث کیجاتی ہے۔ لعلہم یتقون او یحدث لہم ذکرٰی۔ مدّت ہوئی مدرسہ عربیہ دیوبند سے دو سوال ہمارے پاس بغرض استفتاء پہنچے تھے۔ جنکا جواب ہمنے دیدیا تھا جو اہل مدرسہ نے اپنے شائع کردیا ہوگا۔ اب ان سوالات کو نقل کرکے اصولی طور پر ان کا جواب دیا جاتا ہے اسکی خاص وجہ اور تازہ محرک یہ امر ہوا ہے کہ قادیانی کے نادان اتباع و جانشین اپنے دام افتادہ جاہلوں کو یہ کہکر بھکاتے ہیں کہ ابو سعید محمد حسین نے مرزا کی تکفیر سے رجوع کرلیا ہے اور اس افترا کا ماخذ و دلیل ہمارا وہ قول پیش کرتے ہیں جو عدالت مجسٹریٹ گوجرانوالہ میں ہمنے کہا تھا کہ ہم مرزائیوں کو مطلقاً کافر نہیں کہتے جیسا کہ چکڑالویوں کو کافر کہتے ہیں۔ ہمارے اس قول کو جس میں لفظ مطلقاً موجود ہے اور ان لوگوں نے یہ لفظ نقل کیا ہے ان ہی دنوں قادیانی اخبار "الفضل و پیغام صلح" وغیرہ میں دست آویز ٹھہراکر ان لوگوں نے اپنی ناواقفی و بے علمی پر اس سے ہمارا رجوع نکال لیا تھا اور ان ہی دنوں میں ہمنے سراج الاخبار میں لکھا یہ جواب دیدیا تھا کہ لفظ مطلقاً کہکر ہمنے یہ جتایا تھا کہ وہ لوگ بہر حال اور بلا تفصیل کافر نہیں۔ بلکہ جو لوگ عقائد کفریہ قادیانی کے معتقد ہیں وہ کافر ہیں اور جو لوگ ان عقائد کے معتقد نہیں اور مرزا کو غلطی سے صرف ایک بزرگ مستجاب الدعوات و پیر سمجھکر اسکی بیعت میں مبتلا ہوگئے ہیں وہ کافر نہیں ہیں۔ ان دنوں تو ہمارے جواب کو سنکر انکا منہ بند ہوگیا تھا۔ ان دنوں میں پھر قادیان سے ایک اشتہار نکلا ہے جسمیں ہمارے سے رجوع کا پھر دعوی کرکے اسی باسی کڑھی کو ابال دیا ہے۔ لہذا اسکے جواب و صلہ میں ہمکو یہ فتوی شائع کرنا پڑا اور مجبور ہوگیا کہ

باپ اور بیٹے کا مُباحثہ

(باپ کیطرف سے مناظرہ اور بیٹے کیطرف سے مغالطہ ومجادلہ)

ہمارا روحانی فرزند نام کا مولوی فاضل ثناء اللہ امرتسری عرصہ بارہ سال سے جب سے کہ وہ مذہب اہلحدیث چھوڑکر مکسڈ (مرکّب) مذہب مغزنّی* نیچری۔ مرزائی چکرالوی اختیار کرچکا ہے اپنے روحانی باپ (خاکسار) سے مباحثہ کا مدعی بنا رہتا ہے جس سے اُسکا مقصود صرف نام آوری وشہرت طلبی ہے کہ وہ اتنے پُرانے مشہور شخص سے (جسکو وہ لاٹ مولوی لکھا کرتا ہے) بھی مباحثہ کے لئے تیار ہے گو ہار ہی کیوں نہ جائے نامی پہلوان کا پچھاڑا ہوا بھی نصف انعام تو لے ہی لیتا ہے۔ خاکسار ہیچکا رنے بھی اِس خیال سے کہ وہ میرا فرزند ہے اُسکو ہدایت ہو اور نیز اِس خیال سے کہ ائمہ سلف سے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ وغیرہ اپنے تلامذہ سے مباحثے کرتے رہے ہیں چنانچہ کتب فقہ وتواریخ اِسپر شاہد ہیں۔ ہمیشہ اُسکے چیلنج (مباحثہ چاہنے) کو منظور کیا مگر وہ ایسا چالاک اور ہوشیار ہے کہ وہ شروط کے آڑمیں پناہ لیکر مباحثہ سے گریز کرجاتا ہے۔ منجملہ اُسکے شروط کے ایک شرط منصفی اشخاص خاص کی ہوتی ہے جو وقوع میں نہیں آتی۔ اِس شرط کو مان لینے پر بھی کسی نہ کسی عذر وبہانہ سے مباحثہ سے اُسکی جان چھوٹ جاتی ہے۔ اِن گریزوں کی تفصیل وقتاً فوقتاً رسالہ اشاعۃ السنۃ ودیگر اخباروں میں ہوتی رہی ہے۔ اور خاص کر جلد ۲۳ کے ابتدائی اوراق نہایت ۱۶ میں اور صفحات ۸۴ - ۱۲۳ - ۱۳۵ - ۱۳۹ - ۱۴۰ وغیرہ میں تازہ تمثیلات بھی موجود ہیں۔ ایک دفعہ خاکسار نے سراج الاخبار جہلم کے ضمیمہ ۱۳ ستمبر ۱۹۱۰ء میں بعنوان "وہ بھاگا"

* مولوی حافظ عبدالمنان صاحب محدث وزیرآباد حدیث میں خاکسار کے اقراری شاگرد ہیں۔ چنانچہ آپ کی تحریر سرورق جلد ۲۳ اشاعۃ السنۃ پر درج ہے۔ اور ثناء اللہ حافظ صاحب کا حدیث میں اقراری شاگرد ہونے سبب سے خاکسار اُسکا روحانی باپ (یعنی اُستاذ) اور ثناء اللہ روحانی فرزند (یعنی چیلا) کہتا ہے

+ انکی تفصیل اشاعۃ السنۃ جلد ۲۱ کے صفحہ ۵۴ - ۱۱۹ - ۱۲۴ - ۱۳۳ - ۱۳۵ وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔ ۱۲

ایک مضمون شائع کرایا تھا جسمیں اُس کے متعدد گریزوں کی تمثیلات منقول ہیں۔ عموماً مباحثات کے وقت ایک بڑا بھاری حربہ اور سنگین آلہ اُسکے ہاتھ میں کذب بیانی اور دھوکہ دہی ہوتی ہے ۔اور اُس کو تیز کرنے کے لئے مذاق ۔تمسخر ۔شعر بازی بھی وہ کام میں لاتا ہے۔ حق گوئی اور انصاف پژوہی اور تحقیق علمی تو اُسکا مقصد و مطمح نظر ہی نہیں ہوتا ۔جس شخص یا فرقہ اِسلامی یا غیر اِسلامی عیسائیوں ۔آریوں وغیرہ سے وہ مباحثہ کرتا ہے اُسکے مباحثہ میں وہ اِن ہی ہتھیاروں سے کام لیتا ہے بے علم اور جاہل مخاطب اسکے اپنی کم مائگی کیوجہ سے دب جاتے ہیں اور اُسکو مُفت میں شہرت فتحیابی کا موقعہ ملجاتا ہے ۔اور ہر طرف سے آؤ بھگت کرانے اور فلوس بٹورنے کا ذریعہ بنجاتا ہے ۔بیچارے بے علم و نادان مُسلمان جو مخالفین اِسلام سے ستائے جاتے ہیں یہ سمجھ کر کہ یہ شخص ہمارے مخالفوں اور ہمارے دین و مذہب پر ظالمانہ حملہ آوروں کو جسطرح ہو سکے دبالیتا ہے ۔بحکم حدیث الحرب خدعۃ اس کے غلط معنے سمجھکر اِسکی دھوکہ بازیوں* سے نفع اُٹھاتے ہیں ۔اور جو چال یہ چلے اُسکو غنیمت سمجھ کر اسی سے کام نکالتے ہیں ۔اور جا بجا اُسکو اپنی غرض کے لئے بُلاتے ہیں جس سے وہ دن بدن مغرور ہوتا جاتا ہے ۔اور "ہمچو من دگرے نیست" کا خام خیال اپنے دماغ میں جماکر اِس غرور کے نشہ میں سرشار ہوکر اپنے بزرگوں سے (اُنکو زبان و قلم سے بزرگ کہنے کے ساتھ) اور اپنے اُستادوں اور استانکے استادوں کے مقابلہ کے لئے بھی خم ٹھونک کر کھڑا ہو جاتا ہے ۔اور یہ نہیں سوچتا ؎

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن		کہ جاہا سپر باید انداختن

* مگر افسوس ہے کہ اِسکی یہ دھوکہ بازی آریوں کے مباحثہ جبلپور میں اسکے کام نہ آئی ۔ایک عربی جاننے والے جاہل آریہ کے مقابلہ میں جو صرف ایک جملہ قُل بلسان عربیۃ کہکر اپنا جہل ثابت کر چکا تھا سوائے ہنسی اُڑانے کے کوئی بات بن نہ آئی اور اتنی سیدھی بات بھی نہ کہی گئی کہ لسان تو عربی زبان میں مذکر ہے تم اسکی صفت مؤنث کیوں لائے ہو اور قل اپنے مفعول یعنے مقولہ کو چاہتا ہی بجائے اسکے تم تکلم کیوں نہ لائے جو مفعول سے مستغنی ہے ۔اور تو اور اکثر لکھشمیدت کے گیارہ سوالوں کا جواب کچھ نہ دیا اور یہ کہکر کہ بحکم فن مناظرہ انکو سوال کا حق نہیں ہے لاجواب ہونے کا الزام اُٹھایا اِسکی تفصیل ہم اُس رویو میں کرینگے جو عنقریب اِس مباحثہ کے بعد قلم میں لاوینگے انشاء اللہ تعالیٰ ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اور نہ یہ خیال کرتا ہے کہ اَوروں سے تو بازی ہوئی بابا سے بھی بازی ہار اس غرور کے نشہ میں اپنے اخبار ۲۹ جنوری ۱۹۱۵ء میں اپنے مسلّم وبلا واسطہ اُستاذ مولوی احمداللہ امرتسری اور اُستاذ الاستاذ خاکسار اور دیگر علماء وقت کو جو درسی علوم میں اور دینی معلومات میں اُس سے بڑھکر ہیں ان کو بے علم آریہ یا عیسائیوں یا شیعوں کے مانند دب جانے والے سمجھ کر چیلنج دیدیا ہے کہ آؤ مجھ سے میرے داخل یا خارج از فرقہ اہلحدیث ہونے پر مباحثہ کر لو۔ اور دو عالموں اور تیسرے جج مرزا ظفراللہ خانصاحب کو منصف مان لو اِس چیلنج کا خلاصہ بیان کر دینے کے بعد تفصیل و نقل عبارت چیلنج کی ضرورت نہ تھی مگر اسمیں اسکی خاص ایک دروغ گوئی ظاہر کرنے اور اِس مضمون کے شروع میں اُسکی دروغ گوئیوں کی بانگی اور نمونہ دکھانے اور بوہنی کرانے کی غرض سے کسیقدر عبارت چیلنج نقل کرنی مناسب نظر آئی ہے۔ اِس دروغگوئی اور اسکی نظائر کو پڑھکر ہمکو وہ لوگ جو اُسکو شیر پنجاب کہا کرتے ہیں انصاف کو کام میں لاکر بتا دیں کہ جھوٹ بولنے والا بھی شیر کہلا سکتا ہے۔ اور شیر بھی گیدڑ کے مانند جھوٹ سے کام لیا کرتا ہے آپ لکھتے ہیں :۔

چیلنج	آج عرصہ بارہ[۱۲] سال کا ہوا ہے کہ خاندان غزنویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا

* اِس مقام پر ایک حکایت گیدڑ کی جو بطور حکایت مثل مشہور ہے (اور اِس قسم کی حکایات مثنوی وغیرہ میں اکثر منقول ہیں) کہ گیدڑ نے کہیں سے ایک دَبی کاغذ کا ورقہ اُٹھالیا اور یہ دعویٰ کیا کہ بادشاہ کیطرف سے مجھے سرداری یا جمعداری کا یہ پروانہ ملگیا ہے۔ اور ایک ڈنڈا بھی کہیں سے لیکر کمر سے باندھ لیا۔ چند بے سمجھ گیدڑ اسکے تابع اور ساتھ ہوئے۔ اور آپ تزک و احتشام سے جھومتے ہوئے سیر کو نکلے۔ تو شکاری اپنے جوارح لیکر آپہنچے۔ اُن کو دیکھ کر گیدڑ سب کے سب بھاگ کر اپنے بلوں سوراخوں میں جا گھسے۔ آپ کی کمر میں جو جمعداریکا ڈنڈا تھا وہ بِل میں گھسنے نہ دیتا تھا۔ گیدڑ پکارتے کہ جلد گھس آؤ تو آپ فرماتے ہیں میں گھسنا تو چاہتا ہوں مگر یہ ڈنڈا جمعداریکا گھسنے نہیں دیتا۔ وہ کہتے ان کو پروا نہ تو دِکھا تو آپ فرماتے کہ یہ سب کے سب اَن پڑھ ہیں۔ یہ کہکر آپ شکار ہو گئے۔ یہی حال اِس شیر پنجاب کا ہے۔ جھوٹ بول بول کر یہ جمعداریکا مُقتدیٰ بنا ہوا ہے۔ جب اِسپر اعتراضوں کی بوچھاڑ ہوتی ہے تو اُسکو جائے پناہ نہیں ملتی اور اہل انصاف کی نظر میں وہ ہلاک ہو جاتا ہے بحکم آیت لیھلک من ھلک عن بینۃ اور حدیث الصدق ینجی والکذب یھلک ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ۱۲

اور اُن کے ہمراہ مولوی بٹالوی وغیرہ نے میرے ساتھ مخالفت اُٹھائی جسکے متعلق فریقین سے متعدد تحریرات شائع ہوئیں یہانتک کہ علماء آرہ نے بحیثیت منصف فیصلہ کیا مگر فریق ثانی پر اسکا کوئی اثر نہ ہوا"۔

مقام حیرت ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولانا احمد اللہ صاحب امرتسری نے علماء آرہ کو اپنا منصف منظور کیا تاہم اُنکے فیصلے کو منظور نہ کیا اور برابر برسرِ جنگ رہے۔ اِس میں اسکا یہ کہنا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری نے علماء آرہ کو اپنا منصف مقرر ہونا منظور کیا تھا ایسا کذب ہے کہ اسکے کذب ہونے پر خود اُسکا اپنا کلام شاہد ناطق ہے۔ اُسنے فیصلہ آرہ کو اپنے مطبع میں خود چھاپا ہے۔ اور اُسکے صفحہ ۱۱ و ۱۲ میں اپنے ثانی اثنین واعظ رحیم آبادی سے جو اِس فیصلہ کا راقم ہے بالفاظ ذیل نقل کیا ہے:-

"جلسہ مذاکرہ علمیہ آرہ واقعہ ۱۳۱۲ھ ہجری میں یہ رائے قرار پائی کہ اِس قضیہ کا محاکمہ کیا جائے۔ بمشورہ اکابر علماء تین حضرات اِس کام کے لئے چُنے گئے۔ (۱) حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری۔ (۲) مولوی شمس الحق صاحب۔ (۳) شاہ عین الحق صاحب۔ چنانچہ معاہدہ کے طور پر ایک مضمون لکھا گیا۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے اسپر دستخط کئے۔ چونکہ جانبین کی منظوری کو اسمیں دخل ہے۔ اِسلئے اِس معاہدہ کی منظوری کی تحریک دوسرے فریق سے بھی کی گئی۔ اُسطرف کے اعیان مولوی محمد عبدالجبار صاحب امرتسری مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی۔ مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری کو لکھا گیا۔ تینوں حضرات میں سے صرف مولوی احمد اللہ صاحب نے اپنی منظوری صاف صاف لکھی۔ اور اِس فساد کے دُور ہونے کی مزید تناظاہر کی۔ اور تحریک فرمائی۔ مگر دو حضرات نے منظور نہیں کیا۔ الراقم محمد عبدالعزیز مہتمم مدرسہ احمدیہ آرہ۔

اِسمیں صاف تصریح ہے کہ دو حضرات (یعنی خاکسار اور مولوی عبدالجبار صاحب) نے منصف کو منظور نہیں کیا۔ کیوں صاحبو! شیر پنجاب کے معتقدو اور حامیو! اِس عبارت راقم فیصلہ آرہ کو پڑھ کر اب بھی شیرِ پنجاب کو کاذب گیدڑ نہ کہوگے۔ اِس

ایک کذب ہے آپ لوگوں کی تسلّی نہ ہو اور اُسکو کاذب گیدڑ کہنے کی آپ سے جرأت نہ ہو سکے تو ایک اَور تازہ کذب اِس گیدڑ کاذب کا اُسکے اخبار سے نقل کیا جاتا ہے۔ اپنے اخبار میں اُسنے اپنے بوڑھے باپ پر یہ افترا کیا ہے کہ اُسنے مسائل دینی میں کسی کو منصف ماننے والے کو گدھا قرار دیا ہے۔ اور پھر وہ خود ہی منصفی کو بارہا تسلیم کیا ہے۔ پھر کہا ہے اِس سے جو نتیجہ نکلتا ہے اگر گویم زبان سوزد۔ اِس بیان شیر پنجاب یا گیدڑ کاذب کے محض کذب اور سفید جھوٹ ہونے پر اسکے باپ کا قول شاہد ہے۔ جو جلد ۱۲ اشاعۃ السنّۃ کے صفحہ ۱۲۴ میں مولوی اللہ دتا مرحوم کے خط میں منقول ہے لکھتے ہیں۔ "اور جو مولوی ابوسعید صاحب منصف کرنے سے انکار کرتے ہیں اور اسکو گدھا پن قرار دیتے ہیں۔ تو اس کی وجہ وہ بیان کرتے ہیں کہ منصفی غیر کی اس حالت میں منظور کرنا مناسب ہے جب دو شخصوں متنازعین کا آپسمیں فیصلہ نہ ہو سکے اور ایک شخص اپنی بات کو خود نافذ نہ کرے یا اسکو کسی مصلحت سے نافذ نہ کرنا چاہئے۔ اور اِس نافذ کرنے میں اپنے اوپر کسی کیطرف سے الزام بے انصافی کا خوف رکھتا ہو۔ یا اسکو اپنی رائے میں کچھ اشتباہ ہو۔ اور جس حالت میں ایک شخص اپنی رائے کو قطعاً صحیح سمجھتا ہو اور اُسکو نافذ کرنے کا کامل اختیار رکھتا ہو اور اِسمیں اُسکو کسی کے الزام کا خوف نہ ہو تو پھر اُسکو اپنی رائے پر رکھنے اور نافذ کرنے کے لئے کسی دوسرے کو حاکم بنانا اپنی خداداد آزادی کو تلف کرکے دوسرے کے آگے گدھا بننا ہے کہ جہاں چاہے اُسکو لیجائے"۔ اِس عبارت میں صاف تصریح کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ منصفی غیر کی تسلیم کر لینا بعض حالات میں گدھا پن ہے۔ اور ان حالات کے موجود نہ ہونے کے وقت مناسب ہے۔ پھر اپنے باپ پر افترا کرنا کہ اُس نے بہر حال اور مطلقاً منصفی غیر کو گدھا پن کہا ہے اِس جھوٹے گیدڑ کا سا افترا نہیں تو اور کیا ہے اور کیا اسکا مرتکب شیر کہلا سکتا ہے۔ اِس چیلنج کا جو جواب اُسکو دیا گیا اُسکو اُسنے اپنے اخبار کذب بار ۲۶ فروری ۱۳ء میں چھاپ دیا جو ملاحظہ ناظرین کے لائق ہے کہ کس دلیری سے اسکے چیلنج کو صرف مرزا صاحب کی منصفی پر منظور کیا گیا ہے۔ اسکے جواب میں اُسنے کچھ ہاتھ پیر مارے تھے کہ پہلے منصف سے استمزاج کر لینا چاہئے اور فلاں مضمون کا خط

مشترک منصف صاحب کے نام روانہ کرنا چاہیئے تاکہ کسی طرح اِس مباحثہ میں بہ سبب اختلاف مضمون خط یا منصف صاحب کی نامنظوری منصفی کے سبب التوا ہو جائے - اور منصف صاحب نے بھی اپنے عالم نہ ہونے کیوجہ سے عذر کیا - مگر خاکسار نے اُن کو یہ لکھ کر کہ ثنا ءاللہ کا اہلحدیث نہ ہونا اُردو زبان میں اُسکے اعترافات سے ثابت کرونگا جسکے سمجھنے کے لئے عالم ہونے کی ضرورت نہ ہوگی مرزا صاحب کو منصفی پر راضی کر لیا اور خدا خدا کر کے مباحثہ شروع ہوگیا - اور حسب قرارداد فریقین پہلے خاکسار نے پرچہ اوّل میں اہلحدیث کی تعریف حسب ذیل لکھی :-

تعریف اہلحدیث

اہلحدیث وہ ہے جو اصول مذہب اہلحدیث کا قائل ہو - اور اعتقاداً و عملاً بطور التزام اُن کا خلاف نہ کرے (صرف لزوم پر حکم خلاف لگایا نہیں جاتا) جیسے مسلم یا اہلِ اسلام وہ ہے جو اصول دین اِسلام کا قائل ہو اور عملاً و اعتقاداً بطور التزام اُن کا خلاف نہ کرے - اور یہودی وہ ہے جو اصول یہودیت کا قائل ہو - اور عیسائی وہ ہے جو اصول مذہب عیسوی کا قائل ہو - اور سُنّی وہ ہے جو اصول اہلسنّت کا قائل ہو - اور معتزلی وہ ہے جو اصول مذہب اعتزال کا قائل ہو - اور خارجی وہ ہے جو اصول مذہب خوارج کا قائل ہو - اور نیچری وہ ہے جو اصول مذہب نیچری کا قائل ہو - اور ان اصول کا بطور التزام خلاف نہ کرے وعلی ہذا القیاس - یہ تعریف ایسی یونی ورسل (تمام دُنیا کی مسلّم و مستعمل) ہے کہ ثنائی پارٹی کے اعلیٰ رکن بھی اسکو مان چکے ہیں - اگر ثنا ءاللہ یا کوئی ثنائی انکار کریگا تو مَیں اُنکی عبارات پیش کرونگا - انشاءاللہ تعالیٰ -

ابو سعید محمد حسین بٹالوی - مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۱۵ء

یہ تعریف جیسی کہ عقلائے جہان کے استعمال میں آئی ہے اور اُن کے نزدیک صحیح و مسلم ہے - اور اسی وجہ سے اس کو یونی ورسل کہا گیا ہے - اِسی طرح سیّد العقلاء امام الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استعمال میں بھی آچکی ہے - آپ مسلمان کی تعریف میں فرماتے ہیں

المسلم من سلم المسلمون من لسانہ	کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے

ویدع والمهاجر من ما نهی الله عنه هذا لفظ البخاری (مشکوۃ صفحہ ۴)
من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا و اکل ذبیحتنا فذلك المسلم الذی له ذمة الله وذمة رسوله فلا تخفروا الله فی ذمته رواہ البخاری (مشکوۃ صفحہ ۲)

مُسلمان بچے رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ممنوعات خدا سے ہجرت کرے۔
اس تعریف میں مُسلمان اور مہاجر معرّف ہیں اور تعریف میں مُسلمان اور مہاجر کا مادہ اسلام وہجرت استعمال میں آیا ہے۔ اور آپنے فرمایا ہے کہ جو شخص ہم مسلمانوں کی سی نماز پڑھے۔ اور ہم مُسلمانوں کے قبلہ کیطرف استقبال کرے اور ہم مُسلمانوں کا ذبیحہ کھاوے وہ مُسلمان ہے جو خدا تعالیٰ اور اُس کے رسُول کے ذمہ و پناہ میں آگیا + اِس تعریف میں مُسلمان معرّف ہے اور تعریف میں بھی مُسلمان کا لفظ یا اُسکے معنے ومصداق وارد ہے۔

اِس قسم کی بیسیوں احادیث ہیں جنمیں اِسلام ومُسلمانوں کی تعریف میں معرّف کا لفظ یا مادّہ مستعمل ہوا ہے۔ جنمیں معرّف پر ایک لفظ باصطلاح شرعی ولحاظ معنے شرعی بولا گیا ہے اور تعریف میں وہی لفظ بلحاظ معنی لغوی وعرفی بمراد اسکے مصداق کے بولا گیا ہے۔ اور اِن تعریفوں کو کوئی مسلمان جو عقل اور علوم عقلی سے تعلّق رکھتا ہے دَوری نہیں کہہ سکتا۔ اِسی قسم کا تغائر شرعی ولغوی وعرفی ومصداق کا اس لفظ اہلحدیث میں ہے جو ہمارے بیان کردہ تعریف اور معرّف میں پایا جاتا ہے۔ ثناء اللہ کو کچھ بحث وانصاف سے غرض ہوتی تو بلا چون وچرا اِس تعریف کو صحیح تسلیم کرکے اصل بحث کیطرف خاکسار کو متوجہ ہونے دیتا۔ مگر چونکہ اُسکو بحث سے فرار منظور ہے لہذا اُسنے اِس تعریف کو دَوری بناکر اپنی منطق بھگارنا اور اِس بحث کو منطق کیطرف لیجانا شروع کردیا۔ اور ہمارے پرچہ اوّل کے جواب میں یہ پرچہ لکھکر ارسال کیا:۔

جواب نمبر اوّل

جناب مولوی صاحب بٹالوی نے پرچہ نمبر اوّل میں جو اہلحدیث کی تعریف کی ہے یہ تعریف نہیں ہے بلکہ تعریف کی توہین ہے کیونکہ اسمیں دور ہے تعریف میں بعینہ

معرّف مذکور ہے۔ جیسے کوئی قانونی اصطلاحات کی تعریف میں کہے ملزم وہ ہے جو ملزم کا کام کرے۔ مجرم وہ ہے جو مجرم کا کام کرے۔ جسطرح یہ تعریف اہل علم کے نزدیک غلط ہے اسیطرح مولوی صاحب بٹالوی کی تعریف بھی غلط ہے۔ کیونکہ معرف (اہلحدیث) کا لفظ بعینہ تعریف میں لایا گیا ہے۔ مُدّعی کا فرض ہے کہ تعریف صحیح کرے۔

خادم ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری۔ مورخہ ۱۱ مئی ۱۵ء

اِس پرچہ جواب اوّل میں جو اُسنے تعریف مجرم وملزم کو بیان کرکے اُسکو غیر صحیح کہا ہے اور ہماری تعریف اہلحدیث کو اُسکی نظیر ٹھیرایا اسمیں بھی کذب ومغالطہ سے کام لیا ہے جُرم والزام کے معنی لغوی سب کو معلوم ہیں کہ جُرم لُغت میں چوری۔ بدکاری وغیرہ افعال قبیحہ کو کہتے ہیں۔ اور الزام لُغت میں وہ جُرم ہے جو کسی پر تھوپا جائے۔ اِن لفظوں کے معنے اصطلاحی قانونی کوئی بیان کرنا چاہے تو وہ یہی الفاظ بیان کرسکتا ہے، جو ثناء اللہ نے بیان کئے ہیں اور یہ صحیح وبالکل صحیح ہیں ان کو غلط کہنا ثناء اللہ کی غلطی ہے جسکو منصف صاحب نے نہ سمجھا اور پرچہ اوّل میرے پاس بھیجدیا۔ کوئی قانون میں ماہر ہوتا تو وہ پرچہ ثناء اللہ کو واپس دیتا۔

خاکسار نے اِس پرچہ اوّل ثناء اللہ کے جواب میں یہ پرچہ لکھ کر منصف صاحب کے پاس بھیجدیا جو ذیل میں منقول ہے:۔

جواب الجواب نمبر ۱

یہ تعریف دُوری نہیں بلکہ اسکو دوری کہنا نافہمی وغلطی ہے ؎

وکم من عائب قولاً صحیحا	وآفتہ من الفہم السقیم

دوری تب ہوتی جبکہ تعریف میں لفظ اہلحدیث کے معنی سمجھنا مقصود ہوتا جیسا کہ تعریف سے معنے اہلحدیث کا سمجھنا وسمجھانا مقصود ہے۔ جس سے توقف الشئی علیٰ نفسہ لازم آتا ہے جو دور کی حقیقت ہے۔ یہاں لفظ اصول اہلحدیث بولا گیا جس سے مقصود اصول کا سمجھنا ہے جو مضاف ہے نہ اہلحدیث کا جو مضاف الیہ ہے اور خارج از مقصود ہے۔ اور اصول مفہوم ومسلّم فریقین ہے۔ چنانچہ فریق ثانی کے مؤلّف رسالہ

رسالہ "مذہب اہلحدیث" کے صفحہ ۲۹ سطر ۱۵ میں لکھا ہے کہ "اہلحدیث کا مذہب ہے کہ دین کے اصول چار ہیں۔ قرآن۔ حدیث۔ اجماع امت۔ قیاس مجتہد" اور میں نے بھی اصول خمسہ مذہب اہلحدیث فریق ثانی کے سامنے پیش کئے ہوئے ہیں جو ان ہی چار کی تفصیل ہیں ؎

اصل دین آمد مسلمان را قرآن	پس حدیث سرور پیغمبران
بعد ازان اجماع اہل اجتہاد	از صحابہ سید خیر العباد
پس ازان اجماع جملہ تابعین	رحمۃ اللہ علیہم اجمعین
پستر اقوال خلافیہ ہمان	شد مقدم بر مقال دیگران

اب بھی فریق ثانی کو میری تعریف کا دوری نہ ہونا سمجھ میں نہ آوے تو میں اس تعریف کے الفاظ کو بدل دیتا ہوں اور الفاظ سے تعریف سابق کو بیان کرتا ہوں کہ اہلحدیث وہ ہے جو قرآن وحدیث واجماع وغیرہ کو مانے۔ اور عملاً واعتقاداً انکا خلاف نہ کرے ؎ ابو سعید محمد حسین - ۱۵ مئی ۱۹۱۵ء

میرے دستخطی مسودہ جواب الجواب میں فقرہ "جیسا کہ تعریف سے معنے اہلحدیث کا سمجھنا سمجھانا مقصود ہوتا ہے لفظ "سے" مرقوم ہے۔ ثناء اللہ نے بجائے لفظ "سے" کے لفظ "میں" اخبار ۱۰ جون ۱۹۱۵ء میں چھپایا ہے معلوم نہیں کہ یہ ہمارے کاتب ناقل پرچہ کی غلطی ہے یا ثناء اللہ کا تصرف ہے۔ بہرحال صحیح لفظ "سے" سمجھنا چاہئے۔ اور اس فقرہ کے معنے یہ ہیں کہ تعریف سے مقصود یہ ہے کہ لفظ اہلحدیث جو معرف ہے اسکے معنے سمجھ میں آجاویں اور یہ مقصود اس لفظ اہلحدیث کے بولنے سے نہیں ہے جو تعریف میں بولا گیا ہے اس لفظ اہلحدیث سے جو تعریف میں ہے صرف اسکا مصداق مراد ہے زید۔ عمرو بکر وغیرہ۔ ثناء اللہ نے اس فقرہ میں لفظ "میں" از خود ملایا ہے تو اوروں پر اس فقرہ کا مطلب مشتبہ کیا ہے۔ اور اگر ہمارے کاتب کی غلطی ہے تو خود اسپر مطلب مشتبہ ہو گیا ہے لہذا اس فقرہ کا مطلب ہم کو جواب الجواب میں اس تفصیل سے کھولنا پڑا جو آگے آتی ہے۔ بالجملہ ثناء اللہ نے ہمارے جواب الجواب کو نہیں سمجھا۔ مگر اسکا جواب یہ دیدیا جو ذیل میں منقول ہے۔ اور وہ اس مثل کا مصداق ہے کہ تمہارے سوال

تو میں سمجھا نہیں مگر جواب اسکے دو دیتا ہوں۔ سبحان اللہ کیا علم ہے اور کیا شیر بہادری ہے

ثناء اللہ کا جواب نمبر ۲

مولوی صاحب بٹالوی نے اپنی تعریف سے الزام دور اٹھانے کی جو کوشش کی ہے وہ مزید الزام کی موجب ہے۔ آپ فرماتے ہیں تعریف میں اصولِ مذہب داخل ہیں اہلحدیث داخل نہیں۔ بہت خوب پس معنی یہ ہوئے کہ اہلحدیث وہ ہے جو اصول مذہب کا پابند ہو۔ یہ تعریف ایسی وسیع ہے کہ مسلمانوں کے کل فرقوں پر صادق آتی ہے۔ حنفی بھی اصولِ مذہب کے پابند ہیں۔ شافعی بھی۔ مالکی اور حنبلی بھی۔ معتزلہ۔ نیچری۔ مرزائی۔ شیعہ وغیرہ سب بلکہ غیر مسلم پر بھی صادق آتی ہے۔ مثلاً آریہ۔ ہندو۔ سکھ۔ عیسائی وغیرہ ہر ایک اصول مذہب کا پابند ہے۔ کیا خوب مثال مشہور صادق آئی فرمن المطر و قام تحت المیزاب۔ اگر فرمائیں کہ یہ لوگ اصول مذہب کے پابند ہیں مگر اصول مذہب اہلحدیث کے پابند نہیں تو جواب یہ ہے کہ اہلحدیث تو بقول آپ کے تعریف سے خارج ہی پھر تعریف میں اسکا دخل ہی کیا۔ اگر دخل ہے تو معلوم ہوا کہ اسکے سمجھنے پر تعریف کا سمجھنا موقوف ہے اور یہی دور ہے۔ لزم ما الزم۔ مولوی صاحب نے کمال دور اندیشی سے تعریف کو یوں بدلا ہے کہ اہلحدیث وہ ہے جو قرآن و حدیث۔ اجماع اور قیاس وغیرہ اصول خمسہ کا پابند ہے۔ یہ تعریف بھی نہ جامع ہے نہ مانع۔ جامع تو اسلئے نہیں کہ بہت سے اہلحدیث ایسے ہیں جو اجماع کے قائل نہیں بلکہ قیاس کے بھی نہیں جیسے امام احمد بن حنبل۔ امام داؤدؒ۔ ظاہری متبع آتباع امام شوکانی۔ نواب صدیق حسن خانؒ اور مولانا محمد حسین بٹالوی جو لکھتے ہیں میں نے حسامی سے بزدوی تک اکثر کتب اصول فقہ مصنفہ سلف و خلف کو دیکھا پر کسی میں کوئی دلیل صحیح صریح مشروعیت قیاس پر نہ پائی (ضمیمہ سفیر ہند ۸ جون ۱۸۸۶ء صفحہ ۶ کالم ۲ مرقومہ مولانا بٹالوی) اور مانع اسلئے نہیں کہ یہ تعریف حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی وغیرہ پر بھی صادق آتی ہے۔ کیونکہ یہ لوگ بھی ان اصول کے قائل ہیں۔ جس پر لازم آتا ہے کہ مولانا بٹالوی کے نزدیک وہ بھی اہلحدیث ہیں پھر اہلحدیث کوئی مستقل فرقہ نہ ہوا فافہم۔ میری کتاب کا حوالہ دینا مولانا کو کسی طرح مفید نہیں

کیونکہ تعریف کا صحیح بیان کرنا اُن کا فرض منصبی ہے۔ اِسلئے اُن کو یہ بتلانا چاہیئے کہ یہ تعریف بذاتہ صحیح ہے اور اسکی صحت کی دلیل کیا ہے۔ فریق ثانی کا قول محض الزام ہے دلیل نہیں۔ علاوہ اِسکے مندرجہ ذیل امور قابل غور ہیں :-

(ا) مولانا بٹالوی کی تعریف میں اصول خمسہ داخل ہیں۔ حالانکہ میری کتاب میں اصول خمسہ کا ذکر بھی نہیں۔

(ب) ہر ایک فرقہ میں بعض باتیں بوجہ شہرت کے تسلیم ہوتی ہیں مگر عند التحقیق اُنکا درجہ وہ نہیں رہتا بلکہ محققین اُن سے منکر ہوکر بھی اس فرقہ میں داخل سمجھے جاتے ہیں مثال کے لئے اصول حنفیہ میں سے ایک اصول یہ ہے کہ عام اپنی افراد کو قطعی شمول رکھتا ہے۔ شافعیہ کہتے ہیں قطعی نہیں بلکہ ظنّی ہے۔ بعض متاخرین حنفیہ عند التحقیق ظنی کہہ کر شافعیہ سے متفق ہوگئے (تلویح ملاحظہ ہو)۔ باوجود اِسکے دونوں حنفی گروہ میں داخل ہیں۔ کیونکہ حنفی کی تعریف میں عام کا قطعی یا ظنی کہنا داخل ماہیت نہیں۔

ٹھیک اسیطرح اہلحدیث کی تعریف میں اجماع اور قیاس کے ماننے میں اختلاف ہے۔ مشہور طور پر اُسکو تسلیم کیا جاتا ہے مگر عند التحقیق ان سے انکار ہوسکتا ہے۔ چنانچہ میں نے رسالہ مذہب اہلحدیث میں دونوں قولوں کا ذکر کیا ہے۔ پہلے مشہور قول لیا ہے جسکو مولانا سند لائے ہیں۔ آگے چلکر محقق قول بھی لکھا ہے وہ عبارت رسالہ مذکورہ کی طبع پنجم کے صفحہ ۴۴ پر زیر خط ہے۔ جسکا شروع اسطرح ہے۔ چونکہ اصل اطاعت وتابعداری خدا نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الخ اس قول کی مزید محققانہ تشریح میں نے رسالہ اجتہاد وتقلید میں کردی بلکہ مولانا کے پیش کردہ اصول خمسہ کی کافی چھان بین ہوکر کے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کرکے دکھایا جسکا ایک نسخہ ارسال خدمت ہے۔ صفحہ ۶۱ طبع دوم سے خصوصاً ملاحظہ ہو۔ خطرہ ہونا چاہیئے تھا کہ مولانا بٹالوی ہمارے اِس رسالہ کے مخالف ہونگے۔ مگر اس رسالہ پر جہاں اور بہت سے اہلحدیث نے تقریظات لکھیں۔ آپنے بھی اپنی معمولی وسیع ظرفی سے ایک کارڈ کے ذریعہ مژدہ سُنایا جسکے الفاظ یہ ہیں (مجھے اُمید ہے اِن الفاظ کو دیکھ کر منصف صاحب

کو مزید سوال و جواب پوچھنے کیضرورت ہی نہ پڑیگی) مولانا فرماتے ہیں :-
رُسالہ اجتہاد و تقلید نے آپ کو اعتقادی اہلحدیث بنا دیا ہے - لہذا اب اجنبیت و منافرت دور کر کے تعاون و تناصر اختیار کرنا چاہیئے - از بٹالہ ۲۰ر نومبر ۱۹۱۲ء +
اُنہی دنوں میں آپنے ایک خط حکیم عبدالحق امرتسری کو لکھا - اُسمیں ایک فقرہ یہ بھی تھا:-
"مولوی ثناء اللہ نے اعتقاد اہلحدیث کو رسالہ اجتہاد و تقلید میں مان لیا ہے" - اِسی رسالہ اجتہاد و تقلید کی بابت مولانا نے اپنے رسالہ میں یوں ریویو کیا ہے - "یہ مولوی ثناء اللہ صاحب بہادر کا آخری کلام ہے - جس مُنہ سے یہ الفاظ نکلے ہیں اُس منہ کو کھانڈ سے بھر دینے اور جس قلم سے یہ الفاظ لکھے گئے ہیں اُسکو چُوم لینے کو دل چاہتا ہے -
اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ صفحہ ۷۶ - مولانا کیوں ایسا نہ لکھتے جبکہ خود اُن کی تحریرات میں مِلتا ہے کہ جو لوگ بلا تقلید فقہا قرآن و حدیث پر عمل کرتے ہیں وہ اہلحدیث کہلاتے ہیں - اشاعۃ السنۃ جلد ۸ صفحہ ۲۹۶ -

باوجود اِن تصریحات اور باوجود اظہار محبت و رفع غیریت و منافرت کے اور باوجود خواہش تعاون و تناصر کے جھگڑا کیا - بلکہ یہ ہونا چاہیئے تھا کہ ہم دونوں یہ شعر پڑھتے ؎

جذبۂ عشق بخدیست میانِ من و تو	کہ رقیب آمد و نشناخت نشانِ من و تو

مختصر یہ ہے کہ مولانا بٹالوی کی تعریف صحیح نہیں نہ اِسپر کوئی دلیل ہے - مولانا کا فرض ہے کہ تعریف ائمہ اہلحدیث سے نقل کریں اور اُسپر دلیل دیں - میرے بیانات پر مدار ہے تو فیصلہ آسان ہے بلکہ ہو چکا ہے - واللہ اعلم -

ثناء اللہ بقلم خود - ۲۰ر مئی ۱۵ء -

اِس پرچہ جواب ۲ میں بھی ثناء اللہ نے وہی نافہمی و جہالت اختیار کی جو پرچہ جواب اوّل میں کی تھی - علاوہ براں دروغ گوئی و دھوکہ دہی سیر ہو کر خرچ کی ہے - اسکا منصب تو صرف ہماری تعریف پر سوال کرنا اور ہمارے دلائل کا جو ہم پیش کرتے جواب دینا تھا - چنانچہ اخبار ۲۹ر جنوری میں وہ کہہ چکا تھا مگر وہ اپنے منصب سے بڑھ کر

مدعی ہو بیٹھا ہے اور اپنے اہلحدیث ہونے کے الزامی دلائل ہمارے کلام وتصانیف سے چھانٹ کر خود مستدل بن بیٹھا ہے لہذا ہمکو بھی انکا جواب دینا پڑا اور بحث اور طرف چل پڑی اور طویل ہوگئی - اِس جواب اور بحث کو منصف صاحب کا بذاتِ خود سمجھنا ممکن نہ تھا لہذا منصف صاحب کی خدمت میں ہم نے درخواست کی کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپکے پاس پہنچکر اپنا جواب آپ کو سنا دوں اور سمجھا دوں اُسپر آپ جو چاہیں فیصلہ لکھ دیں۔ میری طرف سے یہ آخری جواب ہے - اور یہ بھی میں نے عرض کیا کہ چاہیں تو فریق ثانی کو بھی بُلا لیں - منصف صاحب نے عدم فرصتی اور عذر ارادہ سفر سے مجھے حاضر ہونے کی اجازت نہ دی تو میں نے یہ درخواست کی کہ آپ میرے جواب کو سمجھنے میں عباد لہ ثلاثہ (مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی - حافظ عبداللہ صاحب مولوی فاضل امرتسری مدرس مدرسہ اہلحدیث روپڑ - حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری) سے مدد لیکر فیصلہ لکھیں - اسکو بھی منصف صاحب نے منظور نہ کیا - اِس اثنا میں ثناء اللہ نے پہلی گفتگو کو منصف صاحب سے اجازت لینے کے بغیر اپنے اخبار ۱۸ جولائی میں چھاپ دیا - تو میں نے اس کی شکایت منصف صاحب کیخدمت میں پیش کر کے اُن سے یہ درخواست کی کہ آپ ثناء اللہ سے یہ وعدہ تحریری لیکر میرے پاس بھیجدیں کہ وہ میرے جواب الجواب ۲ کو بلاکم وکاست اپنے اخبار میں چھاپ دیگا تب میں اپنا جواب الجواب آپکی خدمت میں بھیجدونگا - اِس درخواست کو بھی منصف صاحب نے منظور نہ کیا بلکہ اسکے برخلاف و برعکس اُسکو یہ حکم لکھ کر بھیجدیا کہ آیندہ کوئی سوال وجواب تا ختم ہوجانے بحث کے وہ اخبار میں نہ چھاپے - اِس سے مجھے منصف صاحب کے نسبت رعایت فریق ثانی کا خیال پیدا ہوا تو میں نے اِس رنج میں سکوت محض اختیار کیا - پھر جب ثناء اللہ نے اپنے اخبار مطبوعہ ۱۶ جولائی میں یہ چھاپ دیا کہ میرے جواب نمبر ۲ کا جواب اب تک نہیں آیا باوجودیکہ بذریعہ منصف کے کئی دفعہ تقاضا کیا گیا تو پھر میں نے اپنی درخواست اخیر کی طرف منصف صاحب کو متوجہ کیا - منصف صاحب نے پھر بھی توجہ نہ کی تو میں نے رعایت کی شکایت کا اُن پر اظہار کیا تو منصف صاحب خفا ہوکر ثالثی سے مستعفی ہوگئے میں نے

بھی اُن سے استعفا منظور کرلیا - اور اَب اپنے جواب الجواب نمبر۲ کے فیصلہ کو اہل علم پر بات چھوڑ کر چھاپتا ہوں - منصف صاحب نے استعفا دینے کے بعد ثناء اللہ کو میرے جواب الجواب کے اخبار میں چھاپ دینے کی بابت بھی لکھ دیا - اُسنے جواب دیا کہ وہ جواب اگر قانون کے خلاف نہ ہوگا تو مَیں چھاپ دونگا - دیکھئے اِس وعدے کا ایفا وہ کرتا ہے یا نہیں - اسکا یہ شرطی وعدہ بھی ایک گریز کا بہانہ ہے - جب وہ اِس جواب کو پڑھیگا تو یقیناً صاف یہ کہیگا کہ یہ جواب خلاف قانون ہے - حالانکہ یہ جواب اُسکے اُن مضامین سے بدرجہا نرم و کمتر ہے جسکو وہ اپنے اخبار ۲۰ اپریل ۱۵ء میں بعنوان "اُیڈیٹر بٹالوی و واعظ رحیم آبادی" - اور اِس سے پہلے اخبار میں ایک ایسا مضمون مشتہر کیا ہے جس میں اُس نے اپنے باپ کو گدھا بنایا ہے -

جواب الجواب نمبر۲ منجانب خاکسار

افسوس میرے جواب الجواب نمبر اوّل کو میرے مخاطب معترض نے نہیں سمجھا اور بالکل نہیں سمجھا - اسکے جواب میں جو کچھ کہا وہ من اولہ الیٰ آخرہ بے سمجھی اور نافہمی سے کہا - اس میں نہ علم سے کام لیا اور نہ فہم سے - اور جو کہا اُسمیں بے علمی دروغگوئی اور دھوکہ بازی و جعلسازی سے کام لیا اور مجھے پھر وہی شعر سنانا پڑا ؎

وکم من عائب قولاً صحیحا	وآفتہ من الفہم السقیم

لہذا میں اس تمہیدی بحث (تعریف اہلحدیث) کو اِس پرچہ میں ختم کرتا ہوں اور اسکے جواب کا جواب الجواب ایسا دیتا ہوں جسمیں اصل مبحث مقصود کہ مولوی ثناء اللہ اہلحدیث نہیں شروع ہوکر ختم بھی ہوجاوے - اور منصف صاحب کو منصفی کرنے اور فیصلہ دینے کا جلد موقعہ ملجاوے - اور اُنکی اوقات کی مزید تضییع عمل میں آوے - اوّلاً واضح ہو کہ جواب الجواب نمبر اوّل میں مَیں نے یہ لکھا تھا کہ یہ تعریف دُوری تب ہوتی جبکہ اس تعریف میں لفظ اہلحدیث کے معنی سمجھنا سمجھانا مقصود ہوتا ہے جیسے توقف الشئی علی نفسہ لازم آتا ہے جو دُور کی حقیقت ہے اور یہاں لفظ اصول

اہلحدیث بولا گیا ہے جس سے مقصود اصول کا سمجھنا اور سمجھانا ہے جو مضاف ہے نہ اہلحدیث کا جو مضاف الیہ ہے اور وہ خارج از مقصود ہے - اور لفظ اصول مفہوم و مسلم فریقین ہے جسپر رسالہ معترض کا حوالہ دیا گیا اور عبارت نقل کی گئی - میرے اس جواب کا مطلب یہ ہے (جو معترض کی سمجھ میں نہیں آیا) کہ معرّف لفظ اہلحدیث بنظر معنی ہے اور تعریف معنی لفظ اہلحدیث کا کوئی لحاظ نہیں ہے بلکہ اس لفظ کا مصداق (اعیان و اشخاص فرقہ اہلحدیث زید و عمرو و بکر وغیرہ) مراد مقصود ہے فلا یتوقف تعقل معنی احدھما علی تعقل معنی اللفظ الاخر فلا دور - اس مطلب کو معترض نے نہیں سمجھا اور بے سمجھے یہ کہدیا کہ تعریف میں لفظ اہلحدیث کا دخل ہے تو معلوم ہوا کہ اسکے سمجھنے پر تعریف کا سمجھنا موقوف ہے اور یہی دور ہے - (۲) اصول مطلق مذہب کو میری مراد سمجھنا دوسری نافہمی ہے - مَیں نے لفظ مطلق مذہب نہیں بولا بلکہ مذہب مقیّد و مضاف بسوے اہلحدیث بولا ہے اور مضاف الیہ باوجود خارج از مقصود ہونیکی قید ہونے کا فائدہ دیتا ہے - پھر جو معترض نے آریہ وغیرہ پر اس تعریف اہلحدیث کے صادق آنیکا الزام دیا ہے وہ نافہمی نہیں تو اَور کیا ہے یا دیدہ دانستہ افترا ہے - (۳) تعریف کے بدلدینے کا الزام بھی ایک اور نافہمی ہے - یا دیدہ دانستہ خلاف گوئی و دھوکہ ہے - مَیں نے تعریف کو ہرگز ہرگز نہیں بدلا بلکہ اسی تعریف کے معنی اور مصداق کو دوسرے الفاظ میں ادا کیا ہے - اصول مذہب اہلحدیث میں قرآن و حدیث اور اجماع داخل تھے میں نے اِنہی تینوں کو بجائے اصول کہدیا - فرمائیے اسمیں تبدیلی تعریف کہاں پائی گئی - (۴) قیاس کو اصول اہلحدیث میں داخل کرنا ایک اور نافہمی یا دیدہ دانستہ خلاف گوئی و دھوکا دہی ہے - اِس قیاس کا ذکر میرے بیان کردہ اصول خمسہ میں ہے اور نہ عامہ محدثین سے مَیں نے اسکو نقل کیا ہے - صرف معترض کی عبارت میں اسکا ذکر تھا جسکو بخیال محافظت نقل میں نے نقل کر دیا ہے - پھر قیاس کی مشروعیت پر دلیل کے پائے نہ جانے کا اعتراف میرے ضمیمہ سے نقل کرنا ایک اور نافہمی و فضول الزام و دھوکہ دہی ہے - (۵) اِس تعریف کے جامع نہ ہونے کا الزام خلاف

گوئی و محض اتہام ہے - امام احمد حنبلؒ - نواب صدیق حسن خانؒ - امام شوکانیؒ - امام داؤدؒ معہ اتباع خاکسار ابو سعید محمد حسین اِن میں سے ایک بھی منکر اجماع نہیں ہے۔ کتاب مسلم الثبوت وارشاد الفحول صـ۷۷ اور اشاعۃ السنۃ جلد (۲۲) صفحہ ۲۶۴ وغیرہ ملاحظہ ہو جنمیں اِن حضرات کے اقوال منقول ہیں - (۶) اِس تعریف کے مانع نہ ہونے کا الزام بھی محض خلاف گوئی یا نافہمی و ناواقفی ہے۔ حنفی شافعی وغیرہ فرقے جو اصول خمسہ مذہب اہلحدیث کے قائل اور اُن پر عامل ہوں وہ باوجود حنفی شافعی ہونے کے اہلحدیث میں داخل ہیں - ان سے جُدا اور افراد غیر نہیں ہیں - اور اہلحدیث وغیرہ باہم متضاد نہیں بلکہ اُن میں عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے اشاعۃ السنۃ کی جلد ۲۱ صفحہ ۳۷ ملاحظہ ہو - اور طرفہ شہادت سُنو - معترض نے اپنے اخبار مورخہ ۲۶ مارچ ۱۵ء میں مضمون "مُسلم اور اہلحدیث" میں ابراہیم سیالکوٹی کا ایک لکچر نقل کیا ہے جسکے صفحہ ۶ سطر ۸ میں لکھا گیا ہے کہ اہلحدیث کو کوئی الگ فرقہ نہیں کہہ سکتے - اور اِس سے پہلے اخبار ۲۹ جنوری ۱۵ء کے حاشیہ نمبر ۱ میں معترض نے خود اعتراف کیا ہے اور کہا ہے کہ "ہمارا تو یہ مذہب ہے کہ ائمہ اربعہ سچے اہلحدیث تھے" اور اخبار ۲۰ دسمبر ۱۲ء میں بعنوان "فرقہ جدید" ایک طویل مضمون شائع کیا ہے اُسکے اخیر میں ایک نوٹ کی ضمن میں لکھا ہے ہمنے اہلحدیث کو ایک فرقہ کہا ہے مگر دراصل یہ عرفی فرقہ نہیں اِسلئے ہمنے بھی رسمی طور پر اِس کو فرقہ اہلحدیث کہا ورنہ اہلحدیث اصطلاحی فرقہ نہیں بلکہ ایک جماعت ہے جو ٹھیٹھ اِسلام پر چلی آئی ہے۔ اِن فقرات کو پڑھ کر ثناء اللہ کو چاہیئے کہ ندامت سے ڈوب کر یا کچھ کھا کر خودکشی کرلے۔ کیونکہ اب خاکسار کے مقابلہ میں اہلحدیث کو ایک مستقل اور جُداگانہ فرقہ ٹھیراتا ہے۔ اور حنفی شافعی وغیرہ کا قسیم اور مقابل قرار دیتا ہے - معلوم نہیں یہ مضامین اخبار ۲۶ مارچ - ۲۹ جولائی و ۲۰ ستمبر ۱۲ء سے ذھول ہے یا دیدہ و دانستہ خلاف گوئی اور دھوکا دہی ہے - اور حق صراح وانصاف بالایضاح یہ ہے کہ لقب اہلحدیث دو معنوں میں استعمال ہوتا چلا آیا ہے - ایک معنی علمی و وصفی اِس معنی سے اِس لقب کا

استعمال اِس جماعت سلف و خلف کے ساتھ مخصوص رہا ہے جنکا دوسرا لقب خطاب محدثین بھی ہے ۔ دوسرے معنے عملی و مذہبی ہیں اِس معنی کر اِس لقب کا استعمال حدیث پر عمل کرنیوالوں کے حق میں قدیم سے ہوتا چلا آیا ہے ۔خواص علما رہوں یا عوام جہلا اِس معنے کر ائمہ اربعہ پر اور ان کے اتباع سے محدثین و فقہا پر اور فرقہ اہلحدیث کے علما رو عوام پر جو بلا واسطہ فقہا رنصوص پر عمل کرتے رہے ہیں اور وہ قدیم سے فقہا مقلدین کے پہلو بہ پہلو چلے آئے ہیں یہ لقب استعمال ہوتا چلا آیا ہے ۔ اِس امر کو ہمارے معزز دوست اور دینی بھائی اہلحدیث حنفی ایڈیٹر سراج الاخبار بھی سوچیں اور عوام اہلحدیث پر اس معنے کر اہلحدیث کا لفظ استعمال کرنے کو محدثین کی توہین نہ سمجھیں ۔ یہ بات پہلے بھی ۱۸۸۵ء میں اشاعۃ السنۃ جلد ۸ نمبر ۱۱ کے صفحہ ۳۲۱ وغیرہ میں معروض ہو چکے ہیں اور اس اسپر متعدد کتب فقہ کی شہادتیں پیش کی گئیں مگر ایڈیٹر صاحب کی اس کی طرف توجہ نہیں ہوئی ۔ اب بھی توجہ ہو تو مہربانی ہے گر قبول اُفتد زہے عزو شرف ۔ (۷) تعریف اہلحدیث کے جامع و مانع نہ ہونے پر جو معترض نے اعتراض کیا تھا اسکا جواب الجواب دیا گیا ۔ یہ جواب اگر صحیح ہے (اور یقیناً صحیح ہے) تو اِس سے تعریف کا صحیح ہونا ثابت ہوا ۔ اور کوئی ضرورت باقی نہیں رہی کہ کسی دوسرے امام حدیث سے بعینہٖ و بلفظہٖ اس تعریف کو نقل کیا جاوے ۔ باوجودیکہ ان کی عبارات بھی (جو جلد ۲۲ ۔ اشاعۃ السنۃ میں منقول ہیں) اِس تعریف کا مضمون پایا جاتا ہے ۔ ہاں تعریف کرنے والے پر یہ فرض ہے کہ جو امر نقلی اِس تعریف میں وہ ذکر کرے اسکی تصحیح نقل کر دی ہے ۔ اِس تعریف میں میں نے اصول محدثین کا بطور نقل ذکر کیا ہے ۔ سو اسکے تصحیح نقل میں نے کر دی ۔ معترض کے رسالہ مذہب اہلحدیث سے بھی ایک عبارت میں نے نقل کر دی جسمیں معترض نے اصول اربعہ کا مذہب اہلحدیث ہونا تسلیم کیا ہے اس عبارت میں اُسنے اجماع کو مسلم مان لیا ہے ۔ اور یہی اجماع فریقین میں مابہ النزاع ہے ۔ اِسکے علاوہ معترض کے رسالہ اجتہاد نقلیہ میں بھی معترض کا صاف یہ اعتراف موجود ہے کہ زمانہ سلف میں ایسا

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

کیا جاتا تھا کہ درصورت آیت و حدیث نہ ملنے کے اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تابعین کے اقوال پر عمل کرتے تھے۔ اِسمیں کسی کو اختلاف نہیں۔ ہم بتصریح اظہار کرتے ہیں کہ ہمارے بلکہ جملہ متاخرین کے محض اقوال سے صحابہؓ کے محض اقوال کو ترجیح ہے اور بیشک ترجیح ہے۔ اِس سے کسی کو خصوصاً ہم کو اختلاف نہیں ہے انکار تو اِس سے ہے کہ وہ حجت شرعی نہیں"۔ اَس اعتراض معترض کو میں نے جواب الجواب نمبر اوّل میں پہلے اعتراف رسالہ مذہب اہلحدیث" کو کافی سمجھ کر نقل نہ کیا تھا یہی وہ اعتراف ہے جسپر خاکسار نے معترض کا اعتقادی اہلحدیث ہونا تسلیم کیا اور اسپر اسکے مُنہ کو کھانڈ سے بھر دینے اور اُسکی قلم کو چُوم لینے کا انعام تجویز کیا تھا یہ اعتراف اصول خمسہ کے معمول بہا اور دستور العمل اہلحدیث ہونے پر کافی شہادت ہے اور اس سے تصحیح نقل بخوبی ہوتی ہے اسکے علاوہ معترض نے اپنے ثانی اثنین واعظ رحیم آبادی سے اخبار ۳۰ اپریل میں ان اصُول کی نسبت یہ اعتراف نقل کیا ہے کہ یہ امور خمسہ بجائے خود صحیح ہیں مگر آپنے (خاکسار کو کہتے ہیں) اُنکو نہیں سمجھا اسکے بعد بضمن سوالات ثلثہ یہ بات کہی ہے جسکو نہ سمجھنا خاکسار کیطرف منسوب کیا ہے کہ اصل سوم اجماع مثل کتاب و سنت دلیل مستقل نہیں ہے۔ ان اعترافات ثلثہ خصوم (ثناء اللہ و عبدالعزیز) سے اصُول خمسہ کا اصول مذہب بمعنے دستور العمل اہلحدیث ہونا ایسا ثابت ہے جیسے آفتاب نیمروز جو کسی پر بجز ضریر البصر مخفی نہیں رہتا۔ ان دونوں کو نزاع ہے تو صرف اور خاصتہ اجماع کے بمنزلہ کتاب و سنت اور اصل سوم اور حجت شرعی ہونے میں ہے اس پر یہ دونوں مجھ سے دلیل کا مطالبہ کرتے اور یہ کہتے ہیں کہ کسی دلیل سے ثابت کرو کہ اجماع شرعی حجت و بمنزلہ کتاب و سُنّت ہے۔ اِس مطالبہ کے جواب میں مَیں کہتا ہوں کہ میں نے تو اصول خمسہ بالقبول رحیم آبادی امور خمسہ کو اور ان امور سے اپ لوگوں کے انکار کا مطلب و مدعا سمجھ لیا اور بیان بھی کر دیا ہے مگر کمال افسوس کا مقام ہے کہ آپ لوگوں نے اصُول خمسہ کے بیان سے میرا مطلب و مقصود نہیں سمجھا جس کو میں پانچ سال کے عرصہ سے بذریعہ خطوط

وتحریرات مطبوعہ آپ لوگوں کو سمجھا رہا ہوں - اور اگر سمجھ بوجھ کر تجاہل ہو رہا ہے
تو اور بھی افسوس کا محل ہے کہ آپ لوگ یا تو آیت وجحدوا بھا واستیقنتھا
انفسھم ظلما وعلوا کے مصداق بن رہے ہیں - یا آیت لھم قلوب لا یفقھون
بھا ولھم عین لا ینصرون بھا ولھم اذان لا یسمعون بھا اور آیت فانھا لا تعمی
الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور کا مصداق ہو گئے ہیں - اور
اصول خمسہ کو پیش کرنے سے میرا مقصود مراد نہیں سمجھتے اور یہ نہیں جانتے کہ میں
اُن اصول کے صحت مضامین وحجیت کا مدعی ہوں یا نہیں بلکہ اِن اصول کو محدثین کی
طرف سے نقل کرتا ہوں اور میں صرف ناقل ہوں والعہدۃ علیہم - اور اِس نافہمی اور
لاعلمی کے ساتھ مجھ پر نافہمی کا الزام لگا رہے ہیں - اے صاحبان کچھ عقل وفہم سے
کام لیں اور ضد وعناد وجحود چھوڑ دیں - آخر ایک دن بحکم اِذَا بعثر مَا فِی القبور
خدا تعالیٰ کے سامنے جانا ہے وحصل ما فی الصدور کا نقشہ دیکھنا ہے - میں آپ کے
مقابلہ میں اصول خمسہ کا مدعی نہیں ہوں بلکہ محدثین سے اُن کے اصول مذہب کا ناقل
ہوں اور ناقل سے تصحیح نقل کا آپ کو حق ہے امر منقول پر مطالبہ دلیل کا حق نہیں رہتا -
رشیدیہ فن مناظرہ آپ لوگوں نے پڑھا ہوگا - خصوصاً مولوی فاضل صاحب نے تو ضرور
ہی پڑھا ہوگا کیونکہ مولوی فاضل کے نصاب تعلیم میں داخل ہے - اُسکو سوچکر مطالبہ دلیل
کو دونوں صاحب افسوس اور ندامت کے ساتھ واپس لیں - منجملہ اصول خمسہ اصل سوم
اجماع کا مذہب محدثین میں داخل ہونا تو آپ مان ہی چکے ہیں اگر اجماع کی حجت اور
دلیل شرعی مستقل ہونے پر آپ کو دلیل کا مطالبہ ہے تو امام احمد حنبلؒ سے اور باقی
ائمہ ثلثہ جو اُسکے حجت ہونے کے قائل ہیں یا اُن محدثین سے جنسے اس اجماع پر عمل
کرنا آپ تسلیم کر چکے ہیں اسکا مطالبہ کریں - پھر اگر ان لوگوں کی تصانیف میں اس اجماع
پر کوئی دلیل نہ پاویں تو اجماع سے صاف انکار کر کے شیعہ اور معتزلہ میں داخل
ہو جاویں اور اہلحدیث کے مذہب کو صریح اور صاف الفاظ سے خیرباد کہیں
اور میرے اِس دعویٰ کی کہ آپ لوگ مذہب اہلحدیث سے خارج ہیں خود ہی دلیل

قائم کردیں اور مجھے اِس تکلیف سے سبکدوش کر کے ممنون و مرہون منت کریں۔ رہا ثبوت اِس امر کا کہ مَیں پانچ سال کے عرصہ سے آپ کو اور آپ کے ثانی اثنین واعظ رحیم آبادی وغیرہ ہم خیال احباب کو کہہ رہا ہوں کہ مَیں اصول خمسہ کے بیان میں محض ناقل ہوں۔ اُن کی صحت یا حجیّت کا مدعی نہیں سو یہ ہے کہ ۲۶ دسمبر ۱۱ء کے جلسہ کانفرنس میں جب یہ اصول غور و فکر کے لئے مرزا ضمیر الدین احمد صاحب صدر کانفرنس و مولوی سیّد احمد حسن صاحب فنانشل سکرٹری کانفرنس کے سپُرد ہوئے تو خاکسار نے امر تنقیح طلب ان حضرات کے لئے یہی امر مقرر کر دیا تھا۔ کہ یہ اصول مذہب اہلحدیث کے اصول ہیں یا نہیں اور ان کی مسلّمہ کتب میں پائے جاتے ہیں یا نہیں نہ یہ کہ یہ اصول فی نفسہا صحیح اور حجیّت شرعیہ ہیں یا نہیں۔ اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ کا صفحہ ۸۰ ملاحظہ ہو۔ پھر مارچ ۱۹۱۲ء کو خط نمبری ۱۷۷ میں یہی امر ان صاحبوں کو جتایا گیا جلد مذکور کا صفحہ ۸۲ ملاحظہ ہو۔ پھر یہی امر اِن حضرات کو اور رحیم آبادی و غاری پوری ہم خیال معترض کو بذریعہ کھُلی چٹھی مشتہرہ پیسہ اخبار لاہور جتایا گیا جلد مذکور کا صفحہ ۹۱ ملاحظہ ہو۔ پھر یہی امر خاصکر آپ کے ثانی اثنین رحیم آبادی کو ایک خاص مراسلت کے ذریعہ جتایا گیا جو اس جلد کے صفحہ ۹۲ میں مشتہر ہوا ہے اور یہ صفحات جلد ۲۳۔ ۱۹۱۲ء میں چھاپکر جلسہ ہائے کانفرنس ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ دسمبر امرت سر و پشاور و علیگڈھ میں ان حضرات کے پاس بھیجے گئے اور ان حضرات کے ملاحظہ میں آچکے۔ اور یہ حضرات بعض مضامین اِس جلد ۲۳ کے جواب بھی اپنے اخبار[*] میں دے چکے ہیں۔ مگر یہ حضرات ایسی سونٹھ کی نسوار چڑھائے ہوئے ہیں کہ اِس عرصہ پانچ سال میں کسی سے یہ نہ ہو سکا کہ وہ میری اِس بات کا کہ "میں ان اصول کا محدثین سے ناقل ہوں مدعی صحت و حجیّت نہیں ہوں"۔ نوٹس لیتے اِسبات کا کوئی جواب دیتے۔ یا اسکو صحیح نقل مطابق اصل پاکر اصول فن مناظرہ کے حکم کی تعمیل و پابندی سے خاکسار ناقل سے مطالبہ دلیل صحت

[*] اخبار اہلحدیث ۱۰ اپریل ۱۲ء ملاحظہ ہو جسمیں جلد ۲۳ کے مضامین صفحہ ۱۱ و صفحہ ۱۶۲ کا جواب دیا گیا ہے ۱۲

وحجیّت امر منقول کو واپس لیتے مگر افسوس صد افسوس ہزار افسوس کہ یہ مطالبہ دلیل اُنکی طرف سے ۱۹۱۳ء سے ۱۹۱۵ء تک برابر جاری ہے۔ ۱۹۱۳ء میں اُن کا رقعہ متضمن مطالبہ دلیل جلد مذکور کے صفحہ ۱۳۱ میں شائع ہو چکا ہے اور ۱۹۱۵ء میں یہ مطالبہ دلیل اخبار ۳۰ اپریل ۱۹۱۵ء میں شائع ہوا ہے جس میں اس مطالبہ کے علاوہ ایک درجن گالیاں بھی درج ہیں جن کی فہرست بعد اختتام جواب خطاب ثناء اللہ کے پبلک کی خدمت میں بغرض حصول انصاف درائے کہ کوئی شریف اہل علم چہ جائیکہ وہ اہلحدیث بھی ہو اپنے مسلّم محترم کو ان گالیوں سے مخاطب کر سکتا ہے پیش کی جاوے گی۔

اِس مطالبہ دلیل میں ان حضرات کا مدعی مناظرہ بننا اور یہ دعوٰی کرنا کہ ہمارا مناظرہ* ہندوستان میں مشہور ہے ایک نہایت شرمناک لاف زن جو توجہ و منصفی اہل علم کے لائق ہے۔ کلام متعلق بحث تعریف کو ختم کر کے معترض ثناء اللہ نے دو امور بعنوان علاوہ جنکے ضمن میں ثناء اللہ نے خود مدعی بنکر اپنا اہلحدیث ہونا میرے اعتراف و کلام سے بزعم خود ثابت کیا ہے بیان کئے ہیں ان میں ہی محض نافہمی یا دیدہ دانستہ دروغگوئی کا ارتکاب کیا ہے۔ امر اوّل ضمن الف میں اسکا یہ کہنا ہے کہ مولانا بٹالوی کی تعریف میں اصول خمسہ داخل ہیں حالانکہ میری کتاب میں اصول خمسہ کا ذکر ہی نہیں۔ پھر ضمن ب میں اسکے برخلاف یہ کہنا ہے کہ اس کی مزید تشریح میں نے رسالہ اجتہاد و تقلید میں کر دی ہے۔ بلکہ مولانا کے پیش کردہ اصول خمسہ کی کافی چھان بین کر کے دودھ کا دودھ پانی کا پانی الگ کر کے دکھا دیا ہے جسکا ایک نسخہ ارسال خدمت ہے صفحہ ۶۱ طبع دوم خصوصاً ملاحظہ ہو۔ اِس مقام میں اِس قول دوم کی تصدیق میں عبارت صفحہ ۶۱ رسالہ اجتہاد و تقلید سے نقل کیجاتی ہے تاکہ اِس سے ثناء اللہ کا کذب ظاہر ہو اور وہ عبارت یہ ہے:۔

فصل ہفتم ادلّہ اربعہ اور اصول خمسہ آجتک تو علماء اصول کے ہاں ادلّہ اربعہ تھیں۔ یعنی (۱) قرآن (۲) حدیث (۳) اجماع اور (۴) قیاس۔ آجکل بعض معاصرین علماء بجائے ادلّہ اربعہ کے اصول خمسہ کے قائل ہوئے ہیں دوسروں کو بھی قائل کرنا چاہتے ہیں۔ اسلئے ہم اُن اصول خمسہ کی بھی تحقیق کرتے ہیں اُن اصول کا بیان یہ ہے (۱) قرآن (۲) حدیث

* ایک مناظرہ آپکا آرہ یا منظر نگر کے حنفیوں سے یا سید مرتضیٰ مدرس مدرسہ عربی دیوبند سے فقط حنفی پر۔ اسمیں لفظ حنفی کو اُٹھا کر

(۳) اجماع حقیقی (۴) اجماع سکوتی (۵) اقوال اختلافی میں سے کسی کی پابندی۔ اِس عبارت کو اور معترض کے دونوں قولوں کا باہم مقابلہ کر کے منصفین ناظرین و سامعین یقین کے ساتھ جان لینگے اور داد انصاف دیکر کہیں گے کہ قول اوّل میں معترض نے صاف جھوٹ بولا ہے۔ اور بحکم "دروغ گو را حافظہ نباشد" اپنے بیان صفحہ ۶۱ رسالہ اجتہاد و تقلید کو بھول کر وہ یہ بات بولا ہے کہ میری کتاب میں اصول خمسہ کا ذکر بھی نہیں ہے۔ اور طرفہ یہ ہے کہ یہ جھوٹ بات کہہ کر پھر اس پرچہ میں چند سطور لکھ کر پھر اِسبات کو بھی بھول گیا اور اسکے برخلاف اصول خمسہ کے چھان بین کرنے کا پھر مدّعی ہو گیا ہے۔ یا یہ کہ شدت مرض نافہمی سے یہ نہیں سمجھا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور اپنے کلام کو خود نہیں سمجھتا اسکی نافہمی کا ایک اثر ہے کہ اسنے میرے بیان کردہ اصول خمسہ کی جو تفسیر کی ہے وہ غلط ہے۔ اُسنے میری مراد اصل سوم سے اجماع حقیقی اور اصل چہارم سے اجماع سکوتی اور اصل پنجم سے اقوال اختلافی سے کسی کی پابندی بیان کی ہے اور یہ غلط ہے۔ میری مراد اصل سوم سے اجماع صحابہؓ ہے اصل چہارم سے اجماع تابعین اصل پنجم سے اجماع مرکب عدم احداث قول مخالف کل پر ہے۔ چونکہ معترض علم اصول فقہ سے محض نابلد ہے اور جو رسالہ اس نے اجتہاد و تقلید میں تالیف کیا ہے وہی اِس امر پر کافی دلیل ہے کہ وہ علم اصول فقہ سے آشنا نہیں لہذا اُسنے میرے بیان کردہ اصول کی تفسیر میں میری مراد کی بھی مخالفت کی ہے اور اصول فقہ کی بھی مخالفت۔ لیکن یہ مقام اُس کی تفصیل کا محل ہے۔ امر دوم اسکا ضمن (ب) میں یہ کہنا ہے کہ ہر ایک فرقہ میں بعض باتیں بوجہ شہرت تسلیم ہوتی ہیں مگر عند التحقیق ان کا درجہ وہ نہیں رہتا۔ بلکہ محققین ان سے منکر ہو کر اس فرقہ میں داخل سمجھے جاتے ہیں۔ مثلاً عام کو اپنے افراد میں قطعی الشمول کہنا، جو حنیفیہ کے اصول میں داخل ہے۔ مگر بعض محقق حنفی عام کو ظنی کہہ کر بھی حنیفیہ میں داخل ہیں کیونکہ عام کو قطعی کہنا حنفی کی تعریف میں داخل نہیں اسیطرح اہلحدیث کی تعریف میں اجماع و قیاس کا داخل ہونا ہے"۔ اِس قول کا دروغ یا نافہمی پر مبنی ہونا

اس قول کے آخری فقرہ سے ثابت ہے جسمیں اُسنے خود صاف بیان کیا ہے کہ عام کو قطعی کہنا حنفی کی تعریف میں داخل نہیں ہے۔ اور اس کی تصدیق حنفی مذہب کی کُتب اصول میں بھی پائی جاتی ہے۔ تلویح صفحہ ۴۰ میں لکھا ہے حکم العام عند جمہور العلماء اثبات الحکم فی جمیع ما یتناولہ من الافراد قطعاً ویقیناً عند مشائخ العراق وعامۃ المتاخرین وظناً عند جمہور الفقہاء والمتکلمین وھو مذھب الشافعی والمختار عند مشائخ سمرقند حتی یفید وجوب العمل دون الاعتقاد۔ ایسا ہی مغتنم الحصول میں ہے جسمیں میری یاد و خیال میں قطعیّت عام صرف عیسیٰ بن ابان اور کرخی کا مذہب بتایا ہے ایسا ہی اور کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ لہذا اس قطعیت سے انکار کسی کو حنفیت سے خارج نہیں کرتا بخلاف تسلیم اجماع کہ وہ تعریف اہلحدیث میں داخل ہے اور اسکا منکر نہ اہلحدیث کہلا سکتا ہے نہ سنی المذہب اور وہ بجز شیعہ یا معتزلہ اور کسی خطاب کا مستحق نہیں ہے۔ رسالہ اُجتہاد و تقلید میں جو کچھ معترض نے اِمکان و علم و تسلیم اجماع کی نسبت کیا ہے (اور اسیکے مطابق حافظ غازی پوری نے (اخبار اہلحدیث مطبوعہ ۱۰ جولائی ۱۹۱۲ء میں کچھ لکھا ہے جسکی خدمت گذاری پھر بھی ہوگی)۔ وہ محض بیہودہ مقال ہے جسکا جواب اشاعۃ السنۃ جلد ۲۲ میں کافی وافی لکھا جا چکا ہے۔ منصفین ناظرین و سامعین اِس جلد کو صفحہ ۳۶۱ سے ملاحظہ کریں۔ امر سوم اسکا یہ کہنا ہے (جسپر اُسنے نیا نمبر نہیں لگایا) کہ رسالہ اُجتہاد و تقلید پر یہاں بہت سے علماء نے تقریظات لکھی ہیں آپ نے بھی اپنی معمولی وسیع ظرفی سے ایک کارڈ کے ذریعہ مژدہ سُنایا ہے جسکے الفاظ یہ ہیں (مجھے امید ہے اِن الفاظ کو دیکھکر منصف صاحب کو مزید سوال و جواب کے پوچھنے کی ضرورت ہی نہ رہیگی) مولانا فرماتے ہیں رسالہ اجتہاد و تقلید نے آپ کو اعتقادی اہلحدیث بنا دیا ہے اب اجنبیت و منافرت دُور کرکے تعاون و تناصر اختیار کرنا چاہئے۔ از بٹالہ ۲۰ نومبر ۱۹۱۲ء۔ اِن ہی دنوں آپنے ایک خط حکیم عبدالحق امرتسری کو لکھا جسمیں ایک فقرہ یہ بھی تھا۔ "مولوی ثناء اللہ نے اعتقاد اہلحدیث رسالہ اجتہاد و تقلید میں مان لیا ہے۔ اِسی رسالہ اجتہاد و تقلید

کی بابت مولانا نے اپنے رسالہ میں یوں ریویو کیا ہے - یہ مولوی ثناء اللہ صاحب بہادر کا آخری کلام ہے جس مُنہ سے یہ الفاظ نکلے ہیں اُس مُنہ کو کھانڈ سے بھر دینے اور جس قلم سے یہ الفاظ لکھے گئے ہیں اُسکو چُوم لینے کو دل چاہتا ہے (اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ صفحہ ۷۶) - مولانا کیوں ایسا نہ لکھتے جبکہ خود ان کی تحریرات میں ملتا ہے کہ جو لوگ بلا تقلید فقہا قرآن و حدیث پر عمل کرتے ہیں وہ اہلحدیث کہلاتے ہیں (اشاعۃ السنۃ جلد ۹ صفحہ ۲۹۶ و ۳۰۳) اس قول میں معترض نے جھوٹ و خیانت اور مغالطہ اور دھوکہ دہی کو کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے منصفین اِسکے رد و جواب کو توجہ سے پڑھینگے تو صاف اور قطعی فیصلہ دینگے کہ اِس قول کا قائل اہلحدیث نہیں ہے - اسقدر دلیرانہ جھوٹ بولنا اور دھوکہ دینا مُسلمان کا کام نہیں چہ جائے کہ اہلحدیث ہو جو مسلمانوں سے ایک اخص واتقے فرقہ ہے - اور اسی سے اِس بحث کا خاتمہ ہو جائے گا - اِس قول میں ثناء اللہ نے تین جھوٹ بولے اور دھوکہ دئے ہیں کذب اور دھوکہ اوّل اسکا میرے کارڈ کا ابتدائی حصہ نقل کرکے اور اسکے آخری فقرہ حذف اور سرقہ کرکے یہ جتانا ہے کہ میں نے اِس کارڈ میں اُسکو صرف اصول اہلحدیث کے مطابق اعتقاد رکھنے سے اہلحدیث مان لیا ہے اور یہ محض دروغ اور دھوکہ دہی ہے - میں نے اِس کارڈ کے اخیر میں اعتقاد کے مطابق اسکو عمل کی ترغیب دی و اُمید بھی ظاہر کرکے یہ جتایا ہے کہ جب تمہارا عمل اس اِس اعتقاد کے موافق ہوگا تب تم پُورے اہلحدیث بن جاؤگے - اس مضمون کے فقرہ کو اخیر سے حذف و سرقہ کرکے اس کذب و مغالطہ کا اُسنے ارتکاب کیا ہے. منصفین اِس سے اصل کارڈ منگا کر ملاحظہ فرمائینگے تو اِس کذب اور مغالطہ کا یقین کر لینگے - اصول اہلحدیث کے مطابق عمل کرنا اور التزاماً اُن کا خلاف نہ کرنا اہلحدیث کی ایک جزو اور قید ہے جسکو میں نے نہ صرف اسوقت ظاہر کیا ہے بلکہ سنہ ۱۹۰۶ء کی مطبوعہ جلد ۲۱ صفحہ ۳۱۰ میں ظاہر کر چکا ہوں جسکا تفصیلی بیان کذب دوم میں انشاء اللہ تعالیٰ آئیگا کذب و مغالطہ دوم اسکا رسالہ اجتہاد و تقلید میں میرا یہ ریویو کہ جس مُنہ سے یہ الفاظ نکلے ہیں اُسکو کھانڈ سے بھر دینے کو اور جس قلم سے یہ الفاظ لکھے گئے ہیں اُسکو چوم لینے کو

دل چاہتا ہے نقل کر کے دیدیا جائے کہ میں نے صرف ان الفاظ کو کہنے اور لکھنے سے اسکو اہلحدیث تسلیم کر لیا ہے۔ اور یہ محض جھوٹ اور دھوکہ دہی ہے۔ میں نے جو اس تجویز انعام کے ساتھ ان الفاظ کے مطابق اسکو عمل کرنے کی اس ریویو میں غیبت دلائی تھی اور اس عمل کے پائے جانے کے بغیر اسکے اہلحدیث ہونے اور جماعت اہلحدیث میں داخل ہونے میں دیر و توقف ظاہر کی تھی اسکو وہ سرقہ کر کے کذب و دھوکہ دہی کا مرتکب ہوا ہے۔ [illegible] کے شفیع۔ میں جہاں یہ الفاظ تحریر ہوئے ہیں وہاں یہ عبارت بھی درج ہے

[illegible] عزیز مولوی صاحب۔ اگر آپ الفاظ الہام و اتفاق ربانی سے یا بوجہ عاقبت اندیشی ہدایت عقل انسانی آپ نے دل سے کہے ہیں تو بس آپ کی اور آپ کی مخالف پارٹی کے [illegible] و عوام جماعت اہلحدیث لاہور ہر شر سے بچتے اور دائمی مصالحت ہو جاتی ہے اور انجمن اہلحدیث لاہور کے ممبروں میں اور نمازیاں مسجد چینیاں والی لاہور میں جو پھوٹ پڑ رہی ہے اس کے رفع دفع ہو جانے میں اب صرف اس قدر دیر و توقف ہے کہ آپ اپنی تفسیر کے ان نقطات کے متعلق جہاں آپ نے تفسیر سلف صالحین کا خلاف ہوا ہے اپنی تفسیر کو راجح کہدیں۔ اور اپنی تفسیر سے اسکو اولیٰ قرار دیں اور اس امر کو اپنے اخبار میں اشتہار کر دیں یا اپنی تفسیر کی وجوہات کتاب و سنت سے بیان کر دیں جو آپ کی تفسیر کو تفسیر سلف پر ترجیح دیں۔ اس عبارت سے آنکھ بند کر لینا اور صرف الفاظ کہنے پر کھانڈ کے لئے منہ کو کھول دینا اور عبارت ترغیب عمل مطابق اعتقاد کے سرقہ کر کے منصف صاحب اور دیگر ناظرین کو یہ جتانا کہ مجھے صرف ان الفاظ کہنے سے اہلحدیث مانا گیا ہے کذب و مغالطہ نہیں تو اور کیا ہے۔ کذب و مغالطہ عوام اسکا بحوالہ مضمون جلد ۸ رسالہ اشاعۃ السنۃ یہ کہنا ہے کہ مجھے بلا واسطہ تقلید قرآن حدیث پر عمل کر لینے پر اہلحدیث تسلیم کیا گیا ہے اور صاحب رسالہ (ابو سعید) کے نزدیک اہلحدیث کی یہی تعریف ہے جو مجھ پر صادق آتی ہے ایک ایسا جھوٹ ہے جو مثل دروغ گو نم بزرشتہ تو کا مصداق ہے۔ اور اس جھوٹ کو گھڑنے والا مصرع [illegible] دروغ کا مصداق ہے۔ وہ اسکا مصداق نہ ہو

قادر نیا بھر میں اسکا مصداق کون ہوگا - اِس ثبوت کو گھڑنے والے شاء اللہ کو بخوبی اور یقیناً معلوم ہے (۱) کہ صاحب رسالہ نے اسکو ہرگز ہرگز صرف بلاواسطہ تقلید بعض احادیث پر عمل کر لینے پر اہلحدیث تسلیم نہیں کیا (۲) اور یہ اسکے نزدیک بلاواسطہ تقلید حدیث پر عمل کر لینا اہلحدیث ہونے کے لئے کافی نہیں ہے جب تک کہ عامل بالحدیث متقدمین نص حدیث کے وقت اجماع وآثار پر بھی عمل نہ کرے (۳) اور یہ کہ وہ فقرہ جو جلد ۱۰ رسالہ سے نقل کیا گیا ہے اہلحدیث کے کامل وجامع ومانع تعریف نہیں ہے یہ تینوں باتیں یہ خاکسار راقم سطور ایک جلسہ مذاکرہ میں بمقام دہلی پریسیڈنٹ کانفرنس مرزا ضمیر الدین احمد صاحب کے سامنے کہہ چکا ہے - پھر اِن باتوں کو جلد ۲۳ رسالہ میں چھاپکر تینوں جلسہ کانفرنس میں بمقام امرتسر - وپشاور - علیگڈھ میں اِسکے سامنے پیش کر چکا ہے - پھر اِن باتوں کو سنکر اور پڑھکر فقرہ جلد ۱۰ کو پیش کرنا دروغگوئی اور دھوکہ دہی مثل دروغ گو یم بر روئی تو کا مصداق ہونے کے ساتھ ایک شرمناک ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے -

ہمارے اِس بیان کی تصدیق اشاعت السنۃ جلد ۱۲ ص ۲۰۰ بحوالہ ۱۱ ہوتی ہے - جلد ۱۲ کے صفحہ ۳۱ میں ہے - اور اہلحدیث ہونے کا مدار یہ ہے کہ ہمارا عقیدہ اور عمل میں بموجب منقولہ متفقہ ائمہ اذا صح الحدیث فھو مذھبی حدیث نبوی کو بلاواسطہ تقلید فقہاء اپنا مذہب ٹھہراویں - اور جہاں حدیث نبوی نہ ملے وہاں آثار صحابہ تابعین سے تمسک کریں - اور جس امر متعلق اعتقاد وعمل بجز اطاعت رسول کوئی قول نہ ہو اسکے اخذ واتباع سے بطور التزام وکلیۃ انکار کریں ان دونوں القاب یعنی اہلسنت واہلحدیث میں اتباع سنت وسلف اُمت واجتناب از توافق اہل بدعت دونوں جزو غیر منفک یا لازمی امور ہیں جس شخص کے عمل واعتقاد میں یہ دونوں امر بطور التزام پائے جائیں وہ اہلسنت واہلحدیث ہے گو بعض احادیث سے تمسک اسحدیث کو ضعیف سمجھنے اسکے معارض حدیث کو قوی خیال کرنے سے اس سے فوت ہو جائے - یہ فوت تمسک اسکے فہم واجتہاد کا نتیجہ سمجھا جائیگا - اسکا التزام واعتقاد بتارہا ہے کہ اس ترک تمسک میں وہ تارک حدیث نہیں ہے [illegible]

التزام وکلیتہ پائے نہ جاویں وہ اہلسنت نہ کہلا سکیگا اور نہ اہلحدیث کہلانیکا مستحق ہوگا گو سو جگہ وہ حدیث پر عمل کرے اور ہزار جگہ وہ اہل بدعت کے توافق سے اجتناب کرے اُسکا وہ تمسک اور یہ اجتناب اتفاقیہ سمجھا جائیگا نہ لزومیہ"۔ اور جلد ۲۳ کے صفحہ ۸۶ و ۸۷ میں ایک استشہاد نقل کیا گیا ہے جسمیں امر موم محل استشہاد یہ سوال ہے کہ کیا مولوی ثناء اللہ نے جو اشاعۃ السنۃ جلد ۸ کے صفحہ ۲۹۸ سے دہلی کی ایک مجلس میں تعریف اہلحدیث نقل کرکے اس سے اپنا اہلحدیث ہونا ثابت کیا تھا اسکے جواب میں خاکسار نے کہا تھا کہ یہ تعریف اہلحدیث کامل وجامع ومانع نہیں اسمیں صرف لقب وہابی سے جو انکی مخالف ان کے حق میں استعمال کرتے ہیں اُن کا ایک وصف لقب بنایا گیا تھا اسکی تفصیل تصدیق میں خاکسار نے جلد ۲۱ کے صفحہ ۳۱ کی یہ عبارت نہ دکھائی تھی کہ اہلحدیث ہونے کا مدار اُن صفو سابق میں منقول ہے۔ پھر اس جلد کے صفحہ ۸۰ میں مرزا صاحب سے اُس سوال کا جواب نقل کیا گیا ہے کہ سوال سوم کی بابت گذارش ہے کہ مجھکو یاد ہے غالباً آپنے بھی کہا تھا کہ یہ تعریف کامل نہیں ہے زیادہ تشریحات کی بہت طور پہ یاد نہیں مجھکو معاف فرمایا جاوے۔ حقیر ضمیر الدین احمد۔ دہلی ۹

یہ تینوں اکاذیب ثناء اللہ نے اِس غرض سے گھڑے ہیں کہ منصف صاحب وغیرہ ناظرین کو بتائے کہ ابو سعید محمد حسین نے میرا اہلحدیث ہونا ان تینوں عبارات سے مان لیا ہے۔ اور ان اکاذیب ثلثہ سے منصف صاحب وتمام ناظرین کو دھوکہ دیا ہے۔ ان اکاذیب اور اس قسم کے دیگر بے شمار اکاذیب جو جلد ۲۳ اشاعۃ السنۃ میں منقول ہیں کی شہادت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ثناء اللہ مسلمان ہی نہیں چہ جائیکہ اہلحدیث ہو بلکہ مسلمانوں سے اخص واقف فرقہ ہے۔ اسپر دلیل قطعی اور حجت الزامی ثناء اللہ کا اپنا اعتراف ہے جو شہر ملتان کی ایک مجلس وعظ میں اِس سے صادر ہو چکا ہے اور وہ جلد ۲۱ کے صفحہ ۱۰ میں چھاپ کر ثناء اللہ کے پاس کانفرنس کے جلسہ پشاور و لائیکدہ میں بھیجا گیا ہے اور اسکے حاضرین سے گذر چکا ہے جسکا اُسنے آج تک کوئی جواب نہیں دیا گویا اُسکو مان لیا۔ اور اپنے اعتراف سے مسلمانوں کی جماعت سے

اور پھر اہلحدیث ہونے سے خارج ہوگیا ہے۔ اور یہ فتوا اس پر ہمیشہ نمایاں کو دو
فتووں کے حق میں بار بار پڑھا کرتا ہے ؎

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں لو آپ اپنے دام میں صیاد آ پھنسا

ثناء اللہ کے اعتراضات کا (جو انہوں نے ہماری تعریف اہلحدیث پر کئے تھے) جواب ہی
ادا ہوا اور اس تعریف کا جامع مانع ہونا ایسا ثابت ہوا کہ اس میں ثناء اللہ کو دم
مارنے کی گنجایش نہیں ہے۔ اگر ثناء اللہ اس تعریف کا جامع و مانع نہ ہونا یا اس
تعریف کا دعوی ہونا ثابت کردے تو میں حلف سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں ایک سو
روپیہ اُسکو انعام دونگا۔ بشرطیکہ تین اہل علم عقلی و نقلی مسلم العلم عند العلماء (جو
ثناء اللہ کے ہم خیال نہ ہوں) اسکو مان لیں۔ اور اسکے علاوہ وہ اپنا
منصب چھوڑ کر مدعی بنکر اپنے اہلحدیث ہونے کا ثبوت بمانند سلام و مبارات قائم
کے اُن کو الزامی دلائل ہم کر انسے پیش کیا تھا جواب میں ایسا دعوا ہے کہ
ثناء اللہ کو زندہ درگور کر دیا ہے۔ اگر ثناء اللہ پھر بھی سائل بنکر اور اضافہ
اور ان عبارات خاکسار سے اہلحدیث ہونے کی نسبت پورا اعتراف ثابت کردے
جسکو تین اہل علم عقلی و نقلی مسلم العلم عند العلماء (جو ثناء اللہ کے ہم خیال نہ ہوں)
تسلیم کرلیں تو خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں ثناء اللہ کو دو سو
روپیہ انعام دونگا۔

سہ صدی انعام لینے کی چاٹ تو اُسکے ہم مذہب مرزائیوں نے اُسکو لگا ہوگی ہے
اب یہ تین سو روپیہ کیوں چھوڑتا ہے۔ اگر کچھ معاملہ بابات بازی ہو اُسکو کچھ
صلہ ملجائے۔ تعریف اہلحدیث اور اسپر اعتراضات کے جواب اور ثناء اللہ کے دلائل
کے جوابات سے ہم فارغ ہوئے ہیں تو اب ثناء اللہ کے خارج از اہلحدیث ہونے کی
ایسی عام فہم اور سادہ عبارت میں دلیل پیش کرتے ہیں کہ سپرد ما اہل انصاف
داد انصاف دیں اور خصوصاً مرزا صاحب ہمارے مستعفی منصف بالسوا ثانی سے
سمجھ جائیں۔ اور حسب سابقہ اور افضل طور پر نہ سہی پر اجمالی طور پر ہی اپنا فیصلہ

لکھ کر ہمارے پاس بھیجدیں۔ اور جو اُن سے بے انصافی ہوئی ہے کہ میرا جواب الجواب[۲] وصول کرنے اور دیکھنے سے پہلے باوجود مستعفی ہو جانے کے ثناء اللہ کو یہ فیصلہ یکطرفہ کر کے دیدیا۔ کہ جو اعتراض حضرت امرتسری نے تعریف اہلحدیث حضرت بٹالوی پر کئے تھے اُن کو حضرت بٹالوی اُٹھا نہیں سکے۔ جنکو اخبار یکم شوال میں ثناء اللہ نے شائع کر دیا ہے۔ اب اِس گناہ کبیرہ کا کفارہ یہی ہے کہ جواب الجواب نمبر ۲ کو پڑھکر صاف الفاظ میں تحریر کریں کہ اس یکطرفہ فیصلہ میں مجھ سے جلدی میں غلطی ہوئی ہے اور وہ اعتراضات ایسے زور سے اُٹھائے گئے ہیں کہ اُن پر ایک سو روپیہ انعام بھی تجویز ہو گیا ہے۔

اس دلیل کا پہلا مقدمہ یہ ہے کہ اصول خمسہ (خصوصاً اتباع اجماع و آثار سلف صالحین صحابہ تابعین کا (جو ثنائی پارٹی کا محل نزاع تھا) معمول بہا اور دستور العمل اہلحدیث ہونا ثناء اللہ نے اور اسکے دیگر ہم خیال متنازعین (واعظ رحیم آبادی و حافظ غاری پوری) نے رسالہ اجتہاد و تقلید پر دستخط کر لینے سے مان لیا ہے اور صاف الفاظ سے ثناء اللہ نے اعتراف کیا ہے کہ جس مسئلہ میں قرآن و حدیث نہ ملے اُس میں اجماع و آثار کی تقلید یا پیروی جائز ہے۔ اِس سے کسی کو خصوصاً ثناء اللہ کو انکار نہیں۔ اگر ہے تو صرف اُن کی حجیت سے ہے۔ اِس مقدمہ کا دوسرا عنوان یہ ہے کہ اہلحدیث وہ ہے جسکا مجموعی اعتقاد ان اصول کے مطابق ہو بر خلاف نہ ہو گو اُن کو حجت سمجھنے میں خطاء ہو۔ رسالہ اجتہاد و تقلید ثنائی طبع اوّل کا صفحہ ۲۳ و صفحہ ۵ و طبع دوم صفحہ ۲۰ اور اُسکے ساتھ اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ صفحہ ۶ و صفحہ ۹ الغایت ۱۳۷ خصوصاً صفحہ ۷ الغایت صفحہ ۹ و صفحہ (۲۱۰) ملاحظہ ہو۔

دوسرا مقدمہ ثناء اللہ کا عمل ان اصول کے برخلاف ہے وہ تفسیر عربی ثنائی میں ان اصول کا خلاف کر چکا ہے۔ اور باوجود وعدہ ہائے سابقہ مان کے اِس خلاف سے رجوع نہیں کرتا۔ اور ان اصول کے کانفرنس و دیگر اہلحدیث کے دستور العمل ہونے سے مانع ہے وہ بڑے جد و جہد کے ساتھ اُن کو کانفرنس میں پیش ہونے اور پاس ہونے سے اپنا نام زد

لگا چکا ہے۔ صفحہ ۵ سے ۱۵ جلد ۲۳ ۔ اثنا عشریہ اور اہلحدیث متعلق کانفرنس
(کانفرنس کے ممبروں کی ہاں ہاں کا اشتہار۔ کانفرنس کیطرف سے ہمارے سوال کا جواب اور
ہمارا لطیف سے جواب الجواب) ملاحظہ ہو۔ ان دونوں مقدموں کا نتیجہ یہ ہے کہ ثناء اللہ درحقیقت
اور دل سے ان اصولوں کو تسلیم نہیں کرتا بلکہ اُن کا منکر ہے۔ اور اسکا اظہار تسلیم محض
منافقانہ ہے اور وہ محض اہلحدیث کو دام میں لانے کی غرض سے ہے لہذا وہ اہلحدیث نہیں ہے
یہ ثناء اللہ اور اسکے ہم خیال ممبران کانفرنس کی نسبت اس دلیل کا اثر و فیصلہ ہے۔ اب
ہماکانفرنس کے اُن ممبروں کے حق میں (جو اصول مسلمہ کے اعتقاد اور عمل کے موافق
ہیں اور انکی تائید میں اپنی تقریرات و تحریرات لکھ چکے ہیں جو اشاعۃ السنۃ جلد
۲۳ میں شائع ہو چکی ہیں) فتویٰ اور فیصلہ سنتے ہے کہ جب تک کہ وہ اس بدعت و
بداعتقادی سکرٹری کانفرنس کو اور اُسکے ہم خیال ممبران (حافظ محمد یوسف و واعظ
رحیم آبادی و ابراہیم سیالکوٹی) کو کانفرنس سے علیحدہ نہ کر دیں۔ اور بصورت عدم
مقدرت خود اس کانفرنس سے مستعفی نہ ہو جائیں کہ وہ خود پورے اعتقاد اور
عملی اہلحدیث نہ بن جائیں۔ حدیث صحیح میں آیا ہے

من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ	جو شخص تم میں کوئی برائی کو دیکھے تو اسکو ہاتھ سے
فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع	مٹا دے۔ یہ نہ ہو سکے تو زبان سے روکے یہ بھی
فبقلبہ وذالک اضعف الایمان	طاقت نہ ہو تو دل سے اسکو برا سمجھے یہ سب سے کمزور ایمان ہے
وفی روایۃ ولیس وراء ذالک	اور ایک حدیث میں ہے کہ اس کے بعد رائی کے
حبۃ خردل من الایمان رواہ مسلم	نہیں ہے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ
مشکوۃ صفحہ ۴۲۲ ۔ قال رسول اللہ صلی	ایک قوم کی نسبت مرنی نے اللہ کو حکم دیا
اللہ علیہ وسلم اوحی اللہ عز وجل الی	کہ انکی بستیوں کو اٹھا کر زمین پر الٹ دے
جبرئیل علیہ السلام ان اقلب مدینۃ	جبرئیل نے عرض کیا کہ اسمیں ایک شخص ایسا ہے
کذا وکذا باھلھا فقال یا رب فیھم	جس نے آنکھ جھپکنے کا عرصہ کبھی نافرمانی نہیں کیا۔
عبدک فلانا لم یعصک طرفۃ عین قال	خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اُن سب پر انکی بستیوں کو

فقال اقلبها علیه و علیها صرفان وجهه لم یتمعر فیه شعرة قط (مشکوٰۃ ص۴۳۱)	اُلٹا دو۔ اسلئے کہ میرے دین کی غیرت میں اسکے چہرے پہ ایک سلوٹ بھی نہیں پڑی !

یہ دلیل خروج نثار اللہ از فرقہ اہلحدیث اور یہ فتویٰ بحق ممبران کانفرنس اہلحدیث جو اصول نثار کے قائل و معتقد ہیں ومع ہذا اسکا ساتھ نہیں چھوڑتے وہ سب دوستانہ و برادرانہ طور پر ملے جلے رہتے ہیں۔ اِس سے پہلے پیسہ اخبار میں اور اشتہارات متعلقہ کانفرنس ہیں شائع ہو کر اُن کی خدمات میں صدہا کا پیاں عین موقعہ جلسہ علیگڈھ پر پہونچ چکی ہیں مگر نثار اللہ اور اُسکے ہم خیال ممبران نے اُنکو شیر مادر کیطرح ہضم فرما لیا ہوا ہے۔ اور بہائے اشتہارات کو بھی جلسہ میں تقسیم ہونے سے روک دیا ہوا ہے گویا اُن کو اس دلیل اور اس فتوی کی کچھ خبر ہی نہیں وہ ہمیشہ اپنے مخالف دلائل و جوابات کو سنتے ہیں اور خوش جان فرما کر پھر انہی دلائل و جوابات کے مطالعہ کے لئے خم ٹھوک کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ انکے اس حال کی ایک مثال یاد آئی ہے۔ ایک کاشتکار کو اُسکے واجبہ ادا کرنے پر حصہ یلدار طاقہ نے پکڑ لیا جوتے مارے، اُسنے اُن کو ایک جوتا بھی نہ سمجھا اور وہ گھی جھاڑ کہنے لگا کہ مشکر ہے پیر صاحب نے میری عزت رکھ لی ہے۔ یہی حال نثار اللہ کا بعینہ ہے۔ ہر طرف سے راولپنڈی سے مدراس سے۔ پنجاب سے اُن پر دلائل اور جوابات اور رسائل کی بوچھاڑ ہوتی ہے مگر یہ سب سے آنکھ بند کئے ہوئے ہے۔ اور آئے دن اپنے اخبار کذب بار میں اپنے احمق خریداروں اور معتقدان میں اشتہار نکالدیتا ہے کہ آؤ مجھ سے بحث کرو۔ فلاں بات یا جواب کا جواب دو۔ مگر الحمد للہ اُس کی سرکوبی کے لئے کئی نوجوان کھڑے ہو گئے ہیں جو ہر وقت اس کی خدمت کے لئے تیار ہیں۔ یہ عاجز خاکسار پیر نوجوان سیرت و صورت بھی جب تک زندہ ہے اور روز افزوں نوجوانی اور طاقت روحانی و جسمانی سے خدا تعالیٰ کی عنایت و فضل سے مشرف ہوتا ہے۔ اس کی اور اسکی خود ساختہ کانفرنس کی خدمت گذاری کے لئے حاضر ہے اور سب کا مواخذ [illegible] اور اسکی خود ساختہ کانفرنس کو اسوقت تک

اسوجہ سے قیام و ترقی ہوئی ہے کہ یہ خاکسار اس خیال اتحاد و اتفاق و ہدایت سے جسکو
ابتدائی اوراق جلد ۲۳ میں ظاہر کر چکا اسکے رد میں مضامین چھاپ چھاپ کر جمع کرتا رہا
اور اُن کی عام اشاعت نہ کر سکا صرف اسکو اور اُسکی کانفرنس کے اخص ممبران کو ہی
دیتا رہا۔ اور اپنا اور اپنے رسالے کا جرح اور نقصان کرتا رہا۔ اب جو اُن کا حال کھلگیا
اور اُنکا نفاق ظاہر ہوگیا۔ اب یہ دیکھ لینگے کہ اُنکی کیسی خبر لیجاتی ہے۔ بحول اللہ وقوتہ
وَهُوَ حَسْبِيَ نِعْمَ الْوَكِيلُ نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ

جواب و خطاب ثناء اللہ سے فراغت ہوئی تو اب حسب وعدہ اُن گالیوں اور نامناسب
الفاظ کی فہرست پیش کیجاتی ہے۔ جو واعظ رحیم آبادی نے اِس خاکسار اپنے باپ کے
دوستدار کے حق میں کہے اور ثناء اللہ نے انکو میرے لفظ و واعظ الحق رحیم آبادی استعمال کرنے کی مثل
قرار دیکر بہ دستاویز آیت وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا اخبار ۳۰ اپریل میں شائع و مشتہر کیا
(۱) آپکے لئے ایک چوہڑا بھی ریل گاڑی میں جگہ سے نہیں ہٹتا۔ (۲) لغایت (۴) جھوٹا ہے
جھوٹا ہے جھوٹا ہے۔ (۵) ارے خدا سے ڈر اتنا جھوٹ کیوں بولتا ہے۔ (۶) مولوی صاحب
ایسے آدمی ہیں کہ کسی اسلامی جلسے میں بُلائے نہیں جاتے۔ انجمن حمایت اسلام کے جلسے میں بھی اُنکو
کوئی نہیں پوچھتا۔ (۷) ارے اللہ کے وعید سے ڈر جو جھوٹوں کے حق میں وارد ہے۔ (۸) مجنونانہ
(۹) بکواس۔ (۱۰) ہذیان۔ (۱۱) بھلے مانس یہود سراسے (۱۲) جھوٹی شیخی بیجا احسان
(۱۳) دروغگو را حافظہ نباشد۔ (۱۴) حرکت مجنونانہ۔ (۱۵) یہودہ گوئی و کذب۔ (۱۶)
ایسی حرکت مجنونانہ دیکھکر لوگ جلسے میں تقریر کرنے کا اہل نہیں سمجھتے۔ (۱۷) یہ کیسی لغو اور یہودہ
بکواس ہے۔ (۱۸) جناب عقل کے ناخن لیجئے۔ (۱۹) ثناء اللہ کا رہبر شیطان لعین ہے۔ (۲۰)
دروغگو را حافظہ نباشد (۲۱) بات تیرے جھوٹے کی۔ (۲۲) ارے جھوٹے۔ وعلی ہذا القیاس
کہاں تک نقل کروں یہ اِن الفاظ میں جو مجھ پر جھوٹ کے الزام لگائے گئے ہیں اُنکے جواب میں
میں اسقدر کہتا ہوں کہ اگر میرا ایک کذب واعظ صاحب ثابت کردیں تو میں خلافیہ کہتا ہوں کہ میں
فی کذب پانچ روپیہ انعام دونگا۔ واللہ باللہ ثم تاللہ۔ جو واقعات دروغ نقل کئے ہیں
اُن میں سے پہلا واقعہ بالکل غلط ہے۔ میں کبھی ثناء اللہ مباہلہ کا دن اور جگہ مقرر کرکے خبر

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اِس مباحثہ کا نتیجہ وانجام

مرزا ظفر اللہ منصف کا حق سے سکوت و فرار اور ثناء اللہ کا انہزام

اور

آیندہ کیلئے اُس سے کلیتہً قطع تعلق و خطاب و کلام

مولوی ثناء اللہ کا دوسرا پرچہ متضمن جواب میرے پاس پہنچا۔ تو میں نے اِس کا جواب الجواب نمبر ۲۔ تیار کر کے منصف صاحب سے (اِس خیال سے کہ وہ علمی جواب ہے۔ اور منصف صاحب عالم نہیں اِس کو نہ سمجھینگے) درخواست کی کہ وہ اِس جواب الجواب کو سُن اور سمجھ لیں انہوں نے اس سے انکار کیا تو میں نے وہ جواب الجواب اِنکے پاس نہ بھیجا اور اِس تکرر نجی میں عرصہ گذر گیا۔ اِس اثنار میں ثناء اللہ نے اِس ناتمام بحث کو اپنے اخبار نا اہل حدیث میں مشتہر کیا۔ جس پر خاکسار کی مرزا صاحب سے یہ مراسلت ہوئی۔ جو سراج الاخبار ۳۰۔ اگست سے نقل کی جاتی ہے:۔

ایڈیٹر صاحب۔ اسلام علیکم

مرزا ظفر اللہ خاں صاحب رئیس وزیر آباد خاکسار ثناء اللہ امرتسری کے باہمی گفتگو میں منصف ہو گئے تھے۔ جب ثناء اللہ نے اِس ناتمام گفتگو کو بلا اجازت منصف کے اخبار ۱۸ جون ۱۹۱۵ء میں چھاپ دیا تو مینے اسکی شکایت کر کے مرزا صاحب سے درخواست کی کہ آپ میرے جواب الجواب نمبر ۲ کو بلا کم و کاست چھاپ دینے کا تحریری وعدہ ثناء اللہ سے لیکر میرے پاس بھیجدینگے تب میں اپنا مضمون جواب الجواب آپ کے پاس بھیجونگا میری اِس درخواست کو اُنہوں نے منظور نکیا اور اپنے فرض منصبی انصاف کا خلاف کیا۔ لہذا میں اپنا جواب الجواب نمبر ۲۔ اُنکے پاس نہ بھیج سکا اور یہ شکایت انکی خدمت میں پیش کی کہ اِس میں فریق ثانی کی رعائت پائی جاتی ہے جسپر مرزا صاحب نے ۲۶؍۹ جولائی ۱۹۱۵ء کے کارڈ میں یہ لکھا ہے کہ مجھے تعجب ہے کہ جناب نے اِس میں رعایت فریق ثانی کسطرح سمجھ لی۔ وعدہ تحریری کا کون موقع تھا جواب بھیجدیا جاتا اور یہ تحریر

* یہ ہندسہ مشتبہ ہے یہاں سے اسکو ۹ پر پڑھا سراج الاخبار ۱۸ غبار ۳۰ اگست میں مشتہر کرایا ثناء اللہ نے اسکو انیس ۱۹ حرفوں ابن بنا بیا جعلی ہے

ہوتا کہ "چونکہ پہلے سوال وجواب اخبار میں شائع ہو گئے ہیں۔ اب یہ بھی شائع ہو جاوے" پھر اگر وہ شائع نہ ہوتا تو شکایت کا موقع تھا اب اگر سلسلہ بحث جاری رکھنا ہے تو جواب عنایت ہو ورنہ تحریر فرمایا جاوے کہ آیندہ سلسلہ بند ہے تاکہ طرف ثانی کو اطلاع دی جاوے اور اسکا انتظار اور سلسلہ بحث ختم ہو جاوے۔ اگر آج سے دس روز تک جواب عطا نہ ہو تو سمجھا جاویگا کہ سلسلہ بحث ختم ہو گیا۔ محمد ظفر اللہ وزیر آباد ۲۹؍۲۶ جولای ۱۵ء پھر اس میعاد دس روز کے گذرنے سے پہلے مرزا صاحب نے کارڈ ۲۔ اگست میں اپنے منصف ہونے سے استعفا دیدیا اور باین الفاظ لکھا کہ بہر حال میں آپکی ثالثی کے لئے وقت نہیں دیسکتا اور اطلاعاً عرض ہے کہ آیندہ اس معاملہ میں مجھہ سے خط وکتابت نہ فرمائی جاوے۔ ہر ایک ثالث استعفا دیسکتا ہے سو میں استعفا پیش کرتا ہوں۔ ۲۔ اگست وزیر آباد۔ محمد ظفر اللہ۔

خاکسار نے اس کارڈ کے جواب میں جب مرزا صاحب سے استعفا دینے کی وجہ پوچھی اور اسکے بیان ہونے پر منظوری استعفا کو موقوف رکھا تو آپنے کارڈ ۷ اگست میں تحریر فرمایا کہ مولانا صاحب استعفا ثالث کا منظور کرنا یا نہ کرنا فریقین کے اختیار میں نہیں۔ یہ ثالث کا اپنا اختیار ہے۔ آپ وجہ استعفا دریافت فرماتے ہیں مجبوراً عرض کرتا ہوں کہ آپنے مجھپر طرفداری کا الزام لگایا جو مینے تحمل سے سُنا۔ اسکے بعد آپنے دو شرطیں لگائیں۔ اوّل یہ ہے کہ میں عبادلہ ثلاثہ مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی حافظ عبداللہ صاحب امرتسری۔ مولوی فاضل۔ حافظ عبداللہ صاحب غازیپوری سے دریافت کروں۔

(دوم یہ کہ آپ سے بالمواجہ جواب الجواب سنوں۔ بعدازاں جناب نے یہ شرط لگائی کہ ثناء اللہ سے تحریری معاہدہ لیا جاوے کہ مضمون سالم طبع کریں۔ اب آخری شرط آپنے پھر لگائی ہے کہ کسی عالم سے میں دریافت کروں اور اسکے مطابق فیصلہ کروں اگر جناب نے کسی عالم کے کہنے سے فیصلہ کرنا ہے تو میری کیا ضرورت ہے وہی عالم فیصلہ کر سکتا ہے۔ اب آپکو وجہ استعفا معلوم ہو گئی ہے۔ پس

کسی عالم کو ثالث مقرر فرمایئے جو آپ کی جھڑکیاں برداشت کرے۔ نیازمند ظفر اللہ، اگست اور اس سے پہلے دو دفعہ کارڈ ۶ و ۳۱ جون میں بایں الفاظ وعدہ دیچکے ہیں کہ میں جب فیصلہ کرونگا تو کسی عالم سے پوچھکر کرونگا۔ کارڈ ۶ جون میں آپ کے الفاظ یہ ہیں سمجھنے کا موقعہ تو بعد میں ہوتا ہے جب فیصلہ کا وقت ہوگا۔

اور کارڈ ۳۱۔ جون میں آپ کے الفاظ یہ ہیں۔ اسوقت ضرورت ہوئی تو میں کسی فاضل سے بطور خود بھی مدد لونگا تاکہ علمی مضامین میں وہ میری امداد کرے۔ کارڈ ۷، اگست میں آپ نے اس وعدہ کا خلاف کیا۔ آج اخبار اہل حدیث یکم شوال دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب نے ان سب میری شرطوں کو اور اپنے وعدوں کو بالائے طاق رکھ کر باوجود استعفا دینے کے اور باوجود میرے جواب الجواب کو نہ دیکھنے کے اور باوجود میعاد داخلہ جواب الجواب دس روز کے نہ گذرنے کے اور باجودیکہ جس قدر گفتگو تعریف اہلحدیث میں فیصلہ سے پہلے ہوئی تھی وہ علم منطق اور منطقی اصطلاح دَور کے جاننے پر موقوف تھی اور مرزا صاحب علم منطق سے کورے تھے۔ صرف مولوی ثناء اللہ کی بیان یک طرفہ پر فیصلہ یکطرفہ کر دیا ہے کہ "تعریف اہلحدیث حضرت بٹالوی پر جو اعتراض حضرت امرتسری نے کئے تھے اُن کو حضرت بٹالوی اٹھا نہیں سکے"۔

لہٰذا میں اولاً مرزا صاحب سے پوچھتا ہوں کہ آپنے جو حالات مذکورہ بالا کے موجود ہونے کے ساتھ یہ فیصلہ یکطرفہ ناجائز کر دیا ہے۔ یہ کس عالم سے پوچھکر کیا ہے اور آپ کو اس فیصلہ کا حق کیونکر حاصل تھا اور ثانیاً ایڈیٹر صاحب آپ سے اور اہل علم کے پبلک سے انصاف چاہتا ہوں کہ کیا فیصلہ یکطرفہ اور برخلاف شروط مُسلّمہ کچھ وقعت رکھتا ہے یا بجوے نمی ارزد کا مصداق ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ تعریف اہل حدیث میں ثناء اللہ نے دَور کی بحث کو (جو منطقی بحث ہے) چلایا ہے اور مرزا صاحب علوم عربی منطق وغیرہ سے عاری ہیں اور انکی دینی معلومات کا یہ حال ہے کہ وہ خط لکھنے میں شروع بسلام سنت الاسلام ضروری نہیں جانتے انکے چھ خط اسوقت میرے سامنے رکھے ہیں ان میں سلام ندارد۔ نہ اولاً نہ آخراً۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

جو عیسائی سلاطین کو خط لکھے ہیں تو ان کو بھی بعنوان سلام علے من اتبع الہدی سلام سے شروع کیا ہے ایسا ناواقف اہلحدیث کی تعریف کا فیصلہ جامع مانع اور دوری ہونے نہ ہونے کا کیا خاک کر سکتا ہے اور جو کرے تو اُسکی وقعت ہی کیا ہے۔ اور ثناء اللہ سے یہ سوالات ہیں (۱) جو فیصلہ احد الفریقین کے حاضر نہ ہونے یا اپنا جواب داخل نہ کرنے کی وجہ سے یک طرفہ ہو جائے کیا وہ شرعاً اور عند اللہ اس فریق کے حق کو زائل و باطل کر دیتا ہے اور اسکو اپنے حق کا ثبوت دوسرے حاکم و منصف کے پاس پیش کرنیکا حق باقی نہیں رہتا یہ مسئلہ کس مذہب اور کس دلیل قرآن یا حدیث سے ثابت ہے۔ (۲) منصف کے مستعفی ہو جانے بعد اُسکا فیصلہ قانوناً یا شرعاً مؤثر ہوتا ہے یا نہیں اور لغو بے محل اور مشتے بعد از جنگ کا مصداق ہے۔ (۳) کیا مرزا صاحب عالم ہیں اور وہ علم منطق میں دخل رکھتے ہیں اور دور و تسلسل کی اصطلاح سے واقف ہیں۔ (۴) اگر عالم و واقف ہیں تو دو عالم منصفوں کے ساتھ تیسرا جج تم نے کیوں تجویز کیا تھا۔ (۵) اگر عالم نہیں تو بتاؤ کہ کس عالم کی مدد سے انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے جو اُن کے لئے ٹرٹ ٹھیرایا گیا تھا۔ (۶) اگر ان سوالات کا جواب نفی میں دو تو پھر بتاؤ کہ نقل فیصلہ مذکور کے بعد جو تم نے لکھا ہے کہ الحمد للہ تعریف اہلحدیث کا فیصلہ ہو گیا یہ انصاف ہے یا بے شرمی اور ہٹ دھرمی اور دھوکا دہی و دروغ گوئی جبکا تمہاری نسبت شروع اس مضمون میں دعوی کیا گیا تھا۔ بینوا توجروا۔ ابو سعید محمد حسین ۱۵۔ اگست ۱۹۱۵ء

از شملہ

"اسکے جواب میں ثناء اللہ نے سراج الاخبار ۱۲۔ ستمبر ۱۵ء میں یہ مضمون شائع کرایا"

بٹالوی جھگڑے کا فیصلہ

اور

فیصلہ کے بعد نیا جھگڑا

جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم۔ آپکو معلوم ہوگا کہ جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا ۱۹۰۲ء سے میرے ساتھ نزاع ہے اس نزاع نے مختلف صورتیں اختیار

ایڈیٹر صاحب سراج الاخبار نے مرزا صاحب کے فیصلہ کی کل بحث کو اپنے اخبار میں شائع کر دیا ہے اور ساتھ ہی اپنی طرف سے یہ فیصلہ دیدیا ہے کہ مرزا صاحب نے فیصلہ کے سوال کا جواب نہیں دیا اور ساتھ ہی

کیں۔ کبھی جدال۔ کبھی صلح۔ پھر صلح کے بعد بگاڑ۔ یہانتک کہ ایک دفعہ آرہ میں علما منصف ہوئے اُن کے فیصلہ کو تسلیم کرنیکا مولوی صاحب نے اقرار کیا نہ صرف اقرار کیا بلکہ شائع بھی کیا (ملاحظہ ہو اشاعۃ السنۃ جلد ۱۲ صہ ۶۱) وہ فیصلہ بھی بحمداللہ میرے حق میں ہوا۔ جسپر مولوی صاحب ایسے بگڑے کہ منصفوں کو بھی خوب سُنائیں چونکہ مجھے مصالحت رکھنا منظور تھا اسلئے اِن دنوں میں نے لکھا کہ آیئے پھر فیصلہ کرائیں۔ فیصلہ کی صورت مینے یہ لکھی کہ دو عالم اور ایک مشیر قانونی ہو۔ مشیر قانونی کے لئے میں نے جناب مرزا ظفراللہ خانصاحب جج سیالکوٹ حال پنشنر وزیرآباد کا نام پیش کیا۔ مولوی صاحب موصوف نے کہا کسی عالم کی ضرورت نہیں معاملہ بالکل صاف ہے میں تمہاری اُردو تحریروں سے دکھا دوں گا کہ تم اہلحدیث نہیں اسلئے صرف مرزا ظفراللہ خانصاحب کافی ہیں۔ مجھے بھی چونکہ فیصلہ کرانا منظور تھا اور جناب مرزا صاحب کی خداداد قابلیت اور انصاف پسندی سے میں واقف تھا۔ مینے بھی منظوری دیدی۔ (ملاحظہ ہو اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۶۔ فروری ۱۵ء

چونکہ میرے خارج از اہلحدیث ہونے کے لئے اہلحدیث کی تعریف ہونی ضروری تھی اسلئے پہلے یہی سوال تھا کہ اہل حدیث کی تعریف کیا ہے مولوی صاحب نے تعریف کی مینے اُس پر اعتراض کیا اسیطرح دونوں طرف سے دو دو پرچے پہنچے۔ مرزا صاحب نے اِس تنازعہ کا فیصلہ بحمداللہ میرے حق میں دیا تو مولوی صاحب نے حسب عادت قدیمہ اُنکو بھی صلواتیں سُنائیں چنانچہ سراج الاخبار ۳۰۔ اگست اور پیسہ اخبار ۵ ستمبر میں آپکا مضمون نکلا ہے جسمیں مولوی صاحب موصوف نے جناب منصف صاحب کی نسبت خلاف شان الفاظ لکھے ہیں۔ میں باور نہیں کرسکتا تھا کہ کوئی شریف آدمی کسی شریف آدمی کو اپنا حاکم بنا کر اُسکا ساختہ پرداختہ منظور کرکے بعد فیصلہ اُسکو بُرا بھلا کہے اسکی مثالیں میرے علم میں آجتک دو ہی پیدا ہوئی ہیں ایک مرزائی جماعت کے معزز رکن منشی قاسم علی جنہوں نے لُدھیانہ میں سردار بچن سنگھ صاحب پلیڈر کو سرپنچ مانا مگر جب انہوں نے فیصلہ اُنکے خلاف اور میرے حق میں دیکر تین سو

روپیہ مجھے انعام دلایا تو منشی موصوف نے سردار صاحب کو خوب سُنائیں جس سے بجائے اسکے کہ سردار صاحب موصوف کی ہتک ہو شرفا کی نگاہ میں منشی قاسم علی کی ہتک ہوئی ہوگی۔ دوسری مثال اِس کی جناب مولوی محمد حسین صاحب ہیں مولوی صاحب موصوف نے اِس ناراضگی کے مضمون میں چند سوال لکھے ہیں جنکو بوجہ بیخبری کے دونوں اخباروں کے ایڈیٹر صاحبوں نے بھی معقول سمجھا۔ اعتراض حسب ذیل ہیں۔

(۱) منصف صاحب نے باوجود وعدہ کسی عالم سے مشورہ نہیں لیا۔

(۲) باوجود دس روز کی میعاد جواب کے لئے دینے کے میعاد سے پہلے ہی فیصلہ کردیا

(۳) فیصلہ سے پہلے استعفا دیا اور استعفا کے بعد فیصلہ کیا لہذا یہ فیصلہ بجوے نارزد (ہیچ ہے) اب سُنئے اِنکے جواب۔

(۱) مولوی محمد حسین صاحب نے منصف صاحب کو لکھا تھا کہ آپ فلاں فلاں مولوی صاحب سے (جو اُن کے ہم خیال ہیں) مشورہ کریں۔ منصف صاحب نے لکھا یہ میرا کام ہے فیصلہ کے وقت مجھے ضرورت ہوئی تو میں کسی عالم سے مشورہ کرلونگا اُس سے صاف ثابت ہے کہ کسی عالم سے مشورہ کرنا بوقت ضرورت تھا چونکہ منصف صاحب کو ضرورت محسوس نہیں ہوئی اسلئے اُنہوں نے کسی عالم سے مشورہ نہ کیا تو کیا فیصلہ غلط ہو جائیگا۔ کیا منصف کی دیانت پر اتنا بھی بھروسہ نہیں کہ وہ کہے مجھے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں میں خود ہی اس مضمون کو سمجھ گیا ہوں تو اسکے اس کہنے کو باور نہ کیا جائے۔ (افسوس)

(۲) دس روز کی میعاد جناب منصف صاحب نے مولوی صاحب کو ۱۹ جولائی کو دی ہے چنانچہ سراج الاخبار مورخہ ۳۰۔ اگست کے صفحہ ۵ کالم ۳ کی پہلی سطر میں مولوی صاحب خود لکھتے ہیں کہ "انیس" جولائی کا کارڈ آیا اور ۲۶۔ جولائی کو منصف صاحب نے مجھے لکھا کہ مینے مولوی صاحب بٹالوی کو دس روز کی مہلت دی ہے یہ میعاد ۲۹۔ جولائی کو ختم ہونی چاہیے تھی یا آنے جانے کے

دن شمار کئے جائیں تو بھی اکتیس ۳۱ کو ضرور ختم ہو گئی ہو گی اور منصف صاحب نے فیصلہ ۲۔ اگست کو لکھکر میرے پاس بھیجا تبلایئے میعاد کے اندر دیا یا بعد۔

(۳) یہ سوال بالکل بے اصل ہے۔ تعجب ہے کہ ایڈیٹر صاحبان نے بغیر اسکے کہ فریق ثانی کا بیان سُنیں جناب مرزا ظفر اللہ خاں صاحب جیسے قابل جج کی نسبت بدگمانی روا رکھی کہ وہ اتنا بھی نہیں سمجھے کہ استعفا دینے کے بعد فیصلہ نہیں دیسکتے اسکے جواب میں بہتر ہے کہ میں منصف صاحب کے خط متضمن فیصلہ سے چند فقرات نقل کردوں جس سے زیادہ صحیح جواب ہو نہیں سکتا۔

جناب منصف صاحب مولوی صاحب بٹالوی کی تیز زبانی اور ہتک آمیز دلآزار فقرات (جنکے نقل کرنیکی ابھی ضرورت نہیں وقت ضرورت نقل ہوں گے) نقل کرکے تحریر فرماتے ہیں۔

پس اِن وجوہ سے میں اب آیندہ ثالثی کے لئے اپنے تئیں قابل نہیں سمجھتا اور ثالثی سے استعفا دیتا ہوں۔ ابھی تک تو ابتدائی مرحلہ ہے صرف اہلحدیث کی تعریف زیر بحث ہے جب اصل معاملہ پر گفتگو شروع ہوئی جو اہم ترین معاملہ ہے تو خدا جانے مجھپر کیا کچھہ اعتراض ہونگے اسلئے میں اس غمصہ میں رہنا نہیں چاہتا جسقدر معاملہ میرے روبرو ہوا ہے اُسکی نسبت میری رائے ہے کہ جو تعریف اہلحدیث حضرت بٹالوی نے تحریر فرمائی تھی اور اُسپر جو اعتراض حضرت امرتسری نے کئے تھے اُنکو حضرت بٹالوی اُٹھانہیں سکے حالانکہ انہوں نے اپنے الفاظ کو کچھہ تبدیل بھی کردیا تھا اور آخر جواب الجواب دینے میں لیت ولعل فرمانا شروع کیا اور جواب عنایت نہ فرمایا اسلئے اصل معاملہ زیر بحث ہی نہیں آیا اور ثالث کی نسبت ایسے خیالات ایسے الفاظ میں ظاہر کئے جس سے ثالث کو استعفا دینے پر مجبور ہونا پڑا۔" محمد ظفر اللہ۔ ۲۔ اگست ۱۵ء

ناظرین غور کریں کہ ایک ہی خط مورخہ ۲۔ اگست میں دونوں باتوں کا درج ہونا کیا ثابت کرتا ہے۔ مطلب صاف ہے کہ جناب منصف صاحب نے ۲۔ اگست کو گذشتہ کارروائی کا فیصلہ دیکر آیندہ کے لئے منصفی سے استعفا دیا ہے۔ یہ نہیں

کہ ۲۔ اگست کو استعفا دیا اور ۱۲۔ اگست کو فیصلہ جیسا کہ ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار نے سمجھا جو کہتے ہیں۔

"میرے خیال میں ۲۔ اگست کو جبکہ مرزا صاحب استعفا دے چکے تھے تو ۱۲۔ اگست کو فیصلہ نہیں دینا چاہئے تھا۔"

غالباً یہ غلط فہمی اخبار اہلحدیث کی تاریخ سے لگی ہے جسمیں یہ فیصلہ درج ہی یعنی فاضل ایڈیٹر پیسہ اخبار نے تاریخ طبع کو تاریخ تحریر سمجھ لیا جو کسی طرح ٹھیک نہیں۔ فیصلہ ۲۔ اگست ہی کو ہوا اور آئندہ کی منصفی سے استعفا بھی دو ہی کو ہوا۔ اس استعفا کا اثر گذشتہ کارروائی پر کسی طرح نہیں ہو سکتا۔

فیصلہ کا فیصلہ مجھے چونکہ جناب مولوی محمد حسین صاحب سے مصالحت رکھنی منظور ہے اسلئے میں فیصلہ کی ایک آسان صورت پیش کرتا ہوں امید ہے ایڈیٹر صاحب بھی اسکی تائید کرینگے جناب موصوف اس امر کے فیصلہ کیلئے کہ فیصلہ جو جناب مرزا ظفر اللہ خانصاحب نے کیا ہے صحیح ہے یا غلط۔ کسی ذی رائے کو منصف بنالیں مگر یہ شرط ضروری ہوگی کہ بعد فیصلہ منصف کو سنانہ ہوگا جو کوشیگا وہ کم سے کم مبلغ ایک سو روپیہ انجمن حمائت اسلام میں داخل کریگا اسکے اعتبار کے لئے فریقین سو سو روپیہ حاجی شمس الدین صاحب سکرٹری انجمن مذکور کے پاس جمع کرا دینگے جسنے فیصلہ پر چون وچرا کی حاجی صاحب اُسکا روپیہ داخل انجمن کرکے دوسرے کو روپیہ واپس کر دینگے۔

مولوی صاحب کو اختیار ہے تقرر منصف کا فیصلہ بذریعہ خط وکتابت کریں یا بذریعہ اخبار ؎ من نگویم کہ ایں ممکن آں کن ٭ مصلحت بیں و کار آساں کن

خاکسار۔ ابوالوفا ثناء اللہ

"اس کے جواب میں ثناء اللہ نے دو جعلسازیاں اور چالاکیاں کیں اوّل ۱۹ کے ہندسہ کو جو غلطی کاتب سے بجائے ۲۹ لکھا گیا تھا اونیس ۱۹ حرفوں میں بنایا تاکہ میعاد داخلہ جواب خاکسار اکتیس جولائی تک ختم ہو جائے اور منصف کا فیصلہ بعد گزر جانے میعاد جواب الجواب کے ثابت ہو۔ دوسرے میرے سوالات ستہ سے جو سراج الاخبار

۲۰۔ اگست میں ثنار اللہ سے کئے گئے تھے۔

صرف تین سوالات کو نقل کر کے اِنکا جواب جیسا بن پڑا دیا۔ اور تین سوالات کو جو قطعاً منصف کے فیصلہ کا ناجائز ہونا ظاہر کرتے تھے خورد برد کر دیا۔ اور اس چالاکی سے ناظرین کو دھوکا دیا اِس جواب ثنائی کا جواب خاکسار نے یہ دیا جو سراج الاخبار ۲۰ ستمبر ۱۹۱۵ء سے نقل کیا جاتا ہے"۔

منشی شمس الدین صاحب وغیرہ کی منصفی منظور اور بصورت ناراضی

دشکایت سو روپیہ جرمانہ حاضر

مولوی ثنار اللہ نے سراج الاخبار ۱۲۔ ستمبر ۱۹۱۵ء میں میرے مضمون سراج الاخبار ۲۰۔ اگست ۱۹۱۵ء کا جواب چھپوایا ہے اُس میں سراج الاخبار ۳۰۔ اگست میں مرزا ظفر اللہ صاحب کے منقولہ رُقعہ متضمن تقرر میعاد جواب دس روز کی تاریخ ۲۹۔ جولائی کو جو اخیر رُقعہ میں درج ہے۔ ۱۹۔ جولائی جو غلطی سے درج اخبار ہو گئی تھی قرار دیکر میعاد جواب ۳۱۔ جولائی ٹھیرا کر مرزا صاحب کے فیصلہ کو میعاد جواب دس روز گذر جانے کے بعد اور جائز قرار دیا ہے جو محض دروغ ہے۔ اگر منشی شمس الدین صاحب اصل کارڈ مرزا صاحب کو جسپر مرزا صاحب کی دستخطی تاریخ ہے اور ڈاکخانہ وزیر آباد و بٹالہ و شملہ کی مُہریں بھی موجود ہیں جو ۲۰۔ ۲۹۔ جولائی کے پہلے نہیں ہیں ملاحظہ کر کے ایک مجلس عام میں کہدینگے کہ یہ فیصلہ مرزا صاحب کا میعاد جواب دس روز گذر جانیکے بعد واقع ہوا ہے اور اُن کو اس فیصلہ کا حق حاصل تھا اور حاضرین مجلس بھی اُنکی تصدیق کرینگے تو میں اُس فیصلہ کو مان لونگا اور پھر شکایت زبان پر نہ لاؤنگا۔ اگر شکایت کروں تو پھر سو روپیہ تاوان دونگا۔ اِسی اخبار میں ثنار اللہ نے یہ بھی کہا ہے کہ ۲۲۔ جولائی کے کارڈ میں مرزا صاحب نے میعاد جواب دس روز مقرر کر کے اُسکو اطلاع دی تھی۔ یہ بیان ثنائی صحیح تسلیم کیا جاوے تو بھی ۲۔ اگست تک دس روز میعاد ختم نہیں ہوتی جسکو ثنار اللہ نے تاریخ فیصلہ تسلیم کیا ہے۔ اِسکا فیصلہ بھی منشی شمس الدین اور حاضرین

مجلس کریں۔ اس قسم کے اکاذیب اُس مضمون ثنائی میں اَور بھی ہیں جو اس مجلس میں پیش کئے جاوینگے انشاء اللہ تعالیٰ جس روز منشی شمس الدین صاحب کہیں میں سو روپیہ لیکر لاہور پہنچوں۔ راقم ابوسعید محمد حسین بٹالوی

"اس کے جواب میں ثناء اللہ نے سراج الاخبار ۲۷۔ ستمبر میں یہ مضمون شایع کرایا ہے:۔

بٹالوی نزاع کا فیصلہ

سراج الاخبار ۲۰۔ ستمبر ۱۹۱۵ء میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے میرا جواب الجواب دیا ہے مگر حسب عادت اُلجھن میں ڈالکر۔ مولوی صاحب کی ہمیشہ سے عادت ہے کہ مبادی اور اجزاء دعویٰ میں بہت اُلجھا کرتے ہیں۔ سُنئے میرا دعویٰ ہے کہ جناب میرزا مظفر اللہ خانصاحب جج پیشنر نے جو میری اور اُنکی نزاع میں بحیثیت منصف کے فیصلہ دیا ہے اُس فیصلہ کے دینے کا اُنکو حق تھا۔ مولوی صاحب اس سے منکر ہیں۔ میں اپنا دعویٰ ثابت کرنیکو تیار ہوں۔ مولوی صاحب نے حاجی شمس الدین صاحب کو منصف مانا ہے مجھے منظور ہے۔ فریقین سو سو روپیہ پیشگی سکرٹری صاحب انجمن حمائت الاسلام کے پاس پہلے جمع کرادیں گے جو فریق فیصلہ پر چون وچرا کرے گا اُس کا روپیہ داخل خزانہ انجمن کیا جاوے گا اُسکی صورت یہ ہوگی کہ جسکے حق میں فیصلہ ہوگا اُسکی نسبت تو یہ گمان نہیں کہ وہ چون وچرا کرے اُسکو تو فوراً روپیہ واپس کیا جاویگا جسکے برخلاف فیصلہ ہوگا اُسکا روپیہ چھ ماہ تک محفوظ رکھکر انتظار کیا جاویگا کہ چون وچرا تو نہیں کرتا اِس چون وچرا میں تحریری اور تقریری دونوں قسم کی چون وچرا داخل ہوگی جسکا ثبوت ہوکر عمل کیا جاویگا۔ منصف کا فیصلہ حاضرین کی تصدیق کا محتاج نہ ہوگا۔ نہ حاضرین سے رائے لی جاویگی بلکہ فریقین کے سوا اَور کوئی حاضر بھی نہ ہوگا۔ مولوی صاحب اپنے بیان میں قوت پاتے ہیں تو اب پیچھے نہ ہٹیں اِس مضمون کے شائع ہوتے ہی مجھے بذریعہ خط منظوری کی اطلاع دیں تاکہ

حاجی شمس الدین صاحب سے استمراج کیا جائے جو تاریخ اور وقت حاجی صاحب مقرر کریں اُسپر ہم لاہور پہنچ جائیں۔ منصف کے لئے یہ شرط ضروری ہوگی کہ ایک ہی روز میں بیانات تقریری یا تحریری لیکر تین روز کے اندر اندر فیصلہ تحریری دیدیں:۔ راقم۔ ابوالوفا ثناءاللہ ایڈیٹر اہلحدیث امرتسر

اس جواب میں بھی ثناءاللہ نے دو جعل سازیاں اور چالاکیاں کیں اوّل صرف حاجی شمس الدین کی منصفی ماننے کو میری طرف منسوب کرنا۔ اور از خود یہ شرط ٹھہرانا کہ اس مجلس کے حاضرین سے رائے نہ لی جائیگی بلکہ فریقین کے سوائے کوئی بھی حاضر نہ ہوگا حالانکہ مینے صرف منشی شمس الدین کو منصف نہ مانا۔ بلکہ اسکے ساتھ حاضرین مجلس کے اتفاق رائے کو بھی شریک منصفی ٹھیرایا تھا۔ دوسرے یہ کہ اپنے پہلے دعوی کو کہ بعد گزر جانے میعاد داخلہ جواب کے فیصلہ ہوا ہے۔ ادا اسکی پہلی دلیل (تواریخ رقعات مرزا صاحب) کو بھلا کر یہ نیا دعویٰ کیا۔ کہ منصف کو فیصلہ دینے کا حق تھا اور اس دعویٰ کے ثبوت اور دلیل کو بھی عام ٹھیرایا۔ کہ جو ثبوت وہ چاہیگا پیش کریگا۔ اس کی ان جعلسازیوں اور چالاکیوں کا اظہار ایک طولانی مضمون "وہ بھاگا" نمبر دوم میں کرکے وہ مضمون دفتر سراج الاخبار میں بھیجا گیا۔ مگر اڈیٹر صاحب سراج الاخبار نے اسکو طولانی سمجھکر نہ چھاپا تو اس کا اختصار سراج الاخبار ۱۱۔ اکتوبر میں حسب ذیل شایع کرایا گیا۔

وہ بھاگا نمبر ۲[1]

منشی شمس الدین صاحب کی منصفی جس شرط کے ساتھ مینے منظور کی تھی ثناءاللہ نے اُس سے گریز و فرار اختیار کیا ہے اس کی تفصیل میں مینے ۲۸۔ ستمبر کو ایک

[1] نمبر اوّل "وہ بھاگا" ضمیمہ سراج الاخبار ۱۲۔ ستمبر سنہ ۱۹۱۰ء میں شائع ہو چکا ہے جس کو مطبع سے وہ ضمیمہ نہ ملے وہ بار سال ۲ر عصولڈاک رجسٹری ہم سے مستعار منگا کر یقین حاصل کرلے یہ بھگوڑا قدیم سے ہمارے آگے بھاگتا رہتا ہے پھر کھسیانی بلّی کی طرح دم جھاڑ کر مقابلہ کیلئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ منہ

مفصل مضمون تیار کیا تھا اور ۲۰۔ ستمبر کو دفتر سراج الاخبار میں بھیجدیا تھا مگر ایک خاص وجہ سے اُسکی اشاعت کو بالفعل ملتوی کرکے یہ مختصر نوٹ شایع کیا جاتا ہے۔ کہ منشی شمس الدین صاحب کی منصفی کا فیصلہ خفیہ طور پر نہ ہوگا بلکہ ایک بڑے مجمع میں جسمیں انگریزی خواں بلکہ ملازمان ڈاک بھی ہوں گے کرایا جاویگا اور حاضرین کی رائے بھی لیجاویگی اور اُسکا فیصلہ حاضرین کی رائے کا محتاج ہوگا اور جس کے برخلاف فیصلہ ہوگا اُس کا روپیہ چھ ماہ تک محفوظ نہ رکھا جائیگا بلکہ فوراً جس کے حق میں فیصلہ ہوگا اُس کو دیدیا جاویگا اور اُسکی چون وچرا تحریری تقریری بے فائدہ ہوگی۔ اس مختصر نوٹ نے اگر اثر نہ کیا تو مفصل مضمون "وہ بھاگا" نمبر سوم شائع ہوگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ راقم۔ ابوسعید محمد حسین

نوٹس بنام ایڈیٹر اہل حدیث

میں ۱۴۔ ستمبر سے شملہ گیا ہوا آج ۲۷۔ ستمبر کو بٹالہ واپس آیا اور تمہارا اخبار اہلحدیث ۲۴۔ ستمبر ملاحظہ کیا جس میں سہ صد روپیہ انعام دوکان حاجی علے جان پر جمع کرانے کی تم نے درخواست کی ہے۔ اس درخواست کی تعمیل کرانے کا حق تم کو اُسوقت حاصل ہوگا جبکہ اس سے پہلے اپنے ہی فیصلہ کے متعلق اپنے اور ہمارے مضامین ثلاثہ کو اپنے اخبار میں درج کرکے اُن پر عمل کرد کھاؤ گے ورنہ پہلے فیصلہ کے بعد کھیانے ہوکر اس نئے فیصلہ کے مجوز سمجھے جاؤ گے۔

(۱) سراج الاخبار جہلم ۲۰۔ اگست میں مرزا صاحب کے فیصلہ یک طرفہ کے متعلق جو تم سے چھ سوال کئے گئے اُن کو اپنے اخبار میں درج کرو اور اُن کے جوابات بھی درج اخبار کرو۔

(۲) سراج الاخبار ۱۲۔ ستمبر میں جو تم نے فیصلہ کا فیصلہ مشتہر کرایا اور اُسکی منظوری میں جو خاکسار نے ۲۰۔ ستمبر کے سراج الاخبار میں "مضمون منشی شمس الدین صاحب وغیرہ کی منصفی منظور" مشتہر کرایا ہے وہ بھی درج اخبار کرو اور اُسپر عمل کرو۔

(۳) ۱۲ ستمبر کے خط نمبر ۱۲۴ کے ساتھ جو مضمون "الحق ما شہدت بہ الاعداء" تمہارے پاس بغرض اندراج اخبار بھیجا گیا اور اُس میں تمہاری ہی منصفی کو منظور کیا گیا تھا اُس کو بھی تم اپنے اخبار میں درج کرو اور اُسپر عمل کرو۔

تمہارے اِس مجوزہ اور ہمارے منظور کردہ فیصلہ سے اگر یہ ثابت ہوگیا کہ مرزا صاحب کا فیصلہ میعاد دس روز گذر جانے کے بعد ہوا ہے لہذا وہ جائز ہے تو اِس صورت میں مَیں تمہارا لوہا مان لونگا اور آئندہ تم سے بحث کرنے کا کبھی نام نہ لونگا جس میں انعام یا تاوان دینے یا لینے کی نوبت آوے یا ضرورت پڑے اور اگر منشی شمس الدین صاحب و دیگر حاضرین کی اتفاق رائے سے وہ فیصلہ لغو ناجائز اور مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید کا مصداق ٹھیرا اور تم بھی اِس فیصلہ کا لغو اور مصداق مشت بعد از جنگ ہونا مان لیا اور فریقین کے اتفاق سے وہ فیصلہ کان لم یکن ٹھیر گیا تو اِس صورت میں اصل محل نزاع کہ تعریف اہلحدیث پیش کردہ خاکسار دوری ہے یا نہیں اور میرے اعتراضات اور عبارات ثلاثہ سے تمہارا اہلحدیث ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہیں تمہارے ہی مجوزہ منصفوں علماء دیوبند و سہارنپور سے (اسقدر ترمیم کے ساتھ کہ بجائے حافظ احمد صاحب تیسرے منصف کے مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ہوں کیونکہ حافظ صاحب ایسے جھگڑوں میں دخل نہیں دیتے خاکسار نے اُنکو اپنی اور مولوی ناظر حسن کی باہمی اس نزاع میں کہ اہل حدیث حنفی ہوسکتا ہے منصف بنانا چاہا تو اُنہوں نے انکار کیا) فیصلہ کرایا جاویگا اور انعام کا سہ صد روپیہ بھی اِنہی حضرات کے پاس پیشگی جمع کرایا جاویگا۔ حاجی علی جان کی دکان اب اِس امانت کے جمع کرانے کا محل نہیں رہی کیونکہ اس دوکان کے موجودہ منیجر حاجی عبدالغفار صاحب اب اہل حدیث نہیں رہے وہ تمہاری ہی ہم خیال ثنائی بن گئے ہیں جسکی تفصیل اشاعۃ السنۃ نمبر ۷ جلد ۲۳ کے صفحہ ۲۲۲ میں ملسکتی ہے۔ یہ انعامی فیصلہ تین اہل علم کا ایسی صورت میں میں نے تجویز تسلیم کیا تھا کہ مرزا صاحب اور اِن کے فیصلہ کو جبکہ انہوں نے استعفا دیدیا

تھا) کان لم یکن خیال کر لیا اور یہ چاہا تھا کہ مرزا صاحب منصفی سے مستعفی ہو گئے۔ تو کوئی دوسرا منصف اُنکی جگہہ کھڑا ہو جائے اور امور متنازع فیہا فیصلہ سے خالی نہ رہیں ایک منصف کے ہوتے دوسرا منصف کوئی تجویز نہیں کرتا اِس سے صاف ثابت ہے کہ دوسرا فیصلہ پہلے فیصلہ کے کان لم یکن ہونے پر موقوف رکھا گیا تھا گو اِس کا صریح ذکر رسالہ میں نہیں ہوا یہ تمہارے اُس اعتراض کا جواب ہے جو تم نے ہمارے نوٹس کے جواب میں قلمی لکھکر بھیجا ہے کہ فیصلہ وزیر آباد کو دوسرے فیصلہ انعامی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اِس جواب کو اگر تم نے کافی نہ سمجھا تو آئندہ "وہ بھاگا" نمبر سوم کے ساتھہ اسکی بھی مزید تفصیل عمل میں آویگی۔

ایک اعتراض اِس قلمی جواب نوٹس میں یہ کیا گیا ہے کہ رسالہ میں انعامی مضمون کے ساتھہ یہ شرط کہاں ہے جو اب پیش کی جاتی ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ شرط ہمیشہ ہر ایک مناظرے وغیرہ معاملہ میں مشروط ہوتی ہے جو انڈرسٹنڈ کہلاتی ہے کہ جو کچھہ کوئی فریق کہے اُسکو تحریر میں لاوے تاکہ پیچھے کرائس سے انحراف نہ کر جائے:۔

راقم ابو سعید محمد حسین از بٹالہ

"اِس کے جواب میں ثناء اللہ نے یہ مضمون سراج الاخبار ۱۸۔ اکتوبر میں شایع کرایا"۔

کون بھاگا

مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی نے جناب مرزا مظفر اللہ خانصاحب پنشنر جج کی فیصلہ کے متعلق حاجی منشی شمس الدین صاحب لاہوری کو منصف مانا مگر اب سراج الاخبار ۱۱۔ اکتوبر میں فرماتے ہیں جلسہ عام ہوگا جس میں انگریزی خواں اور ملازمان ڈاک وغیرہ بھی شریک ہونگے۔ حاضرین کی رائے بھی لی جائیگی اور منصف کا فیصلہ حاضرین کی رائے کا محتاج ہوگا تو وہ منصف کیا ہوا؟ اوس میں اور دیگر حاضرین میں کیا فرق ہوگا۔ اچھا مجھے اس دردسری سے کیا مطلب جو کچھہ ۱۱۔ اکتوبر کے سراج الاخبار میں آپنے لکھا ہے مجھے سب منظور۔ تنقیح صرف یہ ہوگی کہ مرزا ظفر اللہ خاں صاحب

منصف نے جو فیصلہ دیا ہے اُسکے دینے کا اُن کو حق تھا۔ ثبوت بذمہ مدعی۔ پس آئیے جلسہ عام کیجئے یا خاص آپ کی جملہ شرائط منظور۔ اس فیصلہ کے بعد دوسرا فیصلہ متعلق تعریف اہلحدیث علمائے دیوبند سے جنہیں آپ نے مولانا اشرف علی صاحب کو داخل کیا ہے کرایا جاویگا وہ بھی منظور۔ بس اس منظوری کے بعد ناظرین سمجھ لیں گے۔ کون بھاگا۔ راقم ابوالوفا ثناء اللہ ایڈیٹر اہلحدیث امرتسر

"اس جواب میں بھی ثناء اللہ نے وہی گریز اختیار کیا جو مضمون مندرجہ سراج الاخبار ۲۷۔ ستمبر میں اختیار کیا تھا۔ جس کا اظہار ہمارے مضمون مندرجہ سراج الاخبار ۱۱۔ اکتوبر میں ہو چکا ہے لہذا اسکے جواب میں یہ مضمون شائع کرایا گیا۔ جو سراج الاخبار یکم نومبر میں مشتہر ہوا ہے"۔

وہ بھاگا جو اپنی تحریری اقرار و تجویز سے بھاگا

بہر رنگ کہ می آئی شناسم
بہر رنگ کہ خواہی جامہ می پوش من انداز قدت را می شناسم

ہمارے روحانی فرزند مولوی ثناء اللہ امرتسری نے سراج الاخبار ۱۲ ستمبر میں مرزا ظفر اللہ خاں صاحب کے خط ۲۹ جولائی کے صحیح تاریخ کو (جو سراج الاخبار ۲۰ اگست کے صفحہ ۵ کالم ۲ سطر ۱ میں مشتہر ہو چکی ہے) "انیس ۱۹" (حرفوں میں) بنایا اور بنائر علیہ میعاد داخلہ جواب منجانب خاکسار کو ۲۹ جولائی قرار دیا اور اس دلیل سے فیصلہ مرزا صاحب کو بعد گزر جانے میعاد جواب کے ثابت کر کے اس فیصلہ کو صحیح ٹھیرا کر اس امر کے تصفیہ کے لئے منشی شمس الدین صاحب کو منصف تجویز کیا۔ خاکسار نے اس کے جواب میں سراج الاخبار ۲۰۔ ستمبر میں "انیس ۱۹" تاریخ کا غلط ہونا بیان کر کے اس کے ثبوت میں مرزا صاحب کے اصل کارڈ ۲۹ جولائی کو جو خاکسار کے پاس ہے اور اُن کے اُس کارڈ ۲۹ جولائی کو جو ثناء اللہ کے پاس ہے اور اس کا حوالہ اُس نے سراج الاخبار ۱۳ ستمبر میں دیا ہے۔ دلیل ٹھیرایا اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

یہ کہا کہ اگر ایک مجلس عام اہل اسلام میں ان کارڈوں کی تاریخوں کو دیکھکر منشی شمس الدین صاحب وغیرہ حاضرین مجلس اتفاق رائے سے یہ فیصلہ کردیں گے کہ مرزا صاحب کا فیصلہ بعد گزر جانے میعاد جواب دس روز کے ہوا ہے تو میں مان لونگا اور پھر شکائت نہ کرونگا۔ اگر کروں تو سو روپیہ تاوان دونگا۔ مولوی ثناء اللہ نے پہلے محل بحث کو کہ فیصلہ مرزا صاحب کا میعاد جواب گزر جانے کے بعد ہوا ہے۔ اور اس کی پہلی دلیل (اصل رقعات مرزا صاحب کی تاریخات کو دیکھکر محل بحث صرف اس امر کو قرار دیا کہ مرزا صاحب کو فیصلہ دینے کا حق تھا (جو پہلا دعوی کا ایک جزو ہے) اور دلیل کو بھی عام قرار دیا کہ جو دلیل وہ چاہے پیش کردے اور علاوہ بالا میں قیدیں قرار داد سابق کی برخلاف یہ بڑھادیں (۱) فیصلہ حاضرین کی تصدیق کا محتاج نہ ہوگا۔ (۲) حاضرین کی رائے نہ لی جاویگی۔ (۳) بلکہ فریقین کے سوا کوئی حاضر مجلس بھی نہ ہوگا۔ خاکسار نے سراج الاخبار ۱۱۔ اکتوبر میں اس جواب ثناء اللہ کو سابق قرار داد سے گریز قرار دیکر مضمون "وہ بھاگا" نمبر دوم مشتہر کیا۔ اور اس کے ساتھ مولوی ثناء اللہ کے نام نوٹس مورخہ ۲۷۔ ستمبر بجواب اُسکے مضمون اخبار ۲۲۔ ستمبر کے بھی مشتہر کرادیا جسمیں یہ درج تھا کہ پہلے وہ اپنے اعتراضات اور ہمارے مضامین ثلاثہ کو اپنے اخبار میں درج کرکے محل نزاع وہی پہلی بات کہ فیصلہ مرزا صاحب کا میعاد دس روز گذر جانے کے بعد ہوا ہے اور اسکی دلیل بھی وہی پہلی (رقعات مرزا صاحب کی تاریخات) مندرجہ سراج الاخبار ۱۱۔ اکتوبر کو تسلیم کرلے تو پھر درصورت ثابت ہوجانے اُسکے دعوی کے میں اسکا لوہا مان لونگا اور اگر منشی شمس الدین وغیرہ کے اتفاق سے جنمیں ڈاکخانہ کی مُہریں پڑھنے والے انگریزی خواں بھی ہونگے۔ مرزا صاحب کا وہ فیصلہ لغو و مشتے بعد از جنگ کا مصداق ٹھیر گیا اور مولوی ثناء اللہ نے بھی اس فیصلہ کا لغو و مُشتے بعد از جنگ ہونا تسلیم کرلیا۔ اور پھر اصل محل بحث (کہ جو تعریف اہلحدیث خاکسار نے پیش کی ہے وہ دوری ہے یا نہیں اور خاکسار کی

جن عبارات سے ثناء اللہ نے اپنا اہلحدیث ہونا ثابت کیا ہے۔ ان سے اُس کا اہلحدیث ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہیں) کا فیصلہ علمائے دیوبند وغیرہ سے کرایا جاوے گا۔

مولوی ثناء اللہ نے اس کے جواب میں سراج الاخبار ۱۸۔ اکتوبر میں مضمون "کون بھاگا" مشتہر کرایا ہے جس میں پہلے تو یہ لکھا ہے کہ جو کچھ سراج الاخبار ۱۱ اکتوبر میں آپ نے لکھا ہے مجھے سب منظور ہے۔ پھر چالاکی اور دھوکا دہی سے ایک ٹٹی کی آڑ میں اس پر پانی پھیر دیا اور اس کو منسوخ کر کے وہی نیا دعویٰ اور اس کی نئی دلیل کو پیش نظر رکھکر کہا ہے کہ تنقیح صرف یہ ہوگی کہ مرزا ظفر اللہ صاحب نے جو فیصلہ دیا ہے اس کے دینے کا ان کو حق تھا۔ ثبوت بذمہ مدعی جس کا جواب ہمارے اس مضمون کا عنوان اور اس کا مادہ ہے کہ یہ پرانی دلیل سے گریز اختیار کر کے دوسرا دعویٰ اور دوسری دلیل کی تجویز ہے۔ اور اگر آپ کو میرا مفصل نوشتہ سراج الاخبار ۱۱۔ اکتوبر منظور ہے تو نئی تنقیح کو ندامت کے ساتھ واپس لے کر وہی پرانی دعویٰ اور اس کی وہی پرانی دلیل کا محل نزاع ہونا تسلیم کر کے سب لچ پچ چھوڑ کر جو کچھ میں نے سراج الاخبار ۱۱۔ اکتوبر میں لکھا ہے اُس پر عمل کریں اور اپنے اخبار میں اس مضمون اور سابق مضامین مندرجہ سراج الاخبار ۱۱۔ اکتوبر کو درج کر کے اس وعدہ منظوری کو پورا کریں۔ تب خاکسار کو لاہور میں موجود پائیں گے اور انعام کا ایک سو روپیہ یا بصورت دیوبند پہنچنے کے تین سو روپیہ میرے پاس موجود دیکھ لیں گے۔ ہمارے اس مضمون کو پڑھکر ناظرین خود سمجھ لیں گے کہ کون بھاگا۔ اور اگر مولوی ثناء اللہ نے اس مضمون اور مضامین مندرجہ سراج الاخبار ۱۱۔ اکتوبر کو درج اخبار کرنے اور اپنے پہلے دعویٰ اور اس کی پہلی دلیل کی طرف رُخ نہ کیا تو اس سے اُن کو اور بھی یقین ہو جاوے گا کہ وہی بھاگا جو اپنی تحریری اقرار و تجویز سے بھاگا۔

(پیشینگوئی) مولوی ثناء اللہ اس مضمون اور پہلے مضامین مندرجہ سراج الاخبار ۱۱۔ اکتوبر کو اپنے اخبار میں ہرگز درج نہ کرے گا اور نہ اپنے پرانے دعویٰ اور اس کی پہلی دلیل کی طرف رُخ کرے گا۔ اُس کو یقین ہے کہ میری

اخبار میں یہ مضامین درج ہوئے تو ناظرین اخبار جو اہل علم کہلاتے ہیں مجھے اس دعوی اور اسکی نئی دلیل کے پیش کرنے پر شرمندہ کرینگے اور جھوٹا قرار دیں گے اور شکست یافتہ سمجھیں گے اسیواسطے وہ میری تحریرات اور ان کے جوابات کو اپنے اخبار میں نہیں چھاپتا۔ باوجودیکہ ہفتہ وار اخبار اس کے ہاتھ میں ہے:۔

راقم ابوسعید محمد حسین از بٹالہ۔ ۲۲۔ اکتوبر ۱۵ء

یہ جواب خاکسار کی طرف سے سراج الاخبار یکم نومبر میں شائع ہوا تو اُسنے مولوی ثناء اللہ کے مبہوت و مخبوط الحواس کر دیا اور بارہ تیرہ روز تک اُسکا کوئی جواب اس سے بن نہ پڑا۔ باوجودیکہ اس عرصہ میں سراج الاخبار ۸۔ نومبر شائع ہوگیا اُس میں اُسنے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر اس کا اخبار نا اہلحدیث ۵۔ نومبر ۸۔ نومبر بھی نکلے اُن میں اس جواب کا جواب اُس نے نہ دیا۔ ۵۔ نومبر کے اخبار میں یہ جھوٹا عذر و بہانہ کیا کہ آج یکم نومبر تک جواب نہیں آیا۔ اور مبہوتی و بدحواسی کی وجہ سے وہ یہ سمجھ نہ سکا کہ یکم نومبر تو سراج الاخبار کے جہلم میں پہنچنے کا دن ہے وہ اُس دن امرتسر میں اس کے پاس کیونکر پہونچ جاتا ۱۲۔ نومبر کو وہ اخبار اس کے پاس پہونچا۔ تو بجائے اس کے کہ اپنی ۵ نومبر کے اخبار میں وہ اسکا جواب دیتا اس جواب کا غصہ و غیظ اُس نے اپنے استاذ بھائی مولوی فقیر اللہ شیر پنجاب و مدراس پر نکالا اور اُن کے رسالہ ظفر "ابی سعید علی الملحد البلید الملقب بالفتح للمحسین علی المحدث للوحیین" کے (جس میں شیر پنجاب و مدراس نے ثناء اللہ اور خاکسار کی پہلی دو تحریروں کے متعلق تعریف اہلحدیث پر ریویو (اظہار رائے اور عالمانہ محاکمانہ کیا تھا اور اس میں بہ نقل عبارت رسالہ قال اقول (جو منطق کی پہلی کتاب ایساغوجی کی شرح ہے یہ ثابت کر دیا تھا۔ کہ ثناء اللہ نے جو تعریف اہلحدیث میں مرکب اضافی اصول اہلحدیث سے مضاف الیہ "اہلحدیث" کی تقیید کے لحاظ میں داخل اور قید کے ملحوظ سے خارج ہونے کو نہ سمجھ کر اصول کو عام و مطلق قرار دیا۔ تو اس میں اپنا علم منطق (اور قال اقول جیسی ادنی کتاب

منطق سے اپنا جاہل ہونا ظاہر کردیا ہے) جواب میں وہ علمی بات تو کہہ نہ سکا اور منطقی جواب اُس سے بن نہ پڑا اور نہ آگے کو اِس سے اور اِس کی تمام ثنائی پارٹی سے (جن میں حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری منطقی بھی داخل ہیں) بن نہ پڑیگا تو بحکم شعر ایک مسلم استاذ کے ؎ چو حجت نماند جفا جوئی رائے ÷ بہ پرخاش برہم نہد دلئی رائے ÷ و مثل مسلم اہل علم۔ تنگ آمد بجنگ آمد۔ گالی گلوچ سے اُس شیر نیچاب و مدراس کا مقابلہ کیا۔ اُس کے اِس محاکمہ اور ریویو کو دخل در کلام غیر اشخاص قرار دیکر اِس کو حماقت ٹھہرایا اور اُس شیر میدان منطق کو احمق کہہ دیا اور اِس کے ساتھ تمام جہان کے اہل الرائے کو جو سلف سے خلف تک ریویو و محاکمہ بر کلام غیر کرتے چلے آئے ہیں۔ احمق قرار دیا۔ اِس وقت کتاب جلاء العینین فی محاکمۃ الاحمدین علامہ سید خیرالدین الوسی بغدادی ہمارے سامنے ہے جسمیں علامہ مذکور نے شیخ احمد ابن حجر ہیثمی اور شیخ الاسلام احمد بن تیمیہ حرانی کی تصانیف پر محاکمہ کیا ہے۔ اور اِس کے نظائر سلف و خلف کے کلام میں ایک نہیں دو نہیں صدہا ہیں۔ اور طرفہ یہ کہ ریویو متعلق کلام غیر ثناء اللہ کے اخبار اور اِس کے اپنے کلام میں بھی بکثرت پایا جاتا ہے۔ لہذا اِس ریویو و محاکمہ کو حماقت سمجھنا اپنے آپ کو احمق بنانا ہے۔ دور نہ جاؤ اِس کے اخبار ۱۲۔ نومبر ھی کو دیکھ لو اُس میں اُس نے اپنے دست گرفتہ اور تربیت یافتہ حضر و سفر میں اِس کے ہمراہی وکیل ہمارے دوسرے روحانی فرزند ابراہیم سیالکوٹی نے ہم دونوں کی بحث و کلام میں دخل دیا ہے۔ اور تعریف اہلحدیث کے متعلق سات سوال مجھ سے کئے ہیں۔ جنکو ثناء اللہ نے نقل کرکے اِن کے جوابات اخبار میں شائع کرنے کا وعدہ دیا ہے۔ مگر اِس شرط کی آڑ رکھہ کر وہ جوابات گالی گلوچ سے خالی اور قانون کی حدود کے اندر ہوں۔ پھر کیا یہ اِس کی دخل دہی حماقت نہیں ہے۔ اور اُس دخل دہی کے سبب ابراہیم سیالکوٹی اِس معزز خطاب (احمق) کا مستحق نہیں ہے۔ اِن سوالات کو جو وقت ہمنے پڑھا

اُسوقت سے بجز کھانا کھانے کے اور کوئی کام نہ کیا جب تک کہ اِن سوالات کا جواب قلم بند نہ کر لیا اور ثناء اللہ کے نام اِس مضمون کا خط بذریعہ رجسٹری

* اصل خط کی پوری نقل یہ ہے

کھلی چٹھی

میرے دوسرے روحانی فرزند مولوی ابراہیم سیالکوٹی

سلام علی من اتبع الہدیٰ

تمہارے سوالات ہفتگانہ مولوی ثناء اللہ کی اخبار ۱۲ نومبر ۱۵ء میں مینے کمال مسرت سے پڑھی اُن کو پڑھکر مینے کوئی کام (بجز کھانا کھانیکے) نہ کیا جب تک اُن کے جوابات کو قلم بند نہ کر لیا اب اُن کے ارسال مطبع کرنے میں صرف اِس قدر توقف ہے کہ مولوی ثناء اللہ اِس کھلی چٹھی کو اپنی اخبار میں چھاپکر اُس کے ساتھ یہہ وعدہ بھی اخبار میں مشتہر کردے کہ وہ اِن جوابات کو اپنے اخبار میں چھاپدیگا۔ بغیر اُس شرط کے جسکو اُس نے اُس اخبار میں درج کیا ہے کہ وہ جوابات گالی گلوچ سے خالی اور قانونی حدود کے اندر داخل ہوں اُسکی یہہ شرط فضول ہے جو شخص اپنے تحریر میں کسیکو گالی دیگا اُسکو پبلک کی طرف سے یہ خطاب ہوگا ؎

چو حجت نماند جفا جوی را ببر خاش بر ہم نہد روی را

و تنگ آمد بجنگ آمد۔ اور جو شخص خلاف قانون کریگا قانون خود اُس کی خبر لے گا پھر اس شرط بجز اِس کے کہ گریز کا ایک بہانہ ہاتھہ آجاوے کیا فائدہ ہے جیسا کہ مولوی ثناء اللہ سے پہلے بھی عمل میں آچکا ہے کہ میرے جواب الجواب کو اُس نے ایسی شرط سے مشرط کیا تھا (چنانچہ مرزا ظفر اللہ صاحب کے خط ۷ اگست میں اسکا یہ وعدہ شرطی منقول ہے) پھر جب وہ جواب الجواب چھپکر میاں محمد حسین گلٹ ساز لاہور یا حافظ محمد حسن کلرک ریلوے لاہور کے ذریعہ اسکو پہنچا تو اُس کو اُسنے درج اخبار نہ کیا للہ آپ ہی انصاف کریں کہ وہ وعدہ

روانہ کیا۔ کہ اس شرط کی آڑ اُڑا کر قطعی وعدہ اخبار میں درج کرکے جوابات کا مطالبہ کرو تو وہ جوابات ارسال ہوں۔ یہ شرط فضول ہے قانون کریگا۔ قانون خود اس کی خبر لیگا اس شرط کو تم نہ اٹھاؤ گے۔ تو جیسے اس شرط کی آڑ رکھ کر میرے جواب الجواب نمبر۲ کو اخبار میں درج کرنے سے گریز کر گئے تھے۔ باوجودیکہ اس جواب الجواب میں نہ کسی کو گالی دی گئی تھی نہ خلاف قانون ہوا تھا۔ ویسے ہی ان جوابات کو بھی درج اخبار کرنے سے گریز کر جاؤ گے۔ اس خط کا جواب ثناء اللہ نے ایک گالیوں سے بھرے ہوئے کارڈ میں ابسا دیا۔ جس میں اس شرط کی آڑ کو اٹھانے سے صاف انکار کر دیا۔ خاکسار ان سوالات کا جواب اب بھی بھیجنے کو تیار ہے اگر ثناء اللہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۴) اس نے کیوں پورا نہ کیا اس جواب الجواب میں کس شخص کو کونسی گالی دی گئی ہے اور کس قانون کا خلاف ہوا ہے ایسا ہی وہ ان جوابات کو نہ چھاپے گا اور یہی بہانہ پیش کریگا۔ مجھے یقین ہے کہ اگر وہ سلسلہ سوال جواب کو اپنے اخبار میں جاری رکھیگا تو تھوڑے عرصہ میں روز روشن کی طرح ناظرین اہل علم پر ظاہر ہو جاویگا کہ حق کس کی جانب ہے آپ اس شرط کو اڑوا کر اس سے قطعی وعدہ اشاعت لیں تو میں وہ جوابات ارسال کروں اور اگر پہلے فیصلے ناجائز مرزا صاحب کا ناجائز ہونا تسلیم کرکے وہ اصل بحث مقصود (دوری ہونے یا نہ ہونے تعریف اہل حدیث اور میری عبارات ثلاثہ سے ثناء اللہ کے اہلحدیث ہونے کا ثبوت یا عدم ثبوت) میں اخبار میں بحث جاری رکھے تو امید ہے کہ اہل علم ناظرین اخبار خصوصاً مولوی حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری فیصلہ کر دیں گے کہ حق کسکی جانب ہے مگر افسوس کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ ان جوابات کو اور اس بحث کو ہرگز اپنے اخبار میں نہ چھاپے گا کیوں؟ اسلئے ؎

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
وہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

ابوسعید محمد حسین ۱۲۔ نومبر ۱۵ء

یہ اعتراف کرے کہ دخل در کلام غیر بطور ریویو و محاکمہ حماقت نہیں لیاقت ہے اگر وہ یہ اعتراف نہ کرے تو پہلے اپنا اور ابراہیم سیالکوٹی کا احمق ہونا اخبار میں تسلیم کرے۔ پھر بلا شرط اپنے اخبار میں ان جوابات کو درج کرنے کا وعدہ کرے تو جوابات ارسال ہوں گے۔ اس اخبار ۵۔ نومبر میں اُس نے مولوی فقیر اللہ کے خطابیں مجھے بھی مخاطب کیا۔ مگر نہ اس مضمون یکم نومبر کے جواب سے بلکہ باسی کڑہی کو اُبال دیکر اپنے پرانے مضمون سراج الاخبار ۱۲ ستمبر اور اسکے جواب میں ہمارے مضمون ۲ ستمبر کی بعض باتیں ملا پانچ چار جھوٹ ملا کر اعادہ کر دیا۔ اوّل کذب مرزا صاحب نے دونوں کی گفتگو سُنکر میرے حق میں فیصلہ کیا (جو محض کذب ہے وہ فیصلہ میرا جواب الجواب نمبر ۲ سننے کے بغیر کیا) (۲) منشی شمس الدین کو مولوی صاحب نے منصف مقرر کیا اور مینے منظور کیا (محض کذب ہے انکی منصفی کی تجویز انکی تھی اور میری طرف سے منظوری۔ سو بھی اس شرط سے کہ حاضرین مجلس کی عام رائے اس کی مصدق ہو (۳) میں نے جملہ شرائط کو منظور کیا (محض کذب حاضرین کی رائے لینے بلکہ ان کے شامل ہونے سے صاف انکا کر دیا و علیٰ ہذا القیاس کذب چہارم پنجم) اس باسی کڑی کے اُبال کے ساتھ اصل محل بحث و نزاع کہ "فیصلہ مرزا صاحب کا بعد استعفا دیدینے اور قبل گذر جانے میعاد دس روز کے ہوا تھا" اوسکا نام نہ لیا اور محل تنقیح صرف اُسی جدید امر کو ٹھیرایا جسکا دعویٰ جدید ہونا سراج الاخبار یکم نومبر میں ثابت کیا گیا تھا اور اس خطاب سے اُسنے یہ جتایا کہ وہ جواب ۵۔ نومبر تک اِس کی نظر سے نہیں گذرا۔ اخبار ۱۲۔ نومبر میں بھی اِس جواب یکم نومبر کا جواب اِس نے نہ دیا اور میرے مباحثہ سے اپنی جان چھوڑانے کو اپنی جگہہ ابراہیم کو میرے مباحثہ کے لئے کھڑا کر دیا (جس کے سوالات اور ان کے جوابات کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) اِس مبہوتی و مخبوط الحواسی میں اخر اسکو اس بحث سے گریز اور ہمارے مضمون مندرجہ سراج الاخبار یکم نومبر کی منظوری یا جواب سے صاف انکار کرنا پڑا چنانچہ سراج الاخبار ۱۵۔ نومبر میں اِس نے یہ مضمون مشتہر کرایا۔

ذرہ دیکھئے کون بھاگا؟

مولوی محمد حسین بٹالوی نے یکم نومبر کے سراج الاخبار میں پھر ایک مضمون شائع کیا ہے۔ سراج الاخبار مورخہ ۱۸ اکتوبر میں میں نے صاف طور پر اپنی بات مان لی تھی۔ مجھے خیال تھا کہ اب مولوی صاحب کو کوئی عذر نہ ہوگا۔ مگر مولوی صاحب کی ذکی طبیعت نے پھر بھی ایک نئی نخ لگا دی جسکا جواب مختصر لفظوں میں میری طرف سے صرف یہ ہے کہ نہ آپ تنقیح قائم کریں نہ میں بلکہ تنقیح کا قائم کرنا صرف منصف کے سپرد کریں آپکو اختیار ہے کہ مدعی بنکر اپنا بیان پہلے دیں کہ جناب مرزا ظفر اللہ خاں صاحب کا فیصلہ اس وجہ سے ناجائز ہوا ہے میں اسکا جواب دونگا یا مجھے مدعی بنا دیں تو سب وجوہات بتاؤنگا۔ مقررہ منصف دونوں کا بیان سنکر فیصلہ کرے گا۔ پس اب تو کوئی عذر نہیں ناظرین اب دیکھیں گے کون بھاگا؟

ہاں آپ اخبار اہلحدیث کے ذریعہ سے اس سلسلہ کے مضامین کی اشاعت کرنا چاہتے ہیں تو بطور ضمیمہ ممکن ہے جیسے عبدالعزیز رحیم آبادی کا مضمون بطور ضمیمہ شائع ہوا تھا جسکی لاگت مبلغ ۱۰ آپ کے ذمہ ہوگی:۔

راقم ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری

اس جواب سے ہر کوئی سمجھ سکتا ہے کہ آئندہ مولوی ثناء اللہ کو اپنی دعوی سابق کہ فیصلہ مرزا صاحب بعد گزر جانے میعاد دس روز کے اور قبل داخل کرنے استعفا کے اور اسکی سابق دلیل تواریخ رقعات مرزا صاحب پر بحث کرنا اور اس میں منشی شمس الدین وغیرہ سے منصفی کرانا منظور نہیں ہے لہذا ہم نے بھی اسکا پیچھا چھوڑا اور اس کے جواب میں یہ مضمون سراج الاخبار ۲۲ نومبر میں شائع کرایا۔

وہ بھاگا

جو اپنی تحریری تجویز و اقرار سے بھاگا

سراج الاخبار یکم نومبر ۱۵ء میں ہمارا کسر ثابت کر چکا ہے کہ مجھ میں اور مولوی

ثناء اللہ میں فیصلہ مرزا ظفر اللہ کے متعلق امر متنازعہ فیہ دلائق تنقیح یہی امر مقرر ہو چکا ہے کہ وہ فیصلہ میعاد داخلہ جواب خاکسار دس روز گذرنے کے پہلے اور اُس جواب کو اُنکے دیکھنے اور سُننے کے بغیر اور مرزا ظفر اللہ کے استعفا دیدینے کے بعد ہوا ہے لہذا وہ فیصلہ ناجائز ہے یا اُسکا خلاف صحیح ہے۔ اس پر دلیل بھی مرزا صاحب کے دستخطی کارڈ متعین ہو چکے ہیں اور اسی امر کے متعلق منشی شمس الدین وغیرہ حاضرین مجلس عام کو نہ صرف منشی شمس الدین کو منصف مانا گیا تھا۔ چنانچہ سراج الاخبار ۱۳ ستمبر میں مولوی ثناء اللہ کا نوشتہ مضمون اور سراج الاخبار ۲۰ ستمبر میں خاکسار کا مضمون دونوں گواہ عدل ہیں مگر مولوی ثناء اللہ نے سراج الاخبار ۲۷ ستمبر و ۱۰ اکتوبر میں اس امر متنازعہ فیہ کے محل تنقیح ہونے سے در پردہ فرار اختیار کرکے اب سراج الاخبار ۱۵ نومبر ۱۵ء میں صاف انکار دیا اور کہا ہے کہ امر تنقیح نہ آپ قائم کریں اور نہ میں بلکہ تنقیح کا قائم کرنا منصف کے سپرد کریں۔ یہ پہلی مقرر کردہ تنقیح فریقین سے صاف انکار اور کھلم کھلا فرار ہے۔ اس سے ناظرین یقین کر سکتے ہیں کہ وہی بھاگا جو اپنی نجویزی تحریر و اقرار سے بھاگا۔ لہذا اس امر متنازعہ کی بحث منصفی کے متعلق آیندہ میں قلم نہ اٹھاؤنگا۔ میری طرف سے اس تنازع کے متعلق یہ آخری تحریر ہے فقط۔ ہاں "مرے پر سو دُرّہ" کے حکم پر عمل کرکے اُسکا فرار ظاہر کرتا رہونگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مولوی ثناء اللہ نے اسی اخبار ۱۵ نومبر میں یہ بھی لکھا ہے کہ آپ اخبار اہلحدیث کے ذریعہ سے اس سلسلہ کے مضامین کی اشاعت کرنا چاہتے ہیں جو بطور ضمیمہ ممکن ہے جس کی لاگت مبلغ ۱۵۰ روپیہ آپ کے ذمہ ہوگی۔ اس کے جواب میں خاکسار مرحبا و لبیک کہتا ہے اور دس سے زائد روپیہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کرنے کو حاضر ہے اگر مولوی ثناء اللہ اپنے اخبار میں یہ وعدہ شائع کر دیں کہ تمہاری مضامین متعلقہ تعریف اہلحدیث و فیصلہ مرزا صاحب کو بلا کمی ایک حرف کے اپنی اخبار میں شائع کرونگا۔ اسقدر روپیہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کرو مگر ساتھ ہی اس کے

میں یہ بھی پیشگوئی کرتا ہوں جیسا کہ سراج الاخبار یکم نومبر میں پیشگوئی کر چکا تھا۔ کہ مولوی ثناء اللہ موت قبول کرینگے اگر میرے اُن مضامین کو دس کی جگہ بیس روپیہ لیکر بھی درج اخبار نہ کرینگے اور کبھی نہ کرینگے اور ہرگز نہ کرینگے :۔

راقم ابو سعید محمد حسین از بٹالہ ۱۷ نومبر ۱۵ء

اِس جواب میں امر تنقیح کو منصف کے نہ سپرد کرنیکی وجہ یہ ہے۔ کہ امر تنقیح کو منصف کے سپرد کرنا اس صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ فریقین متنازعین میں محل نزاع مقرر و متعین ہو۔ اور اس کے تعین میں اشتباہ و نزاع ہو اور جبکہ فریقین میں محل نزاع متعین ہو تو پھر کسی دوسرے سے امر تنقیح مقرر کرانے کی کوئی وجہ نہیں۔ علاوہ بران منشی شمس الدین بھی مرزا صاحب کی مانند علوم عربی دینی و عقلی سے محض عاری ہیں۔ وہ میرے دوست اور میرے شاگرد ہیں مگر دینی و علمی معلومات ان کی اس سے زیادہ نہیں جو ہمارے حلقہ درس قرآن اور دیگر علما کی مجالس وعظ میں انکو گوش گذاری ہوئی ہیں۔ اُن کا یہ منصب نہیں کہ فریقین کی علمی باتوں کو سُنکر سمجھ سکیں اور ان کے متعلق فیصلہ دیں کہ اِن باتوں میں حق پر کون فریق ہے اور نہ مرزا صاحب کے فیصلہ کی نسبت اِن کو اس فیصلہ دینے کا حق ہے کہ جو فیصلہ انہوں نے دیا ہے۔ علمی باتوں کی نظر سے کچھ وقعت رکھتا ہے ان کو بھی مرزا صاحب کی مانند اردو کے رقعات اور ان کی انگریزی دانی و اردو تواریخ پڑھکر صرف اس امر میں منصف بنایا گیا تھا کہ فیصلہ میعاد دس روز گذر جانے کے قبل اور استعفا داخل کرنے کے بعد ہوا ہے۔ یا اس بالعکس ہے۔ اس سے زیادہ انکا کوئی منصب نہیں ہے اور نہ اِن کو اختیار دیا گیا ہے۔

منشی شمس الدین سے کوئی پوچھیگا تو وہ بلا اختلاف سرِ مو ہمارے اس بیان سے اتفاق ظاہر کرینگے اللہ تعالیٰ اس آخری پیشگوئی کا بھی جو ثناء اللہ سراج الاخبار ۱۹ نومبر میں ایسا دیا ہے جس سے اسکا فرار ثابت ہوتا ہے اِس کی تفصیل ناظرین صفحہ ۱۹۰ میں ملاحظہ کریں۔ الحمد للہ میری وہ پیشگوئی جو اسی صفحہ میں اور صفحہ ۲۴۳ میں درج کر چکا ہوں پوری ہوئی

ثناء اللہ نے پنجاب میں اپنا قائم مقام ابراہیم سیالکوٹی کو بنایا تھا۔
اس مباحثہ سے اپنے آپ کو چھڑا کر ابراہیم کو ہمارا مباحث تجویز کر کے اُسکے سات سوال بغرض مطالبۂ جواب اپنے اخبار نا اہلحدیث ۱۲۔ نومبر ۱۹۱۵ء میں شایع کئے تھے جنکا ذکر (صفحہ ۲۳۲ و ۲۴۲ میں ہو چکا ہے اور مدارس میں دادِ ردید زبانوں کو خاکسار اور مولوی فقیر اللہ شیر پنجاب و مدارس کے پیچھے لگا دیا۔ اِس سے بھی ثناء اللہ کا مقصود یہی ہے کہ اِسکا پیچھا مباحثہ سے چھوٹ جائے اور مباحثہ کا رُخ دوسری طرف ہو جائے۔ انمیں ایک کوئی شخص عبدالرب نامی ہے جس نے اخبار نا اہلحدیث ۵۔ نومبر ۱۵ء میں مولوی فقیر اللہ صاحب کو بہت سی گالیاں دی ہیں اور یہ بہتان بھی قایم کیا ہے کہ منکوحہ بیوی کو لاوارثی میں چھوڑ رکھا ہے (معلوم نہیں اس بہتان میں کس کی طرف اشارہ ہے) دوسرا کوئی خود ثنا ثنا خواہی اور خود ستائی میں ثناء اللہ کا بڑا بھائی اپنے آپ کو والا جاہ کے خطاب سے مخاطب کر کے مولوی فقیر اللہ صاحب کے رسائل کو جو ثناء اللہ اور واعظ رحیم آبادی اور حافظ غازی پوری کے رد میں نکلے ہیں اور اُنکا جواب رحیم آبادی و غازی پوری و دیگر ممبران ثنائی پارٹی کی طرف سے کچھ بن نہیں پڑا دشنام دہی قرار دیکر ثناء اللہ کی تحریروں کو آیتہ ادفع بالتی ہی احسن کا مصداق ٹھیرایا اور اس خاکسار کی نسبت اسی اخبار ۵۔ نومبر میں یہ کہا ہے۔ "مولنا بٹالوی تا دم زیست کبھی شیر پنجاب کے مقابلہ میں نہ آئینگے"۔ میں اپنے عزیز مولوی فقیر اللہ صاحب کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ اُنکی جواب طرف متوجہ نہ ہوں اُن ہی اپنے قدیمی مخاطبوں ثناء اللہ و رحیم آبادی غازی پوری کے رد و جواب میں لگے رہیں اور وں کی جواب دہی سے اُن تینوں کی دلی مراد کہ اُنکی جان مباحثہ سے چھوٹ جائے پوری نہ ہونے دیں۔ آور والا جاہ کے جواب میں

صرف اسقدر کہتا ہوں کہ ثنا، اللہ کا اخبار نا اہل حدیث ۱۷ جولائی ۱۴ء
اور ۲۹ جنوری و ۵ نومبر ۱۵ء کو پڑھکر خدا کے لئے اُس کو حاضر و ناظر
جانکر ایمان سے کہیں کہ کیا اپنے روحانی باپ کو ایک محض افترا سے گدھا
کہنا اور ایک مسلمان بھائی کو جون پور کا قاضی کہکر گدھا بنانا اور ایک اور
مسلمان استاذ بھائی کو ایک ایسے فعل (ریویو و محاکمہ) کے سبب جس کا
ثنار اللہ خود بھی مرتکب ہوا احمق کہنا یہ دشنام دہی نہیں تو اور کیا ہے اور
کیا آیت مذکورہ بالا کی یہی تعمیل ہے۔ اور اُس مباحثہ سے جو تعریف
اہلحدیث اور اُسکے متعلق فیصلہ مرزا ظفر اللہ کی بابت اُسنے شروع کیا تھا وہ
اب خود لاجواب ہوکر کیوں اوروں کو ہمارا مخاطب اور مباحث بنانا چاہتا ہے
اِس سے نازیبت اُسکا فرار ثابت ہوتا ہے یا اُس کے روحانی باپ یا اُسکے
استاذ بھائیونکا بیچوا تو جو اس پردے کی آڑ میں اسکے فرار کی ایک
تازہ مثال اور ستو۔ دہلی کے مطبع فاروقی کے مالک میر عبد السلام کی
بھی ثنار اللہ نے آڑ اور پناہ لینی چاہی ہے، جسکا ایک مضمون روزانہ
پیسہ اخبار میں ۱۱ نومبر ۱۵ء شایع کروایا جو ذیل میں منقول ہے!

مولانا بٹالوی اور مولانا امرتسری

روزانہ پیسہ اخبار نے اپنی ۱۶ اکتوبر کی اشاعت میں ان دونوں بزرگوں میں
مصالحت کرانے کے لئے جماعت اہل حدیث کو توجہ دلائی ہے واقعی ان دو بزرگوں
میں اتنے عرصہ سے نزاع قائم ہونے کا تمام واقفکار دنکو سخت صدمہ ہے۔ اور
جناب اڈیٹر صاحب پیسہ اخبار کی رائے سے ہر سمجھدار شخص اتفاق کرے گا۔
قبل ازیں قوم کتنی ہی دفعہ اس نزاع کا فیصلہ اور ان بزرگوں میں مصالحت
کرانے کی کوشش کر چکی ہے۔ مگر امر واقعی یہ ہے کہ جب کبھی جس کسی نے مصالحت
اور اصلاح پر توجہ کی مولانا صاحب بٹالوی نے اسیکو مرد میدان سمجھکر ثنائی

کے لقب سے مشہور کیا۔ چنانچہ مندرجہ ذیل واقعات میں اسکے ثبوت میں پیش کرتا ہوں۔ عرصہ ہوا آرہ میں علماء اہلحدیث کا مجمع ہوا۔ ان میں سے تین بزرگ یعنی مولانا شمس الحق صاحب مولانا شاہ عین الحق صاحب مولانا حافظ عبداللہ صاحب غازیپوری منصف مقرر ہوئے ان کی بابت مولانا صاحب بٹالوی نے لکھا۔ اگر میرے اعتراض ان حضرات کی نگاہ میں غلط یا کمزور ہونگے تو میں اپنی رائے واپس لے لونگا اخر فیصلہ بحق مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ہوا مگر مولانا صاحب بٹالوی نے بجائے اسکو قبول کرنے کے منصفوں کو بھی ڈانٹا۔ اس کے بعد لاہور موچی دروازہ میں انجمن اہل حدیث قائم ہوئی۔ اس میں دونوں بزرگوں کی مصالحت ہوئی جو انجمن کے رجسٹر میں ثبت ہے۔

لیکن مولانا صاحب بٹالوی نے پھر مخالفت کی اس کے بعد بوساطت مولانا عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی مصالحت ہوئی۔ تو مولانا صاحب بٹالوی نے پھر توڑی۔ اسکے بعد تجویز مولوی ثناء اللہ صاحب مرزا مظفر اللہ خانصاحب جج وزیرآباد منصف مقرر ہوئے۔ انکا فیصلہ مولانا صاحب بٹالوی کی خلاف ہوا۔ تو مولانا صاحب بٹالوی نے مولوی ثناء اللہ کے ساتھ منصف صاحب کو بھی ڈانٹا۔ یہ ہیں مختصر واقعات ان دونوں بزرگوں کی نزاع کے جنکی تفصیل اور بھی ملال انگیز ہے۔ ان واقعات کو ملحوظ رکھکر افسوس ہوتا ہے کہ ہمارے علمائے کرام کبھی ضروری و مفید کام میں وقت کیوں نہیں صرف کرتے خدا کرے ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار کی رائے کا اثر ہو اور ان دونوں بزرگوں میں سے جو ضد پر ہوں وہ قوم کی حالت زار پر رحم کرکے للہ اپنی ضد کو چھوڑ دیں۔ کیونکہ نفسانیت خاصکر علماء کی شان سے بہت ہی بعید ہے۔ ان کا جھگڑا اور ملاپ اللہ ہی کے لئے ہونا چاہیئے۔

عاجز عبدالسلام مطبع فاروقی از دہلی

اِس کے جواب میں خاکسار کی طرف سے بھی اسی روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۲۸ نومبر میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جسکی نقل یہ ہے:-

ہر چہ در کان نمک رفت نمک شد

مولوی ثناء اللہ امرتسری کا جو شخص ہمخیال یا کم از کم معتقد و مقلد ہو اُسنے راستبازی و حق گوئی کو استعفا دیدیا اور اُس پر پردہ ڈالنے کے لئے انجمن صادقین کی ممبری کو شُتُرہ بنا لیا۔

اِنہیں میں سے ایک میرے پرانے دوست میر معظم مرحوم کے فرزند میر عبدالسلام صاحب مالک مطبع فاروقی دہلی ہیں جنکا ایک مضمون مولنا بٹالوی اور مولنا امرتسری پیسہ اخبار میں شائع ہوا ہے اور اسمیں چار واقعات مخالفہ درج کئے ہیں۔ اول یہ کہ ایک مجمع علماء اہلحدیث میں تین بزرگ (مولانا شمس الحق صاحب۔ مولنا شاہ عین الحق صاحب مولنا حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری) منصف مقرر ہوئے۔ اِنکی بابت مولانا صاحب بٹالوی نے لکھا کہ میرے اعتراضات اِن حضرات کی نگاہ میں غلط یا کمزور ہوں گے۔ تو میں اپنی رائے واپس لے لونگا آخر فیصلہ بحق مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ہوا مگر مولانا صاحب بٹالوی نے بجائے اسکے قبول کرنیکے منصفوں کو بھی ڈانٹا۔ دوم واقعہ موچید روازہ لاہور کہ انجمن اہل حدیث قائم ہوئی۔ اِس میں اِن دونوں بزرگوں کی مصالحت ہوئی جو انجمن کے رجسٹر میں ثبت ہے۔ لیکن مولانا صاحب بٹالوی نے پھر مخالفت کی سوم۔ یہ واقعہ کہ اسکے بعد بوساطت مولانا عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی مصالحت ہوئی تو مولانا صاحب بٹالوی نے پھر توڑی۔ چہارم واقعہ منصفی مرزا ظفراللہ صاحب اسکا فیصلہ مولانا صاحب بٹالوی کے خلاف ہوا۔ تو مولانا

صاحب بٹالوی نے مولوی ثناء اللہ کے ساتھ منصف صاحب کو ڈانٹا۔ آخر میں میر صاحب لکھتے ہیں کہ ان دونوں بزرگوں میں سے جو ضد پر ہوں وہ قوم کی حالت زار پر رحم کر کے للہ اپنی ضد کو چھوڑ دیں۔

ان چاروں واقعات کے بیان میں میر صاحب نے مولوی ثناء اللہ کی محض تقلید بلا تحقیق سے جو کچھ کہا وہ خلاف واقعہ کہا ہے۔

بیان واقعہ اول اس لئے خلاف واقعہ ہے کہ میں نے کبھی اور کسی اپنی تحریر میں ان حضرات ثلثہ کو اپنا منصف نہیں مانا اور نہ لکھا اور نہ ان کا کوئی فیصلہ میرے برخلاف صادر ہوا۔ میر صاحب سچے ہیں۔ تو میرا لکھا ہوا اور منصفوں کا اتفاقی فیصلہ پیش کریں وہ اس سے عاجزی کا اعتراف کرینگے تو میں اس کے خلاف کا تحریری ثبوت پیش کرونگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

دوسرا واقعہ بھی خلاف گوئی سے خالی نہیں میر صاحب سچے ہیں تو انجمن اہلحدیث کی نقل رجسٹر پیش کریں۔ جس میں ثناء اللہ سے میری مصالحت کا ذکر ہو اور پھر میری طرف سے اسکی مخالفت کا ثبوت دیں۔

تیسرا واقعہ محض از خود تولید یا افزا ہے میں نے واعظ رحیم آبادی کو کبھی اپنی اور ثناء اللہ کی مخاصمت میں منصف نہیں بنایا۔ میں تو اس کو ثانی اثنین ثناء اللہ جانتا اور بارہا لکھ چکا ہوں پھر منصف بنانا چہ معنی دارد۔ اور پھر انکی مصفی یا تجویز سے مصالحت ہونا پھر اسکا ٹوٹنا یعنی چہ میر صاحب سچے ہیں تو بتا دیں کہ کب انہوں نے مصالحت کرائی اور اسکی تصدیق واعظ رحیم آبادی کی دستخطی تحریر سے کرائیں۔

چوتھے واقعہ کا خلاف واقعہ ہونا ڈیڈیٹر صاحب پیسہ اخبار آپ پر بھی ظاہر ہے اور روزانہ پیسہ اخبار میں ظاہر ہو چکا ہے کہ مرزا صاحب کا یک طرفہ فیصلہ میرا جواب سننے کے پہلے اور ان کے استعفا دیدینے کے بعد ہوا ہے لہٰذا وہ فیصلہ بجوی نمی ارزد کا مصداق ہے۔

نوٹ: شاہد اللہ جلد ۲۱ - کے صفحہ ۶۱ منقلد ثناء اللہ ملتمس کرتے ہوئے لکھا ہے - اس میں خاکسار اور ثناء اللہ کے مابین نزع میں کسی کو منصف تسلیم نہیں کیا گیا۔ بلکہ اپیل فیصلہ منقول کے متعلق ان کے اتفاقی رائے کو حکم بنایا گیا تھا

آخری نصیحت ترک ضد کا یہ جواب ہے کہ میں حق ظاہر ہو جانے کے بعد ضد کرنے کو کفر و شرک جانتا ہوں اور اس ضد کرنیوالے کو مشرک و کافر خیال کرتا ہوں وہ مرتد ہو جاتا ہے اور اسکی عورت اُسپر حرام ہو جاتی ہے۔ ضد نفسانی غالب طمع وحب مال سے ہوتی ہے اور آپ خیال فرما سکتے ہیں۔

کہ یہ طمع وحب مال

اُس شخص میں ہے جو اپنی تیس چالیس ہزار کی جائداد فی سبیل اللہ وقف کر چکا ہو۔ یا اُس شخص میں ہی جسنے مہینہ میں ہفتہ بھر کبھی اپنے گھر کا کھانا نہ کھایا ہو اور کبھی دہلی اور کبھی ملتان کبھی جبل پور یا کہیں اور دعوتیں اڑانے کو مارا مارا پھرتا ہو۔ اور اس بیت کا مصداق ہو ؎

حرص دنیا کی عجب خوار لئے پھرتی ہے
کون پھرتا ہے یہ مردار لئے پھرتی ہے

ابو سعید محمد حسین

انہیں اشخاص اربعہ ایک سیالکوٹی۔ دو مدراسی۔ اور ایک دہلوی کی مانند کوئی اور شخص بھی ثناء اللہ کی امداد میں قلم اُٹھائیگا تو وہ یاد رکھے کہ اس طرف سے اسیطرح مختصر الفاظ میں اسکا جواب دیا جائیگا۔ ایسا نہ ہوگا کہ ثناء اللہ کو چھوڑ کر ہم اُسکے بحث مباحثہ میں مصروف ہو جائیں۔ اور خاصکر اول الذکر ابراہیم سیالکوٹی جو ہمارا روحانی فرزند ہے اور مولوی حافظ عبد المنان صاحب وزیر آبادی کے واسطہ سے ہمارے شاگرد ہونے کے علاوہ وہ بلا واسطہ بھی ہم سے سفر جموں کے ایام میں استفادہ کر چکا ہے خصوصیت کے ساتھ یاد رکھے کہ اگر پھر وہ ثناء اللہ کے کہنے سے ہمارے مقابلہ میں کھڑا ہوگا تو منہ کی کھائیگا اور پھر سر نہ اٹھائیگا مرزا ظفر اللہ کے فیصلہ کو وہ صحیح سمجھکر ان کو مظلوم ٹھہراتا ہے اور اتنا نہیں جانتا کہ مرزا ظفر اللہ کے فیصلہ کو صحیح کہنا اور ہماری تعریف اہلحدیث کو دوری تسلیم کرنا اپنے آپ کو جاہل بنانا ہے۔ ہماری تعریف کے نظائر کو جو بعد ختم تقریظات

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

یہ مولوی ثناء اللہ کے گریز و انہزام کا بیان ہے اور تحریرات فریقین سے اس کا تفصیلی ثبوت ہے اب مرزا صاحب منصف بے الصاف کا حق کہنے سے سکوت و فرار کا بیان سنو اس باب میں ہم زیادہ تفصیل کرنا نہیں چاہتے اور مفتریان ثنائی پارٹی کے اس اقرار اور اتہام کہ (مرزا صاحب پر گالیوں کی بوچھاڑ کی) جیسا کہ ابراہیم سیالکوٹی سے اخبار نا اہلحدیث ۱۲ر نومبر میں منقول ہے۔ یا یہ کہ انکے حق میں دل آزار الفاظ لکھے ہیں (جیسا کہ ثناء اللہ کے مضمون ۱۳ر ستمبر میں درج ہے) دھان بندی کرنے کی غرض سے صرف اسقدر بیان پر اکتفا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کو ہم پہلے ۲ر اگست ۱۵ء کو بذریعہ کارڈ نمبری ۲۶۴ سات سوالات سے مخاطب کر چکے ہیں جنمیں اکثر سراج الاخبار ۳۰ر اگست ۱۵ء میں ثناء اللہ سے کئے گئے ہیں ان کے جواب میں مرزا صاحب حق سے ساکت رہے اور کچھ نہ بولے پھر رسالہ مباحثہ صفحہ (۲۲۰) میں ان کو لکھ چکے ہیں کہ گو آپ منصفی سے استعفا داخل کر چکے ہیں اور افیشیل طور پر اور باضابطہ آپ کوئی فیصلہ نہیں دے سکتے مگر پرائیویٹ طور پر ہم اب بھی آپ کا فیصلہ سننے اور ماننے کو طیار ہیں آپ اردو عبارات میں ثناء اللہ کے اہلحدیث بلکہ مسلمان نہ ہونے کی دلیل صفحہ (۲۲۱) ..... رسالہ مباحثہ میں ملاحظہ فرما کر داد انصاف دیں کہ اب بھی آپ ثناء اللہ کو مسلمان یا اہل حدیث کہیں گے پھر دو دفعہ بذریعہ کارڈ جوابی و تحریری نوٹس شبنہ حاشیہ رسالہ ریویو مولوی فقیر اللہ صاحب وغیرہ پر بھی عرض کر چکے ہیں کہ اب بھی آپ حق کہیں اور داد انصاف دیں مگر مرزا صاحب نے محض سکوت اختیار کر رکھا ہے اور حق زبان پر نہیں لاتے اس کتمان حق کے مرزا صاحب قیامت کے دن جواب دہ ہوں گے مرزا صاحب میں اگر کچھ بھی خدا ترسی و حق طلبی ہوتی تو وہ صاف لکھتے اور اظہار حق کرتے کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے کہ ہم نے "انتیس" یا "چھبیس" جولای کے کارڈ میں ثالثی سے استعفا دیکر دوسری اگست کو یک طرفہ فیصلہ کر دیا جو بحکم قانون عدالت بھی ناجائز ہے (اور مضمون جواب الجواب ۲ کو کسی عالم سے سنکر یہ فیصلہ دیتے کہ جو اعتراض تعریف اہلحدیث پر ثناء اللہ نے کئے تھے انکو ابو سعید نے اچھی تفصیل سے اٹھا دیا ہے

اس مباحثہ کا اختتام۔

اور

ثناء اللہ کے الزام و افحام پر ختام

ثناء اللہ نے اپنی آخری تحریر مندرجہ سراج الاخبار ۲۹۔ نومبر ۱۹۱۵ء میں بھی وہی گریز و فرار اختیار کیا ہے جو عرصہ ۱۲ سال سے اس کا مسلوک و معمول چلا آتا ہے اور اس سے اُس نے ہماری پیشگوئی مندرجہ سراج الاخبار یکم و ۲ نومبر ۱۹۱۵ء و رسالہ ہذا کے صفحہ ۲۴۲ و صفحہ ۲۴۹ کو بہت جلد سچا اور پورا کر دیا ہے۔ اور یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ اس فرار کی نظر سے وہ شیر نہیں شغال (گیدڑ) ہے اور اس دوکہ دہی و روباہ بازی کی نظر سے جو اس تحریر میں اور اس سے پہلی تحریروں میں اس سے عمل میں آئی ہے وہ ثعلب (لومڑ) ہے۔ اس تحریر میں وہ خود نکتہ ہے جو اس کی تحریر کا عنوان ہے "بچا کھچا شیر کا کام نہیں"۔ اور یہ کہکر وہ خود بچا گیا۔ اس صغریٰ کے ساتھ اگر اس کا یہ کبریٰ ملایا جائے کہ جو بھاگے وہ شیر نہیں گیدڑ و لومڑ ہے جس پر اُس نے بحکم رجلٌ قضیٰ علیٰ نفسہ اپنا ہی خاکہ کھینچکر دکھایا ہے تو اس سے قطعی نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ شیر نہیں گیدڑ اور لومڑ ہے۔

اس دلیل کا کبریٰ تو اسی کا بیان کردہ اور مسلمہ ہے لہٰذا وہ محتاج ثبوت نہیں۔ رہا صغریٰ سو اس کی اس تحریر سے ایسا ثابت ہے کہ اس مثل کا مصداق ہو گیا ہے۔ جا دود (حق) وہ ہے جو سر پر چڑھکر بولے۔

ناظرین اس کا بیان جگر تھام کر سنیں ؎

نالۂ بلبلِ شیدا تو سنا ہنس کر اب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی

اسنے سراج الاخبار ۱۶۔ نومبر ۱۹۱۵ء میں یہ اعلان فرمایا تھا۔ کہ آپ اخبار اہلحدیث کے ذریعہ اس سلسلہ کے مضامین کی اشاعت کرنا چاہتے ہیں۔ تو بطور ضمیمہ ممکن ہے جیسے عبدالعزیز رحیم آبادی کا مضمون بطور ضمیمہ شائع ہوا تھا جس کی لاگت دس روپیہ ۱۰ آپ کے ذمہ ہوگی۔ اب اس تحریری اقرار سے فرار اختیار کر کے اس تحریر مندرجہ سراج الاخبار ۲۹ نومبر میں وہ یہ لکھتا ہے

اہلحدیث میں یہہ مراسلات اور اس مسئلہ کے متعلق دیگر اخبار میں مضامین درج کرنے کے آپ متمنی ہیں یہانتک کہ لاگت دینا بھی منظور کر لیا ہے۔ بس بہتر ہے کہ آپ سارے مضامین اخباری تقطیع پر کاپی کرا کر معہ لاگت چھپائی اور کاغذ کے بھیجدیں۔

ناظرین خود انصاف کریں اور داد حق دیکر کہیں کہ یہہ پہلے وعدہ سے گریز ہے یا نہیں پہلے اقرار میں لکھائی و چھپائی و کاغذ کے بالمقطع دس روپیہ مانگتے تھے اب کاغذ و لکھائی میرے ذمہ ڈالی ہے اور لاگت چھپائی بے تعداد مانگی ہے اس گریز کی وجہ ایک یہہ ہے کہ اسکو خوب معلوم ہے کہ میرا کوئی کاتب نوکر اور مقرر نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میرا رسالہ بھالہا سال سے معرض التوا میں رہتا ہے۔ ۱۹۱۰ء میں جلد ۲۲ چھپی تھی تب سے جلد ۲۳ کاتبوں کے ہاتھوں خراب ہو رہی ہے۔ کاغذ خرید کر لاہور یا بٹالہ سے امرتسر پہونچانا بھی مجھ سے جلد نہ ہو سکیگا۔ لہذا اسکو یقین ہے کہ کتابت و خرید و ارسال کا غذ خاکسار کے ذمہ ہوگی۔ تو اس وعدہ سے مدتوں اس کی جان چھوٹی رہیگی۔ اور یہہ مثل صادق آئیگی۔ نہ نو من تیل ہوگا اور نہ رادھا ناچیگی۔

اب اس سے بڑھکر اس کا دوسرا فرار ایک ٹٹی کی آڑ میں سنو۔ سراج الاخبار ۱۳ ستمبر ۱۹۱۵ء میں باہتمام اس نے دعوٰی کیا تھا کہ دس روز کی میعاد منصف صاحب نے مولوی صاحب کو ۱۹ جولائی کو دی تھی چنانچہ سراج الاخبار ۳۰ اگست کے صفحہ ۵ کالم ۲ کی پہلی سطر میں مولوی صاحب خود لکھتے ہیں۔ "انیس جولائی کا کارڈ آیا اور چھبیس جولائی کو منصف صاحب نے مجھے لکھا کہ میں نے مولوی صاحب بٹالوی کو دس روز کی میعاد دی ہے۔ یہہ میعاد ۱۹ جولائی کو ختم ہونی چاہیئے تھی یا آنے جانے کے دن شمار کیے جاویں تو یہی اکتیس ۳۱ جولائی کو ختم ہو گئی ہوگی اور منصف صاحب نے فیصلہ ۲ اگست کو ہمارے پاس بھیجا۔ بتلایئے میعاد کے اندر ہوا یا بعد۔ خاکسار نے اس دعوے کی غلطی سراج الاخبار ۲۰ ستمبر میں ظاہر کر دی اور اسپر دلیل تاریخ رقعات مرزا صاحب بیان کر کے اس کے مقرر کردہ منصف منشی شمس الدین وغیرہ حاضرین مجلس کی اتفاقی رائے تسلیم کر لی تو اس کے ایمان اور اسکے ضمیر نے اسکو یہہ ہدایت کی کہ وہ اس غلطی کو تسلیم کر کے فیصلہ مرزا کو جو میعاد جواب گذرنے سے پہلے اور [illegible] داخل کرنے کے بعد ہوا تھا لغو اور بیہودہ بیان کر تصفیہ اصل بحث تعریف اہلحدیث کے لیئے دوسرے اہل علم اشخاص کو جنکو اسی نے نامزد کیا تھا منصف بناتے۔ لیکن اس دن سے اس وقت تک کہ

تین ماہ گذر گئے ہیں۔ وہ بھاگتا اور بھٹکتا اور روباہ بازیاں کرتا چلا آیا ہے۔ اپنے پہلے دعوے اور اسکی پہلی دلیل رقعات مرزا صاحب کو چھوڑ کر وہ نیا دعوے جو سابق دعوے ایک جزء یا نتیجہ ہے کہ فیصلہ مرزا صاحب جائز ہے پیش کر رہا ہے۔ سراج الاخبار ۲۷ ستمبر۔ پہر ۱۸ اکتوبر۔ پہر ۱۵ نومبر اور اخیر ۲۹۔ نومبر میں اس کا یہی فرار چلا آتا ہے۔ یہ خاکسار بھی وہی جواس کا روحانی باپ اور کہن سال و پرانا تجربہ کار ہے۔) اس کے داؤ و پیچ سمجھتا ہے اور ناظرین سراج الاخبار کو سمجھاتا چلا آتا ہے۔ اور سراج الاخبار ۱۱ اکتوبر۔ پہر یکم۔ نومبر۔ پہر ۲۲۔ نومبر میں اس کا یہ گریز و فرار ظاہر کرتا رہا ہے۔ یہانتک کہ اپنی تحریر ۲۹۔ نومبر میں اس نے یہ اقرار بھی کر لیا ہے۔ کہ آپ یہ لکھتے رہے ہیں۔ کہ تنقیح یہ ہوگی۔ کہ تاریخ مہلت کے اندر فیصلہ دیا ہے۔ پھر چالاکی اور روباہ بازی سے اس تنقیح کو مجھے بھلا کر اور مجھے چھوڑ وا کر وہی پورانی تنقیح پیش کی اور مجھے یہ تلقین کی ہے کہ آپ کی طرف سے تقریر دعوے یوں ہوگی۔ کہ فیصلہ ناجائز ہے۔ کیونکہ تاریخ مہلت کے اندر دیا گیا ہے۔ اور اس پہلے دعوے اور اسکی پہلی دلیل سے گریز کے ساتھ اپنے احمق معتقدوں مقلدوں کو دام میں پھنسائے رکھنے کی غرض سے یہ جھوٹا فقرہ بھی اس آخری تحریر میں درج کیا ہے کہ جس طرح آپ چاہیں۔ فیصلہ کرالیں مجھے منظور ہے۔ جسکی وجہ سے مصرع۔ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد کا مصداق بن گیا ہے۔ اس کا جواب میں نے کوئی نہیں دیتا۔ اور اب اسکو اپنا مخاطب ہی نہیں بناتا۔ ناظرین اخبار اور اس کے معتقدین و مقلدین حماقت شعار کو اپنے پہلے جواب کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہتا ہوں کہ اس آخری تحریر میں بھی اس نے اپنے قدیم دعوے کہ فیصلہ مرزا کا میعاد جواب دس روز گذر جانے کے بعد اور استعفا دینے کے قبل ہوا ہے۔ لہذا وہ ناجائز ہے اور اس پر دلیل مرزا صاحب کے رقعات کی تاریخات کو کان لم یکن ٹھہرا کر اس سے گریز اختیار کیا ہے لہذا وہ ... اپنے ہی عنوان مضمون تحریر اخیر کی شہادت سے شیر نہیں گیدڑ اور لومڑ ہے اور اس کا کہنا کہ جس طرح آپ چاہیں فیصلہ کرالیں مجھے منظور ہے محض دروغ ہے۔ آپ لوگوں میں سے جو شخص اس منظوری میں اسکو سچا سمجھتا ہے وہ نادان و نافہم ہے۔

اس مباحثے کا اختتام ہوا۔ اب ہم اس مباحثے کے متعلق علمائے اہلحدیث و دیگر اعیان ملک کے آراء و تقریظات نقل کرتے ہیں:—

تقریظ مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری مسلم از ثناء اللہ

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ

مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب [illegible] حق پر ہیں۔ مولوی ثناء اللہ کا اعتراض انکی تعریف کا اہل حدیث پر دو سبب سے ہے۔ ایک تو وہ حقیقت تقابل عدم و ملکہ کو سمجھ لا ہوا تھا۔ دوسرا یہ کہ وہ اپنے کو اہلحدیث میں ظاہر کرنے کے لئے اس قسم کی رعب باز یاں ہمیشہ جب سے اسمیں زیغ آگیا ہے کیا کرتا ہے۔ اور یہ زیغ اس میں شروع مقابلہ قوم آریہ سے پیدا ہوا ہے چنانچہ اس کے جوابات سے جو اس نے آریہ کو انکے سوالوں کے دیئے ہیں ظاہر ہے۔ ہم نے مختلف طور سے تجربہ کر لیا ہے کہ یہ زیغ اس کے جزو قلب [illegible] ہو گیا ہے۔ اور یہ مناظرے اور مباحثہ اور منصف ماننے وغیرہ یہ سب اپنی پردہ پوشی کرتا ہے۔ اور عام مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے ہے۔ اور ہم یہ اپنا محقق خیال عبارت زاد المعاد کے فیصلہ کی تمہید میں کئی سال ہوئے ظاہر کر دیا ہوا ہے۔ اس لئے کہ عام اہل حدیث اس کے دام میں نہ آجاویں اور کہیں نیچری نہ ہو جاویں۔ اور مولوی شیخ ابوسعید صاحب بھی اس راز سے واقف ہیں لیکن بفحوائے مثل مشہور جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچانا چاہیئے اسکے مقابلہ کر بیٹھتے ہیں۔ اور ایسے منصفوں کو منصف بنا لیتے ہیں۔ آخر نتیجہ ہوا۔ مخفی نہیں ہے۔ منصف صاحب، سیالکوٹی نے

فلا ینازعنک فی الامر اسکو کبھی موقع نزاع

یہ سبب سے جبری [illegible] کا نہیں دیا۔ اس [illegible] کا نہیں دیتے۔ اور [illegible] آتا ہے کہ ہم اسکی چالبازی کو پہچانتے ہیں چنانچہ آجکل اس نے ہم سے [illegible] شروع کی ہوئی ہے۔ پوچھتا ہے کہ پہلے اشتہار صلح کیوں نہیں دیا ہم نے کہا کہ آپ مجھ سے ناراض ہوئے ہیں۔ ہم نے جواب یہی دیا ہے کہ شرائط سابقہ ثابتہ کا بجنسہا قائم رکھنا بلکہ بوقت درس قرآن انہیں معنے محرف کا سکھلانا اور سنت تائید نہ ہونا۔ اگر مصالحت مقصود ہے تو اشتہار تو یہ وجوہ دیکر اہلحدیث میں لاؤ ورنہ ثناء اللہ کے ثالث قائم ہونے میں کیا شک ہے۔ اور اہل حدیث سے خارج ہوئے ہیں جیسا کہ مولوی ابوسعید صاحب نے لکھا ہے۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم ابوعبید امیر احمد اللہ عفی عنہ

[illegible] ہے [illegible] سیالکوٹی اور [illegible] امین لاہوری۔

تقریظ امرتسری

ناصح مشفق ومبارز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تقدیم ثناء اللہ

الحمد رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ

شمد آلہ وصحبہ اجمعین ۔ اما بعد صاحبان فہم بصیرت پر مخفی نہ ہو کہ رسالہ باپ اور بیٹے کا مباحثہ

مصنفہ جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو بوساطت مولوی عبدالعزیز صاحب ہمارے پاس پہنچا ہے

اسکو ہم نے غور اور تامل سے دیکھا ہے مضمون اس کا صحیح ہے اور ہمیں اس سے اتفاق ہے ۔ مولوی صاحب مذکور نے

جو تعریف اہل حدیث کی کی ۔ بالکل صحیح ہے مستلزم دور نہیں اس تعریف کو دور سے کہنا نادانی اور

غایت منقول ومعقول سے بے خبری کے سبب سے ہے ۔ دور یا تسلسل کا سمجھنا ہر شخص کا کام نہیں ۔ یہ

دور کی باتیں ہیں ۔ ؎

اگر غفل خر مانباشد بلند نتاراج ہر طفل یابد گزند

اور مولوی محمد حسین صاحب نے جو کچھ مولوی ثناء اللہ کے اعتراض کا جواب الجواب نمبر ۱ و ۲ دیا ہے

انصاف پر مبنی ہے اور درست ہے کیونکہ جیسے غلام زید میں مضاف الیہ مضاف سے خارج ہے ۔

ویسے ہی لفظ اصول اہلحدیث میں جو لفظ اہلحدیث تعریف میں موجود ہے مضاف سے خارج ہے

اور اسجگہ سمجھانا اصول کا مقصود ہے نہ اہلحدیث کا ۔ لہذا توقف الشی علی نفسہ جزمیت دور

ہے لازم نہیں آیا ۔ فاندفع ما قال المعترض اور زیادہ افسوس ہمکو مصنف صاحب جزوی

فیصلہ پر ہے ۔ کہ انہوں نے کس طرح کہدیا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا اعتراض کو مولوی صاحب

بٹالوی اوٹھا نہیں سکے ۔ حضور صاحبکہ مولوی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے کہنے کے لئے بڑی دانائی اور

سنجیدگی سے لفظ اہل حدیث کی بجائے ۔ در الفاظ تعریف میں کہدیا تو پھر بلا مصنف صاحب کا

جزوی فیصلہ کیونکر صحیح ہو سکتا ۔ باوجودیکہ انہوں نے فیصلہ کرنے سے پہلے ہی اسے خفا دیدیا تھا ۔

نوٹ ۔ اس سے میں مجھے معلوم ہوا کہ مولوی محمد حسین صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب کی نسبت کیا کہا

ہے ۔ تو میں نے مولوی محمد حسین صاحب کی خدمت میں خط لکھا اور دریافت کیا تو مولوی صاحب نے جواب

جو مجھے خط لکھا تھا ۔ اس میں یہ بھی تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ۔ رسالہ ابتدا تعلیم میں جو لکھا ہے

اس سے مولوی ثناء اللہ بشرطیکہ اسپر عمل کرے اور اس کے مطابق اپنی غلطیوں کو درست کر دے تو اہلحدیث سمجھا جائے۔ ورنہ ہرگز اہلحدیث نہیں"۔ اس سے معلوم ہوا کہ مولوی محمد حسین صاحب کے نزدیک مولوی ثناء اللہ کا اہلحدیث ہونا معلق بالشرط ہے مولوی ثناء اللہ صاحب پر کس قدر افسوس ہے کہ مشروط کو تو اخبار میں لکھدیا اور شرط کو حذف کر دیا کیا دیانت اور تقویٰ ہے، اسیکا نام فاعتبروا یا اولی الالباب۔ لہذا مولوی محمد حسین صاحب نے جو کچھ اس رسالہ میں لکھا ہے صحیح ہے اور قابل تسلیم اہل علم ہے۔

راقم۔ حکیم ابوتراب محمد عبدالحق ناظم انجمن قامع الملحدین وقاطع دابر المضلین و مالک شفاخانہ حقانی امرتسر کٹڑہ کنہیاں۔ ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۵ء

تقریظ مولوی نیک محمد صاحب مدرس مدرسہ غزنوی

اقول بحول اللہ وقوتہ میں نے یہ رسالہ دیکھا۔ مولینا مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کی تحریر سے مجھے اتفاق ہے۔ نفس مسئلہ میں دیگر جو خلافات واقعات مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس میں مرقوم ہیں۔ اگر واقعی ٹھیک ہیں (اور ضرور ٹھیک ہی ہونگے کیونکہ بعض کا تجربہ حاصل ہے) تو خوف زوال ایمان ہے، اہلحدیث ہونا تو مرتبہ اخص ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو امام الہدیٰ مولنا مولوی عبدالجبار صاحب مرحوم مولینا مولوی احمد اللہ صاحب تسری وغیرہ اکابرین نے دعوت ہدایت کی اور انکی نصیح و خیر خواہی میں حتی کوشش کی مگر مولوی ثناء اللہ نے بمصداق ہمچو من دیگرے نیست بجائے تسلیم کے تردید کر دی۔ کیوں نہ ہو انکو تو ملکہ تردید حق و باطل کامل طور پر حاصل ہے۔ عیاذاً باللہ وانا الفقیر الی اللہ الصمد ابو اسحٰق نیک محمد عفی عنہ از مدرسہ تقویۃ الاسلام امرتسر کٹڑہ غزنویہ

شیر پنجاب مدرس مولوی فقیر اللہ صاحب کی تقریظ

(ریویو و محاکمہ)

میرے عزیز مولوی فقیر اللہ صاحب نے اس مباحثہ پر دس صفحے کے رسالہ میں ریویو کیا ہے۔ جس کا ذکر صفحہ (۳۴۲) میں ہو چکا ہے۔ اس کا خلاصہ چند سطور نقل کئے جاتے ہیں:۔ درمیان جناب مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اور ثناء اللہ نمبر دیک جو مباحثہ اہلحدیث کی تعریف کے

بارے میں ہوا ہے جس کا ذکر پر چہائے اخبار در دغ یار یہ عکس نام اہلحدیث میں مندرج ہے اسکی بابت پنجاب ہندوستان بلکہ ساری دنیا کے مدارس اسلامیہ عربیہ میں کتب درسیہ علوم مروجہ کے پڑھنے پڑھانے والوں یعنی تمام علما، (دلایل) کا فیصلہ اتفاقیہ سچا اور فتوی اجماعیہ یکا یہی ہے۔ اور واللہ یہی ہے کہ اس بحث میں حق صریح بجانب جناب مولانا بٹالوی کے ہے اور ملحدوں کا شیر ثناء اللہ محض باطل پر ہے مولانا بٹالوی صاحب بعونہ تعالیٰ غالب و مظفر و منصور ہیں اور کشمیری صاحب مغلوب مرعوب منہزم فار۔ مولانا صاحب بٹالوی علمی منطقی عالمانہ محققانہ تقریر دلپذیر کرتے ہیں اور کشمیری صاحب عام فریبی جاہلانہ مبطلانہ شر انگیز دروغ آمیز باتیں بے سروپا بناتے ہیں اور حال یہ کہ جنار میں اپنی فیح کا محض جھوٹا نقارہ بجاتے ہیں جو دجالوں اور ملحدوں کی عادت ہے اور اس بحث میں انکی جہالت اور دروغگوئی و شکست و ہزیمت ناگفتہ بہ ایسی ثابت ہوئی ہے کہ اگر انکو حیا سے کچھ ذرہ بھر بھی تعلق باقی ہے تو ایک چلو پانی میں ڈوب کر مر جاویں یا تا زیست بحث کا نام نہ لیں۔

جناب مولانا ممدوح بٹالوی نے اہلحدیث کی یہ تعریف کی ہے۔ اہلحدیث وہ ہے جو اصول مذہب اہلحدیث کا قائل ہو اور اعتقاداً و عملاً بطور التزام انکا خلاف نہ کرے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کا اعتراض۔ یہ تعریف دوری ہے تعریف میں معرف مذکور ہے۔

جناب مولانا ممدوح بٹالوی کا جواب۔ یہ تعریف دوری نہیں ہے کیونکہ معرف (اہلحدیث) سے اسکا معنے و مفہوم سمجھانا مقصود ہے اور تعریف میں "جو اہل حدیث ہے" اس سے مفہوم مراد نہیں بلکہ اُس کے افراد و اعیان مراد ہیں اور تغایر بین الافراد و المفہوم تو معتبر ہے اور موجب ترتب احکام ہے۔ چنانچہ موضوع و محمول کے مساوی یا متحد اللفظ ہونے کی صورت میں تغایر افراد و مراد از موضوع) و مفہوم (مراد از محمول) کا بس کرتا ہے واسطے انتفاد قضیہ کے جو مقتضی ہے اثنینیۃ اور مغایرۃ موضوعیۃ و محمولیۃ کو اس کے سوا تعریف میں جو اہلحدیث ہے وہ مضاف الیہ ہے اور قید ہے اور غیر ملحوظ ہے اور خارج ہے مضاف سے اور تقیید داخل ہے اور ملحاظ میں ہے ۔۔۔

تمام مدارس عربیہ کی طلبا جانتے ہیں کہ قال اقول شرح ایساغوجی کی علم منطق کی ابتدائی کتاب ہے جس کو نوآموز بچے پڑھا کرتے ہیں۔ اور ثناء اللہ اس سے جاہل ہے ورنہ ایسی سخت جہالت خرچ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتہا ہے جس کے بعد وہ نہ زندہ در گور ہو کہا ہے اور نہ زلیست اہل علم کو موہنہ دکھلانیکے
قابل نہ رہا بشرطیکہ اسمیں بالکل نہ یا شمہ کہ بقاء باقی ہو ورنہ بحکم حدیث اذا لم تستحی فاصنع
ما شئت جس کو خود امام شافعی نے پیش نظر رکھا ہے چنانچہ خواہی نہ خواہی دیکھو اس ابتدائی کتاب اوائل
میں حدیث دلالۃ التزام میں لازمۃ ذہنیہ کو زلیست اور لازمۃ خارجیکو عدم خشیت بتلایا ہے
کہا ہے لان الاجماع کما یحتمل یدل علی المنتہیۃ کالبصر والنہ واما الان اعنی علم البصر
فاما من شانہ ان یکون بصیرا مع ان بینہما مفاوۃ فی الخارج لا یقال ھذہ
الدلالۃ تضمنیۃ لانا نقول العمی عبارۃ عن عدم مضاف الی البصر فیلزم
البصر فیما زال عنہ فیمتنع ان یکون دلالۃ تضمنیۃ ۔ اھ

حافظ عبد اللہ صاحب مولوی فاضل امرتسری حال مقیم روپڑ ضلع انبالہ نے بھی بہت
بسط و تفصیل سے اس مسئلہ پر ریویو کیا ہے اور بہت سے اظہار ہماری تعریف اہل
حدیث کے نقل کئے ہیں۔ اسمقام میں اس کا خلاصہ دوسطری نقل کیا جاتا ہے
آپ کہتے ہیں آپکا مضمون باپ اور بیٹے کا مباحثہ من اولہا الی آخرہا دیکھا ماشاء اللہ
مسئلہ شعوان یا یا ہے جس پر ہمارے تعریف اہلحدیث کی انہوں نے نقل کی ہیں دلائل
دیگر نظائر ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں

یہ علماء کے ارشاد ہیں اہلیان ملک کے اخبار اور اڈیٹر صاحبان اخبار صفحہ (۲۰۸) میں
نقل ہو چکے ہیں اب ہم حسب وعدہ صفحہ (۲۵۵) اپنی تعریف اہلحدیث کے نظائر نقل کرتے ہیں
شاید ہمارے دونوا[illegible] کشر شاکر شاید اور آئیم آنلور کہکر منفعل ہوں اور اپنے
اعتراض کو واپس لیں (۱) امیتی [illegible] (۲) الوصول [illegible]
[illegible] (۳) [illegible] (۴) [illegible] (۵) التشنیف [illegible] (۶) التحقیق (التصفیہ) تغیر کلمۃ من ہیئۃ الی ہیئۃ
فضل [illegible] (۸) [illegible] (۹) مسلم

اُس مباحثہ کے متعلق دوسرے منصف صاحب اور پبلک کا فیصلہ

اور مولوی ثناء اللہ کے خارج از اسلام ہونے کے متعلق خود مولوی ثناء اللہ اور دیگر علماء کا فتوے

اوّل منصف مرزا ظفر اللہ صاحب رئیس وزیر آباد نے اپنے فیصلہ میں پہلے تو ایک غلطی یہ کی تھی کہ اس مباحثہ میں صرف مولوی ثناء اللہ کا جواب سُنکر اور میری طرف سے جواب الجواب کے لئے دس روز کی مہلت دیکر آٹھویں ہی روز یکطرفہ فیصلہ کرکے اُن کے پاس بھیجدیا۔ اور خاکسار کو مضمون فیصلہ سے اطلاع تک نہ دی۔ دوسری غلطی یہ کی کہ جس روز اور تاریخ یکطرفہ فیصلہ کیا اُسی روز منصفی سے استعفا بھی دیدیا۔ اور فیصلہ میں یہ ظاہر نکیا کہ منصفی سے استعفا پہلے دیا۔ یا فیصلہ پہلے لکھا اور بعد میں استعفا دیا۔ جو انکا منصبی فرض تہا۔ اور اس کے ثبوت و تعیین کے سوا وہ فیصلہ کان لم تکن ہے۔ ان دونوں غلطیوں پر اُنکو بذریعہ پیسہ اخبار۔ و سراج الاخبار۔ اور مطبوعہ رسالہ مباحثہ متنبہ کیا گیا۔ تو بھی انہوں نے اپنی غلطیوں کو تسلیم کرکے صحیح فیصلہ تحریر نہ کیا۔ جس کی اُن سے استدعا بذریعہ مطبوعہ رسالہ "مباحثہ" کی گئی تھی۔ اسپر خاکسار نے عزم بالجزم کرلیا کہ اس مباحثہ مطبوعہ کو پبلک میں شائع کیا جاویگا۔ اور اس مباحثہ اور مرزا صاحب کے فیصلہ کا پبلک سے انصاف کرایا جاوے گا۔

یہ سُنکر ثناء اللہ اور اُن کے احباب کی پارٹی کو فکر انجام ہوا۔ تو انہوں نے بعض ہمارے ہم خیال احباب کو بھی شامل کرکے ایک التماس نامہ مشتہر کیا جو ذیل میں منقول ہے:۔

التماس نامہ

بخدمت جناب مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری و مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی۔ و

دیگر علماء حضرات! امرتسر کی جماعت اہل حدیث کا اختلاف جو مخالفت و شقاق کے درجہ تک پہنچکر عدالت میں پہنچ چکا ہے جسکا ہر ایک ہمدرد کو صدمہ ہے ہم یقین نہیں کرتے کہ آپ حضرات کو یہ فیصلہ پسند ہوگا۔ اسلئے نہایت ادب سے عرض کرتے ہیں کہ للہ قوم کے حال پر رحم فرمائیے۔ جسکی ایک صورت ہم عرض کرتے ہیں ؎

گر قبول افتد زہے عز و شرف

آپ لوگوں نے دیکھا کہ امرتسر میں ۲۹ و ۳۰ اپریل کو مرزائیوں کے ساتھ امن و امان کے ساتھ مباحثہ ہوا جسمیں کوئی رنج یا کدورت نہیں ہوئی۔ اسی طرح آپ حضرات بھی کسی معزز۔ مثل میاں فیروز الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ۔ حاجی نور احمد صاحب میاں شمس الدین صاحب سوداگران چرم وغیرہ کے مکان پر فریقین بیٹھیں۔ اور آرام اور شائستگی کے ساتھ گفتگو کریں کوئی مسلّم منصف درمیان میں بیٹھ جاوے۔ تاکہ ہمیشہ کیلئے امن امان ہو جاوے۔ چونکہ آپ لوگ عدالت میں شہادت دے آئے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کافر ہیں اسلئے پہلا مسئلہ یہ ہوگا کہ وہ مسلمان ہیں یا نہیں؟ بعد اسکے انکا اہلحدیث ہونا نہ ہونا پیش ہوگا۔ ہم مولوی ثناء اللہ صاحب کو تجویز ہذا کی منظوری پر مجبور کریں گے۔ امید ہے کہ آپ حضرات بھی منظوری سے اطلاع دیں گے۔ ہمیں یقین ہونا چاہیئے کہ آپ حضرات کو اس تفرقہ کا ہم سے زیادہ صدمہ ہوگا۔ کیونکہ آپ حضرات اس قوم کے بزرگ ہیں۔ جنکے نام خطاب ہے جواب پر اُنکے دستخط ضرور ہوں۔

ملتسمان احقر حبیب اللہ سوداگر پشمینہ (پھر ساٹھ اشخاص کے نام التماس نامہ پر درج ہوئے ہیں اور نمبر ۶۱ پر عزیز الرحمٰن ولد مولوی محمد علی صاحب کا نام ہے۔ نمبر ۶۲ پر مولوی محمد علی صاحب واعظ کا نام ہے۔ اور نمبر ۶۳ پر مولوی محمد جمال صاحب امام مسجد کوچہ سعی کا نام ہے)

اس کا جواب خاکسار نے ۵ مئی ۱۹۱۶ء کو تحریر کرکے امرتسر میں بھیج دیا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

التماس نامہ ۴ مئی ۱۹۱۶ء کا جواب

آج ۵ مئی ۱۹۱۶ء کو ایک التماس نامہ مطبوعہ منجانب اہالئے امرتسر جنمیں اوال الراقمین میاں حبیب اللہ صاحب سوداگر پشمینہ ہیں اور آخر الراقمین مولوی محمد علی صاحب واعظ و مولوی محمد جمال صاحب امام مسجد کوچہ سعی ہیں خاکسار کے پاس پہنچا۔ مَیں اس تفرقہ کو ایسا بُرا سمجھتا ہوں کہ اس تفرقہ کو بند کرنے کی نیت سے اور اس تفرقہ کے حد اخیر تک پہنچنے کے خوف سے مَیں اپنے رسالہ ماہواری اشاعۃ السنہ کو جسمیں ثناء اللہ کے اسلام میں ہمیشہ اظہار شک کا کیا تھا پبلک میں شائع نہیں کیا۔ کئی سال سے چھاپ چھاپ کر گھر میں رکھ چھوڑا ہے صرف مولوی ثناء اللہ اور انکے دوستوں کو دکھایا اور **اس امر کا منتظر ہوں کہ کوئی مصلح قوم کھڑا ہو جاوے۔ اور میرے اس شک کو رفع کر دے۔** مرزا ظفر اللہ خان صاحب پنشنر جج سیالکوٹ کو مولوی ثناء اللہ کے اہلحدیث ہونے یا نہ ہونے کے متعلق منصف تسلیم کیا تھا۔ اسی تنازعہ کے تصفیہ کی دلیل سے اسکا منافق غیر مسلم صادق ہونا بھی ثابت ہو جاتا۔ مگر افسوس صد افسوس مرزا صاحب نے اپنے منصب انصاف کا خلاف کیا اور میرا اخبری جواب جسمیں مولوی ثناء اللہ کا غیر اہلحدیث اور غیر مسلم صادق القول ہونا ثابت کیا گیا تھا۔ ملاحظہ نہ کیا۔ اور منصفی سے مستعفی ہونے کے بعد یکطرفہ فیصلہ کر دیا۔ اس فیصلہ کا فیصلہ مولوی ثناء اللہ نے تجویز کیا جسمیں منشی شمس الدین سیکرٹری انجمن حمایت اسلام کو منصف بنایا۔ تو اس فیصلہ کو بھی مَیں نے منظور کر لیا۔ مگر اس فیصلہ سے بھی مولوی ثناء اللہ نے گریز کیا اور اپنی جگہ میر عبد السلام دہلوی کو کھڑا کر کے منشی شمس الدین و ایڈیٹر پیسہ اخبار وغیرہ کو منصف بنایا۔ مَیں نے ان کے جواب میں بھی ان کی منصفی کو منظور کر لیا۔ مگر آخر وہ صاحب بھی ساکت ہو گئے (پیسہ اخبار ۲۵ دسمبر و ۲۵ فروری ۱۹۱۵ء ملاحظہ ہوں) اس عجز و فرار کے ساتھ ۲۸ اپریل ۱۹۱۶ء کے اجلاس عدالت مجسٹریٹ امرتسر میں مولوی ثناء اللہ نے مرزا صاحب کے فیصلہ مذکور کو اپنے حق میں جائز قرار دیکر پیش کیا۔ لہذا مَیں مولوی ثناء اللہ کے سلمان پھر اہلحدیث ہونے یا نہ ہونے میں اسی فیصلہ مرزا صاحب کے جائز یا ناجائز ہونیکو کافی دلیل

سمجھتا ہوں۔ اور جبتک اس فیصلہ کا جائز یا ناجائز ہونا ثابت نہ ہو جائے کوئی نئی بحث مولوی ثناء اللہ سے کرنا جائز نہیں جانتا۔ مولوی ثناء اللہ مرد میدان ہیں اور بزعم خود شیر پنجاب ہیں تو میاں فیروزالدین صاحب آنریری مجسٹریٹ امرتسر کے مکان پر آویں اور اس فیصلہ کے متعلق فیصلہ کرالیں۔ اس فیصلہ میں میاں فیروزالدین صاحب کو منصف مان لیں یا اپنے پرانے منصفوں منشی شمس الدین وغیرہ کو ساتھ لے آویں۔ اس فیصلہ سے آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہو جائیگا کہ مولوی ثناء اللہ مسلمان پھر اہلحدیث ہیں یا نہیں۔ تاریخ مقرر ہونے پر میں امرتسر پہنچ جاؤنگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

راقم ابوسعید محمد حسین از بٹالہ

(نوٹ۔ یہ جواب ۵ مئی ۱۹۱۶ء کو امرتسر پہنچ گیا تھا لیکن بعض احباب امرتسری کی غفلت سے جلد نہ چھپ سکا)

اس جواب کی اشاعت پر مولوی ثناء اللہ نے ۱۲ مئی ۱۹۱۶ء کے اخبار میں وہ التماس نامہ درج کرکے اسپر یہ ریمارک کیا کہ مجھے تجویز بالا بلا ترمیم منظور ہے۔ فریق ثانی کے جواب کا انتظار ہے۔ آج ۷ مئی تک نہیں آیا۔ سات مئی کے بعد جواب التماس چھپ کر شائع ہوا۔ تو اسپر مولوی ثناء اللہ کے خلیفہ و پرائیویٹ سیکرٹری میاں حبیب اللہ صاحب سوداگر شال نے اس جواب کا شکریہ ادا کرکے مولوی ثناء اللہ کی طرف سے میاں فیروزالدین صاحب کی منصفی کی منظوری ظاہر کرکے اقرار نامہ منظوری منصفی میں ایسے شروط جو میرے جواب میں نہ تھے لگا کر گریز کرنا شروع کر دیا (اسمیں وہ اختلاف کریں گے تو ہم اصل رقعات و یقین شائع کر دیں گے۔ جن سے مولوی ثناء اللہ کا تسلیم منصفی سے گریز ثابت ہوتا ہے) خاکسار نے اُن کی پیش کردہ شروط کو مان لیا۔ اور باوجودیکہ ہم اپنی شرط کے منصف صاحب کی مجلس میں تصفیہ کیلئے حاضر ہونا منظور کر لیا۔ پھر جب تقدیر نے مولوی ثناء اللہ کو کشاں کشاں میاں فیروزالدین صاحب کے مکان پر پہنچا دیا تو اسکے بعد خاکسار بھی وہاں حاضر ہوا۔ اور بالآخر فیروزالدین صاحب نے منصف بنکر فریقین کا تحریری بیان ۱۲ جولائی ۱۹۱۶ء کو لیلیا۔

خاکسار نے مرزا صاحب کی دونوں غلطیاں مذکورہ بیان کرکے اسکے ثبوت میں دو رقعہ مرزا صاحب مورخہ ۲۶ جولائی ۱۲ اگست ۱۹۱۵ء کو پیش کیا۔ جنمیں آفتاب نیمروز کی مانند روشن

بیان ہے کہ ۲۰ جولائی ۱۹۱۵ء کو مرزا صاحب نے خاکسار کو جواب الجواب لکھنے کیلئے مہلت دی اور پھر آٹھویں دن ۲۰ اگست ۱۹۱۵ء جواب الجواب خاکسار کے پہنچنے سے پہلے طبع بھی کر دیا۔ اور خاکسار سے انکی تصفیہ سے استعفا دینے کا تھا۔ خدا تعالیٰ کی شان اتقان واعلاء حق (برطبق) حدیث الحق یعلو ولا یعلی کو دیکھو کہ جو دو خط مرزا صاحب کے مولوی ثناء اللہ نے اجلاس تصفیہ میں پیش کئے انمیں بھی یہی مضمون پایا گیا۔ کہ بہانہ جواب الجواب دینے کی مرزا صاحب نے ۲۰ جولائی کو دیدی اور فیصلہ یکطرفہ جواب الجواب آنے کے پہنچنے سے پہلے آٹھویں ہی دن ۲۰ اگست ۱۹۱۵ء کو جو وہی دن اُنکے استعفا دینے کا تھا کر دیا۔ پھر شان الٰہی احقاق واعلاء حق کو دیکھو کہ ان چاروں خطوط (دو پیش کردہ خاکسار اور دو پیش کردہ ثناء اللہ) کے برخلاف ثناء اللہ سے کچھ بن نہ پڑا۔ اور اسکے متعلق بجز ان دو جملوں کے کچھ کہا نہ گیا۔ اوّل یہ کہ ایک ہی تاریخ استعفا دینے اور فیصلہ لکھنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ استعفا پہلے دیا اور فیصلہ پیچھے لکھا۔ دوم یہ کہ مرزا صاحب نے جواب الجواب کا انتظار کرنا ضروری نہ سمجھا۔ بلکہ فضول جانا۔ اسلئے یکطرفہ فیصلہ لکھ دیا۔ خاکسار نے پہلے جملہ کا جواب اسیوقت دیدیا کہ تقدیم تحریر فیصلہ تاخیر استعفا کا بار ثبوت اُن کے ذمہ ہے جو اس فیصلہ کے جائز ہونے کے مدعی ہیں۔ نہ خاکسار کے ذمہ۔ جو اس فیصلہ کے جائز ہونے کا مان اور تسلیم تاخیر استعفا کا منکر ہے۔ اور دوسرے جملہ کا جواب تحریری منصف صاحب کی خدمت میں بھیجدیا۔ کہ چونکہ بسبب اعتراف خلاف دوم مرزا صاحب پیش کردہ مولوی ثناء اللہ مرزا صاحب کو یہ علم ہو چکا تھا کہ مولوی ثناء اللہ نے میری شرط جواب الجواب کو (کہ وہ اس جواب الجواب کو اپنے اخبار میں چھاپ دیگا) مان لیا ہے۔ اور وہ وعدہ کر چکا ہے کہ بشرط خلاف قانون ہونے کے میں اس جواب الجواب کو اخبار میں چھاپ دونگا۔ تو اس صورت میں مرزا صاحب کا فرض منصبی تھا کہ وہ اس منظوری اور وعدہ ثناء اللہ سے مجھے اطلاع دیکر مجھ سے جواب الجواب کا مطالبہ کرتے۔ اور قبل گذرنے میعاد دس روز کے جواب الجواب لکھنے سے پہلے یکطرفہ فیصلہ نکرتے۔ انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اور اپنے فرض منصبی کا خلاف کیا۔ اور دیدہ دانستہ خلاف دیانت وانصاف کیا۔" میرے ان جوابات کو

جو اصل مراسلہ کی نقل صفحہ ۰۰۰ تا ۰۰۰ درج ہے وہاں ملاحظہ کرو۔

میاں فیروزالدین صاحب نے سُنکر ابتک کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ جسکی میعاد انہوں نے دو تین روز کی مقرر کی تھی۔ اور اب ۱۵ دسمبر جو ساتواں مہینہ ہے۔ گذر گیا ہے۔ لہذا میں اس کیفیت و صورت مقدمہ کو چھاپ کر پہلے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ پھر پبلک اہل علم و عقل انصاف کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور باادب التماس کرتا ہوں کہ اگر یہ فیصلہ مرزا ظفر اللہ صاحب نا جائز ہے

باقی پر صفحہ (۲۷۳) دیکھو

اصل خط کی نقل (یہ ہے)

جناب منصف صاحب میاں فیروزالدین صاحب

آنریری مجسٹریٹ۔ امرتسر

السلام علیکم۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ جو مضمون مولوی ثناء اللہ کے اخبار ۲۶ فروری ۱۹۱۵ء کے صفحہ ۳ کالم ۳ میں مشتہر ہوا ہے وہ میرا مضمون ہے۔ جسکے حصلہ میں مولوی ثناء اللہ نے مجھے اپنے وکیل واعظ رحیم آبادی سے ایک درجن سے زائد کاپیاں دلوائیں اور اپنی اخبار ۳۰۔ اپریل ۱۵ء میں مشتہر کی ہیں۔ جو عنقریب آپ کے ملاحظہ سے گذریں گی۔ بیشک میں نے مرزا ظفر اللہ کو منصف منظور کیا تھا۔ مگر جو تحریر متضمن تسلیم منصفی مرزا صاحب ہم دونو کے اسپر دستخط ہو کر ثناء اللہ کے پاس بھیج دی تھی۔ وہ ثناء اللہ نے منصف کی پاس بھیجدی ہو گی۔ وہ تحریر ثناء اللہ یا منصف صاحب سے منگوا کر ملاحظہ کرنی چاہیئے تاکہ معلوم ہو کہ کس صورت اور شرط سے مرزا صاحب کی منصفی منظور کی گئی تھی۔ غالباً اس میں یہ بات درج ہو گی کہ فریقین کا تحریری بیان لیکر اسپر مرزا صاحب فیصلہ کریں۔ اور اس فیصلہ کی ایک ایک نقل فریقین کے پاس بھیجدیں۔ چنانچہ اسی اخبار ۲۶ فروری ۱۵ء صفحہ ۳ کالم ۳ کی سطر ۷ سے ۱۱ تک اسپر شاہد ہے۔ مگر اس شرط پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

منصف صاحب نے عمل نہیں کیا۔ صرف ایک فریق (ثناء اللہ)
کا بیان لیکر اس پر فیصلہ کر دیا۔ اور وہ فیصلہ بھی صرف مولوی
ثناء اللہ کے نام کے خط میں درج کر دیا۔ نہ میرا بیان لیا۔
اور نہ میرے پاس فیصلہ بھیجا۔ وہ فیصلہ میں نے اخبار
۱۳۔ اگست میں چھپا ہوا دیکھا۔ تو اس پر منصف صاحب
کو شکایت کا خط بھیجا۔

اب منصف صاحب مرزا صاحب سے اولاً عہد نامہ
منظوری منصفی منگاویں۔ اور دیکھیں کہ اس میں شرط کیا تھی
پھر اُن سے اِس بات کا جواب طلب کریں۔ کہ حسب قرارداد
بیان کردہ مولوی ثناء اللہ اخبار ۲۶ فروری ۱۹۱۵ء وہ فیصلہ
فریق ثانی کے پاس کیوں نہ بھیجا۔ اس سے آپکو ثابت ہو جائے
گا۔ کہ وہ فیصلہ برخلاف معاہدہ۔ و قرارداد ہے۔ لہذا وہ
فیصلہ محض بددیانتی پر مبنی ہے۔ نہ نیک نیتی پر۔

منصف صاحب نے میری اس شرط کو کہ مولوی ثناء اللہ
میرے جواب الجواب کو اخبار میں چھاپنے کا وعدہ کرے تو میں
جواب ارسال کرونگا۔ جائز سمجھا۔ اور ثناء اللہ سے وہ وعدہ
حاصل کر کے ۲۔ اگست ۱۹۱۵ء۔ روز فیصلہ سے پہلے مجھے اُسکا
وعدہ سنا کر مجھ سے جواب الجواب طلب نہ کیا۔ اور میعاد گذرنے
سے دو روز پہلے یکطرفہ بیان پر فیصلہ کر کے اس کی طرف بھیج
دیا۔ اور مجھے اس فیصلہ سے آگاہ بھی نہ کیا۔ یہ بددیانتی اور
قرارداد مندرجہ اخبار ۲۶ فروری ۱۹۱۵ء کے خلاف ورزی
نہیں تو اور کیا ہے؟

ثناء اللہ نے اپنے آخری جواب میں جو میرے

جواب کے جواب میں اُس نے لکھ کر آپ کو دیا ہے۔ یہ محض
جھوٹ بولا ہے۔ جو کہا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے اس شرط کو
ناجائز سمجھ کر اس کا لحاظ نہیں کیا۔ اگر وہ شرط کو ناجائز
جانتے تو ثناء اللہ سے وہ اس شرط کو منظور کیوں کرلیتے؟
ثناء اللہ سے اس شرط کو منظور کرا لینا اور مجھے اس شرط
منظوری سے ۲۔ اگست روز فیصلہ تک اطلاع نہ دینا۔ اور
یہ اطلاع دے کر مجھ سے جواب الجواب طلب نہ کرنا۔ اور
یک طرفہ جواب ثناء اللہ پر فیصلہ کر کے صرف اُسکے پاس
بھیج دینا اُنکی بددیانتی اور بے انصافی پر روشن دلیل ہے
آپکو خدا تعالےٰ نے مجسٹریٹ کیا۔ اور منصب حکومت
عطا کیا ہے۔ آپ اس امر کو خود بخود بخوبی سمجھ گئے ہونگے
میں نے محض خیر خواہی سے آپ کو اس سے آگاہ کر دیا ہے۔

ابو سعید محمد حسین
۲۰ جون ۱۹۱۶ء

ہے اور بددیانتی پر مبنی ثابت ہے تو پھر منصف صاحب اور اہل علم و عقل انصاف کی پبلک سے دوسری درخواست و سوال ہے کہ آیا اس سے مولوی ثناء اللہ کی بددیانتی اور اسلام سے خارج ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہیں ؟۔ خاکسار **وجوہات بددیانتی و خروج از اسلام** پیش کرتا ہے۔ منصف صاحب اور پبلک ان وجوہات کی طرف توجہ کریں۔ مولوی ثناء اللہ کو اس فیصلہ کے وجوہات ناراستی ۲۰ ستمبر ۱۹۱۵ء سے ۱۷ جون تک جو منصف صاحب کے آپکے پہلے اجلاس کا دن ہے۔ سمجھائے گئے ہیں، مگر وہ ان وجوہات کو سنکر اور سمجھکر اس فیصلہ کے جھوٹ کو سچ بنانے میں زور لگا رہا ہے اور اس جھوٹ پر اصرار کے ساتھ قائم ہے اور جو تحریرات مرزا صاحب کی اس نے اس جھوٹ کو سچ بنانے کے لئے پیش کی ہیں۔ ان ہی تحریرات سے اسکا اور اسکے سابق منصف مرزا ظفر اللہ کا کذب ثابت ہوتا ہے۔ جس کے وجوہات میں دو دفعہ زبانی و بذریعہ رقعات (جناب منصف صاحب!) آپکی خدمت میں پیش کر چکا ہوں۔ اس کذب کے علاوہ مولوی ثناء اللہ کے بیسیوں اکاذیب اور ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کذاب مکابر العمری شیوہ ہے۔ از انجملہ اقریب یک صد اکاذیب ایسے پیش کئے جاتے ہیں جنکا کذب ہونا خود اسی کی تحریرات یا اسکے دوستوں کی شہادت یا اسکے زبانی اقبال سے یا نکول سے ثابت ہے۔

نمبر ۱ **کذب نمبر اول**۔ ایسا کذب ہے جس کا مولوی ثناء اللہ نے پانچ دفعہ ارتکاب کیا ہے لہذا اس کذب کا نمبر اول نہایت پنجم شمار کیا گیا ہے۔ **ایک دفعہ** حال ہی میں اپنی اخبار ۱۲ مئی ۱۹۱۶ء میں یہ ارتکاب کیا اور کہا ہے کہ علماء آرہ کو جلسہ آرہ کے علماء نے قومی طور پر منصف مانا۔ جنکے فیصلہ کو مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے منظور کرنے کا اعلان فرمایا۔ علماء آرہ نے فیصلہ میرے حق میں دیا کہ ثناء اللہ اہلحدیث سے خارج نہیں ہے۔ لیکن ان حضرات نے اس پر مزید ترقی کی کہ اسلام سے خارج ہونیکا مجھپر فتویٰ لگایا

نمبر ۲ **دوسری دفعہ** اس سے پہلے اخبار ۱۳۔ اگست ۱۹۱۳ء میں اس کا ارتکاب کیا۔ اور یہ کہا ہے کہ ایک دفعہ آرہ یہ منصف مقرر ہوئے۔ فیصلہ بحمد اللہ میرے حق میں رہا کہ خاکسار اہل حدیث ہے۔ اسکے بعد مولانا بٹالوی نے پھر مخالفت اختیار کی۔

نوٹ پانچ کے علاوہ دو دفعہ اور بھی جنکا نمبر (۱۲ و ۱۳) پر ہوگا۔ یہ بھی سات دفعہ ہوئیں

نمبر ۳ **تیسری دفعہ** اخبار ۲۹ جنوری ۱۹۱۵ء میں جسکا بیان نمبر ۷ رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ کے صفحہ ۱۹۵ میں درج ہو چکا ہے۔ اور وہ منصف صاحب! آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ مقام حیرت ہے الخ (یہ عبارت غلطی کاتب سے صفحہ ۲۹۵ پر درج ہو گئی ہے وہاں ملاحظہ ہو)

نمبر ۴ **چوتھی دفعہ** پیسہ اخبار ۱۱ نومبر ۱۹۱۵ء میں میر عبدالسلام دہلوی کے ذریعہ اس کذب کا ارتکاب کیا ہے۔ اور انکی طرف سے یہ شائع کرایا کہ "عرصہ ہوا۔ آرہ میں علماء اہلحدیث کا مجمع ہوا۔ ان میں سے تین بزرگ یعنی مولانا شمس الحق صاحب۔ مولانا شاہ عین الحق صاحب اور مولانا حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری منصف مقرر ہوئے تھے۔ انکی بابت مولانا صاحب بٹالوی نے لکھا کہ اگر میرے اعتراضات ان حضرات کی نگاہ میں غلط یا کمزور ثابت ہوئے تو میں اپنی رائے واپس لونگا۔ آخر فیصلہ بحق مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ہوا۔ مگر مولنا صاحب بٹالوی نے بجائے اسکو قبول کرنے کے منصفوں کو ڈانٹا"

نمبر ۵ **پانچویں دفعہ** اخبار ۲۴ ستمبر ۱۹۱۵ء میں اسی کذب کا ارتکاب کیا۔ اور یہ کہا ایک دفعہ آرہ میں علماء منصف ہوئے۔ انکے فیصلہ کو تسلیم کرنے کا مولوی صاحب نے نہ صرف اقرار کیا بلکہ جلد ۲۱ کے صفحہ ۶۱ میں شائع کیا وہ فیصلہ میرے حق میں ہوا۔ جسپر مولوی صاحب نے منصفوں کو خوب سنائیں۔

چوتھے اور پانچویں دفعہ کے ارتکاب کذب میں چونکہ اشاعۃ السنۃ جلد ۲۱ صفحہ ۶۱ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ لہذا ان اکاذیب کا کذب ہونا اشاعۃ السنۃ جلد ۲۱ کے صفحہ ۶۱ کے ملاحظہ سے منصف صاحب و دیگر ناظرین پر ظاہر ہو سکتا ہے صفحہ ۶۱ جلد ۲۱ میں نہ (۱) ان تینوں منصفوں کو ثناء اللہ اور اپنے مخاصمہ میں منصف بنایا۔ اور نہ (۲) ان منصفوں نے ہم دونوں کی خصومت میں کوئی اتفاقی فیصلہ کیا اور نہ (۳) اس فیصلہ کو سنکر میں نے انکو کوسا یا ڈانٹا۔ ان دونو دفعہ میں تین کذب اور کا ثناء اللہ نے ارتکاب کیا ہے۔ جس سے ان اکاذیب خمسہ سابقہ پر تین نمبر ۶۔۷۔۸ اور بڑھ گئے۔ جسپر نمبر ۱ ۲ ۳ لگایا گیا ہے۔ ان تین اکاذیب کی تفصیل صفحہ ۳۰۲ میں نمبر (۴۱) پر ہو گی۔ نمبر ۶ نمبر ۷ نمبر ۸

ان اکاذیب خمسہ سے پہلے تین کذب کی تکذیب مولوی ثناء اللہ کی شائع کردہ اس تحریر سے ہوتی ہے جو فیصلہ آرہ کے صفحہ ۱۱ و ۱۲ میں مولوی ثناء اللہ نے خود طبع کی ہے۔ اور وہ

یہ ہے جلسہ مذاکرہ علمیہ۔ واقعہ آرہ ۱۳۲۲ھ۔ (جہاں علمائے اہلحدیث کا ایک بڑا مجمع تھا) یہ رائے قرار پائی کہ اس فیصلہ کا محاکمہ کیا جاوے۔ بمشورہ اکابر علماء تین حضرات اس کام کے لئے چنے گئے جناب مولنا حافظ محمد عبداللہ صاحب غازی پوری۔ جناب مولنا ابوالطیب محمد شمس الحق صاحب محدث ڈیانوانی۔ اور جناب حضرت مولنا شاہ عین الحق صاحب پھلواروی۔ چنانچہ معاہدہ کے طور پر ایک مضمون لکھا گیا۔ اور مولوی ثناء اللہ نے اسپر دستخط کئے۔ چونکہ جانبین کی منظوری کو اسمیں دخل ہے۔ اسلئے اس معاہدہ کی منظوری کی تحریک دوسرے فریق سے بھی کی گئی۔ اور اس طرف کے اعیان مولوی محمد عبدالجبار صاحب غزنوی۔ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی احمداللہ صاحب امرتسری کو لکھا گیا۔ ان تینوں حضرات میں سے صرف مولوی احمداللہ صاحب نے اپنی منظوری صاف صاف لکھی۔ اور اس فساد کے دور ہونے کی تمنا ظاہر کی۔ اور تحریک فرمائی۔ دوسرے حضرات نے منظوری نہیں کی۔ ہرچند ایک جانب کے لوگونکی نامنظوری موجب اسکی تھی کہ محاکمہ نہ کیا جاوے۔ چنانچہ حضرات محاکمہ کو تامل ہوا۔ مگر مولوی ثناء اللہ کے اصرار اور مولوی احمداللہ صاحب کی مزید تاکید اور کوشش نے اخیر فیصلہ لکھنے پر آمادہ کیا۔

اور چوتھی اور پانچویں دفعہ کے ارتکاب کذب میں جو منصفین آرہ کا اسکے حق میں فیصلہ دینا بیان کیا گیا ہے یہ ایک مستقل کذب و دروغگوئی ہے۔ جسکا بیان نمبر (۱۱) پر ہوگا۔ کذب نمبر نہم و دہم خاکسار کی نسبت دعوے خاموشی اور اپنے وعدہ و اقرار کی فراموشی ہے۔ نمبر ۹ نمبر ۱۰

مولوی ثناء اللہ نے اپنی اخبار ۸ اکتوبر ۱۹۱۵ء میں خاکسار کی نسبت ایک دعوی دروغ یہ مشتہر کیا ہے کہ اہلحدیث مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۱۵ء میں مولنا بٹالوی کی تحریر کے مطابق لکھا گیا تھا۔ کہ آپ حسب وعدہ تین سو روپیہ حاجی ولی جان سوداگر دہلی کے پاس جمع کرادیں۔ اور منصف علمائے دیوبند کو منظور کریں۔ روپیہ جمع کرانے کی مہلت ایک ہفتہ کی دیگئی تھی۔ دوسرا یہ کہ جناب موصوف نے وہی کیا جس سے ان سے امید تھی۔ روپیہ کی محبت میں اپنے قول و اقرار کو بھول گئے۔ ان دو اکاذیب کی تائید میں جو مولوی ثناء اللہ نے اخبار ۲۴ ستمبر ۱۹۱۵ء کا حوالہ دیا ہے۔ وہ نو نمبر اکاذیب پر مشتمل ہے۔ جو کذب نمبر یازدہم لغائت نمبر نوزدہم تک شمار ہوتے ہیں

اول جو کذب نمبر یازدہم ہے۔ اوسکا خاکسار کو مخاطب کرکے یہ کہنا کہ آپنی خداداد نمبر ۱۱

قابلیت ہے کہ جس بات کے قائل ہونگے۔ ہمیں سو تکلیف پاویں ہزار ذلت اٹھاویں صبر نہ کرینگے ہیں

نمبر ۱۲ **دوم** (جو کذب نمبر دوازدہم ہے) اسکا یہ کہنا ہے کہ مولانا (خاکسار) کو جو جو تکلیفیں اور ذلتیں اس کبرسنی میں برداشت کرنی پڑی ہیں انکا ہیں ذکر کیا کروں۔

نمبر ۱۳ **سوم** (جو کذب نمبر سیزدہم ہے) اسکا ان تکلیفات کی نظیر میں یہ کہنا ہے۔ تازہ تکلیف کا آج ہم ذکر کرتے ہیں (پھر مرزا ظفر اللہ کے فیصلہ کو ذکر کیا۔ جو زیر بحث منصف صاحب ہے)

نمبر ۱۴ **چہارم** (جو کذب نمبر چہاردہم ہے) دوسری نظیر ذلت و تکلیف اٹھانیکی فیصلہ آرہ بیان کیا ہے۔ جسکا کذب ہونا بیان کذب نمبر اول لغائت سوم میں ثابت ہو چکا ہے۔

نمبر ۱۵ **پنجم** (جو کذب نمبر پانزدہم ہے) اوسکا یہ کہنا کہ مرزا ظفر اللہ منصف سابق کو آپ نے خوب کوسا ہے اور صلواتیں سنائی ہیں اور گالی بگلوچ دیا۔ ہتک آمیز دل آزار کلمات لکھے۔

نمبر ۱۶ **ششم** (جو کذب نمبر شانزدہم ہے) اسکا یہ کہنا ہے "آپنے مرزا صاحب موصوف کو اپنے ہم خیال علماء سے فیصلہ کے وقت مشورہ لینے کو لکھا تھا۔

نمبر ۱۷ **ہفتم** (جو کذب نمبر ہفدہم ہے) اوسکا یہ کہنا کہ میں نے آپکے مسلمہ منصفوں کو پیش کیا تھا

نمبر ۱۸ **ہشتم** (جو کذب نمبر ہژدہم ہے) اوسکا یہ کہنا کہ منصفوں کے میرے ہم خیال نہونے سے آپ کی مراد یہ ہے کہ وہ اہلحدیث نہوں۔

نمبر ۱۹ **نہم** (جو کذب نمبر نوزدہم ہے) اوسکا یہ کہنا ہے کہ آپنے جو مرزائیونکو میرا ہم مذہب کہتا ہے۔ یہ کذب ہے ان اکاذیب یازدہ گانہ سے کذب نہم و دہم مندرجہ اخبار ۱۵ اکتوبر ۱۹۱۵ء کے کذب ہونے پر مولوی ثناء اللہ کے خطوط ۲۹ ستمبر و ۳ اکتوبر ۱۹۱۵ء دلیل ہیں۔ جن میں صاف اقبال ہے کہ میں اسکے مطالبہ انعام کا جواب بذریعہ رجسٹری شدہ کارڈ ماہ ستمبر میں دے چکا تھا۔ پھر ۵ اکتوبر میں میری نسبت خاموشی اور اپنے قول و اقرار کی خاموشی کا ہونے کذب نہیں تو اور کیا ہے؟ .. وہ کارڈ ملاحظہ منصفین کیلئے پیش کیا جاتا ہے۔ (یہ حاضر ناظرین ہونیوالے ڈاکٹر بلگرامی کے ہیں)

اور اکاذیب مندرجہ اخبار ۲۴ ستمبر ۱۹۱۵ء میں سے **کذب اوّل** کے کذب ہونے پر خود ثناء اللہ کا اپنا بیان ۲۸ جنوری ۱۹۱۰ء کافی و روشن دلیل ہے جسمیں خاکسار کو متلون طبیعت کہکر چند واقعات جھوٹے (جنکے کذب ہونیکی تفصیل کذب نمبر ۱ میں ہوگی) لکھے

بعنوان اخبار مذکور کہا ہے کہ "اِن واقعات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شعر مندرجہ ذیل آپ ہی کے حق میں ہے ؎

ایک جا رہتے نہیں عاشقِ بدنام کہیں دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں

اور یہ بات ادنیٰ اہل حق و انصاف پر مخفی نہیں ہے کہ اپنے خیال و مقال پر جمے رہنا اور ہٹ کرنا متقین المبعیت ہونے کی ضد و مخالف ہے۔ جو دونو ایک شخص میں جمع نہیں ہو سکتیں ایک شخص میں اِن دونو ضدوں کے پائے جانیکا دعوےٰ سفید جھوٹ ہے۔

کذب دوم کے کذب ہونے پر تکالیف اور ذلتوں کی تفصیل و تنظیر میں **کذب سوم و چہارم** کو پیش کرنا کافی ہے۔ مرزا صاحب کے فیصلہ سے کون ذلیل ہوا؟ اور آرہ والوں کے فیصلہ سے اِس کو ذلت بھی؟ اِس کا تصفیہ منصف صاحب حال اور پبلک کریں گے۔ انہوں نے کوئی فیصلہ نہ دیا تو ہماری اِس تحریر و تفصیل اکاذیب ثناء اللہ سے پبلک پر ظاہر ہو جائیگا کہ ان دونو فیصلوں نے ثناء اللہ اور اُسکے منصفوں کو نہایت ذلیل اور شرمندہ اور زندہ درگور کر دیا۔ منصفین ثلاثہ آرہ کو جو ہما! خدا کی حافظ عبد اللہ غازیپوری اور اپیل فیصلہ آرہ کے (جو جلد ۲۲ اشاعۃ السنۃ میں شائع ہو چکی ہے اور اُنکے پاس ۱۹۰۹ء میں پہنچ چکی تھی) جواب میں ایک فقرہ ایک کلمہ ایک حرف اس عرصہ آٹھ برس تک لکھا نہ گیا۔ اور اس سے زیادہ بن نہ پڑا کہ اِن صاحبوں نے ہماری اس جلد ۲۲ رسالہ کو جو اُن کے پاس ۱۹۰۹ء میں پہنچی پڑھکر دوسرے پولندہ میں واپس کر دیا۔ اس سے بڑھکر ایک مدعی علم کے لئے ذلت اور کیا ہو سکتی ہے؟ اب رہے مرزا ظفر اللہ صاحب۔ سو وہ ہر چند عالم نہیں مگر قانون دان جج تو تھے۔ اُنکو بھی آنی سمجھ نہ آئی کہ صرف ایک فریق کا جواب سُنکر دوسرے فریق کو دس روز کی مہلت جواب کے لئے دیکر آٹھویں روز ہم نے فیصلہ کر دیا ہے۔ سو بھی منصفی سے استعفاء دینے کے بعد۔ اور یہ امر قانون دان اصحاب کے نزدیک ہماری خفت کا موجب ہوگا۔ یہ بات بذریعہ تحریر آپ کو جتائی گئی۔ رسالہ مباحثہ باپ و بیٹے میں صفحہ ( ) چھاپکر آپ کی خدمت میں بھیجی گئی تب بھی آپکو سمجھ میں نہ آئی یا سمجھ بوجھکر انہوں نے نہ مانی۔ ایک روز چوہدری نبی بخش صاحب وکیل انکے مکان پر اتفاقیہ ملاقات ہوئی تو میں نے اُنسے اِس بات کو زبانی سمجھانے کیلئے دوسری دفعہ ملنے کی درخواست کی

تو انہوں نے ملاقات سے صاف انکار کر دیا۔ اس سے بڑھکر ایک قانون دان جج کیلئے اگر کچپن سالہ ہو کر پنشنیاب ہو چکا ہو) اور کیا ذلت ہو سکتی ہے ؟۔

نمبر پنجم کا کذب ہونا ثناء اللہ سے میرے وہ خطوط و تحریرات جنمیں میں نے مرزا ظفر اللہ صاحب کے جناب میں ہتک آمیز و دل آزار کلمات دگالی گلوچ اور کوسنے والے الفاظ بقول اُس کے یا مرزا صاحب کے تحریر کئے ہیں طلب کرنے سے ثابت ہو سکتا ہے میں نے کوئی ایسا کلمہ اُن کے حق میں قلم سے نہیں نکالا۔ بجز **دو کلمات** کے (۱) یہ کہ آپ عالم نہیں ہیں جو ایک واقعی امر ہے جسکا اُنکو بھی اعتراف ہے۔ اور اسی اعتراف سے انہوں نے منصف ہونے سے انکار کیا تھا۔ جسپر میں نے انکو لکھا تھا کہ میں اردو عبارت ثناء اللہ کے مطالب میں جنکے سمجھنے کیلئے عالم ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ سے انصاف کراؤنگا۔ (۲) یہ کہ آپنے ثناء اللہ کے اپنے جواب دوم کو اخبار میں چھاپ دینے کو جائز رکھا ہے۔ اور میرے جواب دوم کو چھاپنے کا وعدہ اس سے نہیں لیا۔ اسمیں صاف اسکی رعایت پائی جاتی ہے۔ اِن دو کلمات کے (جنکو میں توہین نہیں سمجھتا اور امید ہے کہ کوئی عاقل با انصاف اسکو توہین نہ کہیگا) سوائے کوئی کلمہ توہین یا دل آزار یا گالی گلوچ کا مرزا صاحب کے حق میں میری کلام سابق میں ثناء اللہ نکال دے تو فی کلمہ ایک روپیہ انعام لے۔ اور اگر مرزا صاحب نکالدیں تو فی کلمہ دس یا بیس یا پچاس یا سو جو چاہیں انعام لیں

نمبر ششم کا کذب ہونا بھی ثناء اللہ سے اس سوال کا کہ عبادلہ ثلثہ (مولوی عبد اللہ صاحب ٹونکی۔ و مولوی عبد اللہ صاحب غازی پوری و مولوی حافظ عبد اللہ صاحب امرتسری مقیم روپڑ) سے (جن سے مشورہ لینے کا ابو سعید نے مرزا صاحب کو مشورہ دیا تھا) مولوی عبد اللہ غازی پوری ابو سعید کے ہم خیال ہیں یا مولوی عبد اللہ ٹونکی اسکے ہم خیال ہیں" جواب لینے سے ثابت ہو جائیگا۔ مولوی عبد اللہ غازیپوری چھٹے ہوئے ثنائی ہیں۔ اور دَن آف تھری ایکوئل ممبرز ثنائی پارٹی ہیں۔ اور مولوی عبد اللہ ٹونکی کو زمانہ حنفی کہتا ہے اور وہ خود بھی حنفی محض کہلاتے ہیں۔

نمبر ہفتم کا **کذب ہونا** بھی ثناء اللہ سے اس **سوال** کا کہ حافظ احمد صاحب دیوبندی کو ابو سعید نے کب منصف مانا ہے۔ جواب طلب کرنے سے ثابت ہو سکتا ہے خاکسار نے کبھی

انکو منصف نہیں مانا۔ ثناء اللہ سچا ہے تو میری کسی تحریر سے اسکا ثبوت دے۔

نمبر ہشتم کا کذب ہونا بھی ثناء اللہ سے اس **سوال** کا کہ "کیا ابوسعید تمکو اہلحدیث جانتا اور مانتا ہے؟ اور کیا تمہارے انکار حجت اجماع کے سبب وہ تمکو شیعہ و خارجی و انکار معجزہ احیاء طیور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور رزق مریم علیہا السلام وغیرہ خوارق کے سبب نیچری اور قصص و اخبار میں حقیقت شرعی کے لغت سے مقدم ہونے سے انکار کے سبب مرزائی (جسکی شکایت تم نے کذب نمبر نوزدہم بھی کی ہے) اور بعض احادیث کو مفسر قرآن تسلیم نکرنے کے سبب معتزلی وچکڑالوی نہیں لکھ چکا" جواب لینے سے ثابت ہوسکتا ہے۔ ان الزامات کا خاکسار کیطرف سے اس پر عائد ہونا اور قلم میں آنا وہ مان لے تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ علمائے منصفین کے تمہارے ہم خیال ہونے سے اسکی یہ مراد ہو کہ وہ اہلحدیث نہوں کیا اس مراد کے بیان میں وہ مثل درغگو نمُ بر رودنے تو اور مصرع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد کا مصداق نہیں ہوا؟۔ اور اسکا یہ بیانِ مراد توجیہ القول بمالا یرضی بہ قائلہ نہیں ٹھیرتا؟۔ اب رہا اسکا کذب نمبر نہم (یا نوزدہم) یعنی ثناء اللہ کو میرے ہم مذہب مرزائیاں ٹھہرانے کو اسکا کذب کہنا۔ سو اسکا کذب ہونا رسالہ **آیات منشابہات** میں اُسکے اس اصول مذہب مرزا کو اختیار کرنے سے کہ "حقیقت شرعیہ احکام میں لغت سے مقدم ہوتی ہے۔ اخبار میں نہیں ہوتی" ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ اس رسالہ کے صفحہ ۱۲ میں اس نے کہا ہے "حقیقت شرعیہ ہمیشہ لغت سے مقدم ہے۔ مگر واضح رہے کہ یہ تخصیص یا حقیقت احکام میں ہوتی ہے جو شریعت میں بطور حکایت گذشتہ یا بطریق پیشگوئی آئندہ الفاظ یا عبارت آوے انمیں اسکی نظیر نہیں ملتی" یہ بعینہٖ مرزا قادیانی کا اصول مذہب ہے جو ازالہ اوہام صفحہ ۲۹۶۔ صفحہ ۴۰۲ صفحہ ۴۰۳ میں بیان ہوا ہے۔ اور مرزا کے سوا کسی سنی مسلمان حنفی۔ شافعی۔ مفسر۔ محدث فقیہہ۔ اصولی کے کلام میں اس کا نام و نشان نہیں۔ جو شخص کسی سُنی مسلمان عالم کی کلام سے اسکی نشان دہی کرے وہ جو چاہے ہماری حیثیت کے مطابق ہم سے انعام لے۔ اور اگر کوئی اسکا پتہ بجز کلام مرزا کہیں نہ پاوے تو انصاف و ایمان سے مان لے کہ جو اس اصول کے مطابق اعتقاد رکھے وہ مرزا کا ہم مذہب ہے۔ گو زر طلبی

اور نام آوری کی غرض سے بطور جنگ زرگری اسکی مدح آرائی بھی کرتا ہو۔ جیسے آنحضرتؐ کے عہد میں آنحضرتؐ کے مخالفین کفار سے قزمان منافق سینہ سپر ہوکر لڑتا تھا۔ اور آخر وہ آنحضرتؐ کی شہادت سے جہنمی ثابت ہوا۔ (اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ کا صفحہ ۱۱۳ اور صحیح بخاری کا صفحہ ۴۰۸ جلد ۲ ملاحظہ ہو۔

یا ہمارے آخری زمانہ میں یوروپ کا ایک عیسائی گاڈفری سگینس آنحضرتؐ کی بعثت فی الانجیل بافظہ ذا قرطیط ہونے کے ثبوت میں ایک کتاب لکھ چکا ہے اور اسکا ذکر بھی ۱۹۱۲ جلد ۲۳۔ اشاعۃ السنۃ میں ہو چکا ہے۔

منصف صاحب ناظرین ملاحظہ کریں اور ثناء اللہ کے مباحثات سے جو آریہ نوازی وہ کرتا ہے۔ اسکا مسلمان ہونا نہ کہا لیں۔

نمبر ۲۰ **کذب بستم** انہایت کذب بست و دوم ثناء اللہ کا اظہار اجوبائی شملہ عربی تین کذب کا ارتکاب کرنا ہے۔ **اوّل** جو کذب نمبر بستم ہے اسکا وہی پرانا کذب ہے جسکا ازالہ دو دفعہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے۔ کہ مولوی صاحب موصوف (خاکسار) نے میرے نزاع میں علمائے آرہ کو منصف بنایا اور فیصلہ پر اپنے خیالات سے رجوع کرنیکا اقرار کیا۔

نمبر ۲۱ (اشاعۃ السنۃ جلد ۲۱ صفحہ ۱۲۱) **دوم** جو نمبر بست و یکم ہے اسکا یہ کہنا ہے کہ اشاعۃ السنۃ جلد ۲۱ کے صفحہ ۱۲۲ میں یہ کہا ہے۔ مسائل شرعیہ میں کسی کو منصف بنانا گدھا پن ہے۔ پھر پانچ واقعات میں جنمیں ایک واقعہ آرہ ہے (جسکا کذب ہونا نمبر ۴ و ۵ وغیرہ میں بتایا گیا ہے) بیان کرکے خاکسار کا مسائل شرعیہ میں لوگوں کو منصف بنانا بیان کرکے اس سے بطور نتیجہ یہ سوال کیا ہے کہ ہم میں سے گدھا کون ہے۔

نمبر ۲۲ **سوم** جو کذب نمبر بست و دوم ہے) اسکا ایک بھول الاسم نامعلوم الرسم عبدالرحیم ہاشمی سے مجموعہ اکاذیب متعلق جلسہ ۱۰ مئی دہلی نقل کیا ہے۔ ان اکاذیب ثلثہ کذب نمبر اول کا کذب ہونا ثبوت کذب نمبر ۴ و ۵ وغیرہ میں ظاہر ہو چکا ہے۔

اور کذب نمبر دوم کا کذب ہونا ملاحظہ صفحہ ۱۲۲ جلد ۲۱ اشاعۃ السنۃ منصف صاحب و عامہ ناظرین پر ظاہر ہو سکتا ہے۔

صفحہ ۱۲۴ جلد ۲۱ میں مطلقاً اور بے قید منصف بنانے کو گدھا پن نہیں کہا۔ بلکہ خاص خاص صورتوں میں گدھا پن اور بعض صورتوں میں مناسب کہا گیا ہے۔ اور ان ہی صورتوں میں خود بھی غیروں کو منصف بنایا ہے۔ مولوی ثناء اللہ نے حوالہ صفحہ ۱۲۴ جلد ۲۱ میں بعینہ یہ عمل کیا۔ لاتقربوا الصلوٰۃ کو تو لے لیا۔ اور انتم سکاریٰ کو چھوڑ دیا ہے۔

اصل عبارت صفحہ ۱۲۴ جلد ۲ ملاحظہ منصف صاحب اور عامہ ناظرین کے لئے نقل کیجاتی ہے جو یہ ہے :- (" اور جو مولوی ابو سعید صاحب منصف کرنے سے انکار کرتے ہیں اور اسکو گدھا پن قرار دیتے ہیں تو اسکی وجہ وہ یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ منصفی غیر کی حالت میں منظور کرنا مناسب ہے۔ جب دو شخص متنازعین کا آپس میں فیصلہ نہ ہو سکے اور ایک شخص اپنی بات کو خود نافذ نہ کر سکے یا اسکو کسی مصلحت سے نافذ نکرنا چاہے۔ اور انکے نافذ کرنے میں اپنے اوپر کسی کی طرف سے الزام بے انصافی کا خوف رکھتا ہو۔ یا اسکو اپنی رائے میں کچھ اشتباہ ہو اور جس حالت میں ایک شخص اپنی رائے کو قطعاً صحیح سمجھتا ہو اور اسکو نافذ کرنیکا کامل اختیار رکھتا ہو اور آمیں اسکو کسی کے الزام کا خوف نہ ہو۔ تو پھر اسکو اپنی رائے کے پرکھنے اور نافذ کرنے کیلئے کسی دوسرے کو حاکم بنانا اپنی خداداد آزادی کو تلف کر کے دوسرے کے آگے گدھا بننا ہے کہ جہاں چاہے اسکو لے جائے")

یہ مولوی اللہ دتا مرحوم ساکن سوہل کے خط کی عبارت ہے جو مولوی ثناء اللہ کے نام انہوں نے لکھا تھا۔ جو قبل از طبع مولوی ثناء اللہ کے پاس پہنچا۔ پھر بعد طبع جلد ۲۱ اسکی نظر سے گذرا۔ اس عبارت کا مطلب بیان کرنے میں انہوں نے وہی عمل کیا جو لاتقربوا الصلوٰۃ پر وانتم سکاریٰ کو چھوڑنے والے نے عمل کیا تھا۔ اور یہ امر انکے فرض منصبی کے برخلاف تھا۔ اسکی تفصیل صفحہ ۱۳۵ جلد مذکور میں ملاحظہ منصفین کے لائق ہے۔

اس کذب نمبر دوم کے متعلق پیسہ اخبار ۱۰ جنوری ۱۹۱۵ء میں کچھ کہا گیا ہے جو کذب سوم کے ضمنی کذب چہارم کے بعد نقل کیا جاویگا۔

اور کذب سوم کے متعلق اہلحدیث کو جلد ۲۳ اشاعۃ السنۃ۔ و روزانہ پیسہ اخبار ۱۰ جنوری ۱۹۱۵ء وغیرہ میں بخوبی ظاہر کیا گیا ہے۔ یہاں اصل پرچہ روزانہ ۱۰ جنوری ۱۹۱۵ء ملاحظہ منصفین

صاحب کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ اور اسکا خلاصہ دیگر منصفین غیر حاضرین کے ملاحظہ کیلئے نقل کیا جاتا ہے۔ پس واضح ہو کہ کذب سوم کے ضمنی اکاذیب چار ہیں۔

کذب اوّل۔ یہ کہ ایک زمانہ تھا کہ مولوی صاحب نے مرزا صاحب قادیانی کی تکفیر کا بیڑا اُٹھایا تھا پھر ایک وقت آیا۔ کہ عدالت میں مرزا صاحب کے مریدوں کی تکفیر سے دست بردار ہو گئے۔ پھر تھوڑے دنوں کے بعد بدستور انہیں کافر کہنے لگے۔ اس کذب کا کذب ہونا روزانہ اخبار میں مشتہر کیا گیا تھا جسکو نام کی انجمن اہلحدیث لاہور کے رسالہ حساب شماہی میں بہ اخبار نقل کر کی دسمبر ۱۹۱۳ء میں مشتہر کیا ہے

مرزائی فرقہ کا ایک تازہ افترا

افترا پردازی اور دروغ سازی تو فرقہ مرزائی قادیانی کا اصل اصول ہے۔ اور اُن کی مذہب کی بنا ہی کذب و افترا پر ہے۔ سب سے پہلا کذب مرزا قادیانی کا یہ دعوے ہے کہ مجھے خدا تعالےٰ کیطرف سے الہام ہوتا ہے۔ پھر اُسکا یہ دعوی کہ مَیں نبی بھی ہوں اور اُمتی بھی۔ پھر اسکا یہ دعوے کہ حضرت مسیح ابن مریم فوت ہو گئے ہیں۔ اور آنے والا مسیح جس کی پیشینگوئی قرآن مجید میں اشارۃً اور حدیث میں صراحۃً ہوئی ہے۔ مَیں ہی ہوں۔ پھر اُسکا یہ دعوے کہ مہدی موعود بھی مَیں ہوں پھر اُسکا یہ دعوی کہ مَیں ابن مریم سے بہتر ہوں۔ پھر اسکا یہ دعوی کہ الفاظ قرآن و حدیث کے (جو متعلق آمد مسیح و مہدی وارد ہیں) حقیقی معنے مراد نہیں ہیں بلکہ مجازی معنے مراد ہیں۔ اُسکا یہ دعوی ایسے ہر ایک کفر کا مبنی اور اصل اصول ہے۔ اسی دعوی کفریہ کے بنا پر اُس نے یہ بھی دعوی کیا ہے کہ مسیح ابن مریم و یاجوج و ماجوج و دابۃ الارض و دجّال کے جو معنی مَیں نے سمجھے اور بیان کئے ہیں وہ معاذ اللہ و حاشا للہ (نقل کفر کفر نباشد) خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں سمجھے تھے۔ اور وحی آلہی بھی بوجہ موجود نہ ہونے نمونے و مثال کے نہیں سمجھا سکی۔ ان کفریات پر جو اشاعۃ السنۃ جلد ۱۳ میں مرزا کے حق میں فتوے کفر علماء پنجاب ہندوستان کیطرف سے شائع ہو چکا ہے۔ اس فتوے کی صحت پر خاکسار کو ابتک یقین و اعتقاد ہے اور ان دنوں خاکسار نے ایک اور پُرزور فتوے کفر مرزا پر بتعاقب علمائے دیوبند کے استفتاء پر طیار کیا ہے۔ جو عنقریب اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ میں شائع ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مرزائی پارٹی کے

بعض ممبروں نے اس فتوے کا مضمون خاکسار کی زبان سے سُنکر بزعم خود پیش بندی کی ہے۔ اور اخبار "الفضل" اور "پیغام صلح" میں یہ جھوٹی خبر مشتہر کردی ہے کہ ابو سعید محمد حسین نے مرزا کی تکفیر سے رجوع کر لیا ہے جسپر بہت احباب و اخوان کے خطوط متعلق استفسار حقیقت اس خبر کے پہنچ رہے ہیں۔ اور جنکے علیحدہ علیحدہ جواب لکھنے سے خاکسار عاجز ہو گیا ہے۔ لہذا بذریعہ اخبار (پیسہ اخبار) عام مسلمانوں کو اطلاع دیتا ہے کہ خاکسار نے اس فتوی کفر سے رجوع نہیں کیا۔ جس نے رجوع کیا ہو اُسپر ہزار لعنت۔ مرزائی اگر جھوٹے نہیں ہیں۔ تو جھوٹے پر کچھ کم ہی کہدیں۔ اِن مفتریوں نے اس افترا کا منشاء میرے اس قول کو ٹھہرایا ہے جو میں نے عدالت منصفی گوجرانوالہ میں کہا تھا۔ کہ میں مرزائیوں کو مطلقاً و بلا تفصیل کافر نہیں کہتا۔ جسکا مطلب اُسی وقت عدالت میں میں نے یہ بیان کر دیا تھا کہ مرزا کے مریدوں میں سے جو عقائد کفریہ مرزا کے معتقد ہیں اُن کو کافر کہتا ہوں۔ اور جو ان عقائد سے بیخبر ہیں اور دھوکے میں آکر اُسکے مریدوں میں داخل ہو گئے ہیں۔ جیسے اکثر جاہل مرید پیروں کے مرید ہو جاتے ہیں وہ کافر نہیں۔ لفظِ "مطلق" "الفضل" میں بھی موجود ہے۔ مگر یہ ہٹ دھرم انصاف سے کام نہیں لیتے۔ یا جہل کے سبب اس لفظ مطلق کے معنی نہیں سمجھتے۔ اور بددیانتی کی وجہ سے اس لفظ کی تفصیل کو جو میں نے عدالت میں کی تھی خورد برد کر گئے ہیں۔ فعلیہم من اللہ مایستحقونہ۔ فقط۔ راقم ابو سعید محمد حسین

کذب دوم۔ ندوہ کے جلسہ کیلئے مولانا دہلی تشریف لائے تو حاجی عبد الغفار صاحب کو حکم قرار دیا۔ مگر جب مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی حاجی صاحب کو حکم (ثالث) منظور کر لیا تو خود مولانا نے انکار کر دیا۔

اس کذب کا کذب ہونا پیسہ اخبار ۱۰ جنوری ۱۹۱۵ء میں اس عبارت میں ظاہر کیا گیا ہے "میں نے حاجی عبد الغفار کے مکان پر مرزا ظہیر الدین صاحب اور مولوی سید احمد حسن صاحب کے سامنے صاف الفاظ میں کہا تھا کہ جلد ۲۳ کے صفحہ ۱۱ سطر ۱۸ الغائث صفحہ ۲۰ کے مطابق منصفی نامہ تحریر کرنے کو حاضر ہوں۔ مگر مولوی ثناء اللہ نے نہ مانا۔ جسپر مرزا صاحب نے فرمایا کہ آپ رسالہ میں چھاپ دیں کہ مولوی ثناء اللہ اپنی بات پر قائم نہیں رہے۔ ایسا ہی

مولوی سید احمد حسن صاحب نے فرمایا تھا۔

کذب سوم۔ اسکے بعد مولانا نے مولوی شبلی صاحب کے کفر پر بحث کی۔ اس کا کذب ہونا اسی پرچہ پیسہ اخبار میں ان الفاظ سے ظاہر کیا گیا۔ میں نے مولوی شبلی صاحب کے کفر پر بحث نہیں کی۔ بلکہ انکو ان کفریات سے جنکا کفر ہونا وہ مان چکے ہیں بچانے کی کوشش کی۔ اور یہ صلاح دی کہ وہ ان کفریات سے جنکو وہ اپنی تصانیف میں درج کر چکے ہیں رجوع کا اشتہار دیں۔ یا ان تصانیف کو آگ کی نذر کریں۔

کذب چہارم۔ صدر جلسہ نے ایسے خطرناک جلسہ کا نظام قائم کیا۔ اور ایسے جلسہ کو آخری منزل تک کامیابی کیساتھ پہنچایا۔

اسکا کذب ہونا اسی پرچہ پیسہ اخبار میں بایں الفاظ ظاہر کیا گیا ہے :۔" ناکامی جلسہ کا ایک گواہ خود حکیم صاحب کا وہ قول ہے جو پیسہ اخبار ۲۶ جون میں منقول ہے کہ میں اس شور و فساد میں کیا کر سکتا تھا۔ دوسرا گواہ حکیم صاحب کا وہ قول ہے جو اخبار اہلحدیث ۲۲ مئی میں منقول ہے۔ کہ فساد کی بھی ایسی توقع نہ تھی جیسی کہ ہوئی۔ تیسرا گواہ حکیم صاحب کا وہ قول ہے جو پیسہ اخبار ۱۲ مئی میں منقول ہے۔ کہ ایسی حالت جو اسوقت میں ہو رہی ہے مسلمانوں کے لئے شرمناک ہے۔ چوتھا گواہ حاجی عبدالغفار صاحب کا وہ قول ہے جو پیسہ اخبار ۲۶ جون میں منقول ہے کہ شکر ہے کہ بچکر چلے آئے۔ کسی کا سر نہیں پھوٹا۔ پانچواں گواہ خود صدر جلسہ مولوی ثناء اللہ کا بار بار حاضرین جلسہ کو شرافت اختیار کرنیکا حکم دینا۔ اور بصورت دیگر کرسی صدارت کو چھوڑ دینے سے ڈرانا ہے۔ (پیسہ اخبار ۱۲ مئی ملاحظہ ہو) چھٹا گواہ شمس العلماء مولوی ابوالخیر کا وہ قول ہے جو پیسہ اخبار ۱۲ مئی میں منقول ہے۔ کہ خدا کی قسم! جلسہ کی یہ حالت دیکھکر دل پاش پاش ہو گیا ہے۔ ساتواں گواہ خواجہ غلام الثقلین کا قول اسی اخبار ۱۲ مئی میں ہے۔ کہ اگر لوگ اسی طرح شور کریں گے تو جلسہ کی بڑی ہنسی ہوگی۔ آٹھواں گواہ ایڈیٹر الناظر کا قول ہے جو اسی اخبار میں منقول ہے کہ کیا لوگوں کو اسی واسطے بلایا تھا۔ کہ اگر وہ کچھ بیان کریں تو لوگ شور سے ناک میں دم کر دیں۔ نواں گواہ صاحبزادہ آفتاب احمد خاں کا وہ قول ہے۔ جو اسی اخبار میں منقول ہے۔ کہ میں اس جلسہ کو اصلاح کا اہل نہیں سمجھتا۔ دسواں گواہ رپورٹر پیسہ اخبار

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

کا قول اسی اخبار میں کہ جلسہ نہایت بے سروسامانی اور بدمزگی سے برخاست ہوا۔ منقول ہے۔ فتلك عشرة كاملة۔ ان شہادات عشرہ سے جنمیں تین شہادتیں بانی جلسہ کی اور ایک صدر جلسہ (مولوی ثناءاللہ) کی ہے۔) صاف اور یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ جس کامیابی جلسہ کا دعوے کیا گیا تھا اس سے بجز اسکے کوئی مراد نہیں ہو سکتی کہ جلسہ میں جوتی پیزار نہیں ہوئی۔ اور سب کی آبرو بچ گئی۔ باقی ہیچ۔

یہ دس شہادتیں ناکامیابی جلسہ کی روزانہ پیسہ اخبار میں بیان ہو چکی تھیں۔ گیارہویں شہادت خود اسی دروغگو عبدالکریم دہلوی کی ہے جو اس اخبار نااہلحدیث میں اس جلسہ کو خطرناک کہہ چکا ہے۔ خطرناک ہونا بدامنی کا مثبت ہے۔ اور بدامنی کے ساتھ کامیابی کیسی؟ بجز اس کے کہ صدر جلسہ کی سخت بے عزتی نہیں ہوئی؟۔ چنانچہ اسی پرچہ پیسہ اخبار ۱۰ جنوری ۱۹۱۵ء میں کہا ہے کہ بانی جلسہ حکیم صاحب نے پیسہ اخبار میں یہ بھی کہا ہے کہ صدر جلسہ نے قابلیت سے جلسہ کو نبھایا۔ مولوی ابوسعید کا جواب الجواب۔ اس تعریف قابلیت کے وہی معنی ہیں جو اخبار اہل حدیث ۱۵ جون میں کرزن گزٹ مرزا حیرت سے نقل کئے گئے ہیں۔ کہ ہم مولوی ثناءاللہ صاحب کی تعریف کرتے ہیں کہ باوجود پے در پے جھڑکیوں اور ہچکولوں کے وہ کرسی صدارت پر قائم رہے ورنہ ایسی حالت میں جبکہ ہر طرف سے میز مجلس کی بے تحاشا بھگدی پر اسے درشت سے درشت لہجہ میں ڈانٹا جاتا تھا۔ کوئی شخص بھی خواہ کیسا ہی دل وگردہ کا کیوں نہ ہو منٹ بھی بیٹھ نہ سکتا ہتا (کرزن گزٹ ۱۵ مئی ۱۹۱۴ء) ناظرین سمجھ سکتے ہیں (گو مولوی ثناءاللہ صاحب فرط ذکاء کو نہ سمجھے) کہ یہ تعریف ہے یا ہجو؟ جو کسی نے سچ کہا ہے ؎

بامن اچہل مقابل شدہ نے منفعلے کہ گر شرح ہجو کنم می بود ش مدح عظیم

(راقم ابوسعید محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ)

اس پرچہ پیسہ اخبار میں کذب (نمبر دوم بالبست و یکم) کے کذب ہونیکی تائید میں کہا گیا ہے کہ اشاعۃ السنۃ جلد اکیس میں مسائل شرعیہ میں کسی کو منصف بنانے کو گمراہی نہیں کہا۔ بلکہ منصف بنانے کا محل مناسب بیان کیا گیا۔ اور اس جلد کے صفحہ ۱۲۴ میں صاف کہا گیا ہے کہ منصفی غیر کی اسی حالت میں منظور کرنا مناسب ہے جبکہ دو شخص اہل متنازعین میں فیصلہ نہ ہو سکے۔

اور ایک اپنی بات کو نافذ نہ کرسکے۔ یا کسی مصلحت سے نافذ نہ کرنا چاہے۔ یا اسکو اپنی رائے میں اشتباہ ہو۔ اب ناظرین انصاف کریں کہ اس عبارت میں منصفی غیر کی تسلیم و محل مناسب کا بیان ہے یا اسکو مطلقاً گدھا پن کہا گیا ہے؟ اگر نہیں کہا گیا تو پھر بتادیں کہ گدھا کون ٹھہرا۔ وہ جو اپنے روحانی باپ کو گدھا بنادے یا اسکا باپ گدھا ہے جسکو کبھی کوچہ علم و عقل و فہم میں گذر ہوا ہوگا۔ وہ یقین سے کہیگا کہ روحانی باپ کو گدھا کہنا ایسا ہے جیسا کہ جسمانی باپ کو گدھا بنانا۔ گو بیٹا مولوی فاضل ہو اور اسکا باپ محض جاہل شالباف ہو۔ چہ جائیکہ بیٹا اپنے روحانی باپ کے علم و فضل کا معترف ہو۔ چنانچہ اخبار نا اہلحدیث میں جابجا یہ اعتراف موجود ہے"

ایسی دشنام دہی و سخت کلامی سے کوئی شریف و نجیب کسی مسلمان بھائی کو مخاطب نہیں کرتا۔ چہ جائیکہ اسکا مخاطب روحانی باپ ہو۔ یہ دشنام دہی و سخت کلامی ملاحظہ منصف صاحب و عامہ اہل انصاف ناظرین کے لائق ہے۔

نمبر ۲۲ نمبر ۲۵ کذب نمبر سوم یا بست و سوم چونکہ چار اکاذب پر مشتمل ہے لہذا ہمارا حق ہے کہ اس کذب کے ضمنی اکاذیب ثلثہ کے تین نمبر اور شمار میں لادیں۔ اور اکاذیب گذشتہ کا نمبر شمار بست و پنجم تک شمار کریں۔

نمبر ۲۶ نمبر ۲۷ **کذب نمبر بست و ششم و کذب نمبر بست و ہفتم**۔ مولوی ثناء اللہ کا خاکسار کے مذہب و روش کی نسبت دو افترا کرنا ہے۔ اول اسکا اخبار، نومبر ۱۹۱۳ء میں کسی مجہول الاسم حاجی ۱۳۱۸ھ سے ۱۳۹۱ھ تک مکہ میں مقیم اور بیت ؎

خر عیسیٰ اگر بمکہ برود چوں بیاید ہنوز خر باشد

کے مصداق سے ایک ہے یہ کذب نمبر ۲۶ نقل کرتا ہے۔ کہ اخبار اہلحدیث مورخہ ۲ ذی قعدہ ۱۳۳۱ھ میں وقف حسنی پر نظر پڑی۔ مولوی محمد حسین کی روش دیکھکر انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھ کر صبر کیا۔۔۔۔۔۔ مولوی محمد حسین بڑے پکے اہلحدیث و معاون سنت نبویہ کے تھے اور خاص اس مذہب و اعانت سنت نبویہ پر غدر کے بعد سے آجتک قائم رہے۔ یکایک اُن کی تقدیر نے ایسا پلٹا کھایا کہ سب کیا کرایا پائمال ہوگیا۔۔۔۔۔۔ نہایت افسوس ہے کہ مولوی صاحب نے صراط مستقیم چھوڑ کر کیوں دوسرا رستہ اختیار کیا۔ متولی وقف وہ جسکو

چاہیں بنا دیں مگر وصیت نامہ میں اتنا لکھ دیں کہ میرا مذہب اہلحدیث ہے۔ اور ہم تا دمِ مرگ اس مذہب سے علیحدہ نہ ہونگے۔" اس نقل دروغ سے مولوی ثناء اللہ بحکم حدیث من* حدّث بحدیث یری انہ کذب فہو احد الکاذبین بن گیا ہے۔ اور بحکم حدیث کفیٰ بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع جھوٹا ٹھہر گیا۔ دوم اخبار ۷ جولائی ۱۴ء میں اپنی طرف سے اسکا یہ کہنا ہے کہ مولوی محمد حسین اتنے عرصہ تک جماعت اہلحدیث کی خدمت کرتے رہے۔ آخر جب پنشن کے قریب پہنچے تو آپنے اپنا رویہ بدل دیا۔ یعنی کہاں تو آپ اہلحدیث کے مذہب کے لئے دلدادہ اور حامی تھے کہاں اب اپنی سابقہ خدمات کے تردید یا بخیال مقلدین سابقہ غلطیوں کی تلافی کرنیکو اپنے نام کے ساتھ حنفی کا ضمیمہ لگانے لگے ہیں۔" پھر اخبار ۱۴ مئی ۱۵ء میں اسکا یہ کہنا ہے "مولانا بٹالوی نے جب سے اپنے نام کے ساتھ حنفی کا لفظ بڑھایا ہے آپ جماعت اہلحدیث سے کھسکتے جاتے ہیں۔ اور حتی المقدور حنفی جماعت میں داخل ہونیکی کوشش کرتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ وہاں کا داخلہ بھی آپکے لئے بند ہو مگر انسانی کوشش جہانتک ہو آپ کرتے ہیں۔ حال ہی کا واقعہ ہے کہ ۱۰ مئی کو آپ دہلی کے جلسہ پر گئے تو علماء حنفیہ سے بھی ملتے پھرے۔ پھر دیوبند بھی اترے۔ اور علماء دیوبند سے خوب ملے۔ باتیں ہوئیں۔۔۔۔۔۔۔۔"

کذب بست و ششم کا کذب ہونا۔ مولوی ثناء اللہ یا اسکے وکیل حاجی خرِ عیسےٰ" سے اس سوال کا، کہ متولی وقف کرنیکی تو آپنے عام اجازت دیدی۔ اور اب میرے وقف کے متولیوں کی تبدیلی بھی ہوگئی ہے۔ بجائے علمائے حنفیہ دیوبند سہارنپور اہلحدیث علماء مقرر متولی ہوگئے ہیں"۔ اس فعل کے سوائیں نے کس مسئلہ میں یا کس عمل میں اپنی روشِ سابق بدل دی ہے جس کی وجہ سے میں اب اہلحدیث اور معاون مذہب اہلحدیث (جسکو آپ مان چکے ہیں) نہیں رہا؟۔ جس سے ڈر کر آپ مجھے فرماتے ہیں کہ "میں تا دم مرگ مذہب اہلحدیث پر قائم رہنے کا اقرار درج وصیت نامہ کردوں"۔ جواب لینے سے ثابت ہو سکتا۔ امید بلکہ یقین کامل ہے کہ وہ میری تبدیلی روش کی نظیر میں میرا کوئی عمل اور کوئی مسئلہ پیش نہ کرسکیں گے۔ اور ناقل و منقول عنہ دونو جھوٹے ٹھہرینگے۔ اور لعنت اللہ علی الکاذبین کے مصداق ہونگے۔

اور کذب بست و ہفتم کا کذب ہونا مولوی ثناء اللہ سے اس سوال کا کہ "ابو سعید محمد حسین

* یعنی جو شخص ایک بات جھوٹی جانکر نقل کرے وہ دونو (ناقل و منقول عنہ) میں سے ایک جھوٹا ٹھیرتا ہے۔ اور اس امر کا ثبوت کہ ثناء اللہ

مذہب اہلحدیث کے کونسے مسئلہ کے برخلاف عمل کیا جس سے خدمات سابقہ کو منسوخ کیا اور کس مسئلہ میں حنفی مذہب کا توافق یا اتباع اختیار کیا ہے جس سے سابق اظہار خلطیوں مذہب حنفیہ کی تلافی کی" جواب لینے سے ظاہر ہو سکتا ہے۔ ثناء اللہ ایسا ایک مسئلہ بھی پیش نکر سکے گا تو اس سے اسکا کذب ظاہر ہو گا۔ اور اگر وہ ایسے مسائل پیش کرے تو جس قدر وہ ایسے مسائل پیش کرے خاکسار سے فی مسئلہ دس روپیہ انعام لے۔ منصف صاحب! آپ اس انعام کو مجھ سے وصول کریں اور اگر آپ کہیں (اسکے کہنے کا مجھ کوئی لحاظ و اعتبار نہیں) تو میں پیشگی روپیہ آپکے پاس جمع کرا دینے کو حاضر ہوں۔ اور اس سے ایسا مسئلہ ایک بھی پیش نہ ہو سکے تو آپ ہی اس دروغ گوئی کی سزا میں جسقدر مناسب سمجھیں اسپر جرمانہ کریں۔ اپنے اکاذیب میں پانچ روپیہ فی کذب وہ اخبار ۲۴ ستمبر ۱۹۱۵ء کے صفحہ ۴ کے میں تسلیم کر چکا ہے۔ یہ جرمانہ اسکا آپ مجھ نہ دیں کسی مسکین کو (جیسے شیخ عبدالعزیز مرحوم کے ورثیات ہیں) دے دیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جلسہ دہلی ۱۰ مئی ۱۹۱۴ء کے موقعہ پر علماء دہلی سے ملنے جانا اور واپسی پر دیوبند اترنے اور خوب ملنے اور باتیں ہونے کو مذہب اہلحدیث سے کھسکنے اور جماعت حنفی میں داخل ہونے کی دلیل ٹھیرا کر اسکا ذکر کرنا ایک مغالطہ آمیز کذب ہے۔ اس دلیل کے بیان میں مولوی ثناء اللہ سچا ہے تو بتاوے کہ میں دہلی میں بجز حکیم اجمل خاں۔ اور مولوی عبدالحق کے انکو اس جلسہ سے خاص تعلق تھا۔ اور خود ثناء اللہ بھی انکے پاس اور دیگر حضرات حنفیہ مولوی شبلی وغیرہ کے پاس اس غرض سے کہ وہ اسکو جلسہ کا صدر بنا دیں جاتا اور ملتا پھرتا تھا کس کس کو ملا۔ اور دیوبند میں اترا تو وہاں کتنے گھنٹے ٹھیرا۔ اور کیا کیا باتیں ہوئیں۔ ان باتوں سے یہ لینے حنفی جماعت میں داخل ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ یا علماء دیوبند سے جنکو ملا تھا اپنے مذہب اہلحدیث کے ایک مسئلہ وقف علی الاولاد سے متعلق کرنا چاہا۔ ثناء اللہ اپنے اس مغالطہ اور اسکی دلیل کا کوئی ثبوت پیش نکرے تو منصف صاحب اسکو دروغگو و مغالطہ دہندہ قرار دیں۔ خاکسار اپنے بیان کی تصدیق و ثبوت میں علماء دیوبند و سہارنپور و رائے پور ضلع سہارنپور وغیرہم کی تحریرات پیش کرتا ہے۔ جس سے صاف ثابت ہے کہ میں حنفی جماعت میں شامل ہونیکی خواہش کے لئے اون سے نہ ملا تھا بلکہ انکو اپنے مسئلہ وقف سے متفق کرنے کے لئے ملا تھا (ارقامات یہ ہیں)

کذب بست و ہشتم [۲۸] غایت سنی ام۔ اخبار ۱۰ اپریل ۱۹۱۳ء (یا ۱۹۱۴ء) میں مولوی

---

* رفقاء نے یہ تجویز کی ہے کہ منصف صاحب کی خدمت میں پیش کی جائے۔ اور غیر حاضرین کی خدمات میں بذریعہ ڈاک ارسال ہو سکتی ہیں۔ اور غیر حاضرین کی طرف سے ۱۱ ایک روپیہ ۱۲ کس نہ ہو۔ کیوں نہ ہو۔ ۱۲ درد

** یہ اختلاف اس اخبار میں باہمی مباحثات میں بذریعہ ڈاک ارسال ہوتے رہے ہیں۔ کیونکہ ۱۲ ۱۲

ثناء اللہ نے تین جھوٹ بولے ہیں۔ اوّل جو نمبر بست و ہشتم ہے۔ اس کا یہ کہنا ہے "افسوس ہے کہ جب سے آپنے قوم کو چھوڑا۔ قوم نے آپکو چھوڑ دیا۔ آپنے کیسے چھوڑا آپنے نام اہلحدیث کے ساتھ حنفی کا ضمیمہ لگایا۔ جسکو اہلحدیث کی قوم نے ناپسند کرکے آپکو الگ کردیا۔ اسمیں میرا کیا قصور ہے۔ میں اب بھی آپکو اہلحدیث جانتا ہوں" (ناظرین یہ وہ قول ثنائی ہے جسکا حوالہ صفحہ ۲۸۷ میں دیا گیا تھا۔)

دوم جو کذب نمبر بست و نہم ہے۔ اسی اخبار میں اوسکا خاکسار کو یہ کہنا ہے کہ "آپ نے اپنی نسبت کہا کہ میں اہلحدیث حنفی ہوں ہزارہا میرے اتباع و پیرو ہیں۔ پھر اس کذب کا ضمیمہ اسکا یہ سوال مغالطہ آمیز ہے کہ ہم مولانا کے ہزارہا میں سے صرف ایک ہی واحد شخص پیرو دکھانے کی تکلیف دیتے ہیں جو اہلحدیث کی جماعت میں حنفی کا ضمیمہ لگا کر آپ کا پیرو کہلاتا ہو۔ بٹالہ سے شروع کیجئے"

سوم جو کذب نمبر سی ام ہے اسی اخبار میں اسکا یہ کہنا ہے کہ "گو جلسہ پشاور میں جناب کو نہ بلایا گیا۔ اور اصول خمسہ پیش کرنیکی اجازت نہ دی مگر اسٹیشن لاہور پر مولانا رحیم آبادی بٹالوی صاحب کو مل گئے تو مولانا رحیم آبادی نے کہا: ہم ہر وقت آپسے مباحثہ کرنیکو طیار ہیں: مولانا بٹالوی نے عذر کیا کہ: آپ تو جلسہ پر جارہے ہیں: لیکن رحیم آبادی صاحب اور حافظ عبداللہ صاحب غازیپوری وغیرہ نے کہا کہ: ہم جلسہ چھوڑ دیں گے۔ جتنی دیر لگے لگائیں گے مگر آپ سے مباحثہ ضرور کرینگے: لیکن مولانا بٹالوی نے نہ مانا۔ اور اسٹیشن سے نکل گئے"

ان تین نمبروں میں سے نمبر اول و دوم یعنی کذب نمبر بست و ہشتم و نہم کا کذب ہونا مولوی ثناء اللہ سے اس سوال کا کہ میں نے اپنے نام کے ساتھ حنفی کا ضمیمہ کس خط یا تصنیف یا فتوے یا تحریر یا تقریر میں اور کب لگایا ہے؟ اور عوام اہلحدیث اپنے اتباع و پیروان سے کب چاہا ہے کہ وہ بھی اہلحدیث حنفی کہلایا اور اپنے نام کے ساتھ لفظ حنفی کا ضمیمہ لگایا کریں؟

مولوی ثناء اللہ اگر سچا ہے تو میرا کوئی خط یا تحریر ایسی پیش کرے جسمیں میں نے اپنے نام کے ساتھ ضمیمہ حنفی لگایا ہو۔ یا اپنے عوام اتباع و پیروان کو ضمیمہ لگانے کا حکم دیا یا امر کیا ہو۔ پیش کرے اور فی تحریر ۱۰۰ روپیہ مجھسے انعام لے۔ میں باخوف تکذیب و تردید یہ کہسکتا ہوں کہ میں عموماً اپنی تحریروں، تصانیف، خطوں اور فتووں میں لفظ حنفی کا ضمیمہ نہیں لگایا کرتا۔ اور نہ میں نے اپنے پیروؤں کو اس ضمیمہ لگانیکا امر کیا ہے۔ یہ ظالم مولوی فاضل کہلاکر جہلاء اہلحدیث میں جنکا یہ مقولہ

سُنا گیا ہے "حنفی سائی ہر کہ" (یعنی حنفی شافعی کہلانا شرک ہے) مجھ بدنام کرنے اور اُن کو مجھ سے متنفر کرنے کو مدت سے مجھ پر یہ تہمت لگا رہا ہے۔۔۔۔

اِس ناکردہ گناہ کا (جسکے خدمات قوم اور اس صدی اور اس ملک میں مذہب اہلحدیث کی بناء مستحکم کرنے اور اس قوم کے بڑے القاب وہابی وغیر مقلد وغیرہ کو موقوف کرا کے گورنمنٹ سے اسکا نام اہلحدیث مقرر کرانیکا یہ ناشکرہ بھی معترف ہے۔ دیکھو اسکے اخبار ۱۴ دسمبر ۱۵ و ۱۶ جنمیں اس اہتمام کے ساتھ ان خدمات کا اعتراف بھی پایا جاتا ہے) قصور اسکے زعم فاسد میں یہ ہے کہ میں نے جلد ۲۰ اشاعۃ السنۃ میں جو ۱۹۰۴ء میں شائع ہوئی تھی۔ رسالہ "سبیل الرشاد" مولوی رشید احمد صاحب و رسالہ "الارشاد" مولوی ابو یحیٰی محمد صاحب پر ریویو اور محاکمہ کرتے ہوئے مولوی رشید احمد صاحب کی خدمت میں عرض کیا تھا۔ کہ "خاکسار کو سبیل الرشاد میں کئی جگہ سرگروہ فرقہ غیر مقلدین کہا گیا ہے یہ مجھے ناگوار گذرا ہے۔ ہم لوگ جو اس گروہ سے علم کیطرف منسوب ہیں منصوصات میں قرآن و حدیث کے پیرو ہیں۔ اور جہاں نص نہ ملے وہاں صحابہ تابعین و آئمہ مجتہدین کی تقلید کرتے ہیں۔ خصوصاً آئمہ مذہب حنفی کی جنکے اصول فروع کی کتب ہمارے گھروں کے مطالعہ میں رہتی ہیں۔ اگر ہمکو عام مسلمانانِ اہل سنت سے ممتاز کر کے کوئی خصوصیت کے ساتھ خطاب دینا ہے تو اہلحدیث کا خطاب دیا جاوے۔ اِس سے بھی زیادہ خصوصیت کرنی ہو تو **اہلحدیث حنفی** کہا جائے"۔

پھر مولوی محمد۔ ابو یحیٰی صاحب سے مخاطب ہو کر کہا ہے کہ "اگر آپکو اجتہاد مطلق کا دعوے نہیں ہے اور جہاں نص نہ ملے وہاں تقلید مجتہدین سے انکار نہیں تو آپ علی سبیل الاشتہار اس امر کا اظہار کریں اور اپنے ہمعصر علماء اہلحدیث سے مشورہ کر کے بنظر اس تقلید کے حنفی اہلحدیث یا شافعی اہلحدیث (جس مذہب کیطرف آپکے عمل و اعتقاد کا میلان و رجحان ہو) کہلانا منظور کریں"۔ پھر اسکے مطابق جلد ۲۱ کے (جو ۱۹۰۹ء میں شائع ہوئی ہے) صفحہ ۴ میں کہا تھا "حضرت شاہ ولی اللہ اور انکی اولاد امجاد بھی جنکا اہلحدیث اور پھر حنفی ہونا ان کی تصانیف سے عیاں ہے اور حضرت شیخنا و شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب شمس العلماء دہلوی بھی ایسے ہی تھے کہ وہ اہلحدیث کے سردار بھی تھے اور حنفی بھی کہلاتے تھے۔ اور حنفی مذہب کی کتب متون و شروح اور فتاوٰی پر فتوے دیتے تھے۔ اُن ہی کی یہ روش ایک مدت مشاہدہ کر کے خاکسار نے رسالہ نمبر ۶ جلد ۱۰ کے صفحہ ۲۰۱ اپنے بعض اخوان

اور احباب اہلحدیث کو یہ مشورہ دیا ہے۔ کہ اگر انکو اجتہاد مطلق کا دعوے نہیں اور جہاں نص قرآنی اور حدیث نہ ملے وہاں تقلید مجتہدین سے انکار نہیں تو وہ مذہب حنفی یا مذہب شافعی (جس مذہب کے فقہ واصول پر بوقت نص نہ ملنے کے وہ چلتے ہوں) کی طرف اپنے آپ کو منسوب کریں اور اہلحدیث حنفی یا اہلحدیث شافعی کہلائیں۔ اور خاکسار خود بھی اس مشورہ پر عمل کر چکا ہے۔ مجھ سے کوئی میرا مذہب پوچھتا ہے تو میں بھی کہتا ہوں کہ میں اہلحدیث حنفی ہوں۔ اولاً حدیث پر عمل کرتا ہوں اور اسی کے مطابق فتوے دیتا ہوں۔ پھر جس مسئلہ میں حدیث صحیح صریح نہ ملے اور اجتہاد کی ضرورت پڑے تو وہاں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے اصول و فروع مذہب پر مع استدلال کرتا ہوں فیما لیت ولعلی یعلمون - وبما قلت لهم یعملون +

ان مضامین کی اشاعت پر اس ظالم فقہری نے اپنے اخبار ۸۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء میں یہ نوٹ شائع کیا کہ "علماء کے اس معمولی تساہل نے یہ برا دن دکھایا ہے۔ کہ جو کوئی اس حنفی شافعی کو اپنے ساتھ نہ لگاوے اسکو اہل سنت میں جگہ نہیں ملتی۔ مگر یہ آپ کی ذاتی رائے ہوگی۔ جماعت اہلحدیث پر اس کا کوئی اثر نہ ہوگا۔" کل کو ایڈیٹر سراج الاخبار وغیرہ یا کوئی اور ہمکو نہ دھمکاوے کہ تمہارے فلاں بڑے عالم نے یہ نسبت اختیار کی ہے۔ اس کے ایسا کہنے پر ہم ایک ہی سنائیں گے ؎

"کسی کا ہو رہے کوئی نبی کے ہو رہیں گے ہم"

جس سے اس ظالم کا یہ مطلب ہے کہ جس نے حنفی کہلایا گو وہ منصوصات میں قرآن اور حدیث کا تابع ہو کر اہلحدیث کیوں نہ کہلاتا ہو۔ صرف اجتہادیات میں حنفی کہلاتا ہو وہ نبی کا متبع نہ رہا۔ تو اسکے جواب میں جلد ۲۲ اشاعۃ السنۃ میں جو ۱۹۰۹ء کو شائع ہوئی خاکسار نے دو مضمون شائع کئے۔ ایک مضمون غیر کا بعنوان "کیا حنفی اہلحدیث نہیں ہوتے" جسمیں ثابت کیا گیا ہے کہ حنفی وغیرہ اہل مذہب اربعہ منصوصات میں اقوال فقہاء کے مقابلہ میں حدیث پر عمل کرنے سے اہلحدیث بھی کہلا سکتے ہیں۔ جیسے متقدمین سے امام ابوجعفر طحاوی وغیرہ ہیں۔ اور اہلحدیث غیر منصوص مسائل میں فقہاء مذہب حنفی کے اقوال کے مطابق فتوی دینے سے حنفی بھی کہلا سکتے ہیں جیسے شمس العلماء مولوی سید نذیر حسین دہلوی تھے۔ اس اصول پر عمل کرنیوالے سبھی حنفی نبی کے پیرو ہیں ؎ نبی کے ہیں سبھی حنفی نہ مرزائی نہ چکڑالی + نہ معتزلی

جو مسلم کی پڑے کرتے ہیں شاگرد ہی۔ اور جو حنفی کہلا کر حدیث صحیح پر عمل ترک کرے وہ حنفی کجا پورا مسلمان بھی نہیں ہے۔

دوسرا مضمون اپنا کہ ہمارا حنفی ہونا کس معنی کر ہے" جسمیں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ میں تمہاری اخبار ۲۶ نومبر ۱۹۰۹ء میں بیان شدہ اقسام اربعہ حنفیہ سے اس قسم کا حنفی نہیں ہوں جو حدیث صحیح کے موجود ہوتے امام ابو حنیفہؒ کی تقلید کرتے ہیں۔ بلکہ قسم پنجم کا حنفی ہوں۔ جو حدیث صحیح مخالف مذہب امام پاکر فوراً عمل میں لاتے ہیں اسلئے وہ نبی کو چھوڑ کر کسی اور کے نہیں ہو گئے

پھر اسی کے مطابق بجواب اس مضمون بہتان مشحون واعظ رحیم آبادی کے کہ آپ اب خالص اہلحدیث نہیں رہے لہذا جلسہ خالص اہلحدیث کانفرنس میں آپ تقریر کرنے کے مجاز نہیں۔ اس مضمون کا ایک خط (جو جلد ۲۳ کے صـ ۱۳۳ میں مندرج ہو کر چھپ گیا ہے) موقعہ جلسہ دوم کانفرنس پر مقام امرتسر کانفرنس میں بھیج دیا۔ کہ میں خدا کے فضل سے خالص اہلحدیث ہوں۔ کتاب و سنت کے ہوتے کسی کی تقلید نہیں کرتا خواہ وہ ایک ہو یا جماعت حنفی ہو یا شافعی۔ اور جہاں کتاب اور سنت نہ پائی جاوے۔ نص صریح نہ ہو وہاں اپنا اجتہاد نہیں کرتا۔ ایسے مسائل میں اول پیروی اجماع کرتا ہوں۔ اور اگر اجماع بھی نہ ملے اور صحابہ و تابعین میں اختلاف ہو تو میں کسی صحابی یا تابعی کے قول کی پیروی کرتا ہوں۔ جسکو اقرب الی الصواب پاتا ہوں یا اکثر کا قول سمجھتا ہوں۔ اور سب کا خلاف نہیں کرتا۔ اور صحابہ و تابعین کے بعد کے اقوال کو میں بمقابلہ سلف ہرگز ترجیح نہیں دیتا۔ اور سلف کو مقدم سمجھتا ہوں۔ یہی مذہب اہلحدیث ہے۔ جس سے میرے خیال میں سلف سے خلف تک ایک متنفس بھی خارج نہیں۔ آپ اور آپ کی جماعت کے نزدیک ایسے اعتقاد والا اہلحدیث نہیں تو آپ اس امر کے ثبوت کے لئے ایک گھنٹہ یا کچھ کم وقت دیں۔ اگر آپنے میری درخواست کو نہ مانا تو پبلک سمجھ لیگی کہ آپکا میرے اہلحدیث حنفی کہلانے کو جسکی وجہ صرف یہ ہے کہ میں غیر منصوص اور اجتہادی مسائل میں حنفی مذہب کی فقہ پر فتوے دیا کرتا ہوں۔ مانع تقریر جلسہ اہلحدیث ٹھیرانا گریز کا بہانہ ہے اور وہ کہیں گے کہ یہ کیا انصاف ہے کہ دھرم پال جو ہنوز مسلمان ہونیکا بھی پورا اقرار نہیں کرتا وہ اس جلسہ میں تقریر کرے۔ اور ایک شخص جس نے ہندوستان بھر میں مذہب اہلحدیث کی بنا قائم کی ہے اور گورنمنٹ سے اور پبلک سے اس فرقہ کا نام اہلحدیث" مقرر کرا دیا ہے وہ تقریر کرنیکا مجاز نہ ہو!۔

میرے اس لکھنے پر بھی اس ظالم مفتری نے اور اسکے ساتھیوں نے اس اتہام والزام کو کہ خاکسار اب خالص نہیں رہا۔ حنفی ہوگیا ہے۔ ترک نہ کیا۔ اور مجھے جلسہ کانفرنس میں تقریر کرنے کے لئے شامل جلسہ ہونیکی اجازت ندی۔ تو مَیں نے جلد۲۳ کے ابتدائی اوراق میں اسکی اس دروغگوئی و روباہ بازی و دھوکا دہی کی تشریح کرکے صفحہ ۱۵ جلد۲۳ میں کہا کہ میرے اس احسان کے مقابلہ میں کہ مَیں نے جلد۲۳ کی اشاعت کو صرف اس غرض سے ملتوی کر رکھا ہے کہ یہ میرا عزیز اور روحانی فرزند مجھسے اور فرقہ اہلحدیث سے جُدا نہ کیا جاوے۔ اس ناشکر گذار نے اپنے اخبار کے جہلا و ناظرین و خریداروں میں مجھے بدنام کرنا چاہا۔ اور برطبق مثل اولٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ ابتک یہ مشہور کر رکھا ہے کہ یہ خاکسار خالص اہلحدیث نہیں رہا۔ حنفی ہوگیا ہے۔ باوجودیکہ مَیں نے جلد۲۳ کے نوٹ مندرجہ صفحہ ۱۲۵ لغایت صفحہ ۱۲۸ اور اسی جلد کے ابتدائی اوراق میں بصفحہ ۱۵ وغیرہ یہ تشریح کردی اور اسکو چھاپکر کانفرنس کے جلسہ سوم واقعہ پشاور میں اُسکے پاس بھیجدی تھی۔ جسکے دیکھنے سے ہر ایک صاحب عقل و انصاف کو یقین ہوسکتا ہے کہ میں غیر منصوص اور اجتہادی مسائل میں حنفی ہوں تو ایسا ہوں کہ ایسا حنفی اسوقت پنجاب و بنگال و مدراس وغیرہ بلاد ہندوستان میں کوئی ایک بھی حنفی نہیں ہے۔ ہاں گروہ اہلحدیث میں ایسے حنفی اب بھی موجود ہیں اور پچھلے زمانہ میں گذر چکے ہیں۔ آس زمانہ میں بھی علماء اہلحدیث ہیں جنہوں نے میرے اصول خمسہ کو تسلیم کرلیا ہے اور اس کے مطابق اُنکا عمل ہے۔ کہ۔ منصوصہ مسائل میں وہ کسی کی تقلید نہیں کرتے۔ اور غیر منصوص مسائل اجتہادیہ میں امام ابوحنیفہؒ وغیرہ کی پیروی کرتے ہیں اور زمانہ سابق میں صدہا اہلحدیث حنفی شافعی مالکی حنبلی کہلاتے تھے۔ جنکا بقیہ خاندان حضرت شاہ ولی اللہ ہے۔ اور اسکے خاتمہ حضرت شیخنا سید محمد نذیر حسین صاحب تھے جنکا آخر عمر تک یہ عمل رہا تھا کہ وہ غیر منصوص مسائل میں کتب فقہ۔ مذہب حنفی۔ درمختار۔ عالمگیری و شامی وغیرہ کے مطابق فتوے دیا کرتے۔ میری اس جلد۲۳ کو دیکھکر اور اس بیان کو پڑھکر انتک کہ ۱۹۱۶ء گذر گیا ہے۔ یہ ظالم اس اتہام والزام کو نہیں چھوڑتا۔ اور مجھے ایسے حنفی ہونیسے جس سے مَیں برملا انکار کرچکا ہوں متہم کرتا رہتا ہے۔ اور طرفہ یہ کہ جس معنی کر مَیں حنفی ہوں اور اس معنی کی تشریح بار ہا کرچکا ہوں مولوی ثناء اللہ کو اس کا پورا علم ہے۔ کیونکہ جس مضمون "ہمارا حنفی ہونا کس معنی کر ہے" میں یہ تشریح ہوچکی ہے۔ اُس کا معتدبہ حصہ وہ اپنے اخبار ۲۸ جنوری ۱۹۱۰ء میں

نقل کر چکا ہے۔ ان دونوں مضمونوں میں لفظ حنفی پر صفحہ ۲۷۲ و صفحہ ۲۹۸ جلد ۲۲ میں جو حاشیہ میں مشتہر کر چکا ہوں۔ کہ قول امام کے مقابلہ میں حدیث صحیح کا علم ہو جائے تو قولِ امام کو چھوڑ کر جو شخص حدیث پر عمل نہ کرے وہ حنفی کہا پورا مسلمان بھی نہیں۔ اسکا بھی ثناء اللہ کو علم ہے۔ لہذا میرے اس خیال بمقال سے واقف ہو کر مجھے بلا تفصیل و تشریح مذکور و بالا ضمیمہ اہلحدیث اُسکا حنفی کہنا اور اسکے ساتھ یہ بھی مشتہر کرنا کہ میں (یہ خاکسار) مذہب اہلحدیث کو چھوڑ کر حنفی ہو گیا ہے۔ اور وہ مذہب اہلحدیث سے کھسکتا جاتا ہے۔ جو اسکی اصطلاح و بول چال میں اس کہنے کے برابر ہے کہ کوئی کسی مسلمان کو غیر مسلم کہدے یا کسی انگریز کو جرمن کہدے۔ اگر میری اس تنبیہ و تماشی پر بھی مجھے اس نے آئندہ مجرد اور صرف حنفی کہا۔ اور اس زمانہ کے موجودہ حنفیوں میں جسمیں قول امام کو چھوڑ کر حدیث پر عمل نہ کرنیوالے بھی داخل ہیں۔ مجھی شامل و داخل کیا تو بجز اسکے اسکا کوئی علاج کہ اسپر عدالت میں استغاثہ دائر کروں۔ جیسے ان دنوں ایک انگریز نے ایسے شخص پر جس نے اسکو جرمن کہدیا تھا۔ استغاثہ دائر کیا۔ اور وہ سزایاب ہوا تھا (جسکا ذکر اخبار و نمیں ہوا ہے) میرے اس نوٹ کو ثناء اللہ نوٹس سمجھے۔ اور آئندہ کبھی بالتفصیل و تشریح مذکور مجھے صرف حنفی نہ کہے۔ ورنہ استغاثہ کا یقین کر رکھے گو عدالت انگریزی کی طرف رجوع کرنا علماء کے لئے موجب عار ہے مگر صیانت دین و مذہب کے لئے اس عار کو اختیار کرنا موجب اجر و ثواب ہے۔

یہ اس ظالم مفتری کے اس افترا کا جواب ہے۔ کہ "آپ نے قوم اہلحدیث کو چھوڑا ہے"۔ رہا اس کے افترا ہونے کا ثبوت۔ سو اُس سے اس سوال کا کہ قوم اہلحدیث سے میرے ہزاروں احباب و ابناء سے کس کس نے مجھے چھوڑا۔ جواب طلب کرنے پر ہو سکتا ہے۔ وہ مجھے چھوڑنے والوں اور قوم سے الگ کر دینے والوں میں سے ایک ایک کا نام سُنا دے۔ اور فی کس ایک ایک روپیہ انعام لیتا جاوے۔ پہلے اپنے ہی شہر امرتسر یا لاہور یا بٹالہ سے شروع کرے۔ دُور نہ جائے۔ پہلے اپنے آپ ہی کو دیکھ لے۔ وہ خود اپنے اس مضمون میں جسمیں وہ مجھے قوم سے الگ کر دینے کی تہمت لگاتا ہی معترف ہے۔ کہ "میں اب بھی آپکو اہلحدیث ہی جانتا ہوں"۔ اور جس حالت میں وہ خود میرا سخت دشمن و مخالف ہو کر میرے اہلحدیث ہونیکا معترف ہے تو اپنے سے بڑھکر کس میرے دشمن و معاند کا کوئی نام کیونکر پیش کر سکتا ہے۔ جو مجھے اہلحدیث سے خارج سمجھ کر الگ کر چکا ہے۔ اخبار ۱۲ مئی ۱۹۱۶ء میں جس التماس نامہ کو شائع کر کے وہ اس کے مضمون

دیکھو صفحہ ۲۸۹

(بقیہ عبارت صفحہ ۲۸۴) مقام حیرت ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولانا احمد اللہ صاحب امرتسری نے علماء آرہ کو اپنا منصف منظور کیا۔ تاہم انکے فیصلہ کو منظور نہ کیا۔ اور برابر برسرِ جنگ رہے۔ باوجودیکہ اس فساد سے بفضلہ تعالیٰ میرا کچھ نقصان نہیں ہوا۔ اور انشاء اللہ نہ ہوگا۔ لیکن قوم میں ایسے دن کے فسادات اچھے نہیں۔ ایک فریق دوسرے سے الگ ہے۔ ایکدوسرے کی غیبت کرتا ہے۔ ایکدوسرے کی توہین کا مرتکب ہوتا ہے۔ وقت کی کسی کو پرواہ نہیں۔ روپیہ پانی کی طرح بہتا ہے۔ اسی (قاضی عبدالواحد) کی کتاب زیر بحث پر غور کیجئے۔ جناب قاضی عبدالواحد صاحب راولپنڈی سے چل کر زیر نشان ۱۰۰ میں طبع کتاب کیلئے چندہ مانگنے گئے۔ جہاں سے ایک کافی رقم انکو ملی۔ جو سب کی سب مع شئی زائد اس کتاب کی طبع پر خرچ ہوئی۔ نتیجہ کیا؟ یہی کہ ممکن ہے چند کس مجھ سے اور اہلحدیث سے بدگمان ہو جاویں۔ اور چند کس قاضی صاحب اور اُن کے اعوان کی بدگوئی کریں۔ اسکے سوا کونسا ضروری مسئلہ طے ہوا۔؟ ساری کتاب کو پڑھا جائے۔ بجز اُن پرانی گالیوں اور بدگوئیوں کو دُھرانے کے اور کچھ بھی اُسمیں نہ ملے گا۔ جسکا مطلب صرف یہ ہے کہ ؎

"وہی فرقت کی بیماری جو آگے تھی وہ اب بھی ہے"۔

اسلئے اس آئے دن کے فساد بند کرنیکو میں نے بارہا جو تجویز پیش کی آج بھی وہی پیش کرتا ہوں مندرجہ ذیل اصحاب (مولانا احمد اللہ صاحب امرتسری۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی۔ مولوی فقیر اللہ صاحب مدراسی۔ قاضی عبدالواحد صاحب راولپنڈی خصوصاً اور اتباع عموماً اس تجویز میں میرے مخاطب ہیں) وہ تجویز یہ ہے کہ ایک مجلس خاص اصحاب کی منعقد ہو جسمیں آپ صاحبان میرے متعلق اپنا دعوے (خارج از اہلحدیث ہونیکا) پیش کریں۔ اسکے بعد حسب طریق مناظرہ اہلحدیث کی جامع مانع تعریف کرکے مثبت مدعا دلائل دیں۔ جنکا جواب میری ذمہ ہوگا۔ تین اصحاب دو عالم اور ایک وکیل یا پیڈ مجسٹریٹ منصف ہوں۔ فیصلہ جس فریق کے برخلاف نکلے وہ توبہ کرے اور جلسہ کا سارا خرچ بھی وہی ادا کرے۔ میرے خیال میں اس جلسہ کیلئے چار مقام انسب ہیں۔ بٹالہ۔ امرتسر۔ لاہور۔ وزیرآباد۔ آمرتسر کا انتظام میں اپنے ذمہ لے سکتا ہوں۔ لاہور کا بھی ممکن ہے۔ وزیرآباد میں بھی ہو سکتا ہے۔ انشاء اللہ۔ لیکن چونکہ یہ مجلس باہمی نہیں ہوگی اسلئے اسمیں کوئی غیر اہلحدیث ۴

* میرے خیال میں اس عہدہ کیلئے مرزا ظفر اللہ صاحب جج سیالکوٹ بہت موزوں ہیں۔ جو قانون عدالت کے علاوہ مذہبی امور سے بھی واقف ہیں۔

سے اتفاق ظاہر کر چکا ہے۔ اور اسکی منظوری تحریر کر چکا ہے۔ اور اسپر ساٹھ سے زیادہ اعیان اہلحدیث امرتسر کے دستخط ہیں۔ اس التماس نامہ کے شروع میں اس خاکسار ہیچکار اور مولوی احمد اللہ کے نام لیکر مخاطب کر کے اخیر میں یہ فقرات درج کئے گئے ہیں "ہمیں یقین ہونا چاہیئے کہ آپ حضرات کو اس تفرقہ کا ہم سے زیادہ صدمہ ہوگا۔ کیونکہ آپ دونو حضرات قوم کے بزرگ ہیں" اس اعتراف کو قوم سے نقل کر کے اس سے اتفاق کرنا دعویٰ ۴ اخراج جلسہ تحفظ کے دوننے ہونے پر آفتاب دلیل اور رفتار گری ہے۔

خدا تعالیٰ اس نادان کو سمجھ عطا کرے۔ اور ان دھوکہ بازیوں اور افترا پردازیوں سے توبہ کی توفیق عطا کرے۔ ایں دعا از من و از جملہ جہان آمین باد۔ آمین۔ اللھم آمین

اِن حوالجات و عبارات سے جیسا کہ کذب بمرتبہ ہشتم و نہم کا کذب ہونا بخوبی ثابت ہوا۔ ویسا ہی اس کے ضمیمہ سوال کا مغالطہ ہونا بھی واضح ہو گیا۔ کیونکہ جس حالت میں میں نے اپنے نام کے ساتھ حنفی کا ضمیمہ نہیں لگایا۔ اور نہ اپنے عوام پیروؤں کو امر کیا کہ وہ بھی اپنے ناموں کے ساتھ حنفی ضمیمہ لگایا کریں تو پھر یہ سوال مغالطہ آمیز نہیں تو اور کیا ہے؟۔ میں کس امر کو بٹالہ سے شروع کروں۔ اور کس کا نام پیش کروں جو اہلحدیث ہو کر حنفی بھی نام رکھاتا ہو؟۔

یہ ضمیمہ مذہب حنفی یا شافعی اپنے نام کے ساتھ لگانا عالموں کا کام ہے۔ جو حنفی یا شافعی مذہب کے اصول و فروع سے واقف و ماہر ہوں۔ عامی ہو کر حنفی یا شافعی کہلانا ایسا ہے جیسے کوئی علم نحو سے جاہل ہو کر نحوی کہلاوے۔ یا منطق سے بیخبر ہو کر منطقی نام رکھاوے۔ معیار الحق میں بصفحہ ۶۶ منقول ہے بل لا یصح للعامی مذھب ولو تمذھب بہ لان المذھب انما یکون لمن یکون لہ نوع نظر واستدلال ومعرفۃ باقوال امامہ واحکامہ۔ واما من لم یتاھل لذلک وقال انا حنفی او شافعی کان لغواً کقولہ انا نحوی او منطقی۔ ہاں ایک عامل بالحدیث عامی جاہل ہو کر اہلحدیث بھی کہلا سکتا ہے کیونکہ ظاہر حدیث پر عمل کر لینا اجتہاد نہیں ہے۔ جو عالم و مجتہد کا کام ہے بلکہ یہ عمل عامی کو بھی پہنچتا ہے چنانچہ معیار الحق صفحہ ۲۹ میں بحر الرائق و عقد الجید سے نقل کیا گیا ہے اور اسکی مزید تحقیق در اساس اللبیب صفحہ ۲۳ وغیرہ میں ہوئی ہے۔ اشاعۃ السنہ جلد ۲۰ کی عبارت منقولہ سابق میں جو خاکسار نے مولوی ابو یحییٰ کو غیر منصوص و اجتہادی مسائل میں حنفی یا شافعی کہلانیکا مشورہ دیا ہے تو اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ عالم تھے۔ علم اصول فروع مذہب میں دخل رکھتے ہیں۔ میں بھی کسی کے پوچھنے پر (نہ اپنے نام کے ساتھ حنفی کا ضمیمہ لگا کر) احیاناً اہلحدیث حنفی کہلاتا ہوں تو اسکی بھی یہی وجہ ہے کہ حنفی مذہب کے

اصول کا خداداد علم رکھتا ہوں۔ عوام کو کیا علم ہے۔ اور کیا حق ہے کہ وہ بھی اہلحدیث ہو کر حنفی بھی کہلائیں۔ اِس سے منصف صاحب! آپ اور دیگر ناظرین و سامعین سمجھ گئے ہونگے کہ اُنکا یہ کہنا کہ "بٹالہ سے شروع کرکے بتاؤ کہ حنفی کہلانے میں تمہارے اتباع سے کون کون شخص تمہارا پیرو ہے" محض مغالطہ آمیز کذب ہے۔ اب رہا ثبوت کذب نمبر سی ۳۰ ام۔ سو اسکا کذب ہونا ابتدائی اوراق جلد ۲۳ میں ثابت کرکے اُسکے پاس ۱۹۱۴ء میں جلسہ سوم کانفرنس واقعہ پشاور میں بھیجا جا چکا ہے۔ واعظ رحیم آبادی اور حافظ غازیپوری نے باوصف معمولی شہرت تقدس کے اسٹیشن لاہور پر محض جھوٹ بولا تھا۔ کہ ہم جلسہ چھوڑ دیں گے۔ جتنی دیر لگے گی لگائیں گے۔ مگر آپ سے مباحثہ ضرور کریں گے۔ اور مولوی ثناء اللہ نے اِس جھوٹ کو اخبار میں شائع کرکے آنحضرت صلعم سے فہو احد الکاذبین کا لقب و خطاب حاصل کیا ہے اگر یہ کہنا سچ تھا تو آپ ریل گاڑی چھوڑ دیتے۔ اور میرے ساتھ اسٹیشن سے باہر نکل آتے۔ سرکاری اسٹیشن اور ریل گاڑی مباحثہ کا محل نہ تھا۔ پولیس کے سپاہی کب وہاں مباحثہ ہونے دیتے۔ پھر آپ لوگوں کے پشاور پہنچنے پر آپکو کئی تار دیئے جنکی رسید آپ اپنے اخبار میں دے چکے ہیں۔ تاروں کا جواب بھی بذریعہ کارڈ ہی ملا۔ کہ پشاور سرحدی مقام ہے۔ یہاں مباحثہ ہونے سے فساد کا خوف ہے۔ پھر ان دونو کے جلسہ سے واپس آتے ہی لاہور وامرتسر میں انکو بذریعہ مخفی ثنائی منشی عبد اللہ سیکرٹری انجمن* اہلحدیث و شیخ محمد عمر ساکن بٹالہ دعوت مباحثہ کے خطوط بھیجے گئے۔ مگر ان دونو جھوٹے بھگوڑوں نے مباحثہ کا نام نہ لیا۔ باوجودیکہ واعظ رحیم آبادی امرتسر میں میلہ بیساکھی پر کئی دن رہے۔ اسکی تفصیل جلد ۲۳ کے ابتدائی اوراق میں بصفحہ وغیرہ ہو چکی ہے۔ پھر وہ وعدہ اور دعوے مباحثہ کذب نہیں تو پھر کذب کس جانور کا نام ہے؟

منصف صاحب و عامۂ ناظرین! میں اب بھی دعوے سے کہتا ہوں کہ واعظ رحیم آبادی اور حافظ غازیپوری میرے مقابلہ میں کبھی نہ اٹھیں گے۔ اور وہ مجھ سے کبھی مباحثہ نہ کریں گے۔ ثناء اللہ کو تو میں مرزا ظفر اللہ صاحب کی منصفی پر شکست دی چکا ہوں۔ یہ دونو بھگوڑے میرے مقابلہ میں آویں۔ اور مجھے شکست دیں تو میں کرایہ آمد و رفت اُنکا ادا کرونگا۔ جو پیشگی آپکے پاس جمع کرا دونگا۔ اِس مباحثہ میں بھی آپ ہی منصف ہے۔ میں مباحثہ اور گفتگو اِس پیرایہ میں کرونگا جسکو ہر ایک سمجھدار گو عربی خواں اور عالم نہ ہو۔ آسانی سے سمجھ سکے گا۔ میں اردو عبارت سے ثابت کرونگا کہ وہ تینوں

* اسمیں یہ اشارہ ہے کہ جبتک انجمن ثنائی سیکرٹری ثنائی ممبران ثنائی اعتقاد انکار صوا خمسہ مذہب اہلحدیث ہیرپھیر نہ ہوگی واقعی انجمن اہلحدیث نہ ہوگی

درحقیقت اہلحدیث نہیں گو زبان سے اصول اہلحدیث کو وہ مان چکے ہیں اور جاہلوں کو آئیے دام پھنسائے رکھنے کے غرض سے وہی زبان سے کبھی کبھی اقرار بھی کر لیتے ہیں کہ اجماع کو ہم وجدانی طور پر مانتے ہیں اور ہمارے اقوال محض سے صحابہ وسلف کے اقوال محض مقدم ہیں سہ ملاحظہ ہو رسالہ اجتہاد وتقلید ثنائی کا صفحہ ۲۲ اور اخبار اہلحدیث مطبوعہ ۲۳ اپریل کا ضمیمہ

کذب سی ویکم لغایت چہارم مولوی ثناء اللہ کا اخبار ۲۔ اپریل ۱۴ سنہ میں چار جھوٹ بولنا ہے **اوّل** (جو کذب نمبر سی ویکم ہے) اُسکا یہ کہنا ہے۔ کہ مولنا بٹالوی باوجود دعوت جلسہ اہلحدیث کانفرس (امرتسر) میں تشریف نہ لائے بلکہ آکر امرتسر میں خوب اودھم مچایا **دوم** (جو کذب نمبر سی دو دوم ہے) اُسکا یہ کہنا ہے کہ مولنا درخواست پر درخواست بھیجتے ہے کہ بھرے جلسہ میں میرے ساتھ مباحثہ کیا جاوے۔ مجلس شوریٰ نے اس صورت کو پسند نہ کیا **سوم** (جو کذب نمبر سی وسوم ہے)۔ اُسکا یہ کہنا ہے کہ آپنے امرتسر پر اپنے ناراض علما کے ساتھ ملکر جلسہ کی دوسرے روز یعنے ۷ مارچ سنہ کو جلسہ منعقد کرایا۔ **چہارم** (جو کذب نمبر سی وچہارم ہے) اُسکا خاکسار کو یہ کہنا ہے۔ کہ آپنے فرمایا کہ میں لاٹ صاحب کو ملاکر تا ہوں۔ میں ملکر کہوں گا کہ یہ کانفرس اہلحدیث کی نہیں کیوں اسلیے کہ یہ میرے اصول خمسہ کو نہیں مانتے۔ کذب نمبر اوّل اسلئے کذب ہے کہ جلسہ میں شامل ہوکر اصول خمسہ کی تقریر کے لیے مجھے واعظ رحیم آبادی کا رقعہ پہنچا جسکی نقل اشاعۃ السنہ کی جلد ۱۲ کے ۱۳۱ میں ہے۔

اور مینے امرتسر میں پہنچکر اس مضمون رقعہ واعظ مذکور کے نام عین جلسہ میں بھیجا کہ میں امرتسر آگیا ہوں مجھے اصول خمسہ کی تقریر کے لیے وقت مقرر کردیں تو میں اسیوقت حاضر ہو جاوں گا۔ اُسکے جواب میں دوسرے دن مجھے واعظ مذکور کا رقعہ (جو جلد ۱۲ کے صفحہ ۱۳۱ میں منقول ہے اور اصل رقعہ بھی ملاحظہ مصنف صاحب کے لیے پیش کیا جاتا ہے اس مضمون کا پہنچا کہ یہ جلسہ خالص اہلحدیث کا ہے۔ اس میں وہ مسلمان تقریر کا مجاز نہیں ہوسکتا جو اپنے آپ کو حنفی اہلحدیث لکھتا ہے۔ اس رقعہ میں جلسے موقعہ پر اصول خمسہ پر مباحث کرنے سے بھی صاف انکار کردیا چنانچہ اس رقعہ کی تصدیق اسی اخبار کا فقرہ نمبر ۳ بھی کر رہا۔ پھر مجھ پر الزام کہ جلسہ میں تشریف نہیں لائے۔ محض کذب واتہام نہیں تو اور کیا ہے۔ اس کا انصاف

مصنف صاحب پر ہے نمبر ۲ اسلئے کذب ہے کہ میری درخواست تو تقریر اصول خمسہ کے لئے تھی۔ اسپر مباحث کرتے تو بصورت عدم تسلیم اصول خمسہ وہ کرتے مذکور در رقعہ جیسم آبادی ملاحظہ ہو۔ پھر مجھ پر درخواست مباحثہ کا الزام محض اتہام نہیں تو اور کیا ہے۔ نمبر ۳ اسلئے کذب ہے کہ میں تو مولوی ثناء اللہ کا یہ پیغام کہ آپ جلسہ میں آئیں گے۔ تو خون ہو جائیگا بٹالوی نابینا محمد الدین کی زبانی سنکر اور اسکے رقعہ میں مباحثہ سے صاف انکار پڑھ کر مایوس ہو کر بٹالہ چلا آیا تھا۔ یہ جلسہ میرے جانے کے بعد علماء نے تجویز کیا۔ اور مجھے ایک خاص آدمی بھیجکر بٹالہ سے بلایا۔ چنانچہ جلد ۲۳ کے صفحہ ۱۳۵ میں منقول ہے۔ یہ جلسہ میں کرتا تو بٹالہ کیوں چلا آتا اور کرایہ ریل خرچ کرکے ایک آدمی کو بھیجکر کیوں بلایا جاتا۔ نمبر ۴ کا کذب ہونا مولوی ثناء اللہ سے اس سوال کا جواب لینے سے ہے کہ کس شخص کے سامنے میں نے یہ کلمہ کہا تھا۔ ثابت ہو سکتا ہے۔ مولوی ثناء اللہ کسی شخص کا نام نہ لیں اور شہادت بھی پیش نہ کریں تو مجھ سے قسم لیں اور خود جھوٹے پر لعنت کہیں۔ اور مجھ سے بھی لعنت کہلاویں۔ مصنف صاحب ایسی اوچھی بات کیا کوئی عقلمند زبان پر لا سکتا ہے۔ اور لاٹ صاحب جیسے گورنر ملکی کے حضور میں ایسی مذہبی شکایت کون پیش کر سکتا ہے۔

کذب نمبر سی و پنجم لغائیت سی و ہفتم۔ اخبار ۴ اپریل ۱۹۱۵ء میں اپنے پرانے اکاذیب نمبر ۲۶-۲۷-۲۹-۳۰ و ۳۱ کا اعادہ کیا۔ اور یہ کہا ہے۔ (۱) امرتسر کے جلسہ کے موقعہ پر آپ کو دعوتی خط گیا۔ آپ نہ آئے۔ بلکہ امرتسر میں ایک چھوٹی مجلس کا نفرس کے مقابلہ میں کرادی (۲) اسکے بعد پشاور کے جلسہ کی آپ کو دعوت بھیجی اس دعوت کے جواب میں بھی آپ نے اسی طریق سے کام لیا۔ جس سے پہلے لیا تھا۔ اس لئے علیگڈھ کے جلسہ میں آپ کو نہیں بلایا گیا۔ (۳) چند دنوں سے آپنے ایک جدت اختیار کر رکھی ہے۔ یعنے اپنے نام نامی کے ساتھ اہلحدیث حنفی کا ٹائٹل لگاتے ہیں جس کا مطلب صاف ہے کہ اہلحدیث کا سازہ مذہب چھوڑ دیا ہے اور ایک نئے مذہب مرکب کے پابند بنے ہیں

ان اکاذیب ثلثہ کا کذب ہونا اکاذیب نمبر ۲۶-۲۷-۲۹-۳۰ و ۳۱ سے

ثبوت کذب میں ثابت ہو چکا۔ لہذا ہم اس ثبوت کا اعادہ نہیں کرتے۔ ہاں ایک کذب جہام جواب تیس نمبروں پر اُس نے بنا بڑھا دیا ہے۔ اور یہ کہا ہے۔ کہ ایسے بزرگ (حاشیہ میں کہا ہے۔ کہ اس سے مولوی محمد حسین صاحب کی طرف اشارہ) اہلحدیث کا نفرس برخلاف ہو رہے ہیں۔ مگر افسوس اُنکی کوشش کا نتیجہ صرف اتنا رہا کہ جو کاغذ مطبوعہ یا قلمی بھیجے تھے وہ منتظمان جلسہ کے ہاتھ آتا۔ وہ اُسکو فوراً سے پیشتر یہ کہکر ردی میں پھینکدیتے ایں چنیں رقاص را باید وصولِ ایں چنیں بیتا لوی بزرگ نے ایک مضمون پیسہ اخبار میں چھپوایا پھر اس کو اشتہار کی صورت میں کرکے علیگڈھ بھیجا۔ ہم اس موقعہ پر مولوی ابوالقاسم بنارسی کی شکایت کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جو مولانا کے اشتہار کو اس عزت سے باندھ کرلے گئے کہ ہم اسپر مسودات لکھا کرینگے۔ اور پیکٹ باندھنے میں لگائینگے۔ انصاف یہ ہے کہ انکا وزن کرکے ردی کے بھاؤ سے قیمت بٹالہ میں بھیجدیں۔" اِس کذب میں جو ہنسی اور اہانت اس کے آخری سطور میں پائی جاتی ہے اہانت اور ہنسی اپنے روحانی باپ سے کرنا کسی شریف النسب اور نجیب الطرفین آدمی کا کام نہیں یہ تو ہین اس ہنسی کے علاوہ دو کذب پر مشتمل ہے اول جو کذب سی و ہشتم ہے یہ ہے کہ منتظمان جلسہ اشتہار خاکسار کو ایں چنیں رقاص را باید وصولِ ایں چنیں کہکر ردی میں پھینکدیتے۔ دوم جو کذب سی و نہم ہے اس کا یہ کہنا ہے کہ مولوی ابو القاسم یہ کہکر ان اشتہارات کو لے گئے کہ ہم ان پر مسودات لکھا کریں گے۔ اور پیکٹ باندھنے میں لگا دینگے۔ ان دونو اکاذیب کے کذب ہونے پر منتظمان جلسہ خصوصاً سکریٹری جلسہ قاضی صاحب جو میرے قدیم دوست مولوی محمد اسماعیل مرحوم علیگڈھی کے فرزند ہیں اور مولوی ابو القاسم بنارسی کافی شاہد ہونگے۔ ثنا اللہ ان کذبات میں سچا ہے۔ تو قاضی صاحب سے یہ لکھوا دے کہ منتظمین جلسہ سے کسی شریف نے یہ مصرعہ جو کوئی شریف کسی شریف کے حق میں نہیں کہہ سکتا۔ کہکر اشتہارات کو ردی میں پھینکدیا تھا اور مولوی ابو القاسم بنارسی سے، (ان کے قول کی تصدیق کرادے) وہ بھی دو واسطہ سے میرے شاگرد ہیں ایک اپنے والد مولوی محمد سعید کے واسطہ سے جو میری شاگرد مولوی نور محمد مرحوم ملتانی کے شاگرد تھے اور یہ امر اُنکی زندگی میں اشاعۃ السنۃ میں درج ہوکر مشتہر ہو چکا ہے جس

سے مولوی محمد سعید مرحوم نے انکار نہیں کیا۔ دوسرے حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم وزیر آبادی کے واسطے سے جن کا شاگرد ہونا مولوی ابوالقاسم صاحب نے رسالہ جواز کنیت ابوالقاسم میں تسلیم کیا ہوا ہے اور حافظ صاحب کا شاگرد خاکسار ہونا حافظ صاحب کی تحریر مشہر سرورق جلد ۲۳ سے ثابت ہے اور مولوی ثناء اللہ نے اپنے اخبار میں اسکو تسلیم کیا ہوا ہے لہذا مولوی ابوالقاسم سے ہرگز امید نہیں کہ وہ کذب ثنائی کی تصدیق کرینگے۔ اور آجتک اُن سے ایسا ظہور میں کبھی نہیں آیا کہ انہوں نے باوجود ثنائی پارٹی میں داخل ہونے کے میرے حق میں کبھی کوئی کلمہ تو ہیں استعمال کیا ہو جس سے یقین ہوتا ہے کہ یہ کلمہ ثناء اللہ ہی کی ذاتی شرافت و نجابت کا نتیجہ ہے

(گیارہ جھوٹ بولے ہیں۔ پہلے ۴)

کذب نمبر چہلم لغایت پنجاہم مولوی ثناء اللہ نے اخبار ۲۸ جنوری ۱۱ء میں منافقین کی چار خصلتیں (۱) جھوٹ بولنا۔ (۲) وعدہ خلافی کرنا (۳) امانت میں خیانت کرنا (۴) مخاصمت کے وقت گالیاں دینا بیان کرکے خاکسار میں پہلی خصلت (کذب) کے پائے جانے کے ثبوت میں کذب نمبر **چہلم بولا اور یہ لکھا ہے**۔ کہ میں نوٹ نمبر ۴ میں (جو اسی اخبار کے صفحہ ۳ کالم ۳ میں اسنے لکھا ہے) میں ثابت کر آیا ہوں۔ کہ لاٹ مولوی (خاکسار) نے اس مضمون میں (جو اخبار ۲۸ جنوری ۱۱ء صفحہ ۲ و ۳ میں ثناء اللہ نے نقل کیا ہے۔ اور اس میں تعریف اہلحدیث صفحہ ۱۵۹۔ رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۲۰ سے منقول ہے۔ دو جھوٹ بولے ہیں۔ پھر خصلت نمبر ۳ و ۴ کے خاکسار کے پائے جانے کے ثبوت میں **دو کذب چہل و یکم و دوم** بولا اور یہ کہا ہے۔ کہ ایک زمانہ میں میرے مقابلے میں آپ نے لکھا تھا کہ منصفین آرہ کا فیصلہ منظور کرینگا۔ جب منصفوں نے فیصلہ آپ کے برخلاف سنا دیا۔ تو خیر ناکہکر فوراً اثر قرنا بول اٹھے۔ اور منصفین آرہ کو بھی گالیاں دینے لگے (دیکھو اشاعت السنۃ جلد ۱۲ صفحہ ۶۱) پھر خصلت سوم کے خاکسار میں پائے جانے کے ثبوت میں کذب نمبر **چہل و سوم** بولا اور یہ کہا اور یہ کہا ہے کہ آپ نے میرے سے کاتب سے کاپی لکھوائی۔ تو آجتک اُجرت عنایت نہیں کی۔ پھر کہا ہے کہ اسکے علاوہ اور بھی کئی ایک واقعات ہیں جن سے ہم اچھی طرح بتلا دیں گے کہ اس معزز لقب (منافق

کا اطلاق ذات والا صفات پر صادق آتا ہے۔ از انجملہ دو واقعات ذکر کیے۔ ایک واقعہ کاذبہ یہ جو کذب نمبر چہل و چہارم ہے کہ فیصلہ آرہ کے بعد آپ نے مجھ سے معاہدہ کیا۔ کہ فیصلہ کے لیے تین منصف مقرر ہوں۔ مولوی محمد بشیر مرحوم۔ مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب دہلوی۔ مولوی خلیل احمد صاحب سہارنپوری۔ آخر باوجود معاہدہ اور دستخطی تحریر کے پھر گئے۔ دوسرا واقعہ کاذبہ یہ جو کذب نمبر چہل و پنجم ہے اسکے بعد انجمن اہلحدیث لاہور کے موقعہ پر مصالحت ہوئی۔ راضی ہوئے۔ دفتر اہلحدیث میں کئی دفعہ آئے۔ آخر چند روز کے بعد اس سے بھی پھر گئے۔ ان اکاذیب ستہ کے علاوہ اسی اخبار ۸ جنوری ۱۹۱۰ء میں تین کذب (واقعات دروغ) اور دو کذبات تمسخر آمیز اور بولے ہیں۔ اول جو کذب نمبر چہل و ششم ہے اس کا یہ کہنا ہے کہ وہ (خاکسار) متلون طبیعت ہیں۔ پھر کہا ان واقعات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شعر ذیل آپ ہی کے حق میں ہے۔ ؎ دن کہیں رات کہیں رات کہیں تا آخر جو کذب نمبر یازدہم میں منقول ہو چکا ہے دوم کذب چہل و ہفتم اس کا یہ کہنا ہے کہ وہ (خاکسار) حنفی کہلانے کو واجب سمجھتے ہیں اور اس غلط خیال وجوب تقلید مذہب معین کے وجہ سے خاکسار پر سخت تشنیع کی اور یہ مثل سنائی ہے چندیں مدت خدائی کردی ہنوز گاؤ خر را نشناختی۔ اور کہا شیخ الکل کا رسالہ ثبوت الحق الحقیق اور معیار الحق میں ملا علی قاری کا قول لا واجب الا ما اوجبہ اللہ تعالیٰ دیکھ لیا ہوتا۔ سوم جو کذب نمبر چہل و ہشتم ہے۔ اسکا یہ کہنا ہے کہ وہ (خاکسار) گورنمنٹ کی قانون میں پیش پا نیکے محل ہیں پھر کہا میری اس رائے میں آپ کے مخلص دوست بھی شریک ہوتے جاتے ہیں چہارم جو کذب نمبر چہل و نہم ہے۔ اس کا یہ کہنا ہے کہ وہ محمد علی معزول شاہ ایران کی مانند شخصی حکومت چاہتے ہیں پنجم جو کذب نمبر پنجاہم ہے اسکا یہ کہنا ہے کہ وہ (خاکسار) لارڈ کرزن کی طرح چلتے ہیں گے۔ ان گیارہ اکاذیب سے آخری دو اکاذیب متضمن تمسخر کا کذب ہونا محتاج ثبوت نہیں ہے۔ مصنف صاحب و ہر ایک شریف و مہذب ان اکاذیب کو تمسخر آمیز کذب تسلیم کریگا۔ اس مقام پہلے نو اکاذیب چہلم لغایت چہل و ہشتم کو مدلل کیا جاتا ہے نمبر اول یا چہلم کا کذب ہونا ملاحظہ نوٹ نمبر ۳ و ۴ ملاحظہ فرما کر داد و انصاف دیں اور کہیں کہ شتارگ میرے بیان صفحہ ۱۵۹ جلد ۳۰ اشاعۃ السنۃ

کا دروغ یا غلط ہونا ثابت کیا ہے۔ یا اس بیان کی تائید و تصدیق کی ہے۔ و درحقیقت جو جلد ۲ کے صفحہ ۱۵۹ سے تعریف الحدیث نقل کی ہے۔ وہ تفصیل ہے۔ اور جو ثنار اللہ نے اسکے مقابلہ میں رجسٹر انجمن الحدیث لاہور سے نقل کیا ہے وہ اجمال ہے۔ اور جو شخص تفصیل کو اجمال کا مخالف و مکذب کہے وہ خود جھوٹا ہے۔ کذب نمبر چہل و یکم و دوم میری وعدہ خلافی اور دشنام دہی کے دعوے) کا کذب ہونا جلد ۲ صفحہ ۶۱ اشاعۃ السنۃ کی ملاحظہ سے منصف صاحب و دیگر ناظرین کو معلوم و متیقن ہو سکتا ہے۔ نہ مینے بمقام آرہ ثنار اللہ سے کوئی بحث یا گفتگو کی۔ نہ کسی بحث و گفتگو میں آرہ کے منصفین ثلثہ کو منصف مانا اور (۲) انہوں نے میرے اور ثنار اللہ کے مابین منصف ہو کر کوئی فیصلہ اتفاقی دیا اور (۳) نہ مینے منصفوں کا فیصلہ سنکر انکو گالیاں دیں۔ یہ تینوں دعاوے ثنار اللہ محض دروغ بے فروغ ہیں۔ جلد ۲۱ کے صفحہ ۶۱ میں جس منصفی و فیصلہ کا ذکر ہے وہ تو امرتسری علمار کے رسالہ اربعین اور ثنار اللہ کے رسالہ الکلام المبین کے متعلق منصفین علمار ثلثہ آرہ کے فیصلہ و محاکمہ کا اپیل ہے۔ مینے اس فیصلہ کا رد لکھا اور اس کا بطور تواضع و ادب اپیل نام رکھکر اُن ہی علمار آرہ کے پاس نظر ثانی کے لیے پیش کر کے اُن سے وعدہ کیا۔ کہ اگر آپ میرے اعتراضات کا جو وجوہات اپیل ہیں۔ کافی جواب دیں گے تو میں بھی اس فیصلہ کو مان جاؤں گا۔ مگر میرے ان اعتراضات و وجوہات اپیل کے متعلق علمار آرہ نے ابتک ایک لفظ تک نہیں لکھا۔ اور نہ کوئی اتفاقی یا اختلافی فیصلہ دیا۔ پھر میرا اُنکے فیصلہ کی تسلیم سے انکار کرنا اور اُنکو گالیاں دینا کیونکر ممکن و متصور تھا۔ مولوی ثنار اللہ ان دونوں دعوے (میرے خلاف فیصلہ لکھے جانے اور میرے منصفوں کو گالیاں دینے میں) سچا ہے تو بتادے کہ وہ کونسا فیصلہ متعلق اپیل ہے۔ جو میرے برخلاف منصفوں نے لکھا۔ اور وہ کونسی گالیاں ہیں جو میری قلم سے اُنکی حق میں نکلی ہیں ان گالیوں کے الفاظ نقل کرنے چاہیے۔ میر عبدالسلام دہلوی بھی جو اس کذب بیانی میں ثنار اللہ کی تقلید کر کے روزانہ میرا اخبار ۱۱ نومبر ۱۵ء میں مجھ پر یہ دونوں الزام سراپا اتہام دے چکے ہیں۔ اس دونوں کذبات کو ندامت کے

کے ساتھ واپس لیں اور اگر انکے پاس علمائے آرہ کا کوئی فیصلہ میرے اور ثناء اللہ کے مابین منازعت میں تحریر ہوکر پہنچا ہو تو وہ اس فیصلہ کو اور کاپیوں کی فہرست کو پیش کریں۔ ورنہ قرآنی وعید لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا حصہ انکو ملے گا۔ اور ضرور ملے گا۔ دوسرے دوست میر معظم کے فرزند ہیں اس تعلق کی وجہ سے میں نے انکو بھی اس نصیحت سے مخاطب کیا ہے

ایک اور تحریر مصنفین آرہ میں سے صرف دو کس مولوی عبداللہ غازی پوری مولوی عین الحق پھلواروی کی جسکو اپیل فیصلہ آرہ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ خط حافظ صاحب کے متعلق تحریر ہے) جسکے ساتھ مصنف سوم مولوی شمس الحق صاحب نے اتفاق نہ کیا۔ بلکہ بذریعہ ایسی تحریر اس سے اختلاف ظاہر کیا تھا۔ اور انکی تحریر سے ناخوش ہوکر ہی اس نامکمل تحریر کو انہوں نے میرے پاس بھیجدیا تھا۔ اور اب تک وہ تحریر میرے پاس موجود ہے اور مولوی شمس الحق صاحب کے اختلاف کی مثبت مولوی حافظ عبداللہ واعظ عبدالعزیز رحیم آبادی وغیرہما کی شہادتیں تحریری بھی میرے پاس موجود ہیں جو ملاحظہ مصنف صاحب کے لیے اصلی پیش کیجاتی ہیں۔ اگر باہر کے ناظرین اہل انصاف انکو ملاحظہ کرنا چاہیں تو انکے پاس میرے کسی دوست کے کفالت وعدہ واپسی پر بذریعہ رجسٹری ارسال ہوسکتی ہیں (ان تحریرات کی نقل بعد اختتام مضمون ہوگی اگر جگہ ملی) اور اگر اس اصلی تحریر کو ثناء اللہ فیصلہ متفقہ مصنفین ثلثہ سمجھتا ہے تو یہ اس کی خوش فہمی ہے۔ یا دیدہ دانستہ دھوکہ دہی ہے جو موجب کمال بے شرمی ہے۔ اور اسکے مولوی فاضل ہونے کو خاک میں ملانے والی ہے۔ اس تحریر کو مصنف صاحب ملاحظہ کریں۔ اور ان حضرات کی دروغ گوئی یا خوش فہمی کی داد دیں **کذب نمبر چہل وسوم** کا کذب ہونا ثناء اللہ سے اس سوال کا کہ وہ کاپی کسی شخص نے ثناء اللہ سے یا اسکے کاتب سے لکھوائی۔ اور کس کو وہ کاپی انہوں نے دی جواب لینے سے ثابت ہوسکتا ہے۔ اور اگر میرے رسالہ میں کاتب ثناء اللہ کی لکھی ہوئی کوئی کاپی ثناء اللہ نکال دے۔ تو ایک کی جگہ دس کاپی کی اجرت بطور تاوان دے۔ اصل اور سچی بات یہ ہے کہ ایک کاپی شیخ عبدالعزیز مرحوم امرتسری نے سرورق ایک رسالہ اشاعۃ السنۃ کی ثناء اللہ کی معرفت لکھوائی تھی اس میں ثناء

انہ نے تصرف بھی کیا متعلق کیفیت اتمام طبع رسالہ اصل مضمون کو بدل کر اس میں کچھ لکھ دیا۔ پہلے اس کو کاتب کو اصل مضمون دکھا کر اسکے بعد وہ کاپی شیخ عبد العزیز صاحب کو واپس دی۔ یہ تمہید بات مولوی اللہ وتا واغطا اللہ کے ذریعہ کہلا بھیجی کہ اگر فلاں تاریخ تک کاپی مطابق اصل مضمون صحیح ہو کر نہ آئی۔ تو میں اور کاتب سے کاپی لکھوا کر چھپوا لوں گا۔ یہ میعاد گزر گئی۔ اور وہ کاپی شیخ عبد العزیز صاحب نے مجھے نہ بھجوائی تو میں نے اور کاتب (غلام قادر نامے) سے کاپی لکھوا کر چھپوائی میرے اس بیان متعلق غلطی و واپسی کاپی پر شیخ عبد العزیز صاحب مولوی ثناء اللہ خلف کے ساتھ انکار یا اسکی تکذیب کرے تو ۸ ر اجرت کاپی مجھ سے وصول کرے کذب بمنتر ہل و چہارم کے کذب ہونے پر تین شہادتیں پائی جاتی ہیں دو ثناء اللہ کی اپنی اخبار کی شہادتیں۔ تیسری مصنف صاحب کی شہادت (جو بگمان غالب و امید قوی گذرے گی۔ انشاء اللہ تعالے)

اخبار ثناء اللہ کی پہلی شہادت اسکی اخبار ۳۰ رمضان ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۷ء ہجری اسکی مکملی چٹھی خاکسار کے نام شائع ہوئی تھی۔ جس میں یہ سوال درج ہے کہ آپ اپنا مضمون ابھی فیصلہ مضمونوں کے پاس تو نہ بھیجیں گے یا بھیجیں گے اگر بھیجیں گے تو کب۔ اور اگر نہیں بھیجیں گے تو کیوں۔ تو خاکسار نے اس کا جواب اسکو اپنے خط مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۷ء میں لکھ دیا۔ کہ ۱۷ رمضان ۱۳۲۵ھ کو ایک مضمون خاتمہ جنگ یا خاتمہ قادیانیت کے درست کیا تھا۔ دیا کہ مکرر پڑھا جائے۔ اور اس کا قصہ یہ تھا کہ یہ سوال اور تفسیر حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمائی تھی۔ مولوی محمد حسین صاحب کو اختیار ہے تیسرا جو چاہیں لکھیں میں اب کچھ نہیں لکھونگا۔ اس انکار سے تمنے اس معاہدہ کو خود ہی فسخ کر دیا ہے اور اب الٹا مجھ سے یہ سوال کیا ہے جو تمہاری چٹھی سے اوپر نقل ہو چکا ہے۔ اسکے جواب میں بھی یہی لکھ دیا کہ آپ میرے اعتراضات کا جواب تحریر کر کے میرے پاس بھیجینگے یا نہیں اگر بھیجینگے تو کب۔ اور اگر نہیں بھیجیں گے تو کیوں۔ اور تحریر مذکور میں تمہارا یہ کہنا کہ میرا رسالہ اور تفسیر جواب کے لئے کافی ہیں۔ ہرگز کافی نہیں۔ معاہدہ میں مصنفوں کے پاس رسائل اور تفسیر کا بھیجنا قرار پایا تھا۔ یا میرے اعتراضات کا جواب لکھ کر بھیجنا کچھ تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

سوچو اور انصاف سے کام لو۔ اس خط ۴ م۔ اکتوبر میں یہ بھی لکھدیا تھا۔ کہ میں نے تمہاری اس درخواست کو بھی منظور کر لیا۔ اور ان رسائل اور انکے جوابات کے ساتھ ایک مختصر ریمارک تمہاری ہاں بھیجدیا تھا۔ تمنے اس ریمارک کو تو ابتک دبا رکھا ہے۔ اور اس سوال کو (جو کھلی چٹھی میں درج ہے) اخبار میں شائع کر دیا۔ اس سے ناظرین سمجھ جائیں گے کہ اہل شوریٰ کے پاس اعتراضات مندرجہ رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۲۱ اور اُنکے جوابات بھیجنے میں توقف تمہاری طرف سے ہو رہا ہے۔ یا میری طرف سے۔ (ابو سعید محمد حسین ۲۲ اکتوبر ۱۹۰۶ء) اسکے جواب میں مولوی ثناء اللہ نے پہلے مضمون معاہدہ ۱۱ جون ۱۹۰۶ء نقل کیا۔ جو خاکسار کے خط ۱۲ اکتوبر کی پوری تصدیق کرتا ہے۔ پھر اسکی تصدیق میں خاکسار کا خط ۷ جون ۱۹۰۶ء اسی اخبار میں نقل کیا۔ پھر اس کا جواب اپنی طرف سے نقل کیا۔ جسمیں عجیب روباہ بازی کی ہے۔ پہلے مضمون معاہدہ کا مطابق بیان خاکسار اعتراف کیا۔ اور مواضع محل اعتراض بیان کرکے وعدہ جواب دہی کیا ہے۔ پھر جواب سے انکار کرکے بجائے جواب اپنے رسائل کو پیش کرنا کافی کہا ہے۔ اور ایک فضول بحث کی۔ پھر اسکے جواب میں میرا خط ۲۷ جون ۱۹۰۶ء نقل کیا۔ جس میں میں نے اس فضول بحث کا جواب دیکھکر یہ کہا ہے کہ (۱) منظور ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ کے رسائل آیات متشابہات والکلام المبین اور میرے مضامین بلدام (فیصلہ ۱۲ جات نمبر ۳ و ۴ و ۵ و خط بنام حافظ محمد اللہ و مناظرہ آرہ و اپیل فیصلہ آرہ و ۱۰ شخصوں کی تصدیق) میں پیش ہوں۔ پھر جس امر میں ان میں سے دو شخص متفق ہوں اسکو قبول کیا جاوے۔ میرے جوابات بمنزلہ اس مقالہ تحریر ہذا کے جواب میں مولوی ثناء اللہ کچھ لکھیں تو مجھے دکھایا جاوے۔ صحیح ہوگا تو مان لونگا۔ مصنف صاحب کے پاس نہ بھیجنے کی ضرورت ہی نہ رہے گی ورنہ اہل شوریٰ کے پاس اسی قسم کے ریمارک کے ساتھ بھیجا جاوے گا۔

پھر اسکے جواب میں مولوی ثناء اللہ نے ایک فضول بحث کرکے وہی پرانی بات لکھی کہ میرے رسائل و تفسیر کو منصفین بغور ملاحظہ فرمائیں۔ اور بعد ملاحظہ جو فیصلہ فرمائیں مجھے منظور رہے۔

پھر اس کا جواب میری طرف سے نقل کیا جس میں میں نے اصل تحریرات فریقین پر منصفوں کی منصفی کو منظور کر لیا تھا۔ اس جواب کو نقل کرنے کے بعد مولوی ثناء اللہ صورت فیصلہ یہہ لکھی۔ کہ امرت سر میں کسی صاحب کو خط و کتابت منصفین کے لیے معتمد بنا دیں۔

اسکے جواب میں خاکسار نے میاں فیروز الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ امرت سر کا نام پیش کیا۔ تو انکو ثناء اللہ نے منظور کر لیا۔ اور اخبار ۱۱ نومبر شنہ میں میری اس تجویز اور اپنی منظوری کو مشتہر کر دیا۔ اسکے بعد اس وقت تک منصفین مذکورین کے پاس کاغذات کے بھیجنے کا نام نہ لیا۔ گویا اپنے خیال میں اس بحث کو یہاں ہی ختم کر دیا۔ اور شائد اسی وجہ سے اس مضمون کا عنوان خانہ جنگی کا خاتمہ تجویز کیا ہوگا۔ اس تفصیل سے جو شنائی اخبارات سے نقل کی گئی ہے مصنف صاحب و عامہ ناظرین سمجھ جائینگے۔ کہ یہ شنائی اخبارات ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۲۵ھ مطابق ۷۔ اکتوبر شنہ تا ۱۰ شوال ۱۳۲۵ھ مطابق ۹ نومبر شنہ صاف شہادت دے رہے ہیں کہ ۹ نومبر تک خاکسار منصفی اصحاب ثلثہ دہلی و سہارنپور کو مانتا چلا آیا ہے۔ اخبار ۱۱ نومبر میں میاں فیروز الدین صاحب کا معتمد خود کتابت منصفین ہونا مسلم فریقین و پبلک پر ظاہر کیا ہے کہ اسکے بعد مولوی ثناء اللہ نے میاں فیروز الدین صاحب جو انکے شہر کے رہنے والے ہیں اور ان سے ایسے تعلقات رکھتے ہیں جو ہونے کی درخواست کی یا نہیں۔ اگر کی ہے تو مجھے اس سے کس ذریعہ سے اطلاع دی اور مجھنے یہ اطلاع پاکر تجویز مذکور کی تعمیل سے کب انکار کیا۔ اور کس ذریعہ سے انکار کیا۔ کوئی میری تحریر مولوی ثناء اللہ مضمن انکار پیش کرینگے۔ تو میں اپنا بوریا بستر جانا مان لونگا۔ اور اسکا جرمانہ یا تاوان بھی جسقدر وہ کہیں گے بھر دونگا۔ اور اگر وہ ذہن نہیں کی تو کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ اس تحریر سے انہوں نے خود ہی گریز کیا۔ اور اس خانہ جنگی کو خود ہی ختم کرنا چاہا۔ جیسا کہ عنوان مضمون سے اشارہ کیا تھا۔ پھر اس منصفی سے پھر جانے کو انکا فرار کیا صرف منسوب کرنا کذب نہیں تو اور کیا ہے۔

اخبار ثنائی کی دوسری شہادت۔ مولوی ثناء اللہ اخبار ۱۵ جولائی

مضمون زیر بحث یک طرفہ ڈگری کرنے کی اسکے جو بہ میں پیش تین کاذیب مغالطات اور
بعونہ تعالیٰ ان شاء اللہ ان کذب و مغالطہ اول میری اس تجویز کو نقل کیا ہے کہ مباحثہ
دہلی میں جو مولوی عبداللہ غازی پوری اور مولوی عبدالحق وغیرہ مدرسین مدرسہ اسلامی
مرحوم کے لیے موجود ہوں اور اگر شیخ یا منصفین سے اسکو منظور نہ کیا تو پھر لاہور کی مسجد
نیلا گنبد میں جس میں تمام مدارس اسلامی موجود ہونگے اور وہی منصفی کریں
کے اسی پر تمام منظور نہ کرو تو بنا چاری یہ مجمع اور شیخ خیرالدین کے سجد میں ہو اور اس
میں جملہ علماء شہر اور جو باہر سے آسکیں موجود ہوں علما حضار مجلس سے کسی ایک شخص کو منصف
قرار دیا جائیگا بلکہ حاضرین کی (بچارلی ڈاکٹر حاضرین) کی رائے سے فیصلہ ہوگا پھر اسکے جواب
میں کہا ہے کہ حاضرین کی کثرت رائے سے فیصلہ کرانے کی شرط آپکا فرار و انکار ثابت کرتی
ہے۔ آپ چونکہ مضمون تقلید پر بحث کرنے کا خیال رکھتے ہیں۔ اسلیے حاضرین کی کثرت
سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ کیوں مولانا سمجھے یا نہیں۔ اسی کو کہتے ہیں

؎ من اندازِ قدرت را میشناسم ۔ اب سنیے میری تجویز میں علمی بھائیوں کے جھگڑے
کو علاتی اور اخیافی اور چچیرے بھائیوں تک پہنچانا نہیں چاہتا۔ اسلیے سب سے بہتر تجویز یہ ہے
کہ امرتسر میں جناب مولوی احمداللہ صاحب کی مسجد میں مباحثہ ہو مگر مصنفہ مسلمۃ المصرفین
درمیان میں ضرور ہو۔

کذب و مغالطہ دوم۔ اسکا یہ کہنا ہے کہ فرمائی جب شہر میں مشہور ہوگا کہ فلان فلان
مولوی کا مباحثہ ہوگا تو کتنے عوام جمع ہونگے۔ اور کتنے خواص لاہور یا امرتسر میں تل دھرنے
کی جگہ نہ رہیگی

سوم۔ جھوٹی لاف زنی و کذب [illegible] کہ میں تو اس روز کو عید سعید سمجھونگا۔ جس روز
آپ تصنیف کے سامنے آویں گے ؎

یہاں کے آنے کا مقرر قاصدا وہ دن کرے۔ جو تو مانگے کا وہی دونگا خدا وہ دن کرے

مگر میں پیشگوئی کرتا ہوں کہ آپ کبھی میدان مباحثہ میں نہ آویں گے"

ان دروغگویوں اور لاف زنیوں کے بعد ۔ اس اخبار کے صفحہ ۸ کے اخیر میں

یہ کہتا ہے کہ دہلی اور لاہور میں آنا جانا تو کس قدر مشکل ہے۔ اور یہ میں مجبور ہوں
[illegible] کہ آخری قرارداد کی تصریح کے ساتھ اور [illegible] کو
کوشش کروں لیکن وہ میرا مشورہ نہیں مانتے اور مجھ سے کہتے ہیں کہ تم
کرانا چاہتا تھا اور اگر مصنفین سابقہ کا مصنف ایک نزدیک بلایا ہوتا تو اس
چیلنج کے جواب میں صاف کہتا کہ مصنفین جو سے تمہارے درمیان تصفیہ ہو چکے ہیں ان ہی
چھوڑ دو ان ہی سے یہ فیصلہ کرالو۔ یا انکی خدمت میں [illegible] یہ متفقہ مسلم الطرفین (میاں
فیروز الدین صاحب) کا تفاوت تنازع سابق وحال کیسا ہو۔ تجویز تسلیم مصنفین سابق
اسنے چھوڑ دی۔ تو یہ نئی تجویز اس کی خدمت سے نکلی۔ سچ ہے دروغگو را حافظہ نباشد۔ انہا۔ ثمائی
کی دوسری شہادت پوری ہوئی۔ ان شہادات کے ضمن میں ان اکاذیب و مغالطات ثلثہ پر
بحث کرنا ایک اجنبی امر ہے۔ لیکن اس خوف سے کہ عوام کم فہم ان اکاذیب سے دھوکہ نہ
کھا جاویں۔ اسی جگہ ان اکاذیب پر بحث کی جاتی ہے۔ اس کا پہلا کذب حاضرین کی کثرت
رائی سے فائدہ اٹھانے کو اسکا مباحثہ سے فرار و انکار قرار دینا اور منصفی کے لیے کسی ایک
شخص یا خاص اشخاص کو ضروری قرار دینا تمام دنیا کے دینی و دنیوی مباحثات کے روش و
اصول کے برخلاف ہے اور یہی ایک آلہ اسکے ہاتھ میں ہے جس سے وہ خاص اشخاص کو منصف
بنا کر انکو دھوکہ دیکر اپنے خیال سے متفق کر کے کامیاب ہو جاتا ہے۔ میں بار بار کہتا ہوں کہ
منصف بنانا اور انکی کثرت رائے سے فائدہ اٹھانا علماء و فقہا و محدثین و اصولیین میں معمول
چلا آتا ہے۔ اور دنیاوی مجالس مباحثہ قانونی حتی کہ پارلیمنٹ میں بھی اسپر عمل ہے۔ و
معہذا یہ خاکسار شخص رائے کو بھی منصفوں کے [illegible] ہے۔ [illegible]
کو رد کرنے کے لیے آخری تقریر کا حق مجھے دیا جاوے
اسکے اس عذر و بہانہ کا کہ خاکسار تقلید پر بحث کرنے کا خیال رکھتا ہے اسلیے اکثر علما
کو جو تقلید کے قائل ہیں جمع کر کے انکی کثرت رائے سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے جواب
یہ ہے کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ مذہب اہلحدیث (اتباع اجماع و آثار سلف جو ہم

دونوں میں متنازعہ فیہ ہے) کے علاوہ مسئلہ تقلید فقہا و اقوال مقلدین فقہاء کو جو اس دیار میں ہیں پیش کیا جاویگا۔ اور اس بحث میں امثال قول شیخ ابن الہمام صاحب فتح القدیر کو جو حاشیہ ہدایہ کے باب الجمعہ میں انہوں نے فرمایا ہے۔ "قول الصحابی لیست عندنا فیجب تقلیدہ بل لم یقم شیئ من السنۃ" پیش نہ کیا جاویگا۔ بلکہ اقوال ائمہ و علماء محدثین کو جنکے تصانیف و اقوال سے تم رات دن تمسک کرتے ہو پیش کیا جائیگا۔ اور انہی کی عبارتی سے فائدہ اٹھایا جائیگا چلو اب کہاں چلو گے اور عبارتی محدثین سے بھاگ کر کہاں جاؤ گے۔

تیسری شہادت میاں فیروز الدین مصنف کی شہادت ہے۔ میاں صاحب بیان فرماویں کہ ۸ نومبر ۱۸ سنہ سے اسوقت تک کہ ۱۶ سنہ گذر گیا ہے۔ یا ۱۵ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء تک جس میں ثناء اللہ نے ایک اور منصف امرتسری مقرر کرنا تجویز کیا تھا۔ ثناء اللہ نے کبھی آپ سے درخواست کی تھی کہ آپ ہمارے منصفین ثلثہ دہلوی و سہارنپوری سے ہمارے تنازعہ کی متعلق منصفی منظور کرائیں۔ اور انکے پاس کاغذات فریقین کے متعلق تنازعہ ارسال کرنیکا اہتمام اپنی ذمہ لیں۔ یا نہیں کی۔ اگر کی ہے تو کیا انہوں نے اس درخواست کو منظور کیا تھا یا نہیں اور اگر کیا تھا تو اس خاکسار کو اس منظوری سے اطلاع دی تھی یا نہیں۔ ہر ایک سوال کے جواب میں شق نفی اختیار کرنے پر میری طرف پھر جانے کی نسبت ثناء اللہ کا دروغ ثابت ہے۔ اس شہادت کے بعد انصافاً آپ ہی سے مطلوب ہے۔ اب اس انصاف میں توقف و تامل کرینگے تو عامہ ناظرین تحریرات فریقین بے انصاف کرینگے۔ اور بھگوڑے جھوٹ بولنے والے کو متعین کر کے اس کا کالا کریں گے۔ اور گدھے پر سوار کرا کر شہر امرتسر میں گشت کرانے کے لائق قرار دینگے انشاء اللہ تعالے

ثبوب کذب چہل و نجم

مصالحت لاہور سے پھر جانا ثناء اللہ کی طرف سے ہوا۔ جبکہ شرط مصالحت لاہور کا خلاف اسنے کیا۔ تب ہی سے خاکسار نے اس سے ملنا چھوڑا۔ وہ شرط یہ تھی کہ وقت مصافحہ بعد المصالحہ مینے کی تھی۔ کہ اس اصول مصالحت کے مطابق ثناء اللہ کا دیکھا جاوے گا۔ یہ

ایسی شرط ہے کہ خاکسار ہر ایک شخص سے اسکے ساتھ مصالحت کرنے پر کر پیش کیا کرتا ہے۔ مصافحہ بعد المصالحہ لاہور کے وقت اس شرط کرنے کی تصدیق مصالحت سیالکوٹ کے وقت شکار اللہ کے دست گرفتہ و تعلیم یافتہ ابراہیم سیالکوٹی نے کی اور اس تصدیق کی عمایدالمحدیث سیالکوٹ نے جو اس مصالحت کیسالکوٹ کے موقعہ پر پیش کی جائیگی انشاء اللہ تعالے سیٹھ امرتسر اس کے مکان پر پہونچکر اس شرط کا ایفا اس سے چاہا۔ اور اس سے اجمال اصول جلسہ نیا دہلی نمبر المحدیث لاہور کی تفصیل میں جو مضمون اشاعۃ السنۃ جلد ۲۰ کے صفحہ ۵۹ سے اسکے اخبار ۲۸ جنوری ۱۸۹۸ء میں منقول ہے اس کو لکھوانا چاہا تو پہلے وہ کھانے پکنے کے وقت ہو خاکسار میرے لیے بطور ضیافت اس نے تیار کرایا تھا۔ مجھے ادھر اُدھر کی تقریر میں کر کے ٹلاتا رہا۔ پھر جب کھانا کھانے کا وقت آیا تو اس نے تفصیل لکھنے سے صاف انکار کر دیا۔ پھر میں اس سے ناراض ہو کر اسکے پرائیویٹ سکرٹری میاں حبیب اللہ کے مکان پر چلا گیا۔ اور اُنکے ہاں کھانا کھایا۔ اسکا پکا ہوا کھانا پڑا رہگیا اس تفصیل سے مصنف صاحب اور دیگر ناظرین و سامعین یقین کر سکتے ہیں کہ لاہور کے شرط مصالحت سے عہد شکنی کر کے وہ پھر گیا۔ خاکسار نے اس مصالحت کا خلاف ہرگز نہیں کیا

کذب نمبر پنجم و ششم کا کذب ہونا کذب نمبر ۱ کے ثبوت سے ثابت ہے کیونکہ تینوں خبیث اور اشرار دونوں دست متناد ہیں اور دو متضاد کا کبھی جمع ہونا کبھی ہو نہیں ہو سکتا۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ آمین۔

کذب نمبر پنجم و ہفتم کا کذب ہونا مولوی ابوالقاسم محمد حسین حافظ آبادی کے مضمون کیا حنفی المحدیث نہیں؟ (جو اشاعۃ السنۃ جلد ۲۲ میں صفحہ ۲۲۹ شائع ہوا ہے) کو ملاحظہ کرنے سے تیقن ہو سکتا ہے۔ اس مضمون کو بینے درج رسالہ کیا تو اسکی تمہید ریمارک میں خاکسار نے یہ فقرہ لکھا تھا کہ جو شخص عمل بالحدیث کو مقدم کرے اور معہذا وہ جس مسئلہ میں کوئی دلیل (قرآن و حدیث) نہ پاوے تو اس مسئلہ میں کسی سنی امام مسلم الاجتہاد کے تقلید کر لے۔ اور اس وجہ سے وہ حنفی کہلانا صرف جائز نہ واجب سمجھے تو یہ امر اسکے لیئے کیوں ناجائز ہے۔ یہ مضمون رسالہ الہدی (ماہ سر) میں چھپا تو

۲۸ میں بجائے لفظ ناواجب لفظ واجب غلطی کاتب سے لکھا گیا تھا۔ اس رسالہ الہدیٰ سے اس ظالم مفتری نے اس مضمون کو اپنے اخبار ۲۸ جنوری سنہ میں نقل کرکے اسپر نکتہ چینی کرنی چاہی تو یہ غلط لفظ ناواجب نقل کرکے اسکو آڑ بناکر اعتراض بنایا۔ اور کہا کہ اتنی مدت میں اُنکو اتنی بھی خبر نہیں کہ کسی خاص شخص یا مذہب کی تقلید واجب نہیں جسپر خاکسار نے اسکو متنبہ کیا۔ یہ لفظ غلط ہے۔ ہمنے نہ واجب لکھا تمہارے رسالہ الہدیٰ میں اسکو واجب لکھا تھا تم اسکو صحیح کرو تو اس نے یہ عذر کیا کہ یہ مضمون میں نے بایں لفظ رسالہ الہدیٰ سے نقل کیا ہے پہلے وہ اُسکو درست کریگا۔ تو میں بھی اسکو درست کرلونگا۔ پھر جب رسالہ الہدیٰ میں اس لفظ کی تصحیح ہوگئی۔ اور اس ظالم مفتری کو اسپر اطلاع دی گئی۔ تو پھر بھی اس نے اس لفظ کی تصحیح نہ کی۔ اور اپنے اعتراضات کو واپس نہ لیا۔ اور اس اخبار میں اُسکا رد نہ چھاپا۔ ہرچند اولا یہ غلطی کاتب الہدیٰ کی تھی۔ مگر آخر غلطی ظاہر ہوجانے پر اس غلطی پر اصرار قائم رکھنے سے یہ بے ایمانی اور دروغ گوئی ہوگئی۔ جو مصنف صاحب و دیگر ناظرین اہل انصاف کی خاص توجہ کے لائق ہے۔ اس نالائق و نافرمانبر شاگرد کے اپنے دادا اُستاد پر تشنیع کہ رسالہ ثبوت الحق الحقیق میں تقلید مذہب کو ناواجب کہا گیا ہے۔ ان کتابوں کو تو دیکھ لیا ہوتا۔ بڑی شرمناک گستاخی ہے معیار الحق کا یہ خاکسار مؤلف یعنے ایڈیٹر چشمہ سنہ بھی صفحہ ۳۰۵ جلد ۳۳ لکھ چکا ہے اور یہ ظالم بھی میرے اس مضمون کو اپنی اخبار ۲۸ فروری سنہ میں نقل کرچکا ہے اور قول فیصل کا اس میں دو ناقل ہے۔ اور مسئلہ عدم وجوب تقلید مذہب معین کا تمام ہندوستان و پنجاب میں بذریعہ معیار الحق و رسالہ منح الباری فی ترجیح صحیح البخاری و رسالہ تبیان فی رد البرہان اُسوقت سے رواج دینے والا۔ جسوقت تک تمہارا نام بھی نہیں ہوا تھا۔ اور مسئلہ تقلید و اجتہاد کو تو تم نے پیدا ہوکر اُسوقت تک باوجود تالیف رسالہ تقلید و اجتہاد کے پورا نہیں سمجھا چاہو تو ایک مجلس علماء اصول میں اس کا فیصلہ کرالو۔

ثبوت کذب چہل و ہشتم۔ یہ کلمہ کاذبہ یہ مفتری اور اس کا ایک نامہ نگار

حیدرآبادی عبدالعظیم نامی مدت سے کر رہے ہیں جس سے اُنکا مقصود یہ ہے کہ خاکسار اب مستقیم الحواس نہیں رہا اور اسپر وہ ایک ڈاکٹر کا (اسکو میرا مخلص دوست کہکر قول بطور شہادت الجنار ۲ ستمبر سنہ ۱۹۱۰ء پیش کر چکا ہے اس کذب کا کذب ہونا ثبوت کذب نمبر شصت وسوم میں آئیگا انشاء اللہ تعالے

کذب نمبر چہل ونہم و پنجاہم کی نسبت پہلے کہا جا چکا ہے کہ وہ محتاج ثبوت نہیں ہر ایک مہذب و شریف انکا تمسخر آمیز کذب ہونا تسلیم کریگا۔ فتنار اللہ۔ الجنار ۲۹ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء میں ایسی دلیرانہ چھ جھوٹ بولے ہیں۔ جنکی نظر سے وہ ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد کا مصداق بن گیا ہے

پہلا جھوٹ جو کذب پنجاہ ویکم ہے اُسکا یہ کہنا کہ مولوی صاحب (خاکسار) نے میری نسبت کہا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ ابوبکر اور عمر کی نہ مانو۔ میری مانو۔ اُسکا جواب مولوی صاحب سے طلب ہوا تو انہوں نے کہا کہ جو کچھ میں نے کہا ہے تمہاری عبارت کی گویا تشریح ہے۔ اصل عبارت نہیں ہے۔ حاضرین نے مولوی صاحب کے برخلاف فیصلہ دیا۔ اور ان الفاظ کو واپس لینے کی بابت گذارش کی۔

دوسرا جھوٹ جو کذب پنجاہ ودوم ہے اُسکا یہ کہنا کہ مولوی صاحب نے رسالہ الہدی کے مضمون میں مجھے منافق کہا ہے اس کا جواب ان سے طلب ہوا تو مولوی صاحب نے کہا کہ اس نے فلان فلان مجھ سے وعدہ کیا جو پورا نہیں ہوا۔ حاضرین نے مولوی صاحب کا ثبوت کافی نہ جان کر بالاتفاق عرض کیا کہ آپ اپنے الفاظ کو واپس لیں

تیسرا جھوٹ جو کذب پنجاہ وسوم ہے اُسکا یہ کہنا ہے کہ مصالحت الامور بین کوئی شرط نہ ہوئی تھی

چوتھا جھوٹ جو کذب پنجاہ وچہارم ہے اسکا یہ کہنا ہے کہ فریقین نے صفائی قلب سے ایک دوسرے سے معافی مانگ لی۔

پانچواں جھوٹ جو کذب پنجاہ وپنجم ہے اسکا یہ کہنا ہے کہ مولوی صاحب رسالہ اتباع سلف کا جواب شائع کر سکتے ہیں بشرطیکہ صفحہ اول پر یہ عبارت

لکھدی جائے۔ کہ جو جو الفاظ درشت اور نامناسب اور دل آزار رسالہ ہذا میں پائے جاویں ان سب کو مصنفہ لینے والپس لیا ہے۔

چھٹا یہ جھوٹا وعدہ جو کذب نمبر پنجاہ و ششم ہے اسکا یہ کہنا کہ آئندہ مسائل اختلافی کی اشاعت کی نسبت قبل تحریری یا تقریری اشاعت کے باہم مشاورہ و استصواب و بحث کر لیا کریں گے۔

اِن اکاذیب ستہ کے کذب ہونیکے ثبوت میں مَیں از خود کچھ نہیں کہتا۔ بلکہ عمائد مجلس سیالکوٹ کے (جنمیں ایک ثناء اللہ کا ثانی ثمنین (کانّہ ھو) مولوی ابراہیم سیالکوٹی بھی ہے) کے دستخطی خط پیش کرنا کافی سمجھتا ہوں۔ وہ خط یہ ہے جو اصل پیش کیا جاتا ہے:-

جناب مولانا مولوی محمد حسین صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب کے خط محررہ یکم مئی سنہ ۱۹۱۰ء ع ۲۱۲ کے جواب میں التماس ہے:-

(۱) واقعی جو فیصلہ ہو چکا تھا کہ آئندہ قبل تحریری یا تقریری اشاعت مخالفانہ کے باہم مشورہ و استصواب و بحث کر لیا کریں تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے مواہدہ مصالحت کے علاوہ جو تمہیدی ریمارک کئے ہیں وہ غیر ضروری بلکہ نامناسب ہیں۔

(۲) لفظ منافق کی نسبت صرف اسقدر عرض کرنا کافی ہے کہ مجلس مصالحت نے فریقین کے دلائل صحت یا غلطی کو غیر ضروری اور طولانی تصور کر کے اس خیال سے کہ زیادہ حیص بیص میں ملال نہ بڑھے یہ التجا کی تھی کہ جناب بلحاظ اپنی عظمت کے لفظ منافق کو جو مولوی ثناء اللہ صاحب کی نسبت استعمال کیا گیا ہے واپس لیں۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب کو جو اس لفظ سے رنج ہوا ہے معاف کر دیں۔

(۳) غلطی ع ۲ و ع ۳ مندرجہ خط جناب کا تعلق اس مجلس مصالحت کے ساتھ نہیں ہے کیونکہ یہ لاہور کی مجلس کے متعلق ہے۔

(۴) اختصاراً التماس ہے کہ جب مولوی ثناء اللہ صاحب نے مجلس میں یہ فرمایا کہ نہ میں نے یہ کہا ہے نہ یہ میرا مذہب ہے، کہ میرا قول شیخین کے قول کے مقابلہ میں مانا جاوے یا اسکو فوقیت دیجاوے تو چوہدری سلطان محمد خانصاحب نے کہا کہ جب مولوی ثناء اللہ صاحب اس امر کو مانتے ہیں کہ یہ

انکا عقیدہ نہیں ہے تو پھر اسمیں زیادہ بحث کی ضرورت نہیں ہے" جو نسبت عبارت معاہدہ کے ہی مجلس سے جب آپ تشریف لیگئے تو معاہدہ کی عبارت کا مسودہ جو چوہدری سلطان محمد خانصاحب نے جلدی سے لکھا تھا اسکو صاف نویسی کرنے میں بجائے "فریقین نے معافی دے دی" کے "فریقین نے معافی مانگ لی" لکھا گیا۔ اور یہی فیصلہ ہوا تھا۔ کسی نے دوسرے سے معافی نہیں مانگی تھی بلکہ خود دیدی تھی۔ اگر اسمیں کچھ قصور ہے تو صرف مجلس مصالحت کے ارکان کا سہو ہے جسمیں آپ شامل نہ تھے۔

(۶) نسبت الفاظ درشت و نامناسب کے آپنے فرمایا تھا کہ جو الفاظ اس قسم کے میرے رسالہ میں پائے جاوینگے وہ میں واپس لے لونگا۔ فقط۔ والسلام ۔ احمد الدین ۲۵/۱۰

مگر میں صرف معاہدہ کی صاف نویسی کے وقت موجود و شامل تھا ۔ چوہدری سلطان محمد خان صاحب۔ بیرسٹر ایٹ لاء۔ صاف شدہ مسودہ پر میں نے صاف کنندگان کے اعتماد پر دستخط کر دیا تھا۔ اور مولوی صاحب نے میرے اعتماد پر ۔ میں حاضر مجلس اسوقت ہوا جبکہ بحث مباحثہ ہو چکا تھا۔ اور معاہدہ کا مضمون لکھنے کو تیار تھے۔ میرے روبرو معاہدہ کا مضمون لکھا گیا۔ اور اسکو دوبارہ میں نے اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے چند حاضرین کے مشورہ سے بتغیر بعض الفاظ تحریر کیا۔ حکیم خدا بخش ۲۵ مئی ۱۹۱۰ء ۔ خاکسار ابراہیم سیالکوٹی

مجھے بھی اس جواب سے اتفاق ہے:۔ (۱) بیشک مولوی ثناء اللہ نے معاہدہ کی تمہید میں جو باتیں لکھی ہیں وہ نامناسب ہیں۔ اور اس سے مولوی ثناء اللہ نے اس معاہدہ کا خلاف کیا ہے کہ آئندہ اشاعت مخالفانہ استصواب اور باہمی مباحثہ کے بعد ہوا کریگی (۲) لفظ منافق کو واپس لینے کیواسطے مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب سے ہاتھ جوڑنے اور پاؤں پکڑنے کے الفاظ کہکر التجا کی تھی وہ ان کے بیانوں کو نا کافی سمجھکر نہ کی تھی بلکہ محض اتفاق و مصالحت ہو جانے کی غرض سے کی تھی۔ (۳) مولوی ثناء اللہ کی طرف اس قول کو کہ میرا کہنا مانو۔ شیخین کا نہ مانو۔ نسبت کرنیکی بابت جو مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب نے بیان کیا تھا کہ میں نے مولوی ثناء اللہ کی کلام کی تشریح کی تھی۔ اسپر مجلس نے کوئی فیصلہ نہ کیا تھا۔ اور نہ اس لفظ کو واپس کرنے کی درخواست کی تھی۔ (۴) لاہور میں مصالحت ہونیکے وقت مولوی

ابو سعید محمد حسین صاحب کی اس شرط کرنیکی کہ آئندہ میں ثناء اللہ کا عمل دیکھونگا۔ مولوی ابراہیم نے شہادت دی۔ اور اس مجلس میں تصدیق کی۔

(۵) اس مجلس میں کسی فریق نے دوسرے سے معافی نہ مانگی تھی بلکہ چوہدری صاحب کے کہنے سے ایکنے دوسرے کو معافی دیدی تھی۔ حافظ عبد المنان خادم سنت وزیر آبادی

اس خط کے فقرہ نمبر اوّل میں جھوٹے وعدہ کذب کا جھوٹا ہو جانا عمائدین مجلس نے بلفظ غیر ضروری و لفظ نامناسب ظاہر کیا ہے۔ اور حافظ عبد المنان صاحب نے اپنی شہادت کے پہلے فقرہ میں اس لفظ نامناسب کے علاوہ یہ بھی کہا ہے کہ اس سے مولوی ثناء اللہ نے اس معاہدہ کا خلاف کیا کہ آئندہ اشاعت مخالفانہ استصواب و باہمی مباحثہ کے بعد ہوا کریگی۔ اور اس خط کے فقرہ نمبر ۳ میں جو اکثر عمائد نے مجلس مصالحت لاہور کی شرط سے اپنے موجود نہ ہونیکی وجہ سے لاعلمی ظاہر کی ہے۔ انمیں مولوی ابراہیم داخل نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ اس مجلس مصالحت لاہور میں شامل تھے۔ اور انہوں نے برملا اس شرط مصالحت کی تصدیق میں یہ قول خاکسار کہ آئندہ میں ثناء اللہ کا عمل دیکھونگا۔ نقل کیا۔ چنانچہ بیان حافظ عبد المنان صاحب کے نمبر ۴ میں اس پر صاف تصریح ہوئی ہے۔

اس خط میں یہ بھی تصریح ہے کہ جو تبدل و تغیر نقل مضمون مصالحت میں ہوا۔ یہ حضرت مولوی فاضل ثناء اللہ کا تصرف نقل ہے۔ جسکو دستخط کنندگان نے بوقت دستخط کرنے کے ملاحظہ نہیں کیا۔ ایک نے دوسرے کے اعتماد پر صاف شدہ مسودہ پر دستخط کر دیا۔

جب ۲۹ اپریل ۱۹۱۰ء کا اخبار مشتہر ہوا تو میں نے ثناء اللہ کی غلط بیانیوں کی شکایت مولوی احمد اللہ صاحب کے پاس کی۔ جسپر مولوی احمد اللہ صاحب کے نام ثناء اللہ نے اس مضمون کا خط لکھا کہ "مولوی ابو سعید محمد حسین صاحبکو جو میری غلط بیانیوں کی شکایت ہے۔ اسکا علاج سہل ہے۔ کہ حضار مجلس سیالکوٹ میں سے تین اصحاب کو منتخب کرلیں اور اخبار اُن کے پاس بھیج دیں۔ اگر وہ لکھدیں کہ اس اخبار میں جو جلسہ کی کیفیت لکھی گئی ہے۔ وہ ساری یا اُسکا کوئی حصہ غلط ہے تو میں اسکی تصحیح کردونگا" اس خط کے پہنچنے پر میں خود سیالکوٹ پہنچا۔ اور تین چھوڑ پانچ اشخاص حضار مجلس سے اسکے بیان کی تغلیط کی متضمن تحریر لایا۔ اور مولوی

احمد اللہ کے ذریعہ مولوی ثناء اللہ کے پاس ارسال کی تو اُس نے عہد و وعدہ تصحیح اغلاط پورا نہ کیا۔ پھر اُسکا یہ دلیرانہ جھوٹ و نقض عہد ضمیمہ سراج الاخبار ۱۵ ستمبر ۱۹۱۰ء میں شائع ہوا۔ تو تب بھی مولوی ثناء اللہ کو نہ خوفِ خدا پیدا ہوا۔ نہ ننگ دنیا۔ وہ ضمیمہ سراج الاخبار بھی ملاحظہ منصف صاحب کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ جسمیں ثناء اللہ کا چھ دفعہ خاکسار کے مباحثہ سے گریز کرنا بیان ہوا ہے۔ (چونکہ ضمیمہ سراج الاخبار چھپکر شائع ہو چکا ہے۔ لہذا اسکی نقل اس مقام میں ضروری نہیں۔ جو شائقِ ملاحظہ ہو وہ خاکسار یا مطبع سراج الاخبار سے طلب کر کے ملاحظہ کرے)

کذب نمبر پنجاہ و ہفتم لغایت شصتم - مولوی ثناء اللہ نے اخبار ۲۹ دسمبر ۱۹۱۱ء میں چار جھوٹ بولے ہیں کہ وہ بھی دلیرانہ جھوٹ ہونے کے سبب ثناء اللہ کو اس مصرع چہ دلاور است دزدے الخ کا مصداق بناتے ہیں۔

پہلا جھوٹ جو **کذب نمبر پنجاہ و ہفتم** ہے۔ جلسہ لاہور واقعہ ۲۸ نومبر ۱۹۱۱ء کے متعلق اُسکا یہ کہنا ہے کہ اہالیٔ جلسہ نے فیصلہ کیا کہ مولوی صاحب کی ناحق ضد ہے۔

دوسرا جھوٹ جو **کذب نمبر پنجاہ و ہشتم** ہے اُسکا میرے سوال تحریری متعلق اتباع سلف منقولہ صفحہ ۲۴ جلد اشاعۃ السنۃ کی جگہ اُسکا اور ہی سوال بنا کر مجلس میں پیش کرنا ہے۔

تیسرا جھوٹ جو **کذب نمبر پنجاہ و نہم** ہے اس سوال کا جواب بھی اور ہی از خود گھڑ کر حاضرین کے سامنے پیش کرنا ہے۔

چوتھا جھوٹ جو **کذب نمبر شصتم** ہے اسکا اصلی تعریف اہلحدیث مندرجہ صفحہ ۳۱ اشاعۃ السنۃ کی جگہ اپنی خیالی تعریف صفحہ ۲۹۸ جلد ۸ پیش کر کے حاضرین کو دھوکا دینا ہے۔

ان اکاذیب اربعہ (کذب نمبر ۵۷-۵۸-۵۹-۶۰) کا تفصیلی ثبوت جلد ۲۲ کے صفحہ ۵ سے صفحہ ۸ تک اشاعۃ السنۃ میں دیا گیا ہے۔ منصفین و ناظرین اس جلد کو ملاحظہ کریں وہ جلد بھی حاضر کیجاتی ہے۔ اس مقام میں کذب نمبر پنجاہ و ہفتم کے ثبوت میں حضار مجلس کی تحریری شہادات کو بھی پیش کیا جاتا ہے۔ جنمیں صاف الفاظ سے کہا گیا ہے کہ اس مجلس میں یہ فیصلہ کسی نے نہیں کیا تھا کہ مولوی صاحب (خاکسار) ضد پر ہیں۔ اصل تحریر یہ ہے جو پیش کیجاتی ہے:-

استشہاد

لِلّٰہِ

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ - وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ . وَأَقِيمُوا الشَّهَا

مولوی عبداللہ صاحب ولائتی واعظ شہر لاہور۔ میاں فضل دین صاحب گلٹ ساز۔ حافظ محمد حسن صاحب کلرک لوکو آفس۔ مولوی عبدالرحیم صاحب تاجر کتب۔ وغیرہ حاضرین جلسہ ۲۸ نومبر ۱۹۱۱ء

امور ذیل میں شہادت دیں:۔

(۱) ۲۸ نومبر کو مولوی ثناء اللہ کے اس دعوے کا جو اس مجلس میں انہوں نے کیا تھا کہ اشاعۃ السنۃ جلد ۲۱ میں بیان ہوا ہے کہ صحابہؓ وغیرہ جماعت سلف کی جو بات باہم اختلاف ہو اور نص کے مخالف بھی نہ ہو وہ لائق اتباع ہے۔ بشرطیکہ اس قول پر قرآن یا حدیث سے کسی قسم کی روشنی پڑتی ہو۔ یہ جواب دیا گیا تھا کہ صحابہؓ وغیرہ کے اتفاقی یا غیر خلافی اقوال کی تقدیم کے لئے اشاعۃ السنۃ میں یہ شرط نہیں لگائی گئی۔ بلکہ مختلف فیہ اقوال کیلئے یہ شرط لگائی گئی ہے اور اس امر کے ثبوت میں عبارت جلد ۲۱ اشاعۃ السنۃ نکالکر دکھائی گئی تو مولوی ثناء اللہ نے مان لیا کہ ہاں میرا یہ کہنا غلطی تھی۔ کیا آپ لوگ اس امر کی شہادت دیتے ہیں؟

(۲) پھر جب مولوی ثناء اللہ نے اشاعۃ السنۃ جلد ۸ سے تعریف اہلحدیث میں یہ عبارت دکھائی کہ اہلحدیث وہ ہے جو بلا تقلید فقہا حدیث پر عمل کرے تو اسکے جواب میں کہا گیا کہ یہ تعریف جامع نہیں ہے۔ صرف لفظ وہابی سے اہلحدیث کے امتیاز کے لئے انکی بعض صفات بتائی گئی ہیں پوری تعریف وہ ہے جو جلد ۲۱ اشاعۃ السنۃ کے صفحہ ۳۱۰ میں بیان ہوئی ہے۔ اور وہ عبارت دکھائی گئی۔ اسکا جواب شافی مولوی ثناء اللہ نے نہ دیا۔ کیا آپ لوگ اس امر کی شہادت دیتے ہیں؟

(۳) پھر جب میاں فضل دین نے یہ سوال لکھکر پیش کیا کہ جب قرآن و حدیث میں ہمکو کوئی حکم نہ ملے۔ صرف اصحاب و تابعین کے اتفاقی یا غیر خلافی اقوال ملیں تو انکی اتباع چاہیئے۔ اور اقوال متاخرین سے وہ مقدم ہیں یا نہیں؟ اور اسکے جواب میں مولوی ثناء اللہ نے یہ کہا کہ میں رسالہ اتباع سلف کے صفحہ ۲۷ میں اقوال صحابہ وغیرہ سلف کی تقدیم کو تسلیم کر چکا ہوں تو میں نے اسکے جواب میں یہ کہا کہ اس عبارت سے اس سوال کا جواب نہیں نکلتا۔ اس سوال میں اور سیاق خط صفحہ ۹۶۸ میں جس کا تتمہ انکو میاں فضل دین صاحب کے ذریعہ پہنچا ہے درصورت نہ ملنے دلائل قرآن و حدیث کے اقوال

صحابہؓ کو مقدم کیا گیا ہے۔ اور اس عبارت رسالہ میں درصورت مساوات دلائل قول صحابہ کو مقدم کیا گیا ہے۔ لہذا یہ عبارت مولوی ثناء اللہ کے جواب کی موید نہیں ہے۔" پھر اس کا جواب مولوی ثناء اللہ سے کچھ بن نہ پڑا۔ کیا آپ اسکی شہادت دیتے ہیں؟۔

(۴) کیا اس جلسہ میں اہلحدیث جلسہ نے یہی فیصلہ کیا تھا (جیسا کہ مولوی ثناء اللہ نے اخبار ۲۹ دسمبر ۱۹۱۱ء میں دعوے کیا ہے) کہ مولوی ابوسعید کی ناحق کی ضد ہے؟ اور یہ فیصلہ فریقین کو سنایا گیا تھا یا کسی ایک شخص نے بھی یہ کلمہ علانیہ کہا تھا۔ اور فریقین سے کسی نے اسکے منہ سے سنا تھا۔ اگر کسی نے کہا ہو اور کسی نے اسکو سنا ہو تو کہنے والے اور سننے والے کا نام بتادیں اور یہ بھی کہیں کہ وہ کلمہ عین مجلس میں کہا تھا یا بعد اختتام جلسہ مولوی ثناء اللہ کے کان میں کہہ دیا تھا!۔ اس سوال کا جو جواب ملے گا اسکی تحقیق حلفی بیان سے جلسہ اہلحدیث میں ہوگی۔ جس نے یہ کلمہ کہا تھا اس سے اسکا ثبوت لیا جائیگا۔ پھر اگر اس نے کافی ثبوت نہ دیا تو اسکو اس کلمہ سے توبہ کرائی جاویگی۔ اگر اس نے توبہ نہ کی تو اسکو انجمن اہلحدیث کی ممبری سے علیحدہ کیا جائیگا اگر وہ ممبر اہلحدیث ہوگا۔

راقم ابوسعید محمد حسین ۲۲ جنوری ۱۹۱۲ء

بجواب استشہاد گذارش ہے کہ بندہ بیشک اس مجلس میں موجود تھا۔ لیکن چونکہ یہ خیال نہ تھا کہ ۲۸ نومبر ۱۹۱۱ء کے قریباً دو ماہ بعد پوری اور بالکہ وکالت کارروائی دریافت کیجائیگی اچھی طرح یاد رکھنے کی کوشش کرتا۔ اس لئے نہ کل حاضرین کی تعداد یاد ہے نہ نام یاد ہیں۔ چنانچہ مجھے پہلے تین سوالوں کے بارہ میں اسوقت پختہ یاد نہیں۔ چوتھے سوال کے متعلق عرض ہے کہ مجلس جہانتک مجھے علم ہے کوئی باضابطہ مجلس نہ تھی۔ اور غالباً کوئی بالاتفاق فیصلہ بھی نہیں دیا گیا۔ اگرچہ دوران گفتگو میں کسی وقت یہ آواز کسی نہ کسی طرف سے آجاتی تھی کہ مولوی ابوسعید محمد حسین ایک معمولی بات پر اتنا طول نہ دیں۔ اور ایسی باتوں کا پیچھا چھوڑ دیں۔ اگرچہ قائلین کا نام یاد نہیں۔ العبد عبدالرحیم تاجر کتب لاہور۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ مولوی محمد حسین صاحب کے بارہ میں اس مجلس میں کسی نے ہمارے روبرو یہ نہیں کہا کہ وہ ضدی ہیں۔ اور نہ یہ کہا کہ مولوی صاحب کی ناحق کی ضد ہے۔ اور باقی

نمبروں کی نسبت مجھکو چونکہ یاد نہیں لہذا میں گواہی نہیں دے سکتا۔ بقلم عبدالواحد غزنوی

الراقم عبداللہ پشاوری مدرس مسجد وزیر خاں لاہور

پہلے امر کی نسبت مجھے یاد ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنی غلطی تسلیم کی تھی۔ دوسرے اور تیسرے سوال کی نسبت مجھے پختہ یاد نہیں۔ چہارم امر کی نسبت مجھے یاد ہے کہ اس جلسہ میں یہ فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ مولوی صاحب کی ناحق کی ضد ہے۔

۱۹۱۲ء

الراقم شاہ محمد برادر زادہ حقیقی مولوی غلام رسول صاحب مرحوم قلعہ میہاں سنگھ۔ مورخہ ۲۳ جنوری

مولوی ثناء اللہ نے اشاعۃ السنۃ سے اہلحدیث کی یہ تعریف نکال کر دکھلائی کہ اہلحدیث وہ ہے جو بلا تقلید فقہا قرآن و حدیث پر عمل کرتا ہے۔ اور کہا کہ یہاں مولوی محمد حسین صاحب نے اتباع سلف کی قید نہیں لگائی۔ اسکے جواب میں مولوی محمد حسین صاحب نے کہا کہ یہ تعریف جامع نہیں۔ پھر منشی فضل دین گلٹ ساز نے مولوی ثناء اللہ سے کہا کہ آپکو اس بات کے ماننے میں (کہ صحابہ و تابعین کے اتفاقی یا غیر خلافی اقوال۔ اقوال متاخرین سے مقدم سمجھنے چاہئیں) کیا تامل ہے؟ مولوی ثناء اللہ نے کہا کہ میں یہ بات خود اتباع سلف میں تحریر کر چکا ہوں چنانچہ عبارت رسالہ اتباع سلف مجلس میں پڑھی گئی۔ اور اکثر اہل مجلس اور خصوصاً منشی فضل دین نے کہا کہ اس عبارت میں سے یہی مطلب نکلتا ہے۔ چونکہ یہ مجلس کوئی باقاعدہ مجلس نہیں تھی اور نماز مغرب کا وقت ہو چکا تھا۔ جسکے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب نے آریوں کے جلسہ میں بغرض مباحثہ تشریف لیجانی تھی اسلئے بحث وہیں ملتوی رہی۔ اور فیصلہ ندارد۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اس مجلس میں ہرگز ساکت نہیں ہوئے۔ العبد محمد حسن کلرک لوکو آفس لاہور

حافظ صاحب پر سوال

آپنے جو کہا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اس مجلس میں ہرگز لاجواب نہیں ہوئے۔ اسپر آپ پر دو سوال ہیں۔ (۱) یہ کہ جب میں نے مولوی ثناء اللہ کی پیش کردہ تعریف کی نسبت کہا کہ یہ تعریف جامع نہیں۔ اور پھر اسکی تصدیق کیلئے جلد ۱۲ کے صفحہ ۳۱۰ اشاعۃ السنۃ کے یہ عبارت دکھائی (جسمیں اہلحدیث کی تعریف جامع ہے) کہ اہلحدیث ہونیکا مدار یہ ہے کہ حدیث نبوی کو بلا واسطہ اپنا مذہب بنائے۔ اور جہاں حدیث نہ ملے وہاں آثار صحابہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

تابعین سے تمسک کریں اور جس امر کے متعلق اعتقاد و عمل کا بجز اہل بدعت کوئی قائل نہ ہو اس کے اخذ و اتباع سے بطور التزام و کلیۃً انکار کریں تو مولوی ثنا اللہ نے اُس کا کیا جواب دیا تھا۔ (۲) جب مولوی ثناء اللہ نے اقوال اتفاقی صحابہ و تابعین کے تقدیم و تسلیم کرنے میں اپنے رسالہ کے صفحہ ۳۷ کی عبارت پیش کی اور اس سے اقوال صحابہ و تابعین کی تقدیم کو تسلیم کرنا منشی فضل الدین وغیرہ نے مان لیا۔ تو میں نے اس جواب کے جواب میں یہ نہ کہا تھا کہ اس عبارت میں بصورت تسلیم دلائل قول سلف کو مقدم مانا گیا ہے۔ اور ہمارے سوال میں اور منشی فضل الدین کے سوال بحالت موجود نہ ہونے دلائل کے اور قرآن و حدیث میں کسی مسئلہ کا حکم معلوم نہ ہونے کی صورت میں صحابہ و تابعین کے اقوال کے مقدم ہونے کی بابت تسلیم کا سوال کیا گیا تھا۔ اس کا کوئی جواب مولوی ثناء اللہ نے دیا تھا۔ اگر آپ کہیں کہ کوئی جواب نہیں دیا تو پھر وہ لاجواب ہوئے یا نہیں۔ اور اگر کہیں کہ ہم کو یاد نہیں کہ کوئی جواب دیا یا نہیں۔ تو پھر آپ کا یقیناً کہنا کہ وہ ہرگز لاجواب نہیں ہوئے۔ کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں آپ کو یہ کہنا مناسب اور راست تھا کہ ہم کو یاد نہیں کہ وہ لاجواب ہوئے یا انہوں نے کوئی جواب دیا۔

جواباً عرض ہے کہ جو کچھ خاکسار کو یاد تھا تحریر کر دیا۔ دربارہ ہر دو سوالات جناب مجھے کچھ یاد نہیں۔ مجھے یہ بھی یاد نہیں کہ کسی نے آپ پر ناحق سند بہ ہونے کا الزام لگایا ہو۔ نہ مجھے آپ کا اشاعۃ السنہ کی عبارت پڑھنا یاد ہے نہ مولوی ثناء اللہ کا جواب دینا یاد ہے

کذب شصت یکم بغایت شصت سوم مولوی ثناء اللہ اخبار ۲۴ ستمبر ۱۵ء میں تین جھوٹ بولے ہیں:۔

پہلا کذب جو نمبر شصت یکم ہے۔ اس کا یہ کہنا ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب میں خداداد قابلیت ہے۔ کہ جس بات سے قائل ہو لگے۔ اُس میں سو تکلیف پاویں ہزار ذلت اُٹھاویں چھوڑینگے نہیں

دوسرا کذب جو نمبر شصت دوم ہے۔ اس کا یہ کہنا ہے میرے ساتھ ان کو عرصہ بارہ سال سے نزاع ہے۔ اس نزاع میں مولوی صاحب کو اس کبر سنی میں جو تکلیفیں اور ذلتیں برداشت کرنی پڑیں ہیں میں اس کا کیا ذکر کروں واقفان حال پر پوشیدہ نہیں لاکن شاباش اُن کی جو ان ہمتی اور ہٹ پر کہ ان سب مصائب کا مقابلہ کیا

تیسرا کذب جو نمبر شصت سوم ہے۔ اس کا یہ کہنا کہ جناب موصوف کے ایک مخلص صمیم اور محب حمیم دوست نے جو ڈاکٹر بھی لکھا ہے۔ آج کل لاٹ مولوی محمد حسین ہے کے دماغ میں فرق آگیا

ہے۔ کوئی بات ٹرکالنے کی نہیں کہتے۔ ہم اس تحریر کی تصدیق نہیں کرسکتے۔ مگر لکھنے والا ڈاکٹر ہے اس لئے انکار بھی مشکل ہے۔ ان اکاذیب ثلثہ کے (جو کذب ہونے کے ساتھ گالیوں پر بھی مشتمل ہیں) ثبوت یا جواب میں کیا کہوں۔ کوئی فرزند شریف اپنے روحانی باپ کو ایسی گالیاں سے مخاطب نہیں کرتا۔ مگر ان ناظرین معتقدین اخبار ثناء اللہ (جو عقل و فہم کو طاق پر رکھکر ثناء اللہ کے مردمیدان اور شیر خیاب ہونے کو مان چکے ہیں) کی آگاہی کے لئے ایک مسلم استاد شیخ سعدی کا یہ شعر ؎

چو حجت نماند جفا جوے را ۔۔۔ بہ پرخاش بر ہم زند روے را

پیش کرکے کذب نمبر شصت و یکم کے کذب ہونے کے ثبوت میں اتنا کہنا کافی سمجھتے ہیں۔ کہ اخبار ۲۸ جنوری ۱۹۱۱ء میں تو ثناء اللہ نے مجھے متلون طبیعت کا الزام دیا ہوا ہے۔ اب وہ مجھکو ہٹ کرنے اور اصرار کی تہمت لگاتا ہے۔ یہ دونو باتیں کبھی سچ نہیں ہوسکتیں۔ اور کذب نمبر شصت و دوم کے کذب ہونے کا ثبوت میں ثناء اللہ سے اس سوال کا کہ کونسی تکلیف اور کونسی ذلت اس عرصہ بارہ سال منازعت میں تمہارے روحانی باپ پر آئی ہے۔ جواب طلب کرنے سے مل سکتا ہے۔ مرزا قادیانی علیہ بستحقہ اپنا من گھڑت الہام انی مہین من اراد اہانتک کی مثال میں کہہ چکا ہے۔ کہ تمہاری اہانت یہ ہوئی ہے۔ کہ تم کو سرکار سے زمین مل گئی ہے۔ ثناء اللہ بھی شاید بتقلید اپنے امام قادیانی کے جو قصص و اخبار میں حقیقت شرعیہ کے لغت پر مقدم نہ رکھنے میں اسکا شاگرد و پیرو ہے۔ چنانچہ ص۲۷۹ میں ثابت کیا گیا ہے اسی مثال کو پیش کرے۔ اور علاوہ بر ان یہ بھی کہے کہ اس زمین کی آمدنی اب دو سو روپیہ ماہوار سے زیادہ ہوگئی ہے۔ اور سابق کا رونوشن دربار دہلی میں تم کو ڈائیسرائے نے مدعو کیا تھا۔ اور دربار کی تمغہ بھی تم کو سکرٹری اوف سٹیٹ نے ڈائیسرائے کے ذریعے عطا کیا تھا اور ۱۹۱۱ء میں شاہی مدعو بار تاج پوشی میں شاہی میلہ میں شامل ہونے اور قیصر ہند سے ملاقات ہونے کا فخر بھی تم کو حاصل ہوا ہے چہ شاہی فرمان اظہار مسرت و شکریہ تمہارے نام پہنچا اور یہ سب باتیں ہم ثنائی گروہ میں ذلت میں داخل ہیں۔ اس کے جواب میں میں اور کچھ نہیں کہتا صرف یہی کہتا ہوں۔ کہ میری اس موجودہ حالت میں تم لوگ مجھے دینی کاموں اور دینی مجالس میں کیوں بلاتے اور شریک کرنا چاہتے رہے ہو۔ باوجودیکہ میری طرف سے اس کا انکار ہوتا رہا ہے۔ تم نے مجھے کانفرنس کا ممبر کیوں بنایا (اپنا اخبار ۲۔ اپریل ۱۹۱۱ء

(۱) اس کی تشریح ہم پہلے کر چکے ہیں۔

(اور اخبار ۱۰ جنوری ۱۴ء کو ملاحظہ کرو) آرہ کے سالانہ جلسوں میں باوجود میرے بار بار انکار کے کیوں مدعو کیا۔ ۱۰ مارچ ۱۵ء کا روزانہ پیسہ اخبار۔ اپنا اخبار ۴۔ اپریل ۱۳ء کا ملاحظہ کرو) امرتسر کے جلسہ کانفرنس میں کیوں بلایا۔ (اپنا اخبار ۱۰۔ اپریل ۱۴ء ملاحظہ ہو) پشاور کے جلسہ میں کیوں بلایا (اخبار ۲۔ اپریل ۱۵ء دیکھو) میرٹھ کے جلسہ اہلحدیث میں کیوں مدعو کیا گیا دعوتی کارڈ حمید اللہ خاں سکرٹری جلسہ جس نے مولوی عبدالرحمٰن صاحب واعظ کانفرنس کا رقعہ تاکید و شمولیت جلسہ بھی درج ہے ملاحظہ کرو ہمیشہ مجھ سے مصالحت کے خواہاں کیوں رہتے ہو۔ آخری التماس نامہ اخبار یہ ۱۹۱۶ء پڑھو۔ اور اس میں اپنے الفاظ آپ دونو (خاکسار اور مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری) قوم کے بزرگ ہیں پڑھکر اس سوال کا جواب دو۔ کوئی جواب بن پڑے تو اس دعوے ذلت اٹھانے کا کذب ہونا مان لو۔ اور کذب نمبر شصت و سوم کذب ہونے کے ثبوت میں تمہارا ہی قول (جو نقل قول ڈاکٹر کے بعد تم نے کیا ہے) کہ ہم اس تحریر کی تصدیق نہیں کر سکتے" کافی دلیل ہے اور اس قول کے ساتھ حدیث کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع کو ملا دیں تو اپنے اقرار سے تم جھوٹے ٹھہرتے ہو

آں حضرت صلعم کو کفار مکہ نے مجنوں کہا تھا۔ تو خدا تعالیٰ نے آنحضرت کو فرمایا۔ کہ ان کو کہدے۔ قل انما اعظکم بواحدۃ ان تقوموا للہ مثنیٰ و فرادی ثم تتفکروا ما بصاحبکم من جنۃ یعنی میں ایک بات کی تم کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ تم دو دو اور ایک ایک ہو کر میرے اقوال و اعمال کو سوچو میں دیوانہ نہیں ہوں اور نہ میرے اقوال و افعال دیوانوں کے سے ہیں۔

میں بھی بتعمیل حکم خدا و بتاسی رسول اللہ۔ ثناء اللہ اور اس کے ہم خیالوں کو (اگر اس خیال میں کوئی اس کے شریک ہوں) یہ کہتا ہوں کہ تم میری تصانیف و اقوال کو انصاف سے دیکھو کہ اس میں کوئی بات بے ٹھکانہ ہے۔ یا وہ سراسر حکمت و موعظہ حسنہ کتاب اللہ و سنت سے مستند و ہوں و معقول سے مدلل ہیں ۱۹۰۹ء میں میں نے جلد ۲۲ کے سرورق پر اشتہار دیا تھا۔ کہ میری اس جلد کے مضامین کی تنقید کوئی کسی اخبار یا رسالہ میں دکھاوے۔ تو مجھ سے ایک اشرفی انعام لے اس اشتہار کو پڑھ کر ثناء اللہ کی رال ٹپک پڑی۔ اور وہ جلد اس نے ایک خاص ہوشیاری کے ذریعہ اس غرض سے اور یہ کہکر منگائی کہ وہ یہ انعام حاصل کرے۔ مگر اس سے اس وقت تک کوئی بات سے نہ بن آئی۔ اب اس جلد ۲۳ کے مضامین کی نسبت میں دو اشرفی کا وعدہ کرتا ہوں۔ اس

پشاور میں انہوں نے روک دیا تھا۔ تو میں آؤنگا ۱۶ء کے جلسہ میں پھر سکرٹری انجمن حمید اللہ خاں صاحب نے دعوت کا رقعہ بھیجا۔ تو اس میں یہ درج کیا۔ کہ جلسہ میں آپ کا بیان مؤافق پروگرام ہوگا۔ جلسہ کے بعد آپ مختار ہیں۔

شخص کے لئے جو اُن کی نظیر کسی اخبار یا رسالہ میں دکھاوے یا اُن کا غلط ہونا ثابت کر دے جن کو
تین مصنف بالاتفاق مان لیں جن کی شرط (صفحہ ۲۲۰) مضمون مباحثہ میں بیان ہو چکی ہے۔
جس ڈاکٹر کوس نے میرا مخلص صمیم و محب تمیم کہکر اس کے قول کی شہادت پیش کی ہے۔ وہ اس وقت
تک میرا مخلص دوست تھا جب تک کہ اُس نے اپنی تین لڑکیاں سید کہلا کر غیر کفو کے تین اشخاص
کے (جن میں ایک علانیہ فاسق تھا۔ صرف اُن کے باپ کی صلاحیت دیکھکر۔ میرے استصواب اجازت
کے بغیر نکاح میں دیدیں۔ جس کا نتیجہ بد اُس کی زندگی میں ہی ظاہر ہو گیا۔ کہ ایک مطلقہ ہو گئی۔ دوسری
اس کے مرنے کے بعد معلقہ بیٹھی ہے تیسری کا لمعلقہ ہے۔ اور جب سے اُس کی بیوقوفی کا یہ عمل اس سے
سرزد ہوا۔ تو میرا اس کا علاقہ دوستی کا نہ لم یکن ہو گیا۔ اور آخر وہ بنائے عقیدہ پر ہو کر مجھ سے درپے
مخرف منافق ہو گیا۔ اس حالت انحراف کی اس کی یہ تحریر ہے جس کو مختار اللہ نے شہادت میں پیش کیا
ہے۔ اس کی منافقانہ انحراف کی شکایت میں اُس کی زندگی میں جلد ۱۲ کے صفحہ ۷ و ۸ میں چھپا کر اُس کے
پاس بھیج چکا ہوں۔

کذب نمبر شصت و چہارم لغایت شصت و ششم۔ اس کا اخبار ۲۶ جنوری ۱۸۸۶ء میں تین جھوٹ
کا ارتکاب کرنا ہے اول جو کذب نمبر شصت و چہارم ہے۔ یہ ہے۔ کہ اس نے میرا یہ قول کہ آپ
بارہ برس سے مباحثہ کا دم مار رہے ہیں۔ مگر ناممکن الوقوع شرائط پیش کر کے اس کو ٹالتے رہتے ہیں
ازاں جملہ آپ کی یہ شرط ہے۔ کہ مصنف مسلم الفریقین کوئی عالم ہو یہ شرط اس لئے وقوع میں نہیں
آتی۔ کہ آپ اپنے ہم خیال علماء۔ حافظ عبد اللہ صاحب غازی پوری و واعظ عبد العزیز رحیم آبادی
وغیرہما کو پیش کرتے ہیں۔ اور میں اُن کو اُن کا ہم خیال سمجھکر قبول نہیں کرتا۔ اور میں علماء دیوبند
و سہارنپور کو پیش کرتا ہوں۔ تو آپ اُن کو حنفی کہکر نہیں مانتے۔ نقل کرنے اور اُس کی نسبت یہ اعتراف
حق کرنے اور قبل الکذوب قد یصدق کو جس کی تصدیق آنحضرت کی اس حدیث سے کہ شیطان ہے تو جھوٹا
مگر اُس نے یہ سچ کہا ہے۔ کہ آیۃ الکرسی پڑھنے سے شیطان نزدیک نہیں آتا۔ اپنے اوپر صادق
کر دکھانے اور یہ کہنے کہ میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ آپ دانستہ جھوٹ بولتے ہیں حاشا و کلا کے بعد یہ
جھوٹ بولا اور کہا ہے۔ کہ مگر یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ آپ کو بوجہ کبر سنی سہو ہو گیا ہے۔ ورنہ یاد ہوتا
تو آپ علماء حنفیہ کی منصفی سے مجھے منکر نہ ٹھیراتے۔ پھر کہا کہ آپ کیا میرے انکار کی کوئی تحریر
دکھا سکتے ہیں۔

دوسرا کذب جو کذب نمبر شصت و پنجم ہے یہ ہے کہ اُس نے اپنے پرانے کذب چہارم کو دوہرا

اور یہ کہا ہے۔ کہ آپ نے باوجود میری منظوری کے سلسلہ گفتگو آگے نہ چلایا۔
تیسرا کذب۔ جو کذب شصت و ششم ہے۔ یہ کہ میرے واعظ رحیم آبادی کو واعظ کہنے پر یہ یہ حاشیہ چڑھایا ہے۔ کہ لاٹ مولوی جس پر خفا ہوتے ہیں۔ اس کو واعظ کا خطاب دیا کرتے ہیں۔
ان اکاذیب ثلثہ سے کذب اول (یا شصت و چہارم) کے کذب ہونے کے ثبوت میں یہ کہنا کافی ہے۔ کہ مجھے بوجہ کبر سنی سہو نہیں ہوا۔ جو کچھ میں نے کہا۔ اس پر تمہاری تحریرات شاہد ناطق موجود ہیں۔ اگر یہاں سہو ہوا ہے تو تم کو ہوا ہے۔ جو بوجہ کثرت عادت دروغ گوئی بحکم ؎
دروغ و راحافظہ نباشد تم کو سہو ہوا ہے۔ تم اپنی اخبار ۱۵ جولائی ۱۹۰۱ء کے صفحہ ۷ کالم ۲ کے آخری سطر میں صاف لکھ چکے ہو۔ اور اب سنئے میری تجویز میں میرے بھائیوں کے جھگڑے کو علاتی اخیافی چچیرے بھائیوں تک پہنچانا نہیں چاہتا پھر اس کے صفحہ ۸ کالم ۱ سطر ۹ میں صاف لکھ چکے ہو۔ ہاں منصف کے لئے یہ شرط ضروری ہے۔ کہ وہ اہلحدیث (غیر مقلد) ہونے کے علاوہ صاحب علم دیانت بھی ہو..... کیوں بیٹا سمجھے یا نہیں۔ اسی کو کہتے ہیں ؎

من انداز قدت را مے شناسم

اگر کچھ اپنا ایمان بخدا و شرم دنیا رکھتے ہو تو کہو کہ اس صاف و صریح انکار منصفی علاتی بھائیوں کے ساتھ تمہارا یہ کہنا کہ کیا میرے انکار کی کوئی تحریر دکھا سکتے ہیں۔ تمہارا سہو نہیں تو کیا یہ عمداً کذب بھی نہیں ہے شصت چہارمی کہو تو تم بظاہر اور منافقانہ طور پر منظوری منصفی احناف کا اقرار اور در پردہ انکار کرتے رہے مگر سنہ ۱۹۰۱ء میں تم صاف منکر منصفی احناف ہوئے تو تمہارے اس انکار واقعہ سنہ پر سنہ میں تم کو منکر منظوری منصفی علماء احناف کا ٹھیرایا تو اس میں کونسا عیب ملا دیا۔ اس انکار صریح واقعہ سنہ ۱۹۰۱ء سے صاف صاف اور اظہر من الشمس اور ابین من الامس ثابت ہوتا تھا۔ کہ جو شصت میں تم نے منصفی علماء ثلثہ (مولوی محمد بشیر و مولوی عبدالحق و مولوی خلیل احمد صاحبان) جن میں دو آخری حنفی تھے اور تمہارے علاتی بھائی تھے قبول کی تھی۔ وہ محض منافقانہ اور زبانی تھی۔ نہ مخلصانہ اور جنانی (دلی) کیا اب بھی کہو گے۔ کہ میں حنفی علماء کی منصفی مان چکا تھا۔ میرے روحانی باپ کو بوجہ کبر سنی سہو ہو گیا۔ بیٹا تمہارا باپ گو ہشتاد و یک سال سے زیادہ عمر کو پہنچ چکا ہے۔ مگر خدا کے محض فضل و کرم سے وہ قوی و حواس ظاہری و باطنی و افعال جسمانی و روحانی میں نوجوان ہے اور اس بیت کا مصداق ہے ؎

تطاول لیلی صاحب آوازۂ کہن گشتہ ہم چناں تازۂ

جس کا اعتراف تم نے بھی اسی اخبار ۲۶ فروری کے صفحہ ۳ کالم ۲ سطر ۱۹ میں کیا ہے۔ مگر تم کو جو عادت دروغ گوئی اس انکار کو جلد بھول گئے ہو۔ سچ ہے دروغ گوئے را حافظہ نباشد۔ میری صحت حافظہ و عدم نسیانی پر دلیل میری تصانیف ہی شاہد ہیں۔ خصوصاً یہی مضمون جس میں قلم جولانی کر رہا ہے۔ جس میں میں نے تمہارے بارہ سال کے مخفی اکاذیب کو ظاہر کر دیا ہے آئندہ ہی خدا سے یا دنیا ہی سے کچھ شرم کرو۔ پھر میری کبرسنی کو میرے اختلال اور نسیان کی دلیل نہ ٹھیرانا۔ اور نظامی کے اس شعر کو جس کو میرے حق میں تسلیم کر چکے ہو بھول نہ جانا۔

کذب دوم (یا شصت و پنجم) کا کذب ہونا۔ کذب چہل و چہارم کے ثبوت میں ثابت ہو چکا ہے۔ اور **کذب سوم** یا شصت و ششم کا کذب ہونا آئندہ کذبات ضمیمہ اخبار ۳۔ اپریل ۱۸۸۵ء کے ضمن میں ثابت کیا جاویگا۔ کیونکہ وہاں بھی اس نے اس کذب کا اعادہ کیا ہے۔

کذب شصت و ہفتم لغایت نمبر شصت و ہشتم۔ ان اکاذیب (بیٹے نمبر) کا تردد پشتارہ اور ہے جس کو ثناء اللہ نے ضمیمہ اخبار ۳۰۔ اپریل ۱۸۸۵ء میں اپنے اوپر لاد کر آیت وہم یحلمون اذرائہم علے ظہورہم و آیت الاسار یا یزروں کا مصداق بن کر دکھایا ہے۔ ازاں جملہ تین کذب اپنے دل سے گھڑے ہیں۔ (ستزہ) اکاذیب کذب بیانی میں اپنے ثانی اثنین کذاب رحیم آبادی سے نقل کر کے بحکم حدیث احد الکاذبین دروغ گو بن گیا ہے۔

من گھڑت اکاذیب سے **اول** (جو کذب نمبر شصت و ہفتم) ہے اس کا یہ کہنا ہے۔ کہ ہماری پنجاب کے بزرگ مولینا ابوسعید محمد حسین بٹالوی صاحب جس کسی عالم پر خفا ہوتے ہیں ان کو واعظ کہا کرتے ہیں۔ واعظ آپ کی اصطلاح میں بے علم کا لقب ہے۔

دوم۔ جو کذب نمبر شصت و ہشتم ہے۔ اس کا یہ کہنا ہے۔ کہ واعظ کا خطاب دراصل مستحسن و مقبول خطاب ہے۔ مگر مولینا بٹالوی چونکہ اس وصف سے محروم ہیں۔ اس لئے بطور طنز دوسرے کو واعظ کہا کرتے ہیں۔

سوم۔ جو کذب شصت و نہم ہے۔ اس کا یہ کہنا ہے کہ مولوی عبد العزیز نے جو کچھ ابوسعید کے حق میں برا کہا ہے۔ وہ آیت جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا کی تعمیل ہے یعنی ابوسعید نے علاوہ اور سخت کلامیوں کے ان کو واعظ کہا تو انہوں نے اس کو برا کہا۔

رحیم آبادی اکاذیب سے **اول** جو کذب نمبر ہفتاد و دم ہے۔ اس کا کذاب رحیم آبادی سے یہ ایک یہ واقعہ کاذبہ نقل کرتا ہے۔ کہ امرتسر میں جامع مسجد مولوی احمد اللہ صاحب میں

ٹبالوی نے مولوی ثناء اللہ سے مباحثہ کرنا منظور کیا۔ جب بٹیر ہنجابد مولوی ثناء اللہ ٹھیک وقت پر کتابیں لیکر مسجد میں آموجود ہوئے۔ تو ٹبالوی کا خط خواجہ حبیب اللہ صاحب لائے کہ

ع اگر صلح خواہی سخن اہم جنگ

اس واقعہ کاذبہ کو نقل کرنے کے بعد رحیم آبادی سے یہ نقل کیا ہے۔ کہ حضرت ٹبالوی اگر قسم کھا کر یہ کہدیں کہ یہ واقعہ غلط ہے تو میں بذریعہ اخبار اپنے کذب کا اعتراف کرونگا۔

دوم جو کذب نمبر ہفتاد و یک ہے کذاب رحیم آبادی دوسرا واقعہ کذب آمیز پیشاور جلسہ برائے ریویژن اہلحدیث پر خاکسار سے دعوے سوم (جو کذب نمبر ہفتاد و دوم ہے) اس کا کذاب رحیم آبادی سے تیسرا واقعہ دروغ آمیز جلسہ آرہ میں بحث اقوال خمسہ کی میری طرف سے درخواست نقل کرنا ہے۔ اور اپنی طرف سے انکار بایں عذر نقل انکار کہ جلسہ محل مناظرہ نہیں ہے۔

چہارم۔ جو کذب نمبر ہفتاد و سوم ہے۔ رحیم آبادی سے جو تیسرا واقعہ عین جلسہ علیگڈھ میں میری طرف سے درخواست بحث اصول خمسہ کا دعوے دروغ اور اپنی طرف سے بایں عذر انکار کہ جلسہ محل مباحثہ نہیں ہے نقل کرنا ہے۔

پنجم جو کذب نمبر ہفتاد و چہارم ہے۔ اس کا کذاب رحیم آبادی سے یہ نقل کرنا ہے۔ کہ ٹبالوی نے جو کہا ہے۔ کہ مسلم الفریقین عالم کی شرط وقوع میں نہیں آتی۔ یہ دروغ ہے۔ ٹبالوی نے فیصلہ آرہ کے زمانہ میں ان حضرت ثلثہ منصفین فیصلہ آرہ کو تسلیم کر لیا تھا۔

ششم جو کذب نمبر ہفتاد و پنجم ہے کذاب رحیم آبادی سے یہ نقل کرنا ہے۔ کہ ٹبالوی نے بالکل جھوٹ و افترا و کتمان حق سے کام لیا ہے۔ جو کہا ہے۔ کہ فرقہ اہلحدیث کا نام اہلحدیث ٹبالوی کی تجویز ہے۔ حالانکہ یہ نام اس فرقہ کا قدیم سے چلا آتا ہے۔ چنانچہ خلاصہ حیدانی میں ان کو اہلحدیث کہا گیا ہے۔

ہفتم۔ جو کذب نمبر ہفتاد و ششم ہے۔ کذاب رحیم آبادی سے یہ نقل کرنا ہے۔ کہ ٹبالوی نے جو کہا ہے۔ کہ میں نے موقعہ مباحثہ پر اراکین کانفرنس نے اصول خمسہ پر متفق کر لیا ہے یہ بھی دروغ ہے۔ مرزا ضمیر الدین احمد صاحب (حصہ کانفرنس نے) اصول خمسہ کو آپکا پیش کرنا ذکر کیا تو بجائے تسلیم (جو ایڈیٹر (خاکسار) کہتے ہیں) کے اپنا خلاف ظاہر کیا۔ ایسا ہی مرزا صاحب کے سوا بھی حضرات نے کراہت سے انکا ذکر کیا۔

ہشتم۔ (جو کذب نمبر ہفتاد و ہفتم ہے) کذاب رحیم آبادی سے اس کا یہ کذب نقل کرنا ہے کہ جو

بٹالوی نے کہا ہے۔ کہ موقعہ جلسہ (امرتسر) پر ثناء اللہ نے باستعانت عبد العزیز ممبران کو متفق کر لیا۔ کہ ابو سعید جلسہ میں نہ بلایا جاوے۔ اس کے جواب میں نہایت زور دار لفظوں میں بلند آواز سے کہتا ہوں۔ کہ جھوٹا ہے۔ جھوٹا ہے۔ جھوٹا ہے۔ میں نے تو چاہا کہ بٹالوی صاحب جلسہ میں آویں۔ مگر ارکین جلسہ کو پسند نہ ہوا۔ جس کی دلیل خود بٹالوی کا قول ہے۔ جو چند سطر نیچے اشتہار (مندرجہ اخبار پیسہ اخبار) میں موجود ہے۔

نہم (جو کذب نمبر ہفتاد و ہشتم ہے) اس کا کذاب رحیم آبادی سے یہ نقل کرنا ہے۔ کہ بٹالوی صاحب ایسے آدمی ہیں۔ کہ کسی اسلامی جلسہ میں تقریر کرنے کے لائق نہیں جانتے۔ انجمن حمایت اسلام لاہور میں انہیں کوئی نہیں پوچھتا۔ آپ کی وہاں بڑی ذلت کی حالت ہے۔ دہلی میں امرتسر میں عیدگاہ میں بیچارے بٹالوی نے شریک ہونا اور تقریر کرنا چاہا۔ مگر کسی جگہ کے ارباب شوری نے انکو اس قابل نہ سمجھا

دہم جو کذب نمبر ہفتاد و نہم ہے۔ اس کا کذاب رحیم آبادی سے یہ نقل کرنا ہے۔ کہ ایڈیٹر بٹالوی لکھتے ہیں کہ ارکین کانفرنس آپ کے اصول خمسہ سے متفق ہیں اور اپنی تحریرات تصدیق اصول خمسہ میں دے چکے ہیں۔ اور عبد العزیز اور حافظ عبد اللہ صاحب بھی اتفاق کر چکے ہیں۔ اس بھلے مانس کو پوچھنا چاہیے کہ پھر جھگڑا کیا ہے۔ اور اس قدر بیہودہ گوئی اور کذب و لغو بیانی و دروغ گوئی کیوں ہے۔ اور کس غرض سے ہے؟ یہی کہ کانفرنس میں آپ کو تقریر کرنے کی اجازت ملے۔

یازدہم۔ (جو کذب نمبر ہشتاد و ہم ہے) اس کا کذاب رحیم آبادی سے یہ نقل کرنا ہے کہ بٹالوی کا رہبر شیطان لعین ہے۔ اسی رہبر نے بٹالوی کو مرزا قادیانی کا مداح بنایا۔ اس لیڈر نے عرب عرب وغیرہ اس سے لکھوائیں۔ اسی لیڈر نے اس سے جھوٹا دعوے کرایا۔ کہ معیار الحق خود بدولت کی تصنیف ہے۔ فعلیہ ما علی الکاذبین۔

دوازدہم (جو کذب نمبر ہشتاد و یکم ہے) اس کا کذاب رحیم آبادی سے یہ نقل کرنا ہے۔ کہ بٹالوی نے اس جگہ تین شخص (مولوی ثناء اللہ۔ عبد العزیز۔ حافظ عبد اللہ صاحب) کی نسبت لکھا ہے۔ کہ اصول خمسہ مذہب اہلحدیث کے مخالف ہیں اور چند سطروں کے بعد لکھا ہے۔ تینوں حضرات نے تحریرات میں دبی زبان سے ان اصول کو تسلیم کر لیا ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ کہ کیسا اپنی زبان سے آپ جھوٹا ہوتا ہے ؎ دروغ گو را حافظہ نباشد ہے۔

سیزدہم جو نمبر ہشتاد و دوم ہے۔ اس کا رحیم آبادی سے یہ نقل کرنا ہے۔ کہ بٹالوی نے ایک جگہ لکھا ہے۔ چونکہ تینوں صاحب ان اصول کو دل سے تسلیم نہیں کرتے۔ بھلا دل کا خیال اُن کو

معلوم ہے۔ بات تیرے جھوٹے کی۔

چہاردہم جو کذب ہشتاد و سوم ہے۔ اسکا کذاب رحیم آبادی سے یہ نقل کرنا ہے کہ بٹالوی کے ثناء اللہ کو خارج از اہلحدیث کرنے پر میں نے اسکو کہا۔ کہ اولاً کسی مذہب میں داخل ہونیکا معیار قائم کرو۔ تب حکم لگاؤ۔ بٹالوی سے تو یہ نہیں ہو سکا۔ لگے جھوٹ بولنے اور گالیاں دینے۔

پانزدہم جو کذب ہشتاد و چہارم ہے۔ اسکا کذب نمبر اوّل یا ہفتادم کا اعادہ کرنا اور یہ کہنا ہے کہ بٹالوی صاحب امرتسر میں باوجود عہد و میثاق نہ آئے اور گریز کر گئے۔

ان پندرہ اکاذیب کے علاوہ اس ضمیمہ میں بہت سے اکاذیب ہیں۔ مگر ہم نے صرف ان اکاذیب کا ذکر کرنا چاہا تھا جسکے ثبوت میں تحریری شہادتیں یا زبانی اقرار یا کھول رحیم آبادی یا ثنائی موجود ہیں۔ **ان اکاذیب کے ساتھ ایک کلمہ حق بھی بحکم مثل الکذوب قد یصدق** اسکی قلم سے اس ضمیمہ میں نکل گیا ہے۔ جسکے صلہ میں اسکا منہ بھی ثناء اللہ کیطرح کھانڈ یا لڈوؤں سے بھر دینے کے لائق ہو گیا ہے۔ مگر چونکہ اس نے اس حق کے ساتھ دو باتیں ناحق اور باطل بھی کہدی ہیں۔ لہذا بجائے کھانڈ یا لڈوؤں کے دو نمبر شانزدہم اور ہفدہم اسکو اور دیئے جاتے ہیں۔ وہ **کلمہ حق تو یہ ہے** کہ اس نے اسی ضمیمہ کے صفحہ ۴ کالم ۳ سطر ۲۴ میں یہ کہکر کہ "ہاں بٹالوی کا ہمول خمسہ رد گیا" ۲۵ سطر ۲۶ میں کہا ہے "یہ امور خمسہ بجائے خود صحیح ہیں" مرحبا جزاک اللہ اور جو دو باتیں ناحق اور باطل اس کلمہ حق کے ساتھ اس نے ملا دی ہیں۔ انمیں سے ایک نمبر شانزدہم جو نمبر بیسویں ہے اس کلمہ کے متصل اس کا یہ کہنا ہے۔ مگر آپنے انکو نہیں سمجھا۔ آپکے قصور فہم سے ہمیں غلطی ضرور ہے۔ پھر اس حق اور ناحق میں ناواقف و بے علم لوگوں پر تلبیس و اشتباہ ڈالنے اور تدلیس کرنے کیلئے ۲۹ سطر میں کہا ہے۔ اب میں آپ کی غلطی آپکے سامنے ہر کرنے کو چند سوال آپ سے کرتا ہوں۔

(۱) یہاں لفظ اصول کے کیا معنی ہیں۔ اگر اصول کے معنی ادلہ ہیں تو آپ کو لازم ہے کہ آپ صاف لفظوں میں یوں لکھئے کہ ادلہ شرعیہ پانچ ہیں۔ اور علماء اصول سے کسی کی شہادت پیش کیجئے۔ دوسری ناحق و باطل بات جو کذب نمبر ہفدہم یا ہشتاد و ششم ہے۔ اس کا اصول خمسہ پر شہادت علماء اصول طلب کر کے یہ کہنا ہے "اور میں کہے دیتا ہوں کہ یہ آپ سے ہرگز نہ ہوگا"۔ (۲) اجماع کی تعریف اور اسکا مثل کتاب و سنت دلیل مستقل ہونا اور اس کا مصداق

لکھیئے۔ (۳) آیت وضو کی تفسیر جو شارع علیہ السلام نے فرمائی ہے۔ اور یوں کہدیا ھذا وضوئی لایجوز الصلوٰۃ۔ اسکے خلاف مضمضۂ استنشاق کو فاغسلوا وجوھکم سے خارج۔ اور وامسحوا برؤسکم میں مسح جمیع سر کو مدلول قرآن قرار دینا صرف شعرات یا ربع راس کا مسح مدلول قرآنی قرار دینا تفسیر نبوی صلعم کی تغلیط ہے یا نہیں"

خاکسار تکذیب ان اکاذیب رحیم آبادی کے بعد پہلے ان سوالات رحیم آبادی کا جواب دیگا۔ پھر یہ ظاہر کریگا کہ کذاب رحیم آبادی نے ان سوالات سے بے علم ناواقفوں کو کیا دھوکا دینا چاہا ہے۔ اس بیان خاکسار سے اہل علم کو واضح ہوجائیگا کہ رحیم آبادی نے جو دو دعوے کئے ہیں (۱) یہ کہ یہ خاکسار ان اصول کو نہیں سمجھا اور اسمیں کوئی غلطی اس نے ضرور کی ہے (۲) اور یہ کہ خاکسار اصول خمسہ کی شہادت علماء اصول سے پیش نکر سکیگا۔ یہ کذب محض ہے جسپر اسکو دو نمبر ۱۶ و ۱۷ اور دیئے گئے ہیں۔

اس تودہ اکاذیب میں سے پہلے کذب ثنائی کا کذب ہونا اس سے حلف معلق بطلاق بایں الفاظ "کہ اگر ابو سعید لفظ واعظ کو بجائے لفظ جاہل نہ بولتا ہو اور واعظ اپکی اصطلاح میں بے علم کا لقب نہ ہو تو اس شخص کی زوجہ پر طلاق ہے" لینے سے ثابت ہوسکتا ہے۔ وہ اس حلف سے انکار کرے تو میں بھی حلف سے جیسی ثناء اللہ چاہے کہنے کو تیار ہوں کہ میری یہ اصطلاح نہیں۔ میں بڑے بڑے مشاہیر علماء کو واعظ کہا کرتا ہوں۔ اگر وہ وعظ کہیں۔ ہاں بعض جاہل بھی واعظ ہوتے ہیں۔ یہ دونو لفظ واعظ و جاہل میری اصطلاح میں مترادف نہیں ہیں دوسرے کذب ثنائی پر بھی اسی کا حلف معلق بطلاق شاہد ہوسکتا ہے۔ وہ حلف سے کہے کہ ابو سعید وعظ سے محروم ہے۔ میں کہتا ہوں کہ میرا تمام زمانہ بعد تحصیل علم و اختیار امامت قوم اہلحدیث سے کوئی جمعہ خالی نہیں گذرا ہے جسمیں میں نے امام ہونیکی حالت میں وعظ نہ کیا ہو طرفہ یہ کہ ثناء اللہ علم مجامع انجمن حمایت اسلام۔ انجمن آرہ۔ رحیم آباد۔ لاہور۔ امرتسر۔ ملتان۔ دہلی وغیرہ بلاد میں میرا وعظ سن چکا ہے اور اسکے اخبار ۲۹ دسمبر ۱۹۱۱ء میری کے وعظوں کا ذکر و موجود ہے۔ پھر اسکا یہ کہنا کہ مولینا بنا لوی اس وصف سے محروم ہیں کذب نہیں تو اور کیا ہے تیسرے کذب ثنائی کے کذب ہونے پر بھی ثناء اللہ ہی کا حلفی بیان کافی سمجھتا ہوں

جن الفاظ "جھوٹا ہے۔ جھوٹا ہے" "ہات تیری جھوٹے کی" وغیرہ وغیرہ جنکی تعداد بیس ہے اوپر اس مباحثہ کے صفحہ ۲۲۴ جلد ہذا میں بتائی گئی۔ اسکی مثل ایک لفظ بھی اس مضمون سے پہلے رحیم آبادی کے حق میں خاکسار نے بولا ہے تو شاء اللہ اسکی نشاندہی کرے اور فی لفظ اکیسو روپیہ انعام لے ورنہ اپنے اس کذب بیانی کو کہ رحیم آبادی نے جو کچھ میرے حق میں بُرا کہا ہے وہ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا کا مصداق ہے کذب ہونا تسلیم کرے۔

رحیم آبادی اکاذیب سے کذب اول کے کذب ہونے پر رحیم آبادی کی مجوزہ دلیل (یعنی خاکسار کی قسم جو اس نے اس واقعہ کاذبہ کو نقل کرنے کے بعد خود تحریر کی ہے) کافی سمجھتا ہوں۔ اور خدا کی قسم کہا کر کہتا ہوں۔ کہ جہانتک مجھے یاد و علم و یقین ہے۔ کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ ثناء اللہ سے میں نے مباحثہ کا وعدہ کیا ہو۔ اور پھر اُس کے موقعہ پر آجانے کے بعد مباحثہ سے انکار کیا ہو واللہ ثم باللہ ثم تاللہ۔ اب رحیم آبادی کو چاہیئے کہ حسب وعدہ اسی اخبار میں اپنے اس کذب کا اشتہار دے۔ اور اس وعدہ کو پورا کرے۔ اور اسکے کذب دوم میں جو کہ ہے وہ اور اسکے اکاذیب نمبر سوم و چہارم کے اس حصہ پر کہ میں نے عین جلسہ آرہ اور جلسہ علیگڈھ میں بحث اصول کی درخواست کی تھی۔ میرے رقعات شاہد ہیں جو رحیم آبادی کے پاس آرہ میں اور اہالئے جلسہ علیگڈھ کے پاس بھیجے تھے۔ رحیم آبادی سچا ہے۔ تو ان رقعات میں میری درخواست مباحثہ کی نشاندہی کرے۔ میں نقارہ کی چوٹ کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں نے ان جلسوں میں اصول خمسہ پر بحث کرنے کی درخواست نہیں کی۔ بلکہ اصول خمسہ کے بیان کرنے اور پڑھکر سنا دینے کی درخواست کی تھی جسکے بعد میرے خیال و یقین میں سامعین و حاضرین کا ان اصول پر اتفاق کرنا اور سلمنا اور آمنا کہنا متیقن تھا۔ بحث تو امور اختلافی میں اور نظری میں ہوتے ہیں یہ بدیہی اور اتفاقی بھی کبھی محل بحث و اختلاف ہوتا ہے؟ نہیں نہیں۔ ہرگز نہیں۔ ان دونو مفتری و کذابوں کو بھی اس امر کا یقین ہے۔ کہ جب یہ اصول کسی جلسہ میں پڑھے جائیں گے تو حاضرین بلا اختلاف آمنا و سلمنا لکھدیں گے۔ اور چونکہ یہ دونو منافق دل سے ان اصول کو نہیں مانتے گو زبان سے اُن کے ساتھ اتفاق ظاہر کر چکے ہیں۔ لہذا وہ ان اصول کا کسی عام جلسہ میں پڑھا جانا منظور نہیں کرتے بلکہ کبھی تو اُن کو موجب فتنہ و قتل و فساد کہکر انکے پڑھنے کو ٹالتے رہتے ہیں

جیساکہ جلسہ امرتسر و پشاور میں ان سے عمل میں آیا ہے صفحہ ۲۹۲ و صفحہ ۲۹۶ رسالہ ہذا ملاحظہ ہو۔ کبھی بانکو برخلاف اصول و قواعد کانفرنس قرار دیکر ٹلاتے ہیں صفحہ ۲۹۶ ملاحظہ ہو۔ کبھی ان اصول کو اصول مذہب حنفی ٹھیرا کر اہلحدیث کو ڈراتے ہیں۔ پیسا اخبار (۲۲ مارچ ۱۵ء) ملاحظہ ہو۔ یہ دونوں کذابین راسود عنسی و مسیلمہ یمامی کے جن کا حال صحیح بخاری کے صفحہ ۵۱۱ میں بیان ہوا ہے۔ ثانی الذکر میری کوئی تحریر نہ ہمرے جلسہ کانفرس بمقام امرتسر یا پشاور یا علیگڈھ میں مباحثہ کرنے کی درخواست کی متضمن پیش کریں تو فی تحریر ایک روپیہ سے زائد تاوان میں یہ نہو سکے تو باعتراف کذب بیانی خود اپنی اور میری اس مراسلت کو (۱۳۲) جلد ہذا میں منقول ہو چکی ہے جس میں انکی طرف سے بھی صرف تقریر اصول خمسہ کی اجازت ہے۔ اور میری طرف سے بھی اسی تقریر کرنے اور اصول خمسہ پڑھ سنانے کی درخواست ہے۔ اور اگر بحث کا ذکر یا دعوی ہے تو بعد اختتام جلسہ ملاحظہ کرکے عرق خجالت میں غرق ہو جائیں۔ یہ بات بذریعہ پیسہ اخبار و اخبار وطن اور مستقل اشتہار میں بھی چھاپ کر انکے پاس جلسہ علیگڈھ بھیجی گئی تھی۔ ان اخبارات کے اصل پرچے منصف صاحب کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ اور دیگر ناظرین پیسہ اخبار ۱۲ مارچ سنہ اور اخبار وطن ۱۱ مارچ سنہ میں دیکھ سکتے ہیں۔

اور اسکے **کذب پنجم** کا کذب ہونا خود کذاب رحیم آبادی کے مجوزہ و محرر فیصلہ آرہ سے جس کو کذاب امرتسری نے چھاپ کر مشتہر کیا ہے۔ اور وہ صفحہ ۲۹۵ حاشیہ ہذا میں منقول ہے ظاہر ہو چکا ہے اس فیصلہ کا کذاب رحیم آبادی کی طرف سے تجویز و تحریر ہونا خود اس تحریر سے جس کا رد ہو رہا ہے اور وہ ضمیمہ اخبار نا اہل حدیث ۳۰ پریل سنہ کی صفحہ ۴ کالم چہار سطور اخیر و پہلی سطر میں خود رحیم آبادی نے شائع کرایا ہے۔ ثابت ہے

اور اسکے **کذب ششم** کا محض افترا ہونا اشاعۃ السنۃ جلد ہذا صفحہ ۲۹۰ سے ثابت ہے جس میں اس ملک اور اس صدی کے اہلحدیث کا نام بجائے وہابی اہلحدیث گورنمنٹ اور پبلک سے مقرر کرانے کا میں نے دعوی کیا ہے۔ دعوی سے ہرگز نہیں کیا

کہ یہ لقب اور یہ نام اس سے پہلے اس قوم کا نہ تھا۔ یہ دعوے میں کیونکر کر سکتا تھا جس حالت میں میں خود اشاعۃ السنۃ جلد ۱۲ میں یہ دو مضامین (۱) کہ اہلحدیث قدیم ہیں یا جدید اور (۲) اہلحدیث انکا پرانا خطاب ہے چھاپ کر مشتہر کر چکا ہوں ان کذابین ثانی اثنین اسود عنسی و مسیلمہ یمامی نے خدا کا خوف اور دنیا کی شرم اٹھا کر میری نسبت یہ دعوی مشتہر کیا کہ اس فرقہ اہلحدیث کا نام اہلحدیث ایڈیٹر بٹالوی کی تجویز ہے لعنۃ اللہ علی قاتلہا و مختلقہا کثیرا کثیرا

(۷) اور اسکے **کذب ہفتم** کا کذب ہونا تحریرات ارکان و ممبران کانفرس مرزا ضیاء الدین احمد صاحب صدر کانفرس و مولوی سید احمد حسن صاحب فنانشل سکرٹری کانفرس و حاجی عبد الغفار صاحب امین کانفرس و مولوی عبد الجبار صاحب وغیرہ ممبران کانفرس کی تحریرات سے جو اشاعۃ السنۃ جلد ہذا کے صفحہ ۹۷ سے صفحہ ۶۱۳ تک منقول ہیں آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہے کذابین مذکورین یعنے اس **کذب** کا راقم اور اس کا مشتہر کنندہ دونوں دہلی میں پہنچیں اور ان حضرات سے پوچھ لیں کہ یہ انکی تحریرات ہیں یا نہیں۔ اگر وہ ان تحریرات کی نسبت یہ کہیں کہ یہ تحریرات ہماری نہیں تو یہ کذابین ریلوے کا کرایہ مجھ سے لیں اور اگر وہ پیشگی کرایہ لینا چاہیں تو میں امرتسر میں منصف صاحب کی خدمت میں اور دہلی میں عبد الغفار صاحب دکان میں پیشگی جمع کرا دونگا۔

(۸) اور اسکے **کذب ہشتم** کا کذب ہونا اسکے اس رقعہ سے ہے جو صفحہ ۱۳۲ جلد ہذا میں منقول ہے اگر اسی کی قلم سے وہ رقعہ کا نفرس طرفسے لکھا گیا تو اسمیں اس کی اعانت و تنار اللہ کی استعانت ثابت ہوتی ہے نہیں تو وہ قسمیہ کہا جائے اور جھوٹے پر لعنت ہے کہ میں اس مشورہ میں شریک نہ تھا صرف کاتب تھا مصداق انکا مجھ سے ہے جو کچھ کانفرس نے لکھا اپنی رائے کے برخلاف لکھدیا۔

پیسہ اخبار کے حوالہ محولہ میں تمہارے پہلے رقعہ کا ذکر جو جلد ہذا کے صفحہ ۱۳۲ میں منقول ہے اس رقعہ میں بیشک تم محرک میرے آنے کے ہوئے تھے مگر اخیر منع کر دیا

کے مشورہ میں شریک ہوئے۔ اور ثنار اللہ کے معاون بن گئے۔

(۹) اُسکا **کذب نہم** نہایت شرمناک کذب ہے۔ جو کسی صاحب شرم دیا دخوف آخرت سے سرزد نہیں ہو سکتا۔ وہ خاص اپنے جلسہ آرہ میں ہر سال باوجود میرے انکار کے مجھے بلاتا رہا۔ اور نوید ارقعہ دعوت بھیجتا رہا۔

اس ۱۵ سہ میں اور اس ضمیمہ اخبار نا اہلحدیث ۲۰ اپریل ۱۵ سنہ جس میں یہ کذب نہم اس نے مشتہر کیا ہے کے صفحہ اول کالم ۲ سطر ۸ اور صفحہ سوم کے کالم ۳ کے سطر ۳۶ مین جلسہ آرہ کا نوید باوجود میرے سالہا سال کے انکار بھیجنے کا اعتراف کذاب رحیم آبادی خود کر چکا ہے۔ اور انجمن حمایت اسلام لاہور میں میرا بارہا بلایا جانا انجمن کی رپورٹ ہائے سالانہ سے ثابت ہے چھبیسویں سالانہ جلسہ انجمن کی رپورٹ کے صفحہ ۲۸۹ سے صفحہ ۲۹۵ تک میرا بیان و تقریر درج ہو کر مشتہر ہو چکی ہے۔ اس تقریر کو پڑھنے سے منصف صاحب دیگر ناظرین کو واضح و متیقن ہو جائے گا۔ کہ انجمن حمایت اسلام میں خاکسار کے کبھی بلائے نہ جانے کا دعوی کذاب رحیم آبادی کا شرم ناک کذب ہے۔ ان تین جلسوں انجمن میں خاکسار مدعو ہوا ہے۔ ثنار اللہ یا دیگر ثنا خوانوں و ریاکاروں کی مانند کثرت سے اسلئے شامل نہیں ہوتا کہ وہ انجمن خالص اہلسنت و اہلحدیث کی انجمن نہیں ہے بلکہ بچمیل جس میں شیعہ و مرزای وغیرہ اہل بدعت بھی باعتراف کذاب رحیم آبادی بصفحہ ۴ کالم نمبر ۱ سطر ۱ ضمیمہ اخبار نا اہلحدیث ۳۰ اپریل شامل ہوتے ہیں ایسے جلسے اکثر اسکے نمائش و ریاکاری سے خالی نہیں ہوتے جسبر سے اس خاکسار کو نفرت ہے۔ اور اسی وجہ سے آئندہ اس شمولیت سے خاکسار خود انکار کر چکا ہے چنانچہ میری تقریر مذکورہ مصرح ہے اور امرت سر و پشاور کے جلسوں۔ کانفرس میں خاکسار کو بلایا جاتا۔ اور مجھ سے تقریر کی درخواست کرنے کا اعتراف تو کذاب امرتسری بھی اسکے ضمیمہ اخبار نا اہل حدیث میں کر چکا ہے جو بصفحہ ( ) منقول ہے دیگر اسلامی جلسہ ہا ملتان و سیالکوٹ و امرتسر و دہلی و میرٹھ وغیرہ میں بھی خاکسار مدعو ہوتا رہا ہے۔ جس کا اعتراف اخبار نا اہلحدیث میں موجود ہے میرٹھ

کے جلسہ اہلحدیث ۱۵ء میں خاکسار کا مدعو ہونا صفحہ ۳۲۳ جلد ہذا مذکور ہوا ہے۔ حال میں ۱۵ء کے
جلسہ میں سکرٹری جلسہ حمید اللہ خانصاحب دیگر احباب قدیم اہلحدیث پٹنہ کی طرف سے
درخواست پہنچی۔ تو خاکسار نے اسکا جواب دیا۔ کہ اگر اس جلسہ میں اصول خمسہ کے پڑھنے
سے مجھے ثناء اللہ وغیرہ نہ روکیں۔ تو میں شامل ہونگا۔ جسپر خانصاحب حمید اللہ صاحب
کا خط اس مضمون کا پہنچا کہ جلسہ میں آپکا بیان جسب پروگرام ہوگا۔ جلسہ کے علاوہ
آپکی مزید تقریر ہوگی۔ اس میں آپ اصول خمسہ بیان کرینگے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے
جس سے ثابت ہوا کہ ثناء اللہ وغیرہ نے جلسہ میں اصول خمسہ پڑھنے سے روکدیا ہے
اسلیے خاکسار شامل جلسہ نہوا۔ ان واقعات سے کذاب رحیم آبادی کا کذب ہم روز
روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے جو لوگ میرا ان جلسوں میں مدعو ہونا ان ہی کذابوں
کی تحریرات میں دیکھیں گے۔ وہ اگر کچھ حیا و شرم رکھتے ہونگے تو ان کذابین کے
کاذب ہونے کا یقین کرینگے۔ اور کذاب رحیم آبادی کے چہرہ پر سفید داڑھی
دیکھ کر تعجب سے ضرور کہیں گے کہ یہ سفید ریش اور یہ سیاہ جھوٹ اور یہ جبہ و عمامہ
اور یہ افترا و دیدہ دلیرانہ

کذب دہم کے اس حصہ کا جو اس کذب میں مخفی ہے۔ کہ ارکان کا نفرنس نے اصول خمسہ کے اتفاق
نہیں کیا کذب ہونا کذب ہفتم کے ثبوت سے ثابت ہو چکا ہے۔ اب رہا اس کا یہ
کذب و مغالطہ انیز سوال کے ارکان کانفرس و حافظ عبد اللہ و عبد العزیز بھی
اتفاق کر چکے ہیں تو اس بہلے مانس سے پوچھا جاوے تو پھر جھگڑا کیا ہے اس کا
جواب یہ ہے کہ وہ جھگڑا یہ ہے کہ جیسا ان دونوں بہلے مانسوں حافظ عبد اللہ و عبد
العزیز نے تیسرے بہلے مانس ثناء اللہ کے رسالہ اجتہاد و تقلید پر (جس میں
اس نے اصول خمسہ مذہب اہلحدیث کو تسلیم کر لیا ہے)۔ ویسے ہی وہ تینوں بہلے مانس
انصاف اور شرم کو کام میں لاکر ان اصول کو تمام جلسوں کانفرس وغیرہ میں تسلیم
کر لیں اور نفاق ترک کر کے بیچارہ عوام اہلحدیث کو دھوکہ دینا چھوڑ دیں اس وقت
تک ان تینوں کا حال و قال اس سیرت و قول منافقین کے مثال ہو رہا ہے جسکی

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اس امت میں حکایت واذا لقوا الذین اٰمنوا قالوا اٰمنا واذا خلوا الی شیاطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزؤن ہ یعنے منافق لوگ مومنوں کو ملتے ہیں تو آمنا یعنے یہ کہ ہم مسلمان ہیں کہدیتے ہیں اور جب اپنے شیاطین کے پاس اکیلے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ رسالہ میں جو عام مسلمانوں میں پڑھا جاتا ہے تو انہوں نے اصول خمسہ کو تسلیم کر لیا ہوا ہے۔ مگر اپنے ہم خیالوں کے جلسوں میں ان اصول کو پاس ہونے نہیں دیتے۔ اور ان اصول کے متضمنہ شعار تشہ کو سراسر اس آمد مسلماں را قرآن۔ پس حدیث سرور پیغمبراں۔ بعد ازاں اجماع اہل اجتہاد۔ از صحابہ سید خیر العباد۔ پس ازاں اجماع جملہ تابعین۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ پستہ اقوال خلافیہ جان شد مقدم بر مقال دیگراں ۔ کو اپنے کانفرنس کا مانو ہین تو مگر انکو یاد رہے کہ جب تک ایڈیٹر اہلحدیث نہ یہ خاکسار زندہ ہے انکا یہ نفاق چلنے نہ دیگا۔ اور ہر پرچہ میں یہ ظاہر کرتا رہیگا۔ کہ یہ تینوں سبھے انس اہلحدیث ہونے کے دعوے میں منافق ہیں۔ اہلحدیث نہیں ہیں۔ اصول مذہب اہلحدیث کے در پردہ منکر ہیں۔ اور اصول معتزلہ و نیچریہ۔ و مرزائیہ کے قائل ہیں۔ لا بارک اللہ فیہم۔ خزق بھم وشتت شملھم۔

اسکا کذب یا زور ہم۔ مجموعہ سباب سبھے (دشنام) نامہ میں اسکے جواب میں کیا دوں۔ بجز اسکے کہ کذاب رحیم آبادی سے یہ سوال کروں۔ کہ میں نے مرزا قادیانی کی کن الفاظ سے مدح کی ہے۔ اور مضمون خراسانی میں کون سا کلمہ شیطانی ہے اور دعوی تالیف معیار الحق کیوں ناحق ہے۔ میں حلف سے کہتا ہوں۔ واللہ ثم باللہ ثم تالله حضرت میاں صاحب شیخ الکل نے اصول مضامین معیار الحق کا املاء فرمایا تھا۔ اور بعض کتب کے عبارات کی نشاندہی کی تھی انکے نظم و ترتیب مضامین و عبارات اس خاکسار کی طرف سے ہی جو ایڈیٹر کا کام ہے۔ اور اسکو عربی میں تالیف کہتے ہیں جس کو انگریزی ایڈٹ کہتے ہیں۔ اس نظر سے کہا گیا ہے مؤلفہ۔ یعنے ایڈیٹر ہونے کا دعوی صفحہ ۳۰۵ جلد ۲۲ میں کیا تھا مصنف

ہونے کا دعوے نہیں کیا۔ جسمیں مضامین کا ایجاد و اختراع بھی مصنف کیطرف سے ہوتا ہے۔
ہاں اس کتاب کے صفحہ ۷۹ سے ۸۵ تک جو روایت نمبر ۳۴ اور روایت پینتیسویں مولانا
شیخ الکل نے بوقت طبع معیار الحق دہلی میں خود درج کتاب کی ہیں۔ یہ روایات میری قلم سے
نہیں نکلیں۔ یہ مولانا ہی کا ایجاد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُنکا سیاق پہلی روایات کے سیاق کے برخلاف ہے
میرے اس حلفی بیان کو جس سے زیادہ بحکم قاعدہ فقہیہ وجد البینۃ علی المدعی
والیمین علی من انکر مجھ پر واجب نہ تھا۔ یہ کذابین نہ مانیں تو بحکم قاعدہ مذکورہ خود بینہ (گواہ)
قایم کریں۔ اگر وہ کوئی گواہ پیش نہ کر سکیں تو میں اُن کی یمین رد قبول کرتا ہوں۔ وہ دونو قسم کھا کر
کہدیں کہ معیار الحق کا مؤلف ابو سعید محمد حسین نہیں۔ حضرت شیخ الکل ہیں۔ اور اسپر اللہ بھیجے
پر لعنت۔ اسکی عورت کو طلاق بھی کہیں۔ ہر چند یمین رد میں لعنت اور طلاق شرط نہیں ہوتی لیکن
ایسے شیر بہادروں سے بعید نہیں کہ جھوٹی قسم کھا جائیں۔ لہذا بحکم مصرعہ پیش کردہ کذاب امر تسری
بحق روحانی پدر خود ع این چنیں رقاص را باید وصول این چنیں۔ یہ لعنت و طلاق زیادہ موزون
ہے۔ اور حق بحق دار رسید کی مصداق ہے۔ اور اس کے **کذب دوازدہم** کا کذب ہونا **کذب**
دہم کے ثبوت سے ثابت ہو چکا ہے جسکا خلاصہ بیان یہ ہے کہ تمہارا اصول خمسہ کی تسلیم کا اقرار
صرف زبان پر ہے اور انکار دل میں ہے جیسے منافقوں کا زبانی ایمان تھا۔ اور دلی کفر و انکار۔
اور **کذب سیزدہم** کا کذب ہونا مصرعہ مسلمہ ان النسان علی الفواد دلیل سے ثابت
جس پر آیات قرآن دلیل ہیں۔ ایک وہ آیت جو کذب دہم کے ثبوت میں نقل ہو چکی ہے دوسری
وہ آیت جو سورۂ منافقون میں ہے۔ إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ
وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ ط وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ ط يَقُولُونَ لَئِن
رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ ط
کذاب رحیم آبادی کو منطق دانی کا دعوے ہے۔ مگر وہ وحدات ثمانیہ کا متضمن شعر بھول
گیا ہے۔ اور اس کے زبانی اقرار اصول خمسہ کو اسکے دلی انکار کی نقیض سمجھ کر خاکسار نے ثابت
ہوا۔ اور "ہات تیرے جھوٹے کی" کی گالی کو اپنے اوپر ثابت کر دکھایا۔ اور آیت کذب دہم
کا کذب ہونا اشاعۃ السنہ جلد ۱۲ کے صفحہ ۲۶۴ سے ۲۷۷ تک ثابت ہو چکا ہے مگر یا تو بجہ در و نگورا
حافظہ نباشد" وہ اسکو یاد ہی نہیں رہا۔ یا ان بدنصیبوں نے وہ صفحات دیکھنے کے سوا وہ جلد خاکسار کے
پاس واپس بھیجدی تھی۔ ان صفحات میں ثناء اللہ کے اخراج از فرقہ اہلحدیث کرنیوالے اصول خمسہ کا

معیار قائم کرکے اس کو خارج کیا گیا تھا جس معیار کو انہوں نے نہایت قابلقدر تسلیم کیا ہوا ہے (صفحہ ۲۶۳ جلد مذکور ملاحظہ ہو) اور اسکی کذب پانزدہم میں اسکے کذب نمبر ۱۔ کا اعادہ ہے جو بحکم "در دغگو را حافظہ نباشد"۔ اس کی قلم سے نکل گیا ہے۔ ہم اسکے کذب ہونیکے ثبوت کا اعادہ نہیں کرتے

اکاذیب پانزدگانہ رحیم آبادی کا کذب ناظرین پر واضح ہوگیا۔ اب اس کے سوالات ثلثہ کے جوابات دیکر ان کے متعلق اسکی تدلیس وتلبیس ظاہر کی جاتی ہے۔ جس سے اسکا **کذب شانزدہم وکذب ہفدہم** کا کذب ہونا ثابت ہو۔

جواب سوال نمبر ۱۔ اصول سے ادلّہ ہی مراد ہیں۔ اور بجائے اصول لفظ ادلہ کہنے کو ہم بھی تیار ہیں۔ اور ہم سے پہلے علماء اصول انکو ادلہ کہہ چکے ہیں۔ ان دونو باتوں کا ثبوت اصول کی چھوٹی سی اور پہلی کتاب **اصول شاشی** میں ہے۔

ثم بعد ذلك نوع من الاجماع وهو حد ما القائل بالفصل وذلك نوعان احدهما ماذا كان منشاء الخلاف في الفصلين واحداً والثاني ما اذا كان المنشا مختلفاً والاول حجة والثاني ليس بحجة مثال الاولى فيما خرج العلماء من المسائل الفقهيّة على اصل واحد ونظيره اذا اثبتنا ان النهي عن التصرف فلت الشرعيه يوجب كونها قلنا يصح النذر بصوم يوم النحر والبيع الفاسد يفيد الملك لعدم القائل بالفصل ولو قلنا ان التعليق سبب عند وجود الشرط قلنا تعليق الطلاق والعتاق بالملك او سبب الملك صحيح۔ ونظير الثاني اذا قلنا ان القي ناقض فيكون البيع الفاسد مفيداً للملك لعدم القائل بالفصل او يكون موجب العمد القود لعدم القائل بالفصل وبمثل هذا القي غير ناقض فيكون المس ناقضاً وهذا (اي عدم كونه حجة) لان صحة الفرع وان دلت على صحة اصله ولكنا لا نوجب صحة اصل آخر حتى تفرعت عليه المسئلة الاخرى۔ انتہی ملخصاً ص ۸۸-۸۹

اب رحیم آبادی اور اس کے لیڈر امرتسری کو (جنہوں نے ضمیمہ اخبار نا اہلحدیث ۳۰۔ اپریل ۱۹۱۵ء کے چوتھے صفحہ تیسرے کالم کی سطر ۳۳ میں یہ لاف مشتہر کی تھی کہ اسپر علمائے اصول سے کسی کی شہادت پیش کیجئے۔ اور میں کہہ دیتا ہوں کہ یہ آپ سے ہرگز نہ ہوسکے گا) چاہیئے کہ اصول شاشی کی عبارت مذکورہ میں عمل القول بالفصل پر لفظ اصل وحجت کا جو دلیل کا مترادف ہے اطلاق دیکھ کر غرق عرق خجالت ہوجائیں یا خودکشی کرکے واصل جہنم ہوجائیں۔ کیونکہ ایسی بیحیائی کی زندگی

سے موت بہتر ہے جو آئندہ ایسے گناہوں سے بچائے۔ اس آرزو موت کی اس حدیث میں تعلیم ہے وَاَمِتْنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ۔

جواب سوال نمبر ۲ و ۳۔ اجماع کی تعریف جامع ومانع بیان کرنا اور اس کا مصداق بتانا اور اس تعریف کو مواضع نقض وعدم صدق سے بچانا مدعی کا منصب ہے جسکی تعریف یہ ہے المدعی من نصب نفسہ لاثبات الحکم بالدلیل او التنبیہ (رشیدیہ صفحہ ۱۰) اور یہ خاکسار تو اصول خمسہ خصوصاً اجماع کے بیان میں محض ناقل ہے جسکی تعریف یہ ہے ھو الایتان بقول الغیر علی ما ھو علیہ بحسب المعنی مظھرًا انہ قول الغیر۔ اور سالہا سال سے یہ کہہ رہا ہے کہ اصول خمسہ مذہب محدثین کے اصول ہیں۔ اور بشہادت سلف وخلف (جنمیں یہ ناخلف مدعی اتباع سلف بھی داخل ہیں) مفصلاً ثابت کرچکا ہے کہ یہ اصول خمسہ اصول مذہب اہلحدیث ہیں۔ اب رہا میرا مدعی ہونا کہ یہ اصول صحیح ہیں۔ اور کتاب اللہ وسنت انکی صحت پر دلیل ہے۔ سو اسوقت ہوگا جبکہ شنار اللہ امرتسری وعبدالعزیز رحیم آبادی وحافظ عبداللہ غازیپوری اور انکے پیچھے چلنے والا ابراہیم سیالکوٹی صاف صاف کہیں گے کہ ہم ان اصول خمسہ مذہب اہلحدیث کے منکر ہیں اور ہمارا انکا اجماع ہے شیعہ وخوارج ومعتزلہ کا مذہب رکھتی ہیں۔ اسوقت یہ عاجز خاکسار خادم اہلحدیث اصول خمسہ کی صحت قرآن وحدیث سے ایسی ثابت کردکھلائے گا جسمیں کسی منکر کو دم مارنے کی جگہ نہ ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

رحیم آبادی کا مقصود ان سوالات ثلثہ کو پیش کرنے سے یہ ہے کہ ان اصول خمسہ کے اصول مذہب اہلحدیث ہونے یا نہ ہونے کی بحث چھوٹ جائے۔ اور بحث اجماع کی تعریف اور اسکی حجت ہونے یا نہ ہونے میں جا پڑے جو سالہا سال سے چلی آتی ہے اور ابتک اسکا دروازہ بند نہیں ہوا کتب اصول مسلم الثبوت ومحصول وارشاد الفحول وغیرہ ملاحظہ ہوں۔ اور اسکا خلاصہ اشاعۃ السنۃ جلد ۱۲ میں پڑھیں۔ شاید ان جوابات سے رحیم آبادی کی تسلی نہ ہو اور وہ اس کی مزید تفصیل چاہے لہذا اس پر مزید تفصیل کی جاتی ہے:۔

جواب سوال اوّل۔ اصول جمع اصل ہے اور اصل کے معنی یہ تعریف ما یبتنی علیہ غیرہ ہے (ھکذا فی التوضیح وغیرہ من کتب الاصول) اس اصل کو دلیل اور حجت بھی کہا گیا ہے، جو لوگ ان اصول خمسہ کو مانتے ہیں اور ان اصول خمسہ سے ثابت ومتفرع احکام کو واجب العمل جانتے ہیں وہ انکو ادلہ شرعیہ کہنے کے لئے بھی تیار ہیں۔ چونکہ علمائے سلف نے انکو اصول کے نام سے تعبیر کیا تھا تو ہم نے بھی تاسیاً بھم وہی لفظ اصول اختیار کیا ہے۔ از انجملہ اصلین اولین (کتاب

وسنت) کو دلیل وحجت شرعی کو سارے مسلمان کہلانے والے حتیٰ کہ خوارج وشیعہ ومعتزلہ (آپ لوگوں کے پیشوا) بھی کہتے ہیں اور اصل ثالث ورابع جو پہلے دو اصول کی فرع ہیں (اجماع وقیاس) انکو آئمہ اربعہ دلیل شرعی وحجت کہتے ہیں (وللاربعۃ علی الاربعۃ اتفاق (مسلم الثبوت) اور ازانجملہ خاصکر امام الائمہ ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ قول ایک صحابی کو بھی حجت کہہ چکے ہیں۔ چہ جائے اجماع صحابہ قول الصحابی حجۃ عندنا مالم ینفہ شیئ من السنۃ (فتح القدیر) اور ایسا ہی امام شافعی سے منقول ہے (اعلام الموقعین) اب رہی صحابہ وتابعین کے اقوال اختلافیہ جن کو خاکسار نے اصل خامس بیان کیا ہے۔ اور ان سب کے خلاف کو جائز نہیں رکھا۔ سو یہ بھی اہلحدیث کے مذہب میں حجت وشرعی دلیل ہیں۔ (اعلام الموقعین کی عبارت منقولہ اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ صفحہ ۱۱۹ لغایت صفحہ ۱۲۹ ملاحظہ ہو) ایسا ہی امام احمدؒ اقوال اتفاقیہ صحابہ کو حجت جانتے ہیں۔ اور اقوال اختلافیہ سے بھی سب کا خلاف اور سب سے بالکل خروج جائز نہیں رکھتے۔ آپ اپنے بعض اصحاب کو فرمائے ایاک ان تتکلم فی مسئلۃ لیس لک فیہا امام (اعلام جلد ۱ صفحہ ۳۲)۔ ان کے اصول خمسہ اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ کے صفحہ ۱۳۰ سے صفحہ ۱۳۴ تک کتاب اعلام الموقعین سے منقول ہیں۔

رحیم آبادی صاحب! امام ابو حنیفہؒ۔ امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ آپ کے نزدیک علماء اصول میں سے ہیں یا نہیں؟ اور انکی شہادت علماء اصول ہے یا نہیں؟۔

جواب سوال دوم۔ اجماع کی تعریف علماء اصول نے یہ کی ہے اتفاق المجتہدین من امۃ محمد فی عصر علی امر شرعی (مسلم الثبوت وغیرہ) اور اسکا مثل کتاب اللہ وسنت واجب العمل ہونا آئمہ اربعہ کے نزدیک مسلم ہے وللاربعۃ علی الاربعۃ اتفاق (مسلم) اور خاصکر ظاہریہ اہلحدیث صحابہ کے اجماع کیا مانتے اور حجت جانتے ہیں اجماع الصحابہ حجۃ بلا خلاف خلافا لقوم من المبتدعۃ وذہب داؤد الظاہری الی اختصاص حجیۃ الاجماع بالصحابۃ وہو ظاہر کلام ابن حبان فی صحیحہ وہذا ہو المشہور عن الامام احمد وقال ابو حنیفہ اذا اجتمعت الصحابۃ علی شیئ سلمنا واذا اجمع التابعون زاحمناہم (ارشاد الفحول) وہو منقول بعینہ فی حصول للمأمول۔

ہاں درجہ ورتبہ میں وہ دونو کتاب وسنت سے کمتر ہیں۔ اسکا مصداق ومثالیں ہزارہا احکام ہیں۔ مسلم الثبوت میں لکھا ہے قال الاسفرائینی نحن نعلم ان مسائل الاجماع اکثر من عشرین الف مسئلۃ۔ مگر میں یہاں صرف ایک ایسی مثال پیش کرتا ہوں جسکو آپ کے رہبر ولیڈر شاہ اللہ

نے بھی اپنی اخبار نا اہلحدیث میں تسلیم کیا ہوا ہے۔ وہ سوتیلی دادی کی حرمت نکاح پر اجماع ہے۔ آپ اس اجماع کو نہ مانیں گے تو میں ایک اور مثال پیش کرونگا۔ بخاری و مسلم احادیث کی صحت پر اجماع امت مسلم کل اہلحدیث ہے جسپر ان کے مذہب کا دارومدار ہے۔ اس اجماع سے انکار کرکے تو ان کے مذہب کا نام ونشان نہیں رہتا۔ یہ دوسری مثال اجماع ہے۔

جواب سوال سوم - جو لوگ مضمضہ اور استنشاق کو حکم فاغسلوا او جوہکم کے تحت جانتے ہیں اور صرف سر کے چند بالوں یا ربع سر کو مدلول حکم قرآنی قرار دیتے ہیں وہ تفسیر نبوی کی تغلیط نہیں کرتے۔ تغلیط تب ہو جب انکو حدیث نبوی صحیح سند سے پہنچ جاوے اور پھر وہ عمداً اسکا خلاف کرتے ہوں اور یہ گمان کسی مسلمان خصوصاً کسی امام اسلام پر نہیں ہو سکتا۔ مگر انکا قول اصل دوم حدیث نبوی کی شرعی دلیل ہونے میں قادح نہیں۔ پھر آپنے ایک حکم بزعم خود ثابت باصل دوم کو حجت کہنے کے معارضہ میں ان کے قول مخالف حدیث کو کیوں پیش کیا؟۔ کیا اصل دوم (حدیث) سے بھی آپ منکر ہیں؟۔

آپکے سوالات ثلثہ کی جواب پورے ہوئے اب ہم حسب وعدہ یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ آپنے میری نسبت یہ گمان کیوں کیا کہ میں نے ان اصول کو نہیں سمجھا۔ مجھ سے سنیئے۔ آپنے اصولیین متاخرین کی کلام میں شرعی ادلہ صرف چار (کتاب۔ سنت۔ اجماع۔ قیاس) دیکھکر یہ سمجھ لیا کہ بعض صحابہ کے اقوال بلا خلاف یا خلافیہ شرعی دلیل حجت نہیں ہوتے۔ ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ نے جو اقوال با خلاف یا خلافیہ کو بھی ایک اصول قرار دیا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ اس رسالہ اصولیوں سے ناواقف ہے۔ اسکو یہ کہو کہ تم نے بعض کتابوں میں اقوال و آثار پر اصول کا لفظ مستعمل پایا ہوگا جسکو اصول شرعی سمجھ لیا۔ در حقیقت (انکو علمی اصول کہا گیا ہے۔ ادلہ شرعیہ تو ہم آجتک چار ادلہ سنتے چلے آئے ہیں۔ یہ پانچوں دلیل (اقوال صحابہ) کہاں سے آگئی؟ پھر جب اس سے قول اصولیوں سے شہادت کا مطالبہ ہوگا تو وہ اپنی غلطی مان لے گا۔ اس سے پہلے آپکے زبردست لیڈر (ثناء اللہ) نے بھی یہی بات رسالہ اجتہاد و تقلید کے صفحہ ۱۱ میں کہہ رکھی تھی۔ "آجتک تو علماء اصول کے ہاں ادلہ اربعہ تھیں یعنی قرآن و حدیث و اجماع و قیاس۔ آج کل بعض معاصرین علماء اصول خمسہ کے قائل ہوئے ہیں" اسی کی تقلید رحیم آبادی نے کی۔ اور یہ ڈینگ مار دیا۔ اب اس کو معلوم ہو جاویگا کہ علم اصول ان کتابوں میں منحصر نہیں جو تم نے دیکھی ہیں۔ ارے میاں! اصول کی کتابیں اور بھی ہیں جو تمہارے دیکھنے میں نہیں آئیں

حفظت شیئاً وغابت عنک اشیاءٌ۔

اصول شاشی تم نے پڑھی نہ ہوگی۔ اور وہ کتابیں جن سے ہم نے امام ابو حنیفہؒ و امام شافعیؒ و امام احمدؒ سے اقوال صحابہ کا حجت و دلیل ہونا نقل کیا ہے۔ تمہاری نظر سے نہ گذری ہونگی۔ اس واسطے خاکسار نے تمہارے لئے لفظ واعظ کا خطاب تجویز کیا ہے۔ جو تمہاری علمی حالت کی نظر سے یہ بھی زیادہ ہے۔ ۹۳

اور کذب نمبر ہشتاد و ہفتم لغائت نود و سوم ثناء اللہ کا پیسہ اخبار ۲۳۔ مارچ ۱۹۱۵ء میں مجھ پر پرانے سات افتراؤں کا اعادہ کرتا ہے (۱) یہ کہ میں عام حنفیوں کی مانند حنفی کہلاتا ہوں (۲) اپنے نام کے ساتھ حنفی ٹائٹل (Title) لگاتا ہوں (۳) علم لوگوں کو حنفی کہلانیکی رغبت دلاتا ہوں (۴) اصول خمسہ جو خاکسار پیش کرتا ہے یہ حنفی مذہب کے اصول ہیں (۵) ان اصول کو تسلیم کرنے سے انسان حنفی ہو جاتا ہے (۶) خالص اہلحدیث نہیں رہتا۔ (۷) اسی غرض و مقصود سے خاکسار حنفی علماء کو مجلس مناظرہ میں شامل کرنا چاہتا ہے کہ حنفیوں کی کثرت رائے سے فائدہ اٹھائے، اور میجارٹی (Majority) اسکی طرف ہو جائے۔

ان اکاذیب کا کذب ہونا اکاذیب سابقہ کے کذب ثابت ہونے سے ثابت ہو چکا ہے۔ میں اسکا اعادہ نہیں کرتا۔ عادہ بران ایک مستقل اعلان میں پیسہ اخبار کے ذریعہ ان ساتوں باتوں کا کذب ہونا ظاہر کرکے بھی مشتہر کر چکا ہوں۔ جو ملاحظہ خصوصاً صاحب کیلئے پیش کیا گیا جاتا ہے اور دیگر ناظرین جلد ۱۳ کی ہمراہ اسکو ملاحظہ کرینگے۔ اس مقام میں اس اعلان کی عبارت ابینہ نقل کیجاتی ہے:۔

اعلان۔ آج ۲۲ مارچ کے پیسہ اخبار میں ثناء اللہ کا جواب دیکھا جو ہمارے بیان بالا کی حرف بحرف تصدیق کرتا ہے۔ اس کے جواب میں ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ وہ ہمارے سوال کا جواب نہیں ہے ومعہذا اسمیں جھوٹ کوٹ کوٹ کر بھرا گیا ہے۔ (۱) نہ میں اب حنفی ہوں جیسے ہندوستان کے موجودہ حنفی ہیں۔ (۲) نہ میں اپنے نام کے ساتھ حنفی ٹائٹل لگایا کرتا ہوں (۳) نہ میں کسی کو اہلحدیث حنفی کہلانے کی رغبت دلاتا ہوں (۴) نہ اُن اصول خمسہ کا مذہب اہلحدیث سے خالص اہلحدیث ہونیسے سر مو فرق آتا ہے۔ (۵) نہ میں مجلس مباحثہ میں کسی حنفی کو جو اہلحدیث نہ ہو بلانا چاہتا ہوں۔ یہ ثناء اللہ کے ساتوں جھوٹ ہیں جسپر قرآن میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی وعید وارد ہے۔ ابو سعید محمد حسین۔

کذب نمبر نود و چہارم۔ ثناء اللہ کا رسالہ "اتباع سلف" کے صفحہ ۱۳ سطر ۱۰ میں حافظ ابن القیم پر یہ افترا کرنا کہ "آپ حضرت عمرؓ کے فیصلوں پر فتویٰ لگاتے ہیں" اور کذب

نمبر نود و پنجم اس رسالہ کے صفحہ ۱۳ سطر ۸ میں حضرت امام احمدؒ پر یہ افترا کرتا ہے کہ آپ حضرات عمرؓ کے اس فیصلہ پر ہنسا کرتے" ان دونو افتراؤں نے ثناء اللہ کے علم کو ڈبو دیا اور اس کی فضیلت کو کھو دیا۔ ان اکاذیب کی نسبت پانچ علمائے وقت جنمیں (۱) ایک ثناء اللہ کی پارٹی کے بڑے رکن رکین حافظ عبداللہ صاحب غازیپوری ہیں (۲) مولوی احمداللہ صاحب امرتسری مسلم استاذ ثناء اللہ۔ (۳) مولوی عبدالسلام مرحوم نبیرہ میانصاحب شیخ الکل دہلوی (۴) مولوی ابوالحسن صاحب دوسری نبیرہ میانصاحب (۵) مولوی وحیدالزمان صاحب حیدرآبادی جن سے ان اکاذیب کی نسبت استفتاء کیا گیا تو انہوں نے ان اکاذیب کے کذب ہونے پر اتفاق کیا۔ اور نمبر اوّل نے ان اکاذیب کے قائل کو نادان و احمق و سخت بیہودہ گو قرار دیا۔ اور نمبر دوم نے حسب اقرار ثناء اللہ ان اکاذیب کے سبب جملہ دعاوی و اقاویل میں ثناء اللہ کو کاذب قرار دیا۔ اس اجمال کی تفصیل جلد ہذا کے صفحہ (۵۵ سے ۶۴) تک ہو چکی ہے۔ اس کے اعادہ کی نہ ضرورت ہے نہ ہماری عادت ہے۔

کذب نمبر نود و ششم و ہفتم۔ ثناء اللہ کا ایک دروغگو نامہ نگار سے اپنی اخبار ۱۱ اگست ۱۹۱۶ء میں دو جھوٹی باتیں نقل کرتا ہے۔ اور پھر باوجود انکے جھوٹ ثابت ہو جانیکے انکی تکذیب نہ کرنا اور بحکم حدیث نبوی فھو احد الکاذبین جسکو اس نے میرے رقعہ ۳ اپریل ۱۹۱۶ء کے جواب میں نقل کر کے اس سے استدلال کیا ہے وہ جھوٹا ٹھہرتا ہے۔ (۱) "یہ کہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے اپنے داماد سے وعدہ کیا تھا۔ کہ تم جسوقت بٹالہ آؤ گے ہم اسوقت نماز عید پڑھیں گے۔ وہ دن کے گیارہ بجے پہنچ سکتا تھا۔ اسلئے باوجود تقاضائے نماز یاں آپنے نماز دیر میں ادا کی (۲) خطبہ میں چند غیر حاضر اصحاب کو گالیاں دیں۔" ان دونو اکاذیب کے ۱۱ اگست ۱۹۱۶ء کو شائع ہونے پر ۱۲ اگست ۱۹۱۶ء بنام ثناء اللہ نوٹس نمبری ۳۲۵ جاری کیا گیا کہ یہ دونو باتیں دروغ ہیں۔ فوراً بٹالہ آؤ۔ اور اسکے دروغ ہونے پر بیس۔ تیس۔ چالیس۔ پچاس اشخاص معتبرین کی شہادت لیلو ثناء اللہ یہ نوٹس وصول پاکر بٹالہ نہ آیا۔ تو خاکسار نے نماز یان عیدگاہ سے بذریعہ استشہاد شہادت حاصل کی جس کی نقل ذیل میں درج ہے:۔

قال اللہ تعالیٰ ولا تکتموا الشہادۃ ومن یکتمھا فانہ اثم قلبہ

یعنی خدا فرماتا ہے گواہی کو مت چھپاؤ اور جو اسکو چھپاویگا اسکا دل گنہ گار ہو جاویگا۔

اس آیت کو پیش نظر رکھکر حاضرین عیدگاہ للہ شہادت دیں:۔

(۱) اس دفعہ نماز عید کی جماعت حسب معمول قدیم دس بجے کے قریب ہو گئی تھی یا دس بجے

ملاحظہ

کے بعد۔ اور دیر سے ہوئی تھی؟۔

(۲) خطبہ میں خطیب (خاکسار) نے کسی ایسے شخص کو جو حاضر جلسہ نہ تھا گالیاں دی تھیں یا نہیں۔ اگر دی تھیں تو وہ کیا تھیں۔ ایک فتویٰ از حکم شرعی تھا یا عام لوگوں کی سی فحش گالیاں؟۔

سائل ابو سعید محمد حسین ۱۲/۱۶

الجواب

(۱) عید معمول کے وقت میں ہوئی ہے۔ میں نزدیک نہیں تھا۔ گالی غیر حاضر کو میں نے نہیں سنی۔ حافظ خدا بخش کتب فروش بٹالہ (۲) فتح احمد داروغہ صفائی (۳) عید وقت پر پڑھی گئی۔ میں نے گالی گلوچ نہیں سنی۔ بقلم خود شاہ محمد (۴) عید الفطر وقت پر پڑھی گئی تھی اور جو عیدگاہ میں موجود نہ تھا اسکو گالی نہیں دی گئی۔ قاضی اصغر علی بقلم خود۔ (۵) مضمون واحد۔ برکت علی برادر اصغر علی بقلم خود۔ (۶) عید دس بجے کے بعد ۱۵ منٹ پر پڑھی گئی۔ رمضان زرگر بقلم خود۔ از پارلی ثناء اللہ (۷) عید وقت پر ہوئی۔ غیر حاضر کو گالی میں نے نہیں سنی۔ عبد القادر از بٹالہ بقلم خود (۸) مضمون واحد۔ عبد الکریم لوہار بٹالہ بقلم خود۔ (۹) مضمون واحد۔ عبد الکریم زرگر بقلم خود (۱۰) مضمون واحد۔ مہر مینا ولد مراد بخش سکنہ بٹالہ (بہ نشان اگوٹھا) بقلم اصغر علی۔ (۱۱) عیدگاہ میں حاضر تھا۔ نماز وقت پر پڑھی اور کسی کو گالی دینا نہیں سنا گیا۔ مہر نظام الدین ولد عمر اسکنہ بٹالہ بقلم اصغر علی (۱۲) مہر رحمت اللہ ولد فتح دین سکنہ بٹالہ۔ بقلم اصغر علی (۱۳) منشی مولا بخش مدرس بقلم خود (۱۴) محمد اسحاق بقلم خود (۱۵) میاں الٰہی بخش بقلم خود (۱۶) غلام نبی بقلم خود (۱۷) چراغدین بقلم خود (۱۸) محمد شریف ولد میاں غلام نبی بقلم خود (۱۹) عبد المجید ولد میاں چراغدین بقلم خود (۲۰) عبد الوہاب امام مسجد خلیفہ صاحب (۲۱) محمد یعقوب ولد مستری علی محمد از بٹالہ بقلم خود۔ وغیرہ وغیرہ ۱۲

اس شہادت پر اطلاع پاکر بھی ثناء اللہ نے، جو جھوٹ کو دل سے پسند کرتا ہے اور سچ سے متنفر ہے اپنے اخبار ۲۵ اگست ۱۹۱۶ء میں صرف اسقدر چھاپ دیا کہ "مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی نسبت جو کسی نامہ نگار نے لکھا تھا کہ انہوں نے اپنے داماد کی خاطر نماز عید میں دیر کی اور خطبہ میں غائب اشخاص کو برا کہا۔ مولوی صاحب موصوف ان دونوں الزاموں سے انکاری ہیں"۔ جس سے ناظرین اخبار کو یہ معلوم نہ ہوا کہ راستی پر کون ہے؟ یہ خاکسار ہے جو ان الزاموں کو کذب لکھ چکا تھا اور ۲۵ اشخاص کی شہادت بہم پہنچا چکا ہے یا اسکا نامہ نگار ہے جس نے یہ جھوٹ بولا تھا۔ اس پر ثناء اللہ پر حدیث نبوی نقل کردہ ثناء اللہ کا حکم فہو احد الکاذبین صادق آیا۔ تیسرا جھوٹ وہ ہے جو اخبار ۱۱ اگست میں از خود بولا ہے۔ جو

کذب نمبر نود و ہشتم ہے، نہ ہم ان واقعات پر بجز افسوس کے کچھ کہہ نہیں سکتے۔ ہاں ان عالموں کو اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ بڑی عمر کے بزرگ بلحاظ عمر بھی قابل درگذر ہوتے ہیں۔ جس سے اس ہوذی و گستاخ کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ دروغ اس کذاب نے لکھا ہے وہ صحیح ہے اور وہ واقعات عمر اس کے روحانی باپ کا ہے جو تغیر الحواس ہو رہا ہے۔ چنانچہ اپنے اخبار ۱۷ جولائی ۱۴ء میں خود بولا ہے اور اخبار ۲۴ ستمبر ۱۵ء میں ایک مرتد ڈاکٹر سے نقل کیا ہے۔

اس کذب سوم کا کذب اور دشنام ہونا کذب نمبر شصت و سوم کے کذب ہونے سے ثابت ہو چکا ہے۔ اس کا ہم اعادہ نہیں کرتے۔ جلد ۱۲ صفحہ ۳۲۳ ملاحظہ ہو۔

کذب نمبر نود و نہم ثناء اللہ کا وہ کذب ہے جو بر سر اجلاس ایک مجسٹریٹ امرتسر کے اس کے منہ سے نکلا تھا۔ کہ "خاکسار نے اپنے ایک ہیڑ کے مقدمہ کیلئے لوگوں سے چندہ مانگا تھا جس میں میاں فیروز الدین صاحب نرپری مجسٹریٹ امرتسر نے ۲۵ روپیہ دیئے تھے۔

اس کذب کے ثبوت میں ہم خود کچھ نہیں کہتے۔ میاں فیروز الدین صاحب منصف کی بیان کو کافی سمجھتے ہیں۔ امید ہے کہ میاں صاحب اپنی پوزیشن کو پیش نظر رکھ کر صاف شہادت دینگے کہ ابو سعید محمد حسین نے ہمارے علم میں کسی سے چندہ لیا اور نہ مجھ سے چندہ لیا۔ اور یہ ایک کذب بیہودہ ہے۔ بگوتدا زیں دروغ۔

اب اس سے بڑھکر اس کا آخری **کذب نمبر صد** سنو۔ اس شیر بہادر نے ایک اعلیٰ افسر گورنمنٹ کے (جسپر لاٹ صاحب بہادر کے سوا، اور کوئی اعلیٰ افسر نہیں ہے) جلسہ میں ایک جماعت علماء و رؤساء اہل حدیث کی (جسمیں مولوی عبد الواحد صاحب غزنوی۔ مولوی محمد داؤد صاحب پسر مولوی عبد الجبار صاحب مرحوم غزنوی۔ خان بہادر منشی سراوار صاحب ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر۔ خان بہادر میاں چنن دین صاحب ریٹائرڈ اسسٹنٹ انجینک سپرنٹنڈنٹ۔ حکیم غلام محمد صاحب ٹھیکہ دار وغیرہ وغیرہ تھے۔ ان کے سامنے یہ سفید جھوٹ بولا ہے کہ "اہلحدیث کو وہابی کہنا ان کے مخالفین مذہب نے مولوی نذیر حسین صاحب سے شروع کیا گیا ہے۔ یعنی سب سے پہلے ان ہی کو وہابی کہا گیا ہے"۔

اس کذب کے صدور پر اصحاب مذکورین سے منشی چنن دین منشی سراوار و حکیم غلام محمد گواہ ہیں۔ منشی سراوار اس دروغگوئی کو غلطی قرار دیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں غلطی لاعلمی اور نادانی سے ہوتی ہے۔ مولوی فاضل کہلا کر مولوی اسمٰعیل صاحب مصنف تقویۃ الایمان اور مولوی خورم علی صاحب مصنف نصیحۃ المسلمین پر کفر و وہابیت کے فتوے تمام دنیا میں شہرہ دیکھکر مولوی نذیر حسین صاحب سے اغاز لقب وہابی کا دعویٰ کرنا عمداً دروغگوئی ہے نہ غلطی۔

اس کذب کے کذب ہونے پر تمام ہندوستان و پنجاب کے تمام باخبر اشخاص اہلحدیث اور انکو وہابی کہنے والی

بالاتفاق گواہ ہیں۔ مولوی سید نذیر حسین صاحب تو پیچھے دہلی میں وارد ہوئے اور علم حدیث پڑھے جبکہ مولوی نذیر حسین صاحب طفولیت کی حالت میں تھے اور طالبعلم بن کر دہلی نہ پہنچے تھے ان سے مدتوں پہلے مولوی اسمٰعیل شہید ایک سردار فرقہ اہلحدیث مصنف کتاب تقویۃ الایمان اور مولوی خورم علی مصنف نصیحۃ المسلمین وہابی کہلائے اور ان کی کتابوں پر اُن کے حریفوں اور مخالفوں نے فتوے کفر لگائے۔ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے جو وہابیوں کے رد میں کتاب لکھی تو اسمیں کتاب تقویۃ الایمان کو ساتویں نمبر پر رکھا۔ اور سر سید نے اس کتاب ڈاکٹر ہنٹر کا جواب لکھا تو اسمیں ان کتابوں کا وہابیوں کی تصنیف ہونا تسلیم کرکے ڈاکٹر ہنٹر صاحب کو یہ جواب دیا کہ ان کتابوں کو وہابیت یا جہاد سے کچھ تعلق نہیں۔ اور تقویۃ الایمان کی نسبت یہ بیان کیا کہ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ ائل ایشیاٹک سوسائٹی کے رسالہ جلد ۱۳ سنہ ۱۸۵۲ء میں چھپا تھا۔ اس امر کی تصدیق اس کے ترجمہ انگریزی کو پڑھکر ہر ایک انگریز کر سکتا ہے۔ اور اگر وہابی کہلانا مولوی نذیر حسین صاحب سے شروع ہوتا تو ان سے پہلے تقویۃ الایمان اور مولوی اسمٰعیل محل بحث دیگر مسلمانوں کے اور ڈاکٹر ہنٹر اور سر سید کے کیوں ہوتے؟ جس وقت مولوی ثناء اللہ نے اس گورنمنٹ افسر سے یہ بات کہی کہ مولوی نذیر حسین صاحب سے وہابی کہلانا شروع ہوا ہے اسوقت وہ گورنمنٹ افسر مجھ سے اس بات کی تصدیق چاہتا تو میں ہرگز اسکی تصدیق نہ کرتا اُسوقت میں حضار مجلس میں باہمی اختلاف ہو جانیکے خوف سے اس کو مخالف اصل مدعا سمجھ کر چپ رہا۔ اب اس دوسرے خوف سے کہ ہم سبھی حاضرین مجلس جھوٹے نہ سمجھی جاویں اس جھوٹ کا جھوٹ ہونا بذریعہ تحریر ظاہر کر دیا ہے۔ اور یہ تحریر افسر مذکور کی خدمت میں بھیجی جاوے گی۔

اس دروغ ثنائی کا ایک پولیٹیکل نتیجہ یہ ہونا اور سمجھنا چاہیئے کہ میں آئندہ مولوی ثناء اللہ اور اس کے ہمخیال ممبران کانفرنس اہلحدیث کا اور ممبران مردہ انجمن اہلحدیث لاہور یا دیگر انجمن ہائے اہلحدیث کا جو ثناء اللہ کو اپنی انجمنوں میں بلادیں یا اسکا وعظ سُنیں یا اسکا لکچر کہلاوین کبھی ریزولیوشن نہ کرونگا۔ اور انکا ایڈووکیٹ نہ کہلاؤنگا۔ اگر وہ اس کا یہ کذب نمبر صدم اور اس سے پہلے ننانوے کذب کا ذیب کا اس سے سرزد ہونا۔ اور ان اکاذیب سے اسکا تائب نہ ہونا جان کر اس سے یہ تعلق باقی رکھیں اور اسکو اپنی مجالس اور انجمنوں سے علیحدہ نہ کریں۔ جس شخص سے ایک گورنری دربار میں جھوٹ بولنے سے دریغ نہ ہو اس کا دعوے لائلٹی (Loyalty) کب سچا اور جھوٹ سے خالی ہو سکتا ہے؟ اور ایسے شخص کے ساتھیوں اور صحبتیوں کے دین و ایمان اور عمل کا کیا اعتبار ہے؟ صفحہ ۱۵۸ وغیرہ جلد ہذا میں ایسے لوگونکا حال و حکم حدیث نبوی سے بیان ہو چکا ہے۔

شاہی دربار ہرقل میں ابوسفیان نے جبکہ وہ کافر تھا اور آنحضرتؐ کا دشمن و مخالف تھا اس خوف سے کہ اس دربار میں میرے ساتھیوں سے کوئی میرے بیان حال آنحضرتؐ کی تکذیب نہ کرے جھوٹ نہ بولا۔ اور صاف کہا لولا الحیاء من ان یأثروا علیّ کذباً لکذبت عنہ (حدیث صحیح بخاری) ثناء اللہ کو اس حاکم اعلیٰ کے دربار میں یہ خوف اور حیا نہ آیا تو اس نے ایسا جھوٹ بولا جس کا جھوٹ ہونا ڈاکٹر ہنٹر کی کتاب اور سرسید کے جواب دیکھنے سے اس افسر پر فوراً یہ ظاہر ہو جاتا کہ لہٰذا ایسے جھوٹوں سے الگ ہو جانا اور ان کو اپنی جماعت اہلحدیث سے جس کا میں پریسیڈنٹ اور ایڈووکیٹ ہوں خارج کر دینا ضروری سمجھا گیا۔

آن بأتہ اکاذیب کا خلاصہ بیان اور تقسیم انواع و اصناف و افراد۔

چونکہ ان اکاذیب کے بیان میں بہت تطویل ہو گئی ہے جسکا دیکھنا عدیم الفرصت اصحاب کو مشکل دشوار ہے۔ لہٰذا اون کا خلاصہ معہ تقسیم اقسام و انواع و افراد بیان کیا جاتا ہے۔ پس واضح ہو کہ وہ اکاذیب تین انواع ہیں۔ نوع اول وہ اکاذیب ہیں جن کے صدور اور ثبوت کذب ہونے پر خود ثناء اللہ کا اپنا کلام یا نقل متمسک بہ شاہد و دلیل ہے۔ اس کے صدور اور کذب ہونے پر کسی خارجی شہادت کی حاجت نہیں۔ اس نوع کے اکاذیب کے ۷۔ اصناف ہیں۔

صنف اول۔ اسکا چودہ دفعہ یہ جھوٹ بولنا ہے جو اس صنف کے چودہ افراد ہیں کہ اس خاکسار (ابوسعید) نے علماء ثلثہ آرہ کو اپنے اور ثناء اللہ کے منازعت میں منصف مانا۔ اور جب منصفوں نے ثناء اللہ کے حق میں فیصلہ اتفاقی دیا تو خاکسار نے اسکو نہ مانا۔ اور الٹا منصفوں کو ڈانٹا۔ اور کوسا اور گالی گلوچ سے ان کا مقابلہ کیا ——— ان اکاذیب چہاردہ کا ذکر و ثبوت صفحہ ۱۹۶ و ۲۷۲-۲۷۴- ۲۷۵ و ۲۸۰- ۳۰۴ و ۳۲۷ وغیرہ میں نمبر ۱ سے ۱۴ تک و نمبر ۲۰ و ۴۱- ۴۲ و نمبر ۴۷ وغیرہ پر ہے۔

صنف دوم اور اس کے دو افراد۔ ثناء اللہ کے یہ دو جھوٹے دعوے خاکسار کی نسبت دعوئے خاموشی و دعوئے اقرار فراموشی ہے۔ جنکا ذکر صفحہ ۲۷۵ میں کذب نمبر ۹ و ۱۰ پر ہوا ہے۔

آن اکاذیب کے صدور پر اسکے اخبار ۸۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء کی شہادت صفحہ ۲۷۵ پر نقل کی گئی ہے۔ اور ان کے کذب ہونے پر اس کے دو رقعہ شاہد ہیں۔ جن کے نقل کی صفحہ ۲۷۵ میں فرو گذاشت ہو گئی ہے۔

ان رقعات کی عبارت بقدر ضرورت یہاں نقل کی جاتی ہے:۔

نقل رقعہ اوّل

امرتسر - ۲۹ ستمبر - جناب مولوی محمد حسین صاحب - آپ کا رجسٹری کارڈ پہنچا - براہ مہربانی اپنے رسالہ کو جس میں سہ صنف انعام مشتہر کیا ہے بغور ملاحظہ کریں - کہ اس میں کوئی شرط اس قسم کی ہے جو آپ اب پیش کر رہے ہیں! - - - - - - ابوالوفاء ثناء اللہ

اطلاع یہ مضمون شیخ محمد عمر صاحب کی معرفت ۲۹ ستمبر کو بھیجا گیا تھا - کل معلوم ہوا کہ شیخ صاحب بٹالہ نہیں اسلئے براہ راست ارسال ہے - ثناء اللہ ۳ - اکتوبر ۱۵ء

پھر بعینہٖ وہ عبارت درج کی ہے جو پہلے رقعہ کی نقل ہو چکی ہے - ان رقعات ۲۹ ستمبر و ۳ر اکتوبر سے ۸ر اکتوبر کی اخبار میں دعوے خاموشی و اقرار فراموشی کا کذب ہونا صاف ظاہر ہے -

صنف سوم - اور اسکا ایک فرد - خاکسار کی نسبت اس کا یہ دعوے دروغ ہے کہ خاکسار جس بات کا قائل ہوتا ہے اس پر قائم و مصر رہتا ہے - اور باوجود ہزار تکلیف ذلت نہیں چھوڑتا اس کذب کا صدور اور اس کے کذب ہونیکا ثبوت اس کے اخبار ۲۴ ستمبر ۱۹۱۵ء اور ۲۸ جنوری ۱۹۱۰ء کے صفحہ ۲۷۶ میں نمبر ۱۱ پر منقول ہے -

صنف چہارم اور اس کے چار افراد - خاکسار کی نسبت ثناء اللہ کے یہ چار دعوے دروغ ہیں (۱) خاکسار نے مذہب اہلحدیث چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کیا ہے (۲) سابقہ خدمات مذہب اہلحدیث کی تردید یا بخیال مقلدین سابق غلطیوں کی تلافی کرنے کو اپنے نام کے ساتھ حنفی کا ضمیمہ لگانے لگے ہیں - اور اب جماعت اہلحدیث سے کھسکتے جاتے ہیں - اور حنفی جماعت میں داخل ہونیکی کوشش کرتے ہیں (۳) اپنے نام کے ساتھ حنفی کا ضمیمہ لگا کر قوم کو چھوڑ دیا - اور قوم نے انکو چھوڑ دیا - اور الگ کر دیا - (۴) آپ نے کہا ہے کہ میں اہلحدیث حنفی ہوں اور اہلحدیث حنفی کہلانے میں ہزاروں میرے اتباع و پیرو ہیں -

ان اکاذیب اربعہ کا صدور اور ان کے کذب ہونیکا ثبوت صفحہ ۲۸۶ سے ۲۹۶ تک نمبر ۲۶-۲۷-۲۸ و ۲۹ پر ہے - - - - - - ازانجملہ کذب سوم یا نمبر ۲۸ کے کذب ہونے پر خود اس کا اپنا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ میں اب بھی آپ کو اہلحدیث جانتا ہوں - دلیل ہے ایسا ہی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ایک جماعت اہلحدیث سے اسکا خاکسار اور مولوی احمد اللہ صاحب کے آگے التماس نامہ پیش کرنا - اور اس میں ہم دونوں کو مقتداء قوم کے خطاب سے

غلام محمد

یاد کرنا ہے۔ جس کا ذکر اخبار ۱۲ مئی ۱۹۱۶ء صفحہ (۲) میں ہے۔ اس سے بھی بڑھکر خاکسار کو وفد (ڈیپوٹیشن) کا سرگروہ بنانا ہے جسکا ذکر اس جلد کے صفحہ ۳۵۹ میں ہے۔

صنف پنجم اور اسکا ایک فرد ثناء اللہ کا خاکسار کی نسبت یہ دعوے دروغ ہے کہ جو آپ نے مجھے مرزائیوں کا ہم مذہب کہا ہے۔ یہ دروغ ہے۔ اس کا ذکر اور اس کے کذب ہونے کا ثبوت اُس کے رسالہ آیات بینات سے صفحہ ۲۷۸ میں نمبر ۹ پر گذر چکا ہے۔

صنف ششم اور اس کے ۹ افراد۔ اس کے یہ اکاذیب ہیں (۱) آپ نے (خاکسار نے) مولوی محمد بشیر و مولوی عبدالحق و مولوی خلیل احمد صاحبان کو منصف مان کر اس سے پھر گئے۔ (۲) آپ متلون الطبع ہیں (۳) آپ تقلید مذہب معین کو واجب کہتے ہیں۔ (۴) ہم (خود بدولت) حنفی علماء کو منصف ماننے سے انکاری نہیں ہوئے۔ وغیرہ وغیرہ جو اس کے اخبار ۲۸ جنوری ۱۹۱۰ء میں پائے جاتے ہیں۔ اور انکا دروغ ہونا اُسی کے اخبار ۱۵ جولائی ۱۹۱۰ء سے صفحہ ۳۰۲ سے ۳۱۰ میں ثابت کیا گیا ہے۔

صنف ہفتم۔ اس کا خاکسار کی نسبت بمقام امرت سر و پشاور و اسٹیشن ریلوے لاہور مباحثہ سے گریز کا دعوے دروغ ہے۔ اور اپنی طرف سے پشاور میں بلانے اور نہ بلانے دونو کا دعوے ہے۔ جس کا بیان اس کے اخبار ۱۰۔ اپریل ۱۹۱۳ء یا ۱۹۱۴ء و ۲۔ اپریل ۱۹۱۵ء میں ہے۔ اور اس کا کذب ہونا صفحہ ۲۸۹ سے ۳۰۱ تک بیان کیا گیا ہے۔ اِس صنف کے اکاذیب اور بھی ہیں۔ مگر زیادہ تفصیل سے اس تطویل کا اندیشہ ہے۔

نوع دوم وہ گیارہ اکاذیب اکاذیب نمبر ۴۱ سے ۵۰ تک۔ اور چھ اکاذیب نمبر ۵۱ سے ۵۶ تک کہ از انجملہ بعض کے کذب ہونے پر ثناء اللہ کے ہم خیال احباب و اخوان عبدالعزیز رحیم آبادی و حافظ عبداللہ غازی پوری و ابراہیم سیالکوٹی کی شہادات موجود ہیں۔ اور وہ صفحہ ۳۰۱ سے ۳۰۴ تک منقول ہیں۔

نوع سوم وہ اکاذیب متعلقہ واقعات دیگر (مصالحت و مباحثہ لاہور و جلسہ بنارس ہیں) جو اس کے اخبار ۱۷ جولائی ۱۹۱۵ء و ۲۹ دسمبر ۱۹۱۱ء میں بیان ہوئے ہیں۔ اور ان کے کذب ہونے پر اس کے احباب و معتقدین لاہور منشی فضل الدین گلٹ ساز۔ و حافظ محمد حسن کلرک لوکو آفس لاہور وغیرہ۔ و اراکین کانفرنس دہلی و دیگر معتبرین کی شہادات موجود ہیں۔ اور وہ صفحہ ۲۸۴ وغیرہ میں پیسہ اخبار۔ گزن گزٹ وغیرہ سے نقل کی گئی ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اور صفحہ ۳۱۷ سے ۳۲۰ تک ثناء اللہ کے معتقدین سے منقول ہیں۔ اس قسم کے اکاذیب کے انواع و اصناف اور ہیں جو اصل جلد ۲۳ کے ملاحظہ سے ناظرین کو معلوم ہو سکتے ہیں۔ یہ تین نوع اور ان کے اصناف تشویق ناظرین کم فرصت کیلئے کافی ہونگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

خاکسار نے ابتدا تقریر میں جو صفحہ ۲۷۳ سے شروع ہے **ایک سو نمبر** کے قریب **اکاذیب ثنائی** کے نمبر بیان کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر بیان کرتے کرتے سو نمبر پورے ہو گئے۔ اس سینکڑہ سے صرف ایک ہی نمبر اول یا آخر کا کذب نہ ہونا۔ یا کسی اور ایک نمبر کا کذب نہ ہونا اور اس کے مقابل الزام خاکسار کا کذب ہونا ثناء اللہ ثابت کر دے تو وہ الزام کذب سے بری ہو جاوے گا۔ بلکہ از دست انعام لینے کا مستحق ہو جاوے گا۔ جو چاہے مجھ سے انعام لے۔ اور اگر سب کے سب نمبروں کا کذب ہونا ثابت و قائم رہے جیسا کہ ہم نے ثابت کر دیا ہے تو پھر منصف صاحب و دیگر ناظرین منصفین سے اس انصاف کا جو صفحہ ۲۷۳ میں چھپ چکا ہے سوال یہ ہے کہ اس صورت میں وہ مذہب اہلحدیث بلکہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے یا نہیں۔ یہ انصاف اور فیصلہ خاکسار خود مولوی ثناء اللہ ہی کے بیان سابق سے پیش کرتا ہے۔ اور اس کو بحکم رجل قضیٰ علی نفسہ اس کے نفس پر قاضی و حاکم بناتا ہے۔ منصف صاحب اور دیگر ناظرین منصفین اس فیصلہ پر صرف اپنا صاد کر دیں۔ اور اس مثل کو داخل دفتر کر دیں۔

وہ فیصلہ ثنائی یہ ہے جو مئی سنہ ۱۹۱۳ء میں شہر ملتان کی ایک مجلس وعظ میں جس میں میں بھی موجود تھا مولوی ثناء اللہ نے ایک حدیث بیان کر کے کیا تھا۔ جو اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ صفحہ ۱۵۸ میں منقول ہے جسکا مضمون یہ ہے کہ:۔

عن صفوان بن سلیم انه قیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایکون المؤمن جبانًا قال نعم فقیل له ایکون المؤمن بخیلًا قال نعم فقیل له ایکون المؤمن کذابًا قال لا۔	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ کیا مومن بزدل ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں ہوتا ہے۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا وہ ممسک ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں ہوتا ہے۔ پھر کہا گیا کہ وہ کذاب ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ نہیں۔
رواہ مالك والبیهقی فی شعب الایمان مرسلا	یہ حدیث مرسل ہے۔

اس مرسل حدیث کے مؤید وہ حدیث متفق علیہ ہے جسمیں کذب کو علامت نفاق ٹھہرایا گیا ہے۔ اسی مضمون کی ایک اور حدیث اسی صفحہ مشکوٰۃ میں ہے جسمیں ارشاد ہے کہ:۔

عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یطبع المومن علی الخلال کلھا الا الخیانۃ والکذب۔ رواہ احمد والبیھقی فی شعب الایمان عن سعد ابن ابی وقاص

خلاصہ ترجمہ۔ مومن میں اور برائیاں تو ہوتی ہیں مگر خیانت اور جھوٹ نہیں ہوتا۔

شاید ثناء اللہ اس واقعہ اور فیصلہ کو بھول کر (جو بحکم دروغگو را حافظہ نباشد۔ دروغگوئی کا خاصہ لازمہ ہے) یا جان بوجھ کر کذب اختیار کرکے نہ مانے۔ لہذا اس مضمون کا دوسرا فیصلہ جو انکے اخبار نا اہلحدیث ۱۰۔ اپریل سنہ ۱۹۱۳ء یا سنہ ۱۹۱۴ء کے صفحہ ۶ میں مولوی ثناء اللہ نے ..... کیا تھا۔ نقل کیا جاتا ہے:۔

"مولانا صاحب نے مجھ پر کئی ایک قسم کی خیانت اور کذب کے الزامات بھی لگائے ہیں۔ جنکا مجمل جواب میری طرف سے بھی ایک ہی ہے۔ کہ چونکہ میں اخلاقی طور پر جھوٹے کو مشرک سے بھی بدتر جانتا ہوں اسلئے آپ ان الزامات کی تحقیق کیلئے ایک کمیشن منظور کریں۔ تو درصورت کذب میں فی کذب وخیانت مبلغ دس روپے جرمانہ کانفرنس میں دونگا۔ اور اگر اس کے مقابلہ میں آپ کے کذب ثابت ہوئے تو اسکی نسبت جو کمیشن مقرر کرے منظوری آنے پر ممبران کی تعیین کی جاوے گی"

وہ لکھتا ہے:۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے فیصلہ ہو گیا۔

"مولانا بٹالوی نے میری جسقدر مخالفت کی ہے وہ ظاہر ہے یہانتک کہ اہلحدیث کانفرنس میں بھی میری مخالفت کیوجہ سے شریک نہیں ہوتے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ آخرکار انہوں نے مصالحت کا اعلان کردیا ناظرین کی مسرت کیلئے ہم مولانا کی ایک عبارت نقل کرتے ہیں۔ ناظرین کو معلوم ہوگا۔ میں نے ایک رسالہ لکھا تھا جسکا نام ہے "اجتہاد تقلید"۔ اس کے متعلق مولانا بٹالوی لکھتے ہیں:۔

"یہ (رسالہ) مولوی ثناء اللہ صاحب بہادر کا آخری کلام ہے۔ جس منہ سے یہ الفاظ نکلے ہیں اس منہ کو کھانڈ† سے بھر دینے اور جس قلم سے یہ لفظ لکھے گئے ہیں اوسکو چوم لینے کو دل چاہتا ہے" (اشاعۃ السنۃ جلد ۲۲ صفحہ ۱۲)

نوٹ۔ یہ اختلاف سنہ میں اسی اخبار سے پایا جاتا ہے۔ سرورق پر ۱۹۱۳ء لکھا ہے۔ اور صفحات اخبار کی پیشانی پر سنہ ۱۹۱۴ء۔ اور ایسا کیوں نہ ہوتا۔ دروغگو را حافظہ نباشد مسلم و مشہور مقولہ ہے۔

† اللہ دست نہیں؟۔ (یہ حاشیہ ثناء اللہ نے خود لگایا ہے۔ جب اس مضمون کو اخبار میں نقل کیا ہے)

اور نیز وہ لکھتا ہے:۔ "مولوی صاحب اسی جلد ۲۳ کے صفحہ ۲۷ پر لکھتے ہیں:۔
"میں نے مسجد چینیانوالی کے ممبر پر بروز جمعہ تمام حاضرین مجلس کو مخاطب کرکے کہا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس رسالہ اجتہاد و تقلید میں اتباع سلف کو تسلیم کر لیا ہے۔ کوئی صاحب نیک نیتی سے کھڑے ہو جاویں اور آپکی اس تسلیم پر مولوی ثناء اللہ سے عمل کراویں تو یہ اختلاف و تفرقہ جو دن بدن بڑھتا جاتا ہے دور ہو جاوے"
= اے جناب! آپ کسی اور کو کیوں تکلیف دیتے ہیں۔ میں خود حاضر ہوں۔ اپنے قول کے مطابق عمل کرنے کو تیار ہوں مگر نہ آپکے کہنے سے۔ نہ اپنے انکار سے۔ بلکہ اس طور سے کہ تین علماء کی کمیشن مقرر کریں جو میرا رسالہ اجتہاد و تقلید دیکھ کر مجھ سے پابندی کرادیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔ کمیشن کے ممبران بالاتفاق یا کثرت رائے سے جو فیصلہ دیں گے میں عمل کرونگا۔ ایسا ہی میں بھی آپکے قول و فعل کی مطابقت چاہونگا۔ جس کی اجازت بھی آپنے اسی جلد اشاعۃ السنۃ میں مجھ دی ہے"
"مولانا! کیا آپ میری پیش کردہ کمیشن منظور کریں گے؟ (دیدہ باید)"
منصف صاحب و دیگر ناظرین منصفین! آپ اس فیصلہ پر صاد کریں۔ کمیشن مولوی ثناء اللہ منصف صاحب کو مقرر کر ہی چکا ہوا ہے اور اگر اور ناظرین و منصفین کو بھی شامل کر لینا چاہے تو خاکسار کو وہ بھی منظور ہے۔ آپ سے وقت اور تاریخ اور دن مقرر کرا کے جس جس کو چاہے بلا لے۔ جسقدر اشخاص کو وہ مقرر کریگا اسی قدر میں بھی بلا لونگا۔ پھر میجارٹی کا فیصلہ اسکو ماننا پڑیگا۔ اور مصرعہ تا سیاہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد۔ جھوٹے پر روز روشن کیطرح صادق ہو جائیگا۔ اور یہ بارہ برس کا جھگڑا ایکدن میں فیصلہ پائے

اس چیلنج ثنائی کا انجام اور ثناء اللہ کا فرار و انہزام

ثناء اللہ نے جب کبھی مجھ سے مباحثہ کا دعوے کیا ہے آخر اس سے فرار اختیار کیا ہے چنانچہ ناظرین کو اس جلد ۲۳ کے ملاحظہ سے واضح ہو جاویگا۔ اس آخری چیلنج کے بعد اس نے مجھ سے تین سو روپیہ انعام یا تاوان پیشگی مانگا۔ میں نے تین سو روپیہ کے نوٹ اسکے دوستوں اور معتقدوں کے پاس فوراً جمع کرا دیئے۔ جب اس نے دیکھا کہ اب میں دادا استاذ سے نہیں چھوٹ سکتا تو اس تین سو روپیہ کو امرتسر کے اپنے حامیوں کے پاس جمع کرانیکا سوال کیا۔ اور چونکہ یہ سوال قابل قبول نہ تھا لہذا اسکو شکست یافتہ قرار دیکر روپیہ واپس لیا گیا۔ اس کے بعد بھی قلمی اور مطبوعہ تحریریں مستقل طور پر اور اخبار ستارہ صبح میں اور اپنے پرچہ نا اہلحدیث میں چھاپ رہا ہے۔ جس کا جواب بھی اسی اخبار ستارہ صبح میں دیا گیا ہے۔ ناظرین اخبار ستارہ صبح لاہور مشتہرہ ۲ دسمبر ۱۹۱۷ء میں ملاحظہ کریں۔ جس پر مضمون ہمیاد بے حیائی درج

اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ نمبر ۱۲

دہلی میں غدر ۱۸۵۷ء کا غدر ثنائی

(لائق توجہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دہلی) اور گورنمنٹ پنجاب

اہلحدیث قدیم متبعین اصحاب و تابعین وغیرہ سلف صالحین کو جب اخبار ناالمحدیث ثناء اللہ میں یہ امر مشتہر ہونیسے معلوم ہوا کہ کئی سالوں کے جلسہ ہائے عام کی اہلحدیث کانفرنس واقعہ دہلی و امرتسر و پشاور و علیگڈھ و بنارس میں ثناء اللہ امرتسری اور اس کے ثانی اثنین و دستوریمین عبدالعزیز رحیم آبادی وغیرہ نے اصول مذہب قدیم اہلحدیث کو جو ہمارا (ایڈوکیٹ اہلحدیث) پڑھنا چاہتا تھا منتظمین جلسہ کو یہ ڈر سنا کر کہ اگر ابو سعید جلسہ میں آجائیگا تو خون و فساد ہو جائے گا۔ جسکی تفصیل صفحہ (۱۳۵) و (۱۷۹) وغیرہ جلد ہذا میں ہے پڑھنے سے روکدیا۔ تو بعض عمائد اہلحدیث دہلی کو اس سے سخت قلق ہوا۔ اور انہوں نے اصول مذہب قدیم اہلحدیث کو عام لوگوں میں ظاہر و مشتہر کرنے کی غرض سے اس خاکسار سے مشورہ لینے اور استصواب کرنیکے بعد اہلحدیث متبعین سلف صالحین کا جلسہ دہلی میں کرنا تجویز کیا۔ اور اسکے واسطے ایک اشتہار جاری کیا۔ جسکا خلاصہ یہ ہے :-

"اہلحدیث متبعین سلف صالحین کا دوسرا سالانہ جلسہ مقام دہلی صدر بازار قطب روڈ متصل پرانی عیدگاہ میں بتاریخ ۲۸-۲۹-۳۰ جمادی الثانی ۱۳۳۴ھ مطابق ۲۱-۲۲-۲۳ اپریل ۱۹۱۶ء بروز ہفتہ اتوار۔ پیر کو ہونا قرار پایا ہے۔

جسمیں امام جماعت غرباء اہلحدیث مولانا مولوی ابو محمد عبدالوہاب صاحب المہاجری الملتانی و مولانا فاضل اجل مولوی احمداللہ صاحب مدرس مدرسہ علیجان و مولانا بالفضل اولانا مولوی محمد بن ابراہیم صاحب مدرس مدرسہ محمدیہ۔ وغیرہ وغیرہ علمائے کرام دہلی اور مولانا مولوی حافظ عبداللہ صاحب مولوی فاضل امرتسری و مولانا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی و مولانا مولوی محمد فقیر اللہ صاحب مدراسی وغیرہ وغیرہ بیرونجات کے علماء نامی گرامی اہل اللہ شریک جلسہ ہو کر خالص توحید باری نتھری ہوئی الا للہ الدین الخالص اور سنت نبوی علیہ السلام اور اتباع سلف صالحین

کی خوبی اور شرک و بدعت کی برائی بیان فرمائیں گے الخ"

الداعی الی الخیر حاجی عبداللہ صاحب ٹھیکہ دار صدر بازار دہلی

اس جلسہ کی نسبت یہ قرار پا چکا تھا کہ اس جلسہ میں مولوی ثناء اللہ اور اسکا کوئی ہمخیال بلایا نہیں جائیگا۔ اور تقریر کرنی نہ پائے گا۔ وبناءً علیہ اس جلسہ کا پروگرام یہ مشتہر ہوا جس کا خلاصہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:۔

اسمائے گرامی ان علمائے ربانی کے بمعہ تعین مضمون حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مولوی خیر الدین صاحب .. .. وعظ

۲۔ مولانا مولوی حکیم عبید الرحمٰن صاحب عمر پوری مدرس مدرسہ دار الہدیٰ دہلی.... علم دین

۳۔ مولوی یونس صاحب .. .. اسلام کی خوبیاں

۴۔ مولانا مولوی شرف الدین صاحب مدرس مدرسہ ریاض العلوم دہلی .. .. وعظ

۵۔ مولانا مولوی عبد الرحمٰن صاحب مدرس مدرسہ میانصاحب دہلی .. رد شرک و بدعت

۶۔ مولانا مولوی صدیق صاحب اکبر آبادی .. .. .. تعلیم قرآن و حدیث

۷۔ مولانا مولوی محمد عبد الوہاب صاحب المہاجری امام جماعت غرباء اہلحدیث دہلی۔ تلقین اتباع سلف صالحین

۸۔ مولانا مولوی فقیر اللہ صاحب مدراسی .. .. .. اتباع سلف صالحین

۹۔ مولانا مولوی احمد اللہ صاحب مدرس مدرسہ عربی فیجان مرحوم دہلی۔ .. صداقت قرآن و حدیث

۱۰۔ مولانا مولوی حافظ عبد اللہ صاحب مولوی فاضل امرتسری۔ دہلی .. فرقہ ناجی کی تعریف

۱۱۔ مولانا مولوی عبد الودود صاحب امرتسری .. .. .. وعظ

۱۲۔ مولوی حافظ عنایت اللہ صاحب منتہی مدرسہ دار الکتاب والسنہ۔ ضرورت حدیث شریف

۱۳۔ مولانا مولوی عبد اللہ صاحب مدرس مدرسہ حمیدیہ دہلی .. .. احوال آخرت

۱۴۔ مولانا مولوی حافظ عبید اللہ صاحب مدرس مدرسہ دار الہدیٰ دہلی وعظ (صلوٰۃ محمدی)

۱۵۔ مولانا مولوی داؤد صاحب غزنوی .. .. اصول اتفاق۔ ہمارا طرز عمل

۱۶۔ مولانا مولوی عبد الرشید صاحب مدرس صدر بازار دہلی .. .. فضائل نبوی

۱۷۔ مولانا مولوی حافظ عبد الوہاب صاحب .. .. .. زہد و تقوے

۱۸۔ مولانا مولوی حکیم عبید الرحمٰن صاحب عمر پوری مدرس مدرسہ دار الہدیٰ دہلی۔ اسلام کو اور مذاہب پر کیا فوقیت ہے۔

۱۹- مولانا مولوی حکیم ابو تراب محمد عبد الحق صاحب امرتسری - رد جہمیہ و معتزلہ - اتباع سلف کی تعریف و تعیین

۲۰- مولانا مولوی عبد الستار صاحب کلانوری مفتی مدرسہ دار الکتاب والسنہ - رد مذاہب باطلہ

۲۱- مولانا مولوی محمد بن ابراہیم صاحب مدرس مدرسہ محمدیہ دہلی - - مذہب اہلحدیث

۲۲- مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب - - - دنیا میں آخری مذہب اسلام ہوگا۔

۲۳- مولانا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈیٹر اشاعت السنہ۔ تعیین سلف صالحین

اسمیں ۳۱ نمبر مقررین اور تقریروں کے ہیں۔ جنمیں بعض مقررین کو دو۔ دو۔ تین تین نمبر دیئے گئے ہیں۔ اُس اشتہار کو پڑھکر اور اِس پروگرام کو دیکھکر ثناء اللہ کو یقین ہوگیا کہ یہ جلسہ اگر اسی اصول و قرارداد کے مطابق وقوع میں آیا تو اس کے مذہب اعتزال اور اُس کی خود ساختہ کانفرنس پچیس مرکب از اعتزال و خروج و تشیع و نیچریت کی قلعی کھل جائیگی۔ اور اصول مذہب قدیم اہلحدیث جنکی اشاعت کو میں نے پانچسال سے روکا ہوا ہے۔ پبلک پر ظاہر ہو جائینگے۔ اس خیال سے پہلے تو اس نے اپنے ثانی اثنین و نائب و قائم مقام رحیم آبادی کو دہلی میں متعین لیا۔ اور اس نے بعض ارکان کانفرنس کے ذریعے جو اس جلسہ کے انتظام میں شریک تھے۔ اپنے بیان بعنوان خلوص کیلئے ایک گھنٹہ وقت حاصل کیا۔ پھر ثناء اللہ خود ہی دہلی پہنچا۔ اور چھپے ہوئے اشتہار و پروگرام میں اپنا نام بھی بقلم سے لکھوا کر نمبر ۲۱ و ۲۲ کے درمیان بلا نمبر درج کرایا۔ جسمیں برطبق مثل مشہور* باہر سے کیا دیکھتے ہو۔ جلدی کے مارے بیچ میں سے بھی رہ گیا ہے۔ ثناء اللہ کا نام درج کرنے والے سے دو غلطیوں کا ارتکاب ہوگیا ہے۔ ایک وہی نمبر کی غلطی کہ نمبر ۲۰ و ۲۱ کے درمیان اس کا نام درج کیا۔ جسپر کوئی نمبر لکھنا ممکن ہی نہ تھا۔ دوسری غلطی "مولانا" کی جگہ "مولانا" اُلٹا لکھدیا۔ یہ جعلسازی تو پروگرام میں ہوئی۔ اب اُسکی عملی کارروائی میں غدر و فساد کا حال سنو۔ تلوار اُسکے ہاتھ میں ہوتی تو وہ مولوی فقیر اللہ صاحب کا سر قلم کر دیتا۔ جیسا کہ وہ اس خاکسار کو جلسہ کانفرنس امرتسر و پشاور میں قتل سے ڈرا چکا تھا۔ اس اقتدان (نہونی) تلوار کے سبب وہ مجازی قتل کا مرتکب ہوا۔ جسکو وہ اخبار ۴- مئی ۱۹۱۷ء کے صفحہ ۳- کالم ۳ سطر ۱۶ میں حدیث عرض المؤمن کقتلہ کی دست آویز کے مجازی قتل لکھ چکا ہے۔ بس اُدھر تو مولوی فقیر اللہ کے بازار میں جاتے ہوئے، اُنکے پیچھے لگ گیا۔ اور شہر کے شہدے۔ لونڈے اُسکے پیچھے لگا دیئے جو

* ایک احمق کہیں تلاش نوکری کیلئے گیا۔ تو اُسکو خیال آیا کہ کسی کے نام کا کوئی سفارشی خط لے تو نوکری ملے۔ تو اس نے ایک کاغذ سادہ ساتھ سے اٹھا کر لفافہ پیٹ لیا۔ اور کسی شخص کے پاس پہنچ کر سفارش مانگی۔ وہ شخص اسکو اُلٹا پلٹا کر دیکھتا ہے تو تعجب سے

"وہ بھاگا" "وہ بھاگا" کہنے لگ گئے۔ چنانچہ اپنی اخبار ۴ مئی ۱۹۱۷ء کے صفحہ ۴۔ کالم ۳ کی سطر ۱۸ میں وہ نقل کر چکا ہے۔ اور اسپر سات عمائد اپنی پارٹی کے دستخط بھی مشتہر کرا چکا ہے۔ اور ادھر سے پولیس میں۔ پھر صاحب ضلع دپٹی کمشنر بہادر کی کچہری میں مولوی فقیر اللہ صاحب اور انکے بلانے والے کو یہ جھوٹی مخبری کروا کے کہ اس جلسہ میں ثناء اللہ کا رد کرنے سے فساد ہو جائیگا انکو ملزموں کی مانند پیش کرایا۔ اور یہ کروا (Cruel order) (ابیرحمی کا حکم) دلوایا کہ وہ اپنے بیان میں مولوی ثناء اللہ اور انکی کتاب کا نام لیکر رد نکریں چنانچہ وہ اپنی اخبار ۴ مئی کے صفحہ ۴ میں حاشیہ نمبر ۱ میں خود لکھتا ہے۔

"لے دہلی میں پولیس کو اطلاع ہو گئی کہ مولوی فقیر اللہ وغیرہ مولوی ثناء اللہ کی تردید کریں گے۔ جس سے فساد کا خطرہ ہے۔ انسپکٹر صاحب پولیس نے مولوی فقیر اللہ وغیرہ کو بلا کر صاحب ڈپٹی کمشنر دہلی کی خدمت میں پیش کیا۔ صاحب موصوف نے ہدایت فرمائی کہ مولوی ثناء اللہ کا نام لیکر رد نکرنا"

پولیس اور صاحب ڈپٹی کمشنر کو فساد کے خطرہ سے اور ایسے ہی الفاظ سے کہ یہاں خون ہو جائے گا۔ یا شیشہ کا سا غدر برپا ہو گا۔ ڈرایا گیا ہو گا جسپر انہوں نے معزز علماء قدیم اہلحدیث کو بلا کر انکو اپنے بیان میں ثناء اللہ کے اور اسکی کتاب کے نام لینے سے روک دیا۔ ورنہ اپنے بیان میں کسی کا نام لینا قانوناً یا شرعاً جرم نہیں ہے۔ چنانچہ ثناء اللہ نے اپنی اخبار ۱۳۔ اپریل ۱۹۱۷ء میں اسبات کا اعتراف کیا ہوا ہے۔ اسی اخبار کے صفحہ ۸ کالم ۲ کے شروع میں کہا ہے "ہماری یہ رائے نہیں کہ کوئی فریق اپنے مسائل کی تائید نہ کرے۔ ہرگز نہیں۔ شریعت اس سے روکتی ہے نہ گورنمنٹ مانع ہے۔ ہاں شریعت اور گورنمنٹ کی غرض یہ ہے کہ مذہب کی حمائت کرنے میں حدود اخلاقیہ سے تجاوز نہ ہو جائے"

کاش ثناء اللہ اپنے بیان اخبار ۱۳۔ اپریل ۱۹۱۷ء کو پیش نظر رکھکر صاحب ڈپٹی کمشنر سے خاص یہی درخواست کرواتا۔ کہ مولوی فقیر اللہ وغیرہ بد اخلاقی سے اور سخت کلامی سے ہمارا رد نہ نکریں۔ یہ درخواست نہ کراتا۔ کہ وہ ہمارا یا ہماری کتاب کا نام ہی نہ لیں۔ جسمیں ہمارے اہلحدیث متبعین سلف صالحین پر ایسا دائرہ تنگ کیا گیا جو ابتدا عملداری گورنمنٹ سے آجتک کسی پر تنگ نہیں کیا گیا۔ ہندو مسلمانوں کا اور مسلمان ہندوؤں کا۔ اور ہندو مسلمان دونو۔ عیسائیوں کا نام لیکر ہمیشہ کتابوں میں اور جلسوں میں رد کرتے ہیں۔

کبھی کوئی نام لینے سے نہیں روکا گیا۔ پھر بیچارے اہلحدیث یا متبعین سلف صالحین پر یہ دارد
کیوں تنگ کیا گیا۔ صاحبڈپٹی کمشنر بہادر سے جو اپنے قانون سلطنت سے بخوبی واقف ہیں
ایڈووکیٹ اہلحدیث کی ادب دانکسار سے درخواست ہے کہ جن الفاظ سے ثنائی مفوہ نے
انکو فساد سے ڈرایا تھا۔ اُن الفاظ کی تحقیق کرکے جھوٹی رپورٹ دینے والیکو واجبی سزا
دیں۔ اور اگر صاحبڈپٹی کمشنر بہادر ہماری مودبانہ معروض کیطرف توجہ نہ کریں تو پھر گورنمنٹ
سے بادب التجا ہے کہ وہ اس سوال کا ایکشن لیکر اہلحدیث کی دادرسی کریں۔ اور انکو اپنے
جلسوں میں اور تحریروں میں وہی آزادی عطا کرے۔ جو تمام فرقہ ہائے رعایا کو حاصل ہے۔
رہا تجاوز حدود اخلاق و قانون سو اسکا مرتکب خود سزا پاوے گا۔ عدالت کا دروازہ
مظلوم کیلئے کھلا ہے۔ یہ بات بھی توجہ ڈپٹی کمشنر دہلی اور گورنمنٹ پنجاب کے لائق ہے
کہ مولوی ثناء اللہ اپنے اس مجازی قتل و توہین متبعین سلف صالحین میں کامیاب ہونے پر
اسقدر نازاں و فرحان ہے کہ وہ اپنی اخبار ۴ مئی ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۵ سطر ۱۰ میں شائع کر چکا ہے
کہ نتیجہ اس گفتگو کا (جو مولوی فقیر اللہ سے ہوئی) یہ ہوا جو اس باغی میں ہے۔

محفل رنداں میں واعظ جو کبھی آئے گئے ٭ ہوئے لاچار بھی کچھ وعظ بھی فرما گئے
آخر شب اس طرح وہ وہاں سے نکلوائے گئے ٭ پا بدست و گریبان دست بدست دگرے

پھر آخری تین سطروں میں لکھتا ہے "خدا خدا کرکے جلسہ برخاست ہوا غالباً باقی جلسہ
کی ہدایت کیلئے یہ سین کافی ہوگا۔ کہ آئندہ کو یا تو جلسہ نہ کریں گے۔ یا مخالف عناصر کو جمع نہ
کریں گے۔۔۔۔۔۔" خاکسار کہتا ہے کہ اگر اس سلطنت کے قانون میں آزادی مذہبی
ڈپٹی کمشنر دہلی کے اس حکم سے منسوخ نہیں ہوئی۔ اور گورنمنٹ نے اپنے قانون سے تمام
طبقہ ہائے رعایا کو مستفید ہونے کی اجازت دی تو جلسہ ہمیشہ ہوگا۔ اور ہر ایک ضلع پنجاب
ہندوستان میں ہوا کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ رہا مخالف عناصر کو جمع نہ کرنے کا حکم
ثنائی۔ سو اسکا خلاف پہلے بھی نہیں ہوا۔ بیان جلسہ نے ان نمبران کانفرنس سے جو
اتباع سلف کے منکر ہیں کسی کو نہیں بلایا۔ نا وہ خود بخود میں کود پڑے۔ اور جلسبازی و افترا
پردازی سے شامل جلسہ ہوگئے۔ پیروان سلف صالحین اپنے ایڈووکیٹ کے مشورہ
و استصواب سے یہ کام شروع کرتے تو اس مجازی قتل و غدر ثنائی سے بچ جاتے۔ آئندہ بھی
وہ احتیاط رکھیں اور اس کہنہ سال کے مشورہ سے کام کیا کریں۔

یہ پولیٹکل پہلو سے غدر حنفی کا بیان ہوا۔ اب ریلیجس (Religious) (مذہبی) پہلو سے اس کے غدر کا حال سنو۔ اس تذلیل و توہین مولوی فقیر اللہ کے علاوہ لگائی بوجھائی کو بھی وہ عمل میں لایا۔ مولوی فقیر اللہ کے پیچھے بعض تلامذہ مولوی عبدالوہاب ساکن صدر بازار دہلی کو (جنکو مسئلہ ترک تقلید میں غلو ہے۔ اور وہ مطلق تقلید سے منکر ہیں اور تمام مقلدین کلمہ گو کو کافر کہا کرتے ہیں) پیچھے لگا دیا۔ اور ان سے یہ سوال مولوی فقیر اللہ کے سامنے پیش کرا دیا۔ کہ مقلدین کافر ہیں یا نہیں۔ مولوی فقیر اللہ صاحب نے اس کے جواب میں تکفیر سے منع کیا۔ اور اہلحدیث کو یہ بھی سمجھایا کہ ہمارے گروہ میں اور حنفیہ میں جو مسائل مختلف فیہ ہیں یعنی قرأت فاتحہ خلف الامام اور آمین بالجہر وغیرہ یہ زمانہ قدیم صحابہ و تابعین سے مسائل اختلافی چلے آتے ہیں لہذا اُن کی وجہ سے ایک فریق کا دوسرے کو کافر کہنا جائز نہیں ہے۔ مولوی فقیر اللہ صاحب کا یہ بیان وہ ہے جسکو شیخ الطائفہ حضرت مولانا سید نذیر حسین صاحب وغیرہ علماء سنہ ۱۸۸۱ء میں صاحب کمشنر دہلی کے سامنے بیان کر چکے تھے۔ اور اسپر فریقین میں مصالحت ہوئی تھی۔ جو رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۵ کے نمبر ۳ میں شائع و مشتہر ہو چکی ہے۔ مولوی فقیر اللہ کا یہ کہنا تھا کہ تلامذہ مولوی عبدالوہاب نے شور و غل مچا دیا اور مولوی فقیر اللہ کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا جسکا ذکر مولوی فقیر اللہ صاحب نے اپنے پرچہ اعلام ۲۴۔ اپریل میں کیا ہے۔ اور مولوی ثناء اللہ نے بھی اپنی اخبار ۴۔ مئی سنہ ۱۷ء میں اسکو نقل کر کے مضمون سوال تکفیر سے اپنا تجاہل و بے خبر ہونا ظاہر کیا ہے۔ اور مضمون تکفیر کی تائید میں حنفیوں کو اشتعال دینے کی غرض سے مولوی فقیر اللہ صاحب پر ایک یہ افترا درج اخبار کیا ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں ایام حج میں حنفیوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ انکے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔ جس سے حنفیوں کو یہ جتایا ہے کہ وہ انکو مسلمان نہیں جانتے پھر اخیر تحریر میں یہ کہا ہے کہ مولوی فقیر اللہ صاحب کو شہر بریلی میں جلد بھجوا دینا چاہیئے جس سے اہلحدیث کو یہ اشتعال دیا ہے کہ مولوی فقیر اللہ صاحب ایسے حنفی ہو گئے ہیں۔ جیسے احمد رضا خاں بریلوی ہیں انکو بریلی میں احمد رضا خاں کے پاس جو بے تعصب حنفیوں علمائے دیوبند کو کافر کہا کرتے ہیں۔ بھیجدینا چاہیئے۔ پھر اپنے اخبار ۱۱۔ مئی سنہ ۱۷ء کے صفحہ ۴۔ کالم ۳۔ میں یہی اشتعال اہلحدیث کو دلایا۔ اور یہ کہا ہے کہ مولوی فقیر اللہ صاحب سے سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز ہو جائے گی۔ کی خوب تائید کی۔ انکو اہلحدیث سے خارج کرنا چاہیئے۔ پھر

شیخ حمید اللہ صاحب بیچک فروش دہلی سے یہ نقل کیا ہے کہ مولوی فقیر اللہ صاحب حنفیوں میں وعظ کہہ رہے ہیں اور سلف صالحین کا بالکل خلاف کر رہے ہیں۔ جماعت اہلحدیث نے انکو اپنے فرقہ میں سے نکال دیا ہے۔ پھر خود اپنی طرف سے کہا ہے کیا سچ ہے ؎

میرے پہلو سے گیا پالا ستمگر سے پڑا ۔۔۔ مل گئی اے دل تجھے کفران نعمت کی سزا

اس چال شغالی میں جو ریلیجس غدر پایا جاتا ہے۔ اور لگائی بجھائی پر اسکا عمل ہوا ہے وہ ناظرین پر مخفی نہیں رہے گا۔ ہم اس کے متعلق اور کچھ کہنا نہیں چاہتے۔ صرف اتنا کہتے ہیں کہ مولوی فقیر اللہ صاحب کا سچا اور خالص اہلحدیث متبع سلف صالحین ہونا اون کی تصانیف اور مدت العمری عمل سے ظاہر ہے۔ سورۂ فاتحہ خلف امام پڑھنے کو وہ واجب فرض جانتے ہیں۔ حنفیہ وغیرہ مقلدین ائمہ اربعہ کو وہ اپنا علاتی بھائی جانتے ہیں۔ اور مسائل اختلافیہ مذکورہ کی نسبت وہ وہی خیال رکھتے ہیں جو پرچہ اعلام میں وہ ظاہر کر چکے ہیں۔ اور اسسے پہلے یہ خاکسار اور اس سے پہلے مولانا سید نذیر حسین صاحب صاحب کمشنر دہلی کے اجلاس میں ظاہر کر چکے ہیں۔ شیخ حمید اللہ بیچک فروش دہلی کا یہ منہ نہیں کہ انکو اہلحدیث سے خارج کریں۔ انکو سوت کی گولیوں اور بیچکوں کی قدر و قیمت کا علم ہے۔ نہ دینی مسائل کا علم۔ اور نہ داخل و خارج کرنیکا حق و اختیار ہے۔ "انکر مقدمۂ بیاز قدر خود بشناس" پر عمل کرنا چاہیے اور "چھوٹا منہ بڑی بات" پر عمل کرنا مناسب نہیں ہے۔ لہذا مولوی فقیر اللہ صاحب تو اس شعر کے جو ثناء اللہ نے نقل کیا ہے مصداق ہرگز نہیں ہو سکتے۔ ہاں انکو اہلحدیث سے خارج کہنے والے اس مصرع کے مصداق ہیں: "او خویشتن گم است کرا رہبری کند" اور اس مثل کے مورد کہ "چھاج تو بولتا ہے چھلنی کیا بولے گی جسمیں ہزار چھید ہوتے ہیں" یہ مضمون لکھا جا چکا تھا کہ مولوی فقیر اللہ صاحب کا خط پہنچا۔ جس نے ہمارے بیان کو پورا تصدیق کیا ہے۔

اہلحدیث کا وفد (ڈیپوٹیشن) گورنمنٹ کی خدمت میں

چند ایام سے بعض اشخاص کی (جو اہلحدیث کہلاتے تھے اور انمیں ایسے لوگ بھی تھے جو درحقیقت اہلحدیث نہ تھے) وہابی یعنے باغی سلطنت کے اشتباہ سے گرفتاریاں عمل میں آئیں تو اُن کے متعلقین کو (کہ وہ بھی درحقیقت اہلحدیث نہ تھے) یہ سوجھی کہ اسکی چارہ جوئی کے واسطے گورنمنٹ میں بذریعہ ایک ڈیپوٹیشن عرض کیا جاوے۔ کہ وہ لوگ وہابی یعنے باغی سلطنت

نہیں ہیں جنکی یہ تجویز تھی چونکہ وہ خود ہی متہم ہو رہے اور یہ خوف رکھتے تھے کہ ایک نہ ایک دن وہ خود ہی پکڑے جائیں گے۔ اور انکی ضمانتیں لیجائیں گے لہذا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس ڈیپوٹیشن کے انتظام و اہتمام کے لئے انکی نگاہ میں فرقہ اہلحدیث کے ایڈووکیٹ خاکسار ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنۃ کے سوا کوئی نظر نہ آیا۔ اور چونکہ خاکسار انکو اہلحدیث نہ جانتا تھا اور عرصہ آٹھ سال سے (سنہ ۱۹۰۹ء سے سنہ ۱۹۱۶ء تک) ان کے خارج از فرقہ اہلحدیث ہو جانیکے مضامین رسالہ اشاعۃ السنۃ میں چھاپ کر اُن کے پاس پرائیویٹلی (Privately) بھیجتا رہتا تھا۔ اور اس خیال و امید سے کہ شاید ان مضامین کو پڑھکر وہ ہدایت پاویں اور سچے اہلحدیث بنجاویں۔ ان مضامین کو پبلک میں شائع نہ کرتا تھا۔ چنانچہ سرورق رسالہ میں ضمن مضمون نیچے اسکا بیان ہو چکا ہے۔ اس خیال خاکسار کی نظر سے انکو یہ جرأت نہوئی کہ اس ڈیپوٹیشن کے اہتمام و سربراہی کیلئے بلا واسطہ خاکسار سے درخواست کرتے۔ لہذا پہلے تو بعض پرائیویٹ اشخاص کے جو مجھ سے اور اُن سے (دونوں سے) ملتے۔ اس اہتمام کے وہ خواستگار ہوئے۔ پھر ایک سرکاری آفیسر سے جو میرا ایک عزیز رشتہ دار تھا۔ اور اسی کے ذریعہ اس ڈیپوٹیشن نے سرکار میں پیش ہونا تھا۔ یہ درخواست انہوں نے مجھ سے کی۔ اور اس عزیز کی سفارش بھی کرائی میں اس عزیز کی سفارش کو رد نہ کر سکا۔ اور یہ بھی مجھے خیال آیا۔ کہ جبتک ان لوگوں کو جماعت اہلحدیث سے خارج کرنیوالے مضامین اشاعۃ السنۃ پبلک میں شائع نہ ہونگے اور باضابطہ طور سے فرقہ اہلحدیث سے انکو خارج نہ کیا جاویگا تب تک جو داروگیر ان پر ہوگی یا جو سزا دہی وہ فرقہ اہلحدیث ہی کو سزا دہی سمجھی جائیگی۔ اور اس سے تمام فرقے کی بدنامی متصور ہوگی۔ اس خوف بدنامی سے خاکسار نے اس ڈیپوٹیشن کا اہتمام اپنے ذمہ لیا۔ اور ان لوگوں کو شامل ڈیپوٹیشن کر لیا۔ اور گورنمنٹ سے منظوری حاضری ڈیپوٹیشن حاصل کی۔ اور ۲۱ فروری سنہ ۱۹۱۷ء کو خاکسار اپنے خواص احباب۔ اور خالص اہلحدیث علماء و رؤساء کا ڈیپوٹیشن (جسمیں ان لوگوں کو بھی شامل کر لیا تھا) لیکر اہل فرنچ صاحب ایڈیشنل سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب کے دفتر میں حاضر ہوا۔ اور ممبران ڈیپوٹیشن نے سیکرٹری گورنمنٹ پر ظاہر اور سرکاری تحریرات سے ثابت کر دیا کہ فرقہ اہلحدیث میں کوئی شخص و پارٹی بمعنے بدخواہ سلطنت نہیں ہے۔ اور جو لوگ اسوقت گورنمنٹ کے برخلاف کوئی عمل کر چکے ہیں وہ اہلحدیث نہیں ہیں۔ اور خاصکر خاکسار نے یہ عرض کیا کہ جس حالت میں سنہ ۱۸۸۶ء میں گورنمنٹ ہند اور تمام نوٹل گورنمنٹوں کیطرف سے یہ سرٹیفکیٹ سرکیولیٹ ہو چکا ہے

کہ سرکاری کاغذات میں کسی شخص کو لفظ وہابی سے مخاطب کیا جاویگا۔ تو پھر آجکل جس کو پکڑا گیا ہے اوسکو وہابی کہکر کیوں پکڑا گیا ہے۔ سیکرٹری گورنمنٹ نے ڈیپوٹیشن کو عزت سے رسید اور رخصت کیا۔ اور انکی تسلی کردی کہ گورنمنٹ کسی اہلحدیث کو وہابی بمعنے بدخواہ سلطنت نہیں سمجھتی۔ اور بذریعہ چٹھی اے بی نمبری ۳۶۲۴۰۱۔ مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۱۷ء بنام خاکسار یہ تحریر فرمایا کہ ۱۸۸۶ء میں اس لقب "وہابی" کا استعمال سبق اہلحدیث بند کیا گیا۔ اور یقین کیا جاتا ہے کہ باقاعدہ یہ ہدایات عمل میں آگئی ہیں۔ مگر تاہم اب اس کے برخلاف لکھتے ہیں۔ لہذا میں آپ سے ملتجی ہوں کہ آپ خاص مثالیں لکھیں جنمیں سرکاری کاغذات میں موجودہ وقت میں اہلحدیث کو وہابی لکھا گیا ہو۔ پھر اس معاملہ پر مزید توجہ مبذول فرمائی جائیگی"

اس چٹھی سیکرٹری گورنمنٹ سے پبلک کو ظاہر و ثابت ہو جائیگا کہ سرکاری تحریرات میں کسی اہلحدیث کو وہابی نہیں لکھا گیا۔ بعض ملازمین پولیس نے جو وہابی کہکر بعض اشخاص کو گرفتار کیا۔ یا تلاش کیا ہے تو یہ انکی غلطی ہے۔ اس سے زیادہ اس چٹھی کے متعلق ریپریزنٹیٹو (Reprentative) اہلحدیث جو کہنا چاہتا ہے وہ ہز آنر لفٹننٹ گورنر یا ایڈیشنل سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب کو زبانی عرض کریگا۔ اس سوال ڈیپوٹیشن اور جواب سیکرٹری گورنمنٹ سے بخوبی ثابت ہوا۔ کہ ڈیپوٹیشن کا گورنمنٹ کیخدمت میں پیش ہونا کسی مذہبی سوال کے تصفیہ کی غرض سے نہ تھا۔ بلکہ اس پولیٹیکل سوال کے حل و جواب کی غرض سے تھا۔ کہ بعض سرکاری افسروں کی طرف سے اہلحدیث کو وہابی بمعنے باغی سلطنت کیوں کہا گیا ہے۔ سچی پیروان مذہب اہلحدیث میں وہابی بمعنے باغی سلطنت کوئی نہیں ہے۔ اس غرض کے بیان سے بعض ہمعصر ایڈیٹر صداقت کلکتہ و ایڈیٹر سراج الاخبار جہلم و سابق ایڈیٹر مرحوم شحنہ ہند میرٹھ بذریعہ اخبار علم ۲۴ مارچ ۱۹۱۷ء کے اعتراضات ذیل کا جواب بھی ادا ہوا۔ ایڈیٹر سراج الاخبار کا اعتراض یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ کو باوجود خارج از فرقہ اہلحدیث بلکہ خارج از اسلام کہکر کیوں ڈیپوٹیشن اہلحدیث میں شامل کیا؟۔ ایڈیٹر صداقت کے یہ اعتراض و سوالات ہیں:۔

۱ کیا وہابی مسلمان نہیں؟ اگر ہیں تو اسمیں بگڑنے کی کیا بات ہے؟ ۲ کیا مرزائیوں کو بھی سیکرٹری صاحب کیخدمت میں وفد لیجانا چاہیئے کہ انکو احمدی کیوں کہا جاتا ہے؟۔

۳۔ عذر ۱۸۵۷ء کے بعد جب گورنمنٹ وہابیوں سے بدظن ہوگئی تھی تو سر سیّد مرحوم نے باوجود وہابی نہ ہونیکے اپنے آپ کو گورنمنٹ کی چٹھیوں کے جواب میں وہابی کہا۔ وہ کونسے وجوہ ہیں جنکی بنا پر علمائے اہلحدیث کو اب علی الاعلان یہ کہنے کی ضرورت ہوئی کہ انہیں وہابی کیوں کہا جاتا ہے؟۔ ۴۔ کیا علمائے اہلحدیث کی کارروائی سے ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ گورنمنٹ کو مذہبی معاملات میں دخل دینے پر مجبور کریں؟۔ ۵۔ اگر پنجاب میں علماء کی کانفرنس موجود ہے تو کیا وہابیوں کے خلاف کسی معاملہ کو وہاں پیش نہیں کرنا چاہیئے تھا؟ ۶۔ کیا علمائے اہلحدیث گورنمنٹ سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ مذہبی معاملات کے تصفیہ کیلئے کوئی خاص عدالت یا محکمہ قائم کرے گی؟ ؛ ایڈیٹر شحنہ ہند نے صداقت کے پہلے سوال کی تقلید کی ہے اور اس کی تائید میں یہ مصرع نقل کیا ہے ع وہابی کے معنے ہیں (رحمان والا) اور اس سے یہ جتلایا ہے کہ خود بدولت اقراری وہابی ہیں۔ اسکے علاوہ اور بھی زہر اگلا ہے۔

ان سب اعتراضات کا جواب ہمارے بیان کردہ غرض سے عرض میں آگیا۔ کہ ہمارا سیکرٹری ایٹ مجانا پولیٹیکل سوال کے حل و جواب کیلئے تھا۔ نہ مذہبی تصفیہ کیلئے۔ آپ لوگوں نے سوال نہیں سمجھا۔ سخن شناس نۂ اے دلبرا خطا اینجاست۔ صداقت کا سوال دوم محض نافہمی پر مبنی ہے۔ مرزائی خود احمدی کہلاتے ہیں پھر وہ شکایت کس کی لے جائیں؟۔ افسوس!۔ دعوئے صداقت اور یہ فہم!۔ شحنہ ہند کے مصرع کا جواب بھی یہی ہے کہ یہ لقب وہابی آپ کو مبارک رہے۔ ہم اس سے بیزار ہیں۔ باقی زہر اگلنے کا جواب یہ بیت ہے ؎

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد عیب نماید در نظرش صد ہنر

صداقت کے سوال نمبر ۵ کا جواب یہ ہے کہ علماء کی کانفرنس ہے کہاں؟ اسکی تشریح مضمون ذیل میں ہے:۔

کانفرنس علماء کے متعلق ہمارے مضامین مندرجہ پیسہ اخبار کی نسبت مولوی ثناء اللہ کی نافہمی۔ اور آخر ان مضامین کی نسبت تسلم حق گوئی

ہمارے مضمون "مجوزہ انجمن اشاعت اسلام" (جو پیسہ اخبار ۲۴۔ اگست ۱۹۱۶ء میں مشتہر ہوا ہے)

کو اشاعت اسلام کانفرنس کے بانی یا اول محرک مولوی ثناء اللہ امرتسری نے ہمارے دوسرے مضمون مختلف فرقہ ہائے اسلام میں اتفاق کی جائز و ممکن صورت کے (جو پیسہ اخبار ۸- اپریل ۱۹۱۱ء میں مشتہر ہوا تھا) مخالف و متضاد قرار دیکر پہلے تو اپنے اخبار ۸ ستمبر ۱۹۱۶ء میں اپنے آپ پر اس بیت کو صادق کر دکھایا ہے ؎

وکم من عائب قولاً صحیحاً وافتہ من الفہم السقیم

پھر خارج از بحث مقصود چند نوٹ (نوک ٹوک) کرنے کے بعد بحکم ؎

آنچہ دانا کند کند نادان لیک بعد از خرابی بسیار

اسکی صحت و حق ہونے کو بھی تسلیم کر لیا ہے۔ اور ہمارے آخری فقرہ خلاصہ مضمون جدید کو کہ جب تک یہ بیان نہ کیا جاوے کہ اسلام جسکی اشاعت یہ مجلس چاہتی ہے اسکی حقیقت و اصول مسائل کیا ہیں ایک امر مجہول کی طلب ہے جو شایان شان عقلاء و علماء نہیں ہے۔ نقل کر کے حاشیہ نمبر ۴ میں یہ کہا ہے جو برطبق مثل جادو (حق) وہ ہے جو منہ چڑھ کر بولے اسکی قلم سے نکل گیا ہے ع "عیب وے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو"۔ ہم داد دیتے ہیں کہ مولانا (خاکسار) کا یہ سوال معقول ہے۔ لیکن انصاف یہ ہے کہ پہلے مضمون کے لحاظ سے جو ہم نے پہلے نقل کیا ہے اس سوال کا جواب دینا بھی آپ (خاکسار) ہی ذمہ ہے۔ کیونکہ اول محرک اس مجلس کے آپ ہی ہیں۔ مگر ہم بھی اسکو اپنا فرض جانتے ہیں اسلئے اس کا جواب دیتے ہیں پس غور سے سنیئے "اشاعت اسلام کانفرنس کا فرض یہ ہونا چاہیئے کہ وہ لوگونکو کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تعلیم کیا کرے۔ اور جہانتک اوسکا بس چلے ناقابل کو قابل بنا دے۔ اور اس کے بعد قائلین کا ایسا انتظام کرے کہ وہ اس کلمہ اسلام پر قائم رہیں اس کے علاوہ انکا جواب بھی ہم سننا چاہتے ہیں" پھر متن صفحہ (۱۳) میں بقیہ مضمون نقل کر کے کہا ہے:-

"مولانا بٹالوی جب میرے جواب سے تنگ آتے ہیں تو مجھکو جھوٹا جھوٹا کہنے لگ جاتے ہیں۔ اس لئے میں اونکو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر وہ سچے ہیں تو میرے ساتھ اس امر کے فیصلہ کیلئے کہ ہم میں سے کون جھوٹا ہے کسی صاحب فہم کو منصف بنا لیں۔ ہر ایک فریق اپنا دعوے ثابت کرے۔ جو جھوٹا ہو وہ فی جھوٹ ایکسو روپیہ اہلحدیث کانفرنس میں داخل کرے" ایسا ہی اس حاشیہ نمبر ۲ صفحہ ۴ میں ہے

اس قول وخیال کو کہ جس اسلام کو مولوی ثناء اللہ کی پارٹی اسلام جانتی ہے کہ صرف قرآن وحدیث کی پیروی کیجاوے۔ اجماع وآثار صحابہ سے بائیکاٹ کیا جاوے۔ کیا اس اسلام کی یہ مجلس اشاعت کرے گی۔" نقل کرکے کہا ہے:" مولانا جھوٹ بولنا اور افترا کرنا اخلاقی اور شرعی سخت جرم ہیں کیا میری کسی تحریر سے آپ اپنے اس دعوے کا ثبوت دیسکتے ہیں؟ میں آپکو چیلنج دیتا ہوں کہ آپ کسی روز منصف کے سامنے میری کسی عبارت سے یہ دعوے ثابت کریں (ثبوت سے مراد ہے صاف لفظوں سے نہ آپکی کھینچ وتان سے) تو میں آپ کو یکصد چیرہ دار انعام دونگا۔"

خاکسار اس سوال کے جواب میں کہتا ہے کہ جو جواب تم نے دیا ہے وہ بحکم ع آنچہ استاذ ازل گفتہ ہمان میگویم۔ خاکسار ہی کا دیا ہوا جواب کو تم نے نقل کر دیا ہے۔ مگر سرقہ کیا۔ اور خاکسار کا حوالہ نہ دیا۔ باوجودیکہ یہ جواب مضمون قدیم وجدید خاکسار میں تمہارے اخبار ۱۶ ستمبر ۱۲ کے صفحہ ۲ کالم ۳ کی اخیری تین سطروں میں اور صفحہ ۴ کالم ۱ کے سطر ۱۳ الغائت ۱۶ میں منقول ہے۔

میں اس مقام میں اسی جواب کی مزید توضیح وتشریح کرتا ہوں۔ کہ جب لا الہ الا اللہ یعنی توحید ذات وصفات واستحقاق عبادت کی تعلیم اقوام غیر کو دیجائے تو اسمیں مسٹر اقبال کے ہم خیال ممبر کانفرنس بیان صفات الٰہی میں خدا تعالیٰ کی وہ شکایت نہ کریں۔ جو نظم شکوہ میں اُنہوں نے کی ہے۔ اور جب محمد رسول اللہ کی اُنکو تعلیم دیں تو ایک نیچری ممبر کانفرنس سرسیّد کا پیرو مقلد معنے رسول کی وہ تشریح نہ کرے جو بقول سرسیّد بابو کشپ چندر برہمو اور دیانند آریہ اور کالون اور لوتھر عیسائیوں میں پائے جاتے ہیں۔ اور ایک مرزائی ممبر کانفرنس یہ تشریح نہ کرے کہ جیسے آنحضرت صلعم رسول تھے۔ ویسے ہی مرزا غلام احمد بھی تھے۔ جو حضرت ہارونؑ کی مانند تھے۔ جو حضرت موسےٰؑ کے ماتحت ہو کر آئے تھے۔ اور اگر نبیوں کے ذکر وشمار کی نوبت آوے تو مرزائی ممبر اور مسٹر اقبال یہ نہ کہدیں کہ حضرت مسیحؑ فوت ہو چکے ہیں۔ اور انکی جگہ مرزا غلام احمد آئے تھے۔ جو اگرچہ ناکام فوت ہو گئے ہیں مگر انکا کام ان کے نائب پورا کریں گے۔ پھر جب غیر قائل خدا تعالیٰ کی خدائی اور آنحضرت کی رسالت الٰہی کے قائل ہو جائیں گے۔ تو انکو خود بخود اس امر کی تلاش ہو جائیگی

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

کہ خدا تعالیٰ کو خدا ماننے کا لازمہ یہ ہے کہ اسکی عبادت کیجائے۔ اور رسول کے رسول ماننے کا لازمہ یہ ہے کہ اسکی اطاعت کیجاوے۔ پھر وہ اس عبادت واطاعت کے طریق معرفت کے شوق وتلاش میں لگ جائیں گے۔ اس تلاش سے قرآن عربی کو جو تمام اسلامی فرقوں کا مسلّم رہنما ہے، رہنما تسلیم کرینگے۔ اور عربی زبان سیکھ کر اسکو پڑھیں گے تو اس سے وہ سمجھ جائیں گے کہ طریق عبادت کیا ہے۔ اور رسول کی اطاعت کیونکر اور کن احکام کی تعمیل سے ہو سکتی ہے۔ اور ہونی چاہیئے۔ نہ ایک سُنّی ممبر کانفرنس، کانفرنس کی طرف سے اونکو عقائد اہلسنت کیطرف بلاوے۔ نہ شیعہ ممبر تشیع کی دعوت کرے۔ قرآن خود انکو رہنمائی کریگا۔ کہ وہ تحقیق کریں کہ مختلف عقائد اسلامیہ میں سے عقیدہ سُنّیہ برحق ہے یا تشیع برحق ہے وعلیٰ ہذا القیاس۔ اس تحقیق کیلئے وہ جس مذہب کے ممبر خاص کی طرف رجوع کریں گے۔ اس مذہب کا ممبر جس امر کو حق سمجھتا ہوگا اسکی تبلیغ کریگا۔ یہ تبلیغ عام کانفرنس سے نہ ہوگی۔ بلکہ خاص خاص مذہب کے ممبروں کی طرف سے ہوگی۔ اس صورت میں پہلے دعوت عامہ۔ پھر دعوت خاصہ بلا مزاحمت ظہور پذیر ہوگی۔ اس پر شاید یہ سوال ہو کہ دعوت ممکن وجائز ہے تو پھر مضمون جدید میں دعوت مشترک کو کیوں ناممکن قرار دیا گیا ہے؟ اسکا جواب یہ کہ موجودہ بانیوں اور محرکوں کی موجودہ حالت کذب ونفاق کی نظر سے اسکو ناممکن کہا گیا ہے۔ کذب ایسا ذریعہ بے اعتباری ہے کہ کسی ملت ونحلت اور کسی مذہب اور کسی فرقہ میں دروغگو اور منافق کے کسی قول واصول کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ دیکھو مذہب اہلسنت میں شہادت اہلبدعت مقبول ہے۔ مگر فرقہ خطابیہ کی شہادت اسلئے مقبول نہیں کہ وہ اپنے موافقین مذہب کی حق رسانی کے لئے کذب بولنے کو جائز بلکہ ضروری جانتے ہیں۔ اور کانفرنس کے بانی مولوی امرتسری اسی کذب ونفاق پر ایسے جمے ہوئے ہیں کہ گویا یہ کذب ونفاق انکی گھٹی میں داخل ہے۔ عرصہ بارہ سال سے جب سے کہ انہوں نے تفسیر قرآن عربی میں لکھی ہے وہ اس کذب ونفاق پر قائم ومصر ہیں۔ اور بارہ سال کا قبضہ حاصل کرکے اس کے واحد مالک بنے ہوئے ہیں۔ آپکے داخل ممبران کانفرنس ہونیکی حالت میں ممکن نہیں کہ یہ کانفرنس اس اصول وشرط کی پابند رہے جو اسکے دعوت عامہ کیلئے شرط ٹھہرائی گئی ہے۔ اسکی نظیر کانفرنس نام کی اہلحدیث کافی ہے۔ امیر

اسکا دخل تام ہے تو ممبران کانفرنس کو اپنے عقیدہ کے برخلاف اصول خمسہ مذہب اہلحدیث کو (جنپر تمام علمائے ممبران کانفرنس کو سوائے تین شخصوں (۱) خود بدولت بانی کانفرنس (۲) مولوی حافظ عبداللہ غازیپوری (۳) مولوی عبدالعزیز واعظ رحیم آبادی جو زبان سے تو ان اصول سے اقراری ہیں مگر دل سے انکاری (صفحہ ۱۲۳ ملاحظہ ہو) کے یکزبان ہو کر متفق ہیں) کانفرنس کے جلسوں میں پڑھنے نہیں دیتا۔ اور اس کانفرنس کو کٹھ پتلی کی طرح اپنے ہاتھ پر رقص کرا رہا ہے۔ اسکے جواب میں وہ کہے گا اور ضرور کہیگا کہ جھوٹ ہے۔ اور اس کا کذب ثابت کرنے پر انعام دینے کو تھیلی کا منہ کھول دینے کو تیار ہو جاویگا۔ چنانچہ اجماع و آثار سے بایکاٹ کرنیکے ثبوت پر ایکسو روپیہ انعام دینے کا وعدہ اسی اخبار میں وہ کر چکا ہے۔

اس کے اس دعوے پر خاکسار اس کے اکاذیب کے کذب ثابت کرنیکے لئے تیار ہے اور ایک فہرست چھاپ چکا ہے۔ جو صفحہ ۲۷۳ سے صفحہ ۳۴۵ تک اس [illegible] چھپ چکے ہیں۔ اور ان اکاذیب کے کذب ہوتے پر اسی کی یا اس کے دوستوں کی تحریری یا زبانی شہادات بہم پہنچائی گئی ہیں۔ اور ان اکاذیب کے تصفیہ کے لئے وہی منصف میاں فیروزالدین صاحب آنریری مجسٹریٹ امرتسر کافی ہیں۔ جو پہلے سے ہم دونوں میں منصف مقرر ہو چکے ہیں۔ میاں صاحب جب بلادیں گے میں وہ فہرست لیکر حاضر ہو جاؤں گا۔

ان سو نمبر اکاذیب سے بعض کذب آیات علم اور علامات تصفیہ کے متعلق ہیں۔ انمیں میاں صاحب موصوف علماء مسلمہ فریقین سے استفسار کر کے مانے لے سکتے ہیں۔ پھر جسکے حق میں علماء مسلمہ جو فیصلہ کریں اس فیصلہ کے مطابق میاں صاحب سچے کو سچا اور جھوٹے کو جھوٹا قرار دیکر انعام دینے یا جرمانہ لینے کا کامل اختیار رکھتے ہیں۔

اس جواب میں مولوی ثناء اللہ کے دونو چیلنج کا جواب بھی آگیا۔ وہ ان سو اکاذیب سے کذب نمبر اول یا کذب نمبر صدم یا جس جس کذب کے کذب نہونے کا مدعی ہو اس کے کذب نہ ہونیکا ثبوت دینے پر وہ مجھ سے سو سو روپیہ انعام لے سکتا ہے۔ پیشگی بلس تصفیہ کے دلوایا جائیگا۔ بشرطیکہ وہ بھی اسقدر پیشگی رکھوادے۔ اس کذب و نفاق سے ممبران کانفرنس علماء پاک و صاف ہو جائینگے۔ تو ہماری پیش کردہ تجویز ممکن الوقوع و قابل عمل ہو جائے گی۔ اور کانفرنس علماء چل

سکے گی اور کامیاب ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ واللہ ولی التوفیق۔

مولوی ثناء اللہ کا مطالبہ انعام پر مستوجب جرمانہ ہوجانا

اور مصرعہ "مرا خواندی و خود بدام آندی" کا مصداق ہوجانا

اور آخر بھاگ کر ہمیشہ کیلئے ہمارے انعام و تخاطب و کلام سے محروم ہوجانا

عرصہ بارہ سال سے ہمارا اپنے روحانی فرزند مولوی فاضل ثناء اللہ سے ناصحانہ تخاطب رہا۔ اور تین سال کی جلدوں ۲۰-۲۱-۲۲ رسالہ شاعۃ السنۃ میں اسکی ہدایت و فہمائش میں دس مضامین رفق و ملائمت کے ضمن شائع کئے گئے۔ ان مضامین کا اسپر اثر نہ ہوا۔ تو اور مضامین شدت اور عقوبت کے جلد ۲۳ میں درج کرکے عرصہ آٹھ سال تک چھاپ چھاپ کر خاص اسکے اور اس کے ہمخیال اشخاص کے پاس ان ہی کی فہمائش کیلئے روانہ کئے۔ پبلک میں شائع نہ کئے یہانتک کہ چند اجزاء ان مضامین مطبوعہ کے، محافظوں نے جو در پردہ ثنائی تھے، تلف بھی کر دیئے جو دوبارہ بصرف زر کثیر چھپوانے پڑے۔ اس عرصہ میں ہم دونو کی منازعت میں تین منصف بھی مقرر ہوئے۔ (۱) مولوی احمد اللہ امرتسری مسلم استاذ ثناء اللہ (۲) مرزا ظفر اللہ خاں صاحب وزیر آبادی (۳) میاں فیروز الدین صاحب امرتسری۔ ان تینوں سے دو منصفوں کا فیصلہ خاکسار کے حق میں ہوا ہے۔ اول منصف کا فیصلہ تو جلد ۲۳ کے صفحہ (۵۷) سے (۶۲) تک درج ہے۔ تیسرے کا فیصلہ بابو جیون خاں صاحب پنشنر سٹیشن ماسٹر بٹالہ اور شیخ محمد عمر صاحب بٹالوی معتقد ثناء اللہ اور مولوی ابو تراب حکیم عبد الحق امرتسری کے سامنے ان کی زبان سے نکلا ہے کہ میری رائے مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب کے فیور (۵۷۰ تر) میں ہے۔" گو اسکا اظہار انہوں نے باضابطہ کھلے طور پر نہیں کیا۔ زائد عرصہ ایکسال سے اسکا وعدہ چلا آتا ہے۔ یہ سنکر مولوی ثناء اللہ نے ان کو منصفی سے سبکدوش کرنے کے خطوط بھی لکھ دیئے ہیں۔ اب چونکہ ایک تو ان دونو کی تسلیم منصفی سے ثناء اللہ نے انکار کر دیا ہے دوم اس عرصہ میں ایکستو سے زیادہ جھوٹ سفید اپنی اخبار وغیرہ تحریرات میں اپنے مشتہر کئے ہیں جن کا کذب ہونا خود اسی کی تحریر سے اور اس کے مخلص احباب ہمخیال و مثال ابراہیم سیالکوٹی کی تحریر سے ثابت و مدلل ہو کر چھپ چکے ہیں اور اس عرصہ میں محفظ ملتان

* آوہ منشی عبد اللہ [illegible] خیال لودیانہ [illegible] انجمن ہدایت کا سیکرٹری

میں اُس کے مُنہ سے یہ کلمہ نکل چکا ہے کہ "جھوٹ بولنے والا مسلمان نہیں ہوتا" جو صفحہ (۳۵۰) جلد ہذا میں درج ہو کر اس کے پاس پہنچ چکا ہے۔ اور اسکی اخبار ۱۰۔ اپریل سنہ ۱۹۱۳ء یا سنہ ۱۹۱۴ء میں اس کا یہ قول بھی شائع ہو چکا ہے کہ "میں جھوٹے کو مشرک سے بدتر جانتا ہوں"۔ سوم اپنے اس فتوے اعتقاد ظاہر کرنے کے ساتھ وہ خاکسار کے حق میں دشنام دہی اور سخت کلامی بھی کرنے لگ گیا ہے اور لفظ گدھا "رقاص" وغیرہ استعمال میں لایا ہے صفحہ (۲۸۰ و ۳۰۰) جلد ہذا ملاحظہ ہو۔ چہارم اس پر طرفہ یہ ہے کہ مذہب نیچری سید احمدی کے مضامین کی وہ اپنی اخبار میں اشاعت کرتا ہے۔ اور اپنے درس قرآن میں انکی اشاعت جاری رکھتا ہے پنجم یہ کہ وہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیرو ہونے کا مدعی ہو گیا ہے اور اسکو اپنا پیشوا قرار دینے کا مرتکب ہوا ہے۔ مضمون "فرقہ جدید" میں جو اپنے اخبار ۲۰ ستمبر سنہ ۱۹۱۴ء میں اس نے شائع کیا تھا۔ اور پھر اسکو مستقل پمفلٹ کی صورت میں مطبع شوکت الاسلام مدراس میں چھپوا کر شائع کرایا۔ اسکے صفحہ ۵ و ۶ میں محمد بن عبدالوہاب کو علامہ کے خطاب سے یاد کر کے اس پمفلٹ کے صفحہ ۷ میں کہا ہے کہ "محمد بن عبدالوہاب اور فلاں فلاں کی تعلیم سے ہم نے کیا حاصل کیا۔ یہی کہ ؎

اصل دین آمد کتاب اللہ معظم داشتن پس حدیثِ مصطفےٰ برہاء مسلم داشتن"

پھر اس پمفلٹ کے صفحہ ۷ اور ۱۱ میں کہا ہے "اور بس" اور یہی لفظ اور یہی اس نے مضمون اسلام اور اہل حدیث میں جو پہلے اخبار ۲۰۔ اپریل سنہ ۱۹۱۷ء میں پھر مستقل پمفلٹ کی صورت میں اس نے شائع کیا ہے۔ لکھ کر یہ جتایا کہ قرآن حدیث کے علاوہ اجماع و آثار صحابہ سے اس نے بائیکاٹ (علیحدگی) اختیار کی۔ اور یہی تعلیم اس نے محمد بن عبدالوہاب نجدی سے حاصل کی ہے۔ اور اسی میں یہ اسکا پیرو ہو گیا ہے۔ اور وہ اسکا پیشوا ہے۔ مگر علماء اہلسنت ہندوستان و پنجاب سے محمد بن عبدالوہاب کے اس خیال باطل کا کہ اجماع و آثار میں کوئی اس سے متفق نہیں ہے۔ بلکہ علماء اہلحدیث سے نواب صاحب بھوپال اپنی کتاب اتحاف النبلاء میں صفحہ ۴۱۲ محمد بن عبدالوہاب کے ان خیالات سے جنمیں وہ تمام مسلمانان اہلسنت کا مخالف ہے اور ان کے قتل و تکفیر کا حکم دیا تھا۔ اپنا خلاف ظاہر کر چکے ہیں جو اشاعۃ السنۃ جلد (۱۴)

اشاعۃ السنۃ جلد ۱۲ کے صفحہ ۲۶ و ۲۷۰ وغیرہ میں منقول ہے۔ اس وجہ وجیہ سے اور پہلی چار وجہوں سے میں نے اپنے دل سے یہ عہد کر لیا تھا کہ آئندہ ایسے صنعتی بدگو و دشنام دہ و نیچری اور ابن عبدالوہاب نجدی کی عظمت اور علامہ ہونے کے اعتقاد سے اسکے پیرو ہونے کے برملا مدعی اور اس وجہ سے وہابی کہلانیکے مجوز و سخت اور باعتراف خود مشرک و بحسب فتوائے خود کافر و منافق سے بحث و خطاب و سلام کلام ترک کرونگا اور کبھی اسکو منہ نہ لگاؤنگا۔ و بنا علیہ جب اگست ۱۹۱۷ء کو وہ بٹالہ مسجد لوہاراں میں پہنچا اور بر طبق مثل مشہور تو مان نہ مان میں تیرا مہمان خاکسار کی مسجد میں آکر مجھے سلام کہکر خواستگار مباحثہ ہوا تو میں نے اسکے سلام کا جواب نہ دیا اور گفتگو سے صاف انکار کر دیا۔ پھر اس نے مسجد لوہاراں میں پہنچکر عبدالکریم لوہار کے ہاتھ اس مضمون کا خط بھیجا کہ آپ جلسہ ۲۲ کے صفحہ ۲۲ میں حلفاً وعدہ دے چکے ہیں کہ اگر آپکے دو دعوے جو صفحہ ۲۲ سے پہلے بیان ہو چکے آپ ثناء اللہ یا کوئی اور غلط ثابت کر دے تو میں اسکو تین سو روپیہ انعام دونگا۔ نیچے میں ان دعووں کا غلط ہونا ثابت کرنے کو تیار ہوں۔ آپ تین سو روپیہ کسی امین کے پاس کھوا دیں۔ اس رقعہ کے پہنچنے پر میں بھی تین سو روپیہ کے نوٹ ثناء اللہ کے ایک معتقد اور اسکے اجنا کے خریدار حافظ [illegible] کے پاس رکھوا دونگا۔ تو میں اشتخاص کے پاس رکھوا کر ان چاروں کا خط اس مضمون کا کہ اگر آپ حسب قرار دادہ صفحہ ۲۲ مولوی صاحب کے دعوے غلط ثابت کر دیں گے تو آپ کو وہ تین سو روپیہ دیا جائیگا۔ اس خط کے پہنچنے پر ثناء اللہ نے دوسرا نیا سوال پیش کر دیا کہ وہ روپیہ آپ لوگ امرتسر کے فلاں سوداگر کے پاس بھیجدیں۔ اس سوال جدید پر گریز کا بہانہ سمجھ کر منظور کیا گیا۔ تو پھر ان لوگوں نے ثناء اللہ کے گریز کا یقین کر کے خاکسار کو روپیہ بھیج کر دیا۔ اس پر ثناء اللہ نے متعدد قلمی تحریروں میں وہی مطالبہ کیا تو اسکا جواب اسکو یہ دیا گیا کہ مشتبکہ بعد از جنگ یاد آید بر کلۂ خود باید زد۔ اس پر بھی اس نے اپنے اس مطالبہ کو کھلی چٹھی میں مستقل طور پر چھپوا کر اور بعض اپنے اخبار اور اخبار ستارۂ صبح ۱۱ نومبر ۱۹۱۷ء چھپوا کر مشتہر کیا تو اسکا جواب اسکو ستارۂ صبح ہفتہ وار ۲ دسمبر ۱۹۱۷ء میں مضمون "حیا و بے حیائی" کے عنوان سے یہ دیا گیا کہ جس سوال (امرتسر کی دوکان میں روپیہ پیشگی جمع کرانے) کا جواب تمکو چار دفعہ دیا گیا ہے اسکا پھر اعادہ برخلاف حیا ہے۔ تو اسکے جواب میں اس نے ستارۂ صبح ۲۰ دسمبر میں پھر اسی سوال مطالبہ پیشگی انعام کا اعادہ کیا۔ اور علاوہ بران ایک سوال جدید یہ پیش کر دیا کہ وہ تین سو روپیہ مولوی ظفر علیخان کے پاس پیشگی رکھوا دیں۔ اسکا جواب اسکو یکم جنوری ۱۹۱۸ء میں صاحب سنسر پریس سے پاس کرا کے انہیں کے ذریعہ اخبار ستارۂ صبح میں بھیجا گیا کہ میرا تین سو روپیہ سے زائد روپیہ سنسر صاحب کے پاس (جو میرے عزیز رشتہ دار ہیں اور مولوی ظفر علیخان کے دوست ہیں) پرائیویٹ طور پر موجود ہے جب مدعی دعوے

غلط ثابت کروگے مولوی ظفر علیخان سنسر صاحب سے تین سو روپیہ لیکر فوراً تمکو دیدیں گے میرا یہ جواب معلوم نہیں ستارہ صبح میں کیوں شائع نہیں ہوا سنسر صاحب اسکو پاس کرنے اور اخبار میں بھجوا دینے کے شاہد موجود ہیں جو چاہے ان سے دریافت کرسکتا ہے۔ پھر مولوی ثناء اللہ نے اس روش اور چال کو بدلکر ۱۱ فروری ۱۹۱۸ء کو ایک خط اور اسکی تائید و تفصیل میں زبانی پیغام محمد الدین ثنائی ساکن بٹالہ کی وساطت سے اس مضمون کا بھیجا (جو ۱۰ فروری کو مجھے ملا) کہ آپنے جلد ۲۳ رسالہ اشاعۃ السنۃ میں یہ دعوے کیا ہے کہ میں نے ثناء اللہ کا ایک سو جھوٹ بولنا ثابت کیا ہے اسکا تصفیہ مسجد چینیانوالی لاہور کی ایک مجلس عام میں موجودگی مسئلہ منصف ہو جاوے۔ اگر آپ میرا جھوٹ ثابت کردیں گے تو میں فی جھوٹ پانچ روپیہ آپ کو انعام دونگا اور درصورت آپ کی ناکامی کے آپ کو مجلس عام میں صرف توبہ کرنا ہوگا یعنی آپ سے کچھ جرمانہ یا تاوان نہ لیا جائیگا۔ یہ بات وہ پہلے بھی اپنے اخبار ۲۴ ستمبر ۱۹۱۵ء میں کہہ چکا ہے کہ "جتنے میں آپکا دعوے غلط ثابت ہوا اسکے متعلق آپ سے جرمانہ نہ لیا جائیگا صرف تحریری معافی مانگنی ہوگی۔ اس رقعہ کے جواب میں ۱۰ فروری کو خط نمبری ۶۰ میں شیخ محمد عمر صاحب کے سامنے حامل رقعہ ثنائی کو یہ لکھدیا تھا۔ پہلے اپنے اس خط تو ۱۱ فروری کو اپنے اخبار میں درج کرو اور یہ وعدہ بھی درج اخبار کرو کہ جو اسکا مفصل جواب ابوسعید ارسال کریگا اسکو بلا کم و کاست درج اخبار کردیا جائیگا۔ پھر تمہارے رقعہ کا مفصل جواب دیا جائیگا۔ مجمل جواب یہ ہے کہ میں تمہارا ایک سو جھوٹ جلسہ عام میں ثابت کرنیکو تیار ہوں۔ میرے اس خط کا جواب ثناء اللہ نے ۱۱ مارچ ۱۹۱۸ء تک کچھ نہ دیا تو میں نے ۱۱ مارچ کو یہ اشتہار چھپوا کر امرتسر وغیرہ میں مشتہر کردیا۔ **اشتہار اول**۔

"مولوی ثناء اللہ کی دروغگوئیوں چالاکیوں اور دھوکہ بازیوں کا اظہار۔ اور اسکے خلاف کے اثبات پر ایک سو روپیہ سے ایک ہزار تک کا وعدہ۔ ۔ ۔ اشتہار ۔ ۔ ۔ مولوی ثناء اللہ نے جسقدر اپنے معتقدوں جاہلوں اپنے اخبار کے خریداروں میں نام پایا ہے۔ اور ہندوؤں آریوں اور متعصب مقلدوں بے علم مرزائیوں و ناواقف بدعتیوں سے مباحثہ کرکے اپنے دام افتادہ احمقوں سے شیر پنجاب کا لقب و خطاب حاصل کیا ہے اسمیں علم و انصاف و تہذیب و اخلاق کا اسقدر بھی دخل نہیں جسقدر کھانے میں نمک ہوتا ہے۔ اسکا اکثر حصہ دروغگوئی دھوکہ دہی اور مسخرہ پن اور ہنسی ہوتی ہے اور اسی مضمون کی شعر خوانی و بس اہل علم سمجھدار اسکے کسی جلسہ مباحثہ میں کسی مرتبہ سے اجیانا شامل ہو گئے ہیں تو وہ اس امر کا مشاہدہ و یقین حاصل کرچکے ہیں اور جلسہ میں یہ بات کہہ چکے سنے گئے ہیں جسکو یہ اتفاق نہیں ہوا وہ گھر بیٹھے بیٹھے اسکی اکاذیب و دھوکہ بازیوں اور مسخریوں کی سیر رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ میں ملاحظہ کرلے

جو عرصہ آٹھ سال سے اسکی اس قسم کی کارستانیاں جمع کرتا رہا ہے اور اب اسکے ذخیرہ کو پبلک کے سامنے اس دعوہ و اشتہار کے ساتھ پیش کرتا ہے کہ جو شخص اس رسالہ کے بیان کردہ اکاذیب سے ایک کذب اول یا آخر یا کسی ایک کا صادق ہونا ثابت کرے وہ ایک سو روپیہ انعام لے جو دعوٰی کا اثبات کرے وہ دو سو لے وعلٰی ہذا القیاس لغایت ایکہزار۔ اس اشتہار میں اسکی دو مثالیں بیان کی جاتی ہیں۔ پہلی مثال اسکا اس خاکسار کے فتوٰی سے جو عبدالکریم لاہوری ثنائی نے مجھ سے حاصل کرکے ثناء اللہ کو دیا۔ اور اس نے اسمیں چھانٹ کاٹ کرکے اسکو اپنی دروغناک اپیل میں درج کرکے اہلحدیث لاہور میں مشتہر کیا۔ اس فتوٰی سے صرف میرا متعلقہ قول نقل کیا کہ "اسمیں سلف صالحین کا اختلاف نہیں کہ کلام اللہ غیر مخلوق ہے جو خدا تعالٰی کی صفت ازلی ہے اور اسکو کلام نفسی کہا جاتا ہے"۔ اور اسکے معنے وہ مراد رکھے جو اس نے اپنے رسالہ الکلام المبین کے صفحہ ۹ و ۱۰ میں از خود گھڑے ہوئے اور اپنے جاہل اور احمق معتقدوں میں پھیلائے ہوئے اور ناحق و بہتان کے طور پر اہلسنت کیطرف منسوب کئے ہوئے ہیں۔ وہ کیا ہے "علم الٰہی" جسکو اس صفحہ کی سطر ۱۰ میں بیان کرکے سطر ۹ و ۱۰ میں یہ بکا ہوا ہے کہ "قرآن بمعلوم معانی کا نام ہے جسکو اہلسنت کلام نفسی کہتے ہیں"۔ حالانکہ فی الواقعہ اور نفس الامر میں اہلسنت کے نزدیک کلام نفسی خدا تعالٰی کی ایک صفت ہے۔ جیسے سمیع و بصیر و خالق وغیرہ صفات ہیں۔ کوئی سنی ایک صفت خداوندی کی تاویر دوسری صفت سے نہیں کرتا ہر ایک صفت کو تسلیم کرکے اسکی حقیقت و تاویل میں تفویض مسلم کل اہلسنت والجماعت ہے۔ اور اس اپیل میں یہ لکھ چکا ہے "میں نے اس مسئلہ کے متعلق اپنی کتابوں میں جو لکھا ہے یعنی وہی معنے اہلسنت کی معتبر کتابوں میں ہے۔ تفسیر کبیر۔ فتاوٰی ابن تیمیہ۔ شرح عقائد۔ شرح فقہ اکبر وغیرہ ملاحظہ ہوں۔ ان کے علاوہ زندہ علماء سے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا فتوٰی بغور سنیں۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں اسمیں سلف صالحین الٰی آخرہ نقل و تفوہ"۔ یہ مفتری اپنی تاویل کلام نفسی کو اہلسنت کا قول بناتا ہے اور اوپر افترا کرتا ہے۔

دوسری مثال جب اس نے دیکھا کہ میری صدہا کفریات کی نظر سے قاضی عبدالاحد صاحب خانپوری نے مجھپر فتوٰے کفر و خارج از اسلام ہونیکا لگایا ہے جسکے ساتھ بہت سے علمائے اسلام نے اتفاق کرلیا ہے اور میری ایک سوا کاذیب اشاعۃ السنہ جلد ۱۳ میں درج ہوکر مجھپر میرا ہی فتوٰی مجلس وعظ ملتان کا کہ "کذاب مسلمان نہیں ہوتا" جڑا گیا ہے۔ تو پھر برطبق مثل مشہور "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" مولوی عبدالحیا صاحب غزنوی مرحوم کا ایک حلفی بیان عدالت انگریزی اسکو فتوٰی شرعی قرار دیکر بعنوان "مولینا عبدالحیا صاحب کا حلفی بیان" مشتہر کردیا۔ اور اسمیں اپنے احمق ناظرین کو یہ دھوکہ دیا کہ مولوی عبدالحیا صاحب نے

اُسکے خارج از اسلام نہ ہونیکا فتوٰی دیا ہوا ہے حالانکہ درحقیقت وہ فتوٰی نہیں ہے بلکہ مولوی صاحب مرحوم کا عدالت انگریزی میں اُسوقت کا ایک بیان ہے جس وقت تک ثناء اللہ کے ان کفریات کا عام اشتہار نہ ہوا تھا جنپر اُسکے حق میں فتوٰی کفر لگایا جاتا ہے۔ مولوی عبدالجبار صاحب اسوقت زندہ ہوتے تو ان موجبات کفر کو دیکھ اور سُنکر سب سے پہلے مکفر اور دائرہ اسلام سے اُسکے مخرج ہوتے جیسا کہ اُنکے بیٹے اور شاگرد ہوئے ہیں۔ ثنائی پارٹی میں کوئی اتنی سمجھ و انصاف نہیں رکھتا جو حلفی بیان عدالت کو اسوقت کے پیش آمدہ واقعات کی نسبت فتوٰی قرار دینے کو غلط سمجھے۔ الیس فیکم رجل رشید۔ اس مثال کی مزید تفصیل مولوی عبدالحق صاحب سیالکوٹی کے اشتہار "دردناک اپیل" میں دیکھو۔

راقم ثناء اللہ کا دادا اُستاد و پیر ما نبض شناس ابو سعید محمد حسین بٹالوی۔ مؤلف اشاعۃ السنۃ

اس کے جواب میں ثناء اللہ نے ۱۴ مارچ کے اشتہار میں پھر وہی سوال (مطالبہ پیشگی انعام تین سو روپیہ سابق باضافہ ایکہزار روپیہ انعام تصحیح اکاذیب کل تیرہ سو روپیہ دوکان امرتسر میں جمع کرانیکا) پیش کیا۔ اور اسکے ساتھ ایک سوال یہ بھی بڑھا دیا کہ سچ و جھوٹ کے تصفیہ کے لئے کوئی بیرسٹر منصف مقرر ہونا چاہیئے جسکا جواب اسکو یہ دیا گیا۔ (ذیل اشتہار ۱۷ مارچ بجواب اشتہار ۱۴ مارچ)

"حیا اور بے حیائی بجواب اشتہار ۱۴۔ مارچ ثنائی صفحہ ۱۰ کالم ۲ سطر ۲۰ سے ان کا ادرک الناس من کلام النبوۃ الاولی اذا لم تستحی فاصنع ما شئت جسکا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ ع "بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن"۔ اور اسی کے مطابق یہ رباعی کہی گئی ہے ؎ آنانکہ چشم و دل تحقیق وا کنند ۔۔۔ از ہر چہ فہم رنگ نگیرد حیا کنند ۔۔۔ نادر بحثے کہ غیر خموشی علاج نیست ۔۔۔ از ہر ہزار است اینکہ چون ادا کنند

مولوی ثناء اللہ نے خاکسار کے انعامی اشتہار ایکہزار کے جواب میں جو اشتہار ۱۴ مارچ کو شائع کیا ہے اس میں اس حدیث اور رباعی کا خلاف کیا ہے۔ اس میں پانچ باتیں خلاف حیا درج کی ہیں۔ اوّل۔ اس اشتہار کے عنوان کے نیچے یہ مصرعہ لکھا ہے "وما مواعیدھا الا اباطیل" جس سے یہ جتایا ہے کہ ابو سعید کے جملہ وعدے باطل یعنے جھوٹے ہوتے ہیں۔ دوم یہ کہ ابو سعید کا اشتہار مذکور اچھا خاصہ دشنام نامہ ہے۔ سوم یہ کہ ایکہزار روپیہ کے اشتہار کا اور تین سو روپیہ اس انعام کا جو اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ کے صفحہ ۲۲۰ میں مذکور ہے کل تیرہ سو روپیہ پیشگی رکھوا دیں اسکے بعد کوئی منصف مقرر کریں۔ چہارم یہ کہ رقم انعامی امرتسر کے سوداگران چرم کی دوکان میں امانت رکھوا دیں۔ پنجم یہ کہ تصفیہ مضمون کے لئے علماء دیوبند کو منصف مقرر کریں اور تصفیہ سچ و جھوٹ کے لئے فلاں فلاں بیرسٹروں میں سے ایک کو منصف بنا دیں۔ میں ان پانچوں باتوں کو

بے حیائی جانتا ہوں اور اپنے اشتہار سابق کے عنوان مولوی ثناء اللہ کی دروغگویوں۔ چالاکیوں اور دھوکہ بازیوں کے ساتھ چوتھے نمبر بیحیائیوں کا اضافہ کرتا ہوں۔ اگر مولوی ثناء اللہ ان باتوں کو حیا سمجھتے ہیں تو ایک جلسہ عام روز جمعہ مقام لاہور مسجد چینیاں والی میں جو انکے خط ۱۱ مارچ اور اُسکے جواب منجانب خاکسار مورخہ ۱۷ مارچ میں متعین ہو چکا ہے۔ پہلے انہی پانچوں باتوں کے حیا یا بیحیائی ہونیکا تصفیہ میجارٹی اکثر حاضرین سے کرالیں۔ پھر اگر ان پانچوں باتوں کو اکثر حاضرین نے بیحیائی قرار دیا تو مولوی ثناء اللہ ان باتوں کو واپس لیکر پیشگی کسی امین کے پاس رکھوانیکا سوال چھوڑ دیں۔ اور اصل متنازعہ فیہا "شوا اکاذیب" کذب نہ ہونا ثابت کرکے مجھ سے ایکہزار روپیہ جس کو میں ساتھ لیکر آؤں گا وصول کریں اور صورت کذب ثابت ہونے ان اکاذیب کے پانچسو روپیہ جرمانہ جسکو ساتھ لانا انکے ذمہ ہے وہ مجھے دیدیں میں یہ سب روپیہ کسی غریب اسلامیہ انجمن کو دیدونگا۔ اور اگر ان باتوں کا حیا ہونا میجارٹی کے فیصلہ سے ثابت ہوگیا تو وہ ایکہزار روپیہ مجھ سے لیکر کسی امین کے پاس رکھوالیں اسکے بعد ان اکاذیب کا صادق ہونا ثابت کرکے اس روپیہ کو اپنے ملک و تصرف میں لاویں۔ رہا تین سو روپیہ موعودہ صفحہ ۲۲۰ رسالہ اشاعۃ السنۃ سو اسکا مطالبہ چھوٹی بیحیائی ہے جسکا بیان ابھی آتا ہے۔

مگر چونکہ مجھے مولوی ثناء اللہ سے امید نہیں ہے کہ وہ اس آسان صورت فیصلہ کیطرف رجوع کرے اور میدان مجمع عام میں میرے سامنے نکلے جسکا تجربہ بارہ برس سے مجھے ہو چکا ہے سو نہ خود آئیگا نہ کسی کو اس سے یہ ہمارے میرے آزمائے ہوئے ہیں۔ لہذا میں ان پانچوں باتوں کا بیحیائی ہونا اس تحریر کے ذریعہ پبلک کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور انہی سے داد چاہتا ہوں۔

نمبر اول اسلئے بیحیائی ہے کہ میں نے کبھی کوئی وعدہ ثناء اللہ سے نہیں کیا جسکا میں نے خلاف کیا ہو ثناء اللہ اگر سچا ہے تو ایک بھی میری وعدہ خلافی پیش کرے اور اُسپر سو سو روپیہ انعام لے مگر اس شرط سے کہ جلسہ عام ہو اور منصف میجارٹی ہو۔

نمبر دوم۔ اسلئے بیحیائی ہے کہ میرے اشتہارات کو میں صرف دو لفظ "جاہل و احمق" ثناء اللہ کے معتقدوں اور اسکو شیر پنجاب کا لقب دینے والوں کے حق میں بالخطاب کسی خاص شخص کے بولے گئے ہیں اور ثناء اللہ نے اپنے روحانی باپ (خاکسار) کے حق میں بالفاظ گدا۔ رقاص۔ ہاتف تیرے جھوٹے کی مجنونانہ بڑ۔ بکواس۔ ہذیان بیہودہ سرا۔ بکت۔ مجنونانہ بیہودہ گو وغیرہ جن کی تعداد ۳۲ تک پہنچی ہوئی ہے (دیکھو اشاعۃ السنۃ جلد ۱۰ کا صفحہ ۱۰۔ اور اُسکے اخبار ۱۰ ستمبر ۱۸۹۷ء۔ ۱۰ جولائی ۱۸۹۷ء و ۱۰ اپریل ۱۸۹۷ء) ان الفاظ کی نظر سے اُسکا اخبار دشنام نامہ نہ ہو اور میرا اشتہار صرف ان دو لفظوں کے نظر سے دشنام نامہ ہو یہ تجویز بیحیائی نہیں تو اور کیا ہے۔

نمبر سوم۔ اسلئے بیحیائی ہے کہ ثناء اللہ نے اپنے اخبار ۱۰ اپریل ۱۸۹۷ء میں صاف کہا ہے کہ اگر ان

ستوا کا ذیب کا جو میری نسبت بیان کئے گئے ہیں سچ ہونا ثابت کردوں تو میں آپ سے کچھ نہ لونگا صرف آپکو توبہ کرنا ہوگا (شاید ثنا راللہ اس خط سے جو اسکا دستخطی ہے انکار کر جائے جیسا کہ اسکی عادت ہے اور مصرعہ "دما موا عیلہا الا الاباطیل" بارہا اسپر صادق ہو چکا ہے) لہذا اسکے اخبار ۲۴ ستمبر ۱۹۱۵ء کو پیش کیا جاتا ہے۔ اسمیں بھی وہ یہ بات کہہ چکا ہے کہ اگر میں ان واقعات میں سے کسی ایک میں جھوٹا ثابت ہوا تو ایک ایک جھوٹ پر پانچ پانچ روپیہ آپ کو دیتا جاؤنگا۔ اور جتنے میں آپکا دعوی غلط ثابت ہوا اسکے متعلق آپ سے جرمانہ نہ لیا جائیگا۔ صرف تحریری معافی مانگنی ہوگی۔ اب اس اشتہار میں اسکا ایکہزار روپیہ طلب کرنا بیحیائی اور اپنی نفے کو چاٹنا نہیں تو اور کیا ہے۔ **خاکسار** کا وعدۂ انعام ایکہزار روپیہ محض احسان وافضال ہے جسکو پورا کرنا بوقت پائے جانے شرط انعام کے میرا شرعی و اخلاقی فرض ہے۔ ثنا راللہ کا حق نہیں ہے کہ وہ اس معاف کردہ رقم کا مطالبہ کرے اور تھوک کر چاٹ لے۔ رہا تین سو روپیہ موعودہ صفحہ ۲۲۰ اشاعۃ السنہ سو وہ بھی محض انعام وافضال ہے جسپر خاکسار نے قسم کھائی ہوئی ہے اور اسکا پیشگی ادا کرنیکا کبھی وعدہ نہیں کیا شرط انعام کے پائے جانے پر وہ وعدہ پورا نہ کرونگا تو دین و دنیا میں میرا کیا اعتبار رہیگا میں نے بطور تبرع واحسان اس شرط کے پورا ہونے سے پہلے بھی ایک دفعہ ۲۰۰ سو روپیہ ہوشیارپور ثنا راللہ کے معتقد اور اسکے اخبار کے خریدار حافظ خدا بخش وغیرہ کے پاس امانت رکھوا دیا تھا۔ چنانچہ ثنا راللہ نے روزانہ اخبار ستارۂ صبح ۲۰ دسمبر ۱۹۱۷ء میں اسکا اعتراف کیا ہے مگر جب اس نے یہ ناواجب شرط کہ امرتسر کے سوداگروں کے پاس وہ روپیہ رکھوا دو پیش کرکے گریز اختیار کیا تو اسکو اطلاع دیکر اور وہ بھاگ لکھکر روپیہ واپس کرلیا۔ اب وہ پھر وہی شرط ناواجب پیش کرتا ہے۔ یہ بیحیائی نہیں تو اور کیا ہے۔

نمبر چہارم۔ اسلئے بیحیائی ہے کہ میں تین دفعہ ثنا راللہ کے سوال کا جواب بذریعہ تحریر اور ایک دفعہ بذریعہ اخبار ستارۂ صبح ہفتہ وار ۲ دسمبر ۱۹۱۷ء دیچکا ہوں کہ پیشگی مطالبہ انعام کا حق ثابت کرو پھر اسکے جمع کرانیکا محل بتاؤ حق غالبہ پیشگی ثابت کرنیکے بغیر جمع کرانے کی جگہ بتانا کھلم کھلا بیحیائی ہے۔ یہ بات تو شیخ چلی کی سی عقل ہے صفائی ہے۔ میرا مضمون جسکو بیحیائی مشتہرہ ہفتہ وار ستارۂ صبح ۲ دسمبر ملاحظہ ہو۔

نمبر پنجم اسلئے بیحیائی ہے کہ تصفیہ مضمون کے لئے علماء دیوبند کو منصف مان لینے کے ساتھ تصفیہ جھوٹ و سچ کے لئے کسی بیرسٹر کو منصف بنانا ان علماء کی توہین ہے یا شریعت کو کذب و صدق کے تصفیہ سے قاصر سمجھنا ہے جو بیحیائی ہونے کے ساتھ کفر بھی ہے۔ اگر شریعت سے انکاری ہو کر قانون کو منصف بنایا جائے اور اگر تمہارے نزدیک قانون دان بیرسٹر فقہاء و علماء اسلام کی نسبت احکام شریعت کے زیادہ واقف اور ماہر و حق کے پیرو و پابند ہیں تو کسی ایسے ہی ایک بیرسٹر کی نشاندہی کرو جو علماء سے بڑھکر احکام شریعت کا

واقف وماہر و پیرو و پابند ہو۔ کم سے کم وہ پانچ وقت نماز پڑھتا ہو۔ اسلامی حکم مسلمہ شریعت خالفوا المشرکین
أحفوا الشوارب و اعفوا اللحی کا پابند ہو کر چہرے پر ڈاڑھی رکھتا ہو۔ اور اگر تمہارے نزدیک یہ حکم شریعت
واجب العمل نہیں اور چہرے پر ڈاڑھی رکھنا اسلامی شعار سے نہیں تو تم خود اور جو تمہارے اس خیال میں
شریک ہوں ڈاڑھیاں صفاچٹ کراؤ پھر کسی ڈاڑھی مونڈے بیرسٹر کو علماء اسلام کے مقابلہ میں منصف
بناؤ۔ چہرے پر ڈاڑھی رکھنا اور کسی ڈاڑھی مونڈے بیرسٹر کو علماء کے ہوتے سچ اور جھوٹ کے تصفیہ کے لئے منصف
بنانا بیحیائی نہیں تو اس سے بڑھکر بیحیائی اور کیا ہوگی۔

اگر اس خاکسار کی بیان کردہ صورت تصفیہ مجمع عام بروز جمعہ مسجد چینیاں والی سے فیصلہ منظور نہ ہو تو
ان پانچوں باتوں کی بیحیائی نہ ہونیکا ثبوت بذریعہ اخبار یا اشتہار پبلک کے سامنے پیش کرو۔ ان دھمکیوں
کے سوائے کچھ اور کروگے یا کہوگے تو سنا نہ جائیگا اور اسکا جواب کوئی نہ ملیگا نہ پیشگی انعام کہیں رکھوایا جائیگا
جسکی وجہ موجہ بیان ہو چکی ہے اور نہ بجز عام مجلس و پبلک اشخاص کسی خاص شخص عالم یا بیرسٹر کو منصف مقرر
کیا جائیگا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اولاً تو تم شخصی منصف مقرر کرکے پھر جایا کرتے ہو۔ علماء دیوبند و سہارنپور کو
تمنے منصف مانا اور پھر گئے (صفحہ ۳۰۵ و ۳۰۹ جلد ۲۳ اشاعۃ السنہ و اپنا اخبار ۱۱ و ۲۸ اکتوبر ۱۹۱۰ء دیکھو)
پھر مولوی احمد اللہ صاحب اپنے استاد کو تمنے منصف مانا پھر جو انھوں نے فیصلہ کیا اور خود ہی اسکو چھپوایا تم اب تک
نہیں مانتے۔ پھر میاں فیروز الدین صاحب امرتسری کو تمنے منصف مانا۔ پھر جب یہ سن لیا کہ انکا فیصلہ ابو سعید کے
حق میں ہے (جسکو انھوں نے متعدد اشخاص حکیم ابو تراب امرتسری اور بابو جیونجان لاہوری و شیخ محمد عمر صاحب
بٹالوی کے پاس ذکر کیا تھا) تو ایک میرے نام کے خط میں تمنے یہ لکھدیا "ہم انکو منصفی سے سبکدوش
کرتے ہیں" (اخبار اہلحدیث ۲۵ مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ ۲) اور جب انکا وہ فیصلہ تمہارے برخلاف نکلے گا تم یہی بات کہوگے
کہ ہم اسکو نہیں مانتے ہم انکو سبکدوش کر چکے ہوئے ہیں۔ اور ثانیاً تمہاری خوش قسمتی سے تمکو شخصی منصف
بھی ایسے ملجاتے ہیں کہ منصف بنکر فیصلہ نہیں دیتے۔ مرزا ظفر اللہ خانصاحب وزیر آبادی منصف
ہوئے تو منصفی سے پہلے مستعفی ہوگئے۔ میاں فیروز الدین صاحب امرتسری پونے دو سال سے
منصف بنکر پرائیویٹ طور پر اپنا فیصلہ بعض اشخاص کو سنا کر یا ضابطہ فیصلہ دینے کا وعدے پر وعدہ
دیتے ہیں اور اسکا ایفا نہیں کرتے لہذا بجائے شخصی منصف کے پبلک کی ایجارٹی کا منصف ہونا
ضروری ہے اور بس۔ مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۱۱ء۔

الراقم۔ ابو سعید محمد حسین بٹالوی۔

آئندہ بھی اگر اس شتہا کے جواب میں اس سوال مطالبہ پیشگی انعام و نقد و منصف شخصی کریگا تو اسکا کوئی

جواب نہ دیا جائیگا اور اسکی تحریر کو آگ کی نظر کیا جائیگا۔ اور ایک مستقل مضمون بلا خطاب احدے یہ مشتہر کیا جائیگا کہ جو شخص حیا سے کام نہ لے وہ مسلمان کیا انسان بھی نہیں اور خنزیر یا کتا کہلانیکا مستحق ہے، جو بیحیائی میں مرتب اتم ہیں۔

ثناء اللہ اور اسکی کل پارٹی (پنجابی ہو خواہ مدراسی وغیرہ) کے مباحثہ خاکسار سے گریز و فرار پر ایک تازہ اور آفتاب جیسی روشن دلیل

۲۲ مارچ ۱۹۱۰ء ۹ جمادی الاخری ۱۳۳۶ھ کو معتمد انجمن ذمام کی اہلحدیث اور درحقیقت نیچری ثانی وغیرہ پمفلیٹ سنی جاتی ہے) کا ایک نوٹس (اشتہار) نکلا ہے جسمیں باہمی نزاع و اختلاف کے تصفیہ کے لئے مولوی فقیر اللہ صاحب کو شاہپور پنجاب سے اور قاضی عبدالاحد صاحب کو راولپنڈی سے اور مولویان غزنوی کو لاہور وامرتسر سے طلب کیا ہے۔ اور وہ نوٹس بذریعہ رجسٹر یہاں سب کے نام ارسال کیا ہے اور سانکو لکھا ہے کہ جلسہ کانفرنس اہلحدیث پر (جو اس ماہ میں مدراس ہوگا) مولوی ثناء اللہ بہ حیثیت سکرٹری کانفرنس ہونے کے ضرور آئینگے آپ لوگ بھی تشریف لائیں اور باہم تحریری و تقریری مباحثہ کرکے فیصلہ کرلیں۔ ان لوگوں میں سے (جنکو بلایا گیا ہے) یہ کیا ہے تو یہی خاکسار و ہشتاد سالہ کہن سال جو اکثر مدعیین کا استاذ ہے۔ اور گورنمنٹ و قوم میں اس فرقہ کا مسلم ریپریزنٹیٹو و لیڈر اور اس فرقہ کا پورانا اور مٹا ہوا نام اہلحدیث قوم اور گورنمنٹ سے مقرر کرانے والا اور جسنے نیک نیم (بدنام) لقب وہابی کو سرکاری کاغذات میں موقوف کرانے والا رہگیا ہے باوجودیکہ پہلے ہر سال (بجز گذشتہ سال جلسہ کلکتہ) کے جلسہ میں شریک ہونیکا خواہشگار رہا اور جلسہ امرتسر و پشاور سے اسکو صاف یہ جواب ملا کہ آپ جلسہ میں آئینگے تو خون ہوجائیگا۔ جلسہ علیگڈھ میں میرے وکیل بھیجنے پر اجازت ملی تو جاکے دوسرے دن جبکہ میرا بالہ سے علیگڈھ پہونچنا ممکن تھا۔ چنانچہ اسی جلد ۲۳ صفحہ ۵ میں اسکی تفصیل ہوچکی ہے۔ جلسہ مدراس میں اسکو نہ بلانا اور اس سے ستو ستو کوس دور کے فاصلہ سے مولوی فقیر اللہ اور عبدالاحد صاحبان کو بلانا اس امر کی آفتابی دلیل ہے کہ شیر پنجاب ثناء اللہ اور اسکی ذریات شیر بچے مدراسی وغیرہ اپنے بزرگ بابا کے ساتھ بازی کرنے سے عاجز ہیں اور انہیں انکو اپنے علم و صدق دیانت کی قلعی کھلنے کا خوف ہے لہذا وہ بزبان حال اپنے شیر پنجاب اور دیگر شیر بچوں کے حق میں اب یہ شعر پڑھ رہے ہیں۔

گر بہ شیر است در گرفتن موش ✤ لیک سوش است در مصافِ پلنگ

اسکے سوا نہ بلانے کی وجہ وجیہ ہمکو نہیں جواب نہ دینے کو کوئی شخص پیش کرے تو مجھسے سو روپیہ انعام لے کفالتِ روپیہ کی میری قسم ہے۔ واللہ میں اُسکو سو روپیہ انعام دونگا۔ اور منصف صحتِ وجہ وجواب وجہ پبلک کی میجاسٹی اور جولانگاہ آرائے میجاسٹی ثنار اللہ کا اخبار اور ہمارا رسالہ۔

راقم۔ ابو سعید محمد حسین بٹالوی

یک نشد دو شد

مسلمانانِ اہلحدیث کی بدقسمتی سے اگے اُنکے سر پر ایک بلا (اہلحدیث کانفرنس) تو قایم تھی ہی جسکا ناخدا اور اُسکو اپنے ہاتھ پر پتلی کیطرح نچانے والا سکرٹری ثنار اللہ امرتسری ہے جو بقولِ خود وابی نجدی و باعترافِ خود مشرک و بحسبِ فتوائے خود کافر اور اپنے عمل و اصول کی شہادت سے انکارِ حجیت اجماع و آثار اتفاقیہ سلف کے سبب معتزلی شیعہ۔ خارجی و مرزائی ہے۔ اور اس کانفرنس سے فرقہ اہلحدیث کو بجز نقصانِ مال اور وقت کے کوئی فائدہ نہیں پہنچا مگر یہی کہ اُسکے قدیم سے مسلم اصول حجیت اجماع صحابہ منہدم ہوگیا باوجودیکہ اسکے اخص ارکان قدیم پریزیڈنٹ وغیرہ ممبران نے اُن اصول کو مان لیا ہوا ہے مگر وہ اکیلا سب پر غالب آیا ہے اور اُس نے اُن اصول کو اصولِ کانفرنس قرار پانے نہیں دیا جسکی تفصیل جلد ۲۳ میں ہو چکی ہے۔ اب دوسری یہ بلا اُسکے سر پر آپڑی ہے کہ اسی جامع صفات و کمالات مذکورہ نے لاہوسکی مردہ انجمن اہلحدیث کو جسکا ذکر جلد ۲۳ کے صفحہ ۲۹۷ پر ہو چکا ہے کام کی جہت سے کالعدم کہکر و باد عائے خود دہکو علم سے وجود میں لاکر اسکا نام انجمن اہلحدیث اشاعت اسلام رکھا ہے جو ترکیبِ نحوی عربی کی نظر (جسمیں مضاف مقصود ہوتا ہے اور مضاف الیہ صرف قید خارج از مقصود ہوتی ہے) بھی غلط ہے اگر انکا مقصود داد عایہ ہے کہ یہ وہ انجمن اشاعت اسلام ہے جو اہلحدیث نے قایم کی ہے تو اسکا نام انجمن اشاعت اسلام اہلحدیث ہونا چاہیے تھا۔ یہ تو اسکی تسمیہ ہی غلط نکلی۔ اب اسکی تالیف و ترتیب میں فساد و نقصان بیانکیا جاتا ہے۔ ناظرینِ اہلحدیث اس تالیف و ترتیب کو سنیگے تو فوراً اُسپر عربی اور فارسی کے اشعار پڑھکر یہ ریویو کرینگے جو خاکسار نے اس کانفرنس کے قایم ہونیکے وقت اسپر کیا تھا ؎

اذا کان الغراب دلیل قوم ✤ سیھدیھم طریق الھالکینا

گر ہمیں کتب است ایں ملا ✤ کار طفلاں تمام خواہد شد

وہ ترتیب یہ ہے کہ اسکے صدر مولوی ابراہیم سیالکوٹی بنے ہیں جو انکار اجماع و حجیتِ آثار سلف میں

دوسرے ثناء اللہ (کَاَنَّہٗ۔ ھُو) ہیں۔ اور اس وجہ سے وہ اُنکے صفاتِ عدیدہ مذکورہ میں پورے حصہ دار ہیں اور اُسکے نائب صدر میاں سلطان بخش دریائی باف لاہور ہیں خدا تعالیٰ اُنکے پیشہ دریائی بافی میں برکت دے اور جو آجکل اُسمیں کساد بازاری و نقصان ہو رہا ہے اُسکو دور کرے۔ وہ آگے تو ثنائی نہ تھے بلکہ ثناء اللہ کے خیالات محدثہ نیچریہ کے خاکسار کے پاس (جو چالیس سال سے اُنکا رہبر و مقتدا رہا ہے) ثنا کی رہتے تھے اسکی تصدیق میں خاکسار کے نام اُنکا ایک خط بحذف بعض فقرات خارج از مقصد نقل کیا جاتا ہے

استفسار۔ از جناب مولانا فخرِ قوم مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب محدث بٹالوی السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ۴ جنوری ۱۹۰۸ء کو میرا جانا امرتسر ہوا چونکہ اُس روز جمعہ تھا۔ جمعہ پڑھنے کا اتفاق مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب کے پیچھے ہوا۔ خطبہ میں جناب ابوالوفا نے سورۂ دھر کی چند آیات پڑھیں۔ آیہ یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ قرآن مجید میں نہیں لکھا کہ کون اس چشمہ کو چیر لیجائیگا نہ شتے یا انسان یا خود بخود باہر نکلے لگ جائینگے۔ دوسرے دن انکا درس قرآن سننے گیا تو تقریر میں آیت وَاضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ آئی تو مولوی صاحب نے سمجھایا کہ دریا ٹھہر گیا۔ مگر ساتھ اسکے یہ بھی فرمایا کہ سید نے اسکے معنے کئے کہ لاٹھی لیکر دریا میں چل۔ اور حکیم نورالدین نے اسکے معنے کئے ہیں کہ قوم کو لیکر دریا میں چل۔ زمانہ کے لوگ جب علما کو تنگ کرتے ہیں تو پھر اس قسم کے جوابات علما کو دینے پڑتے ہیں۔ بعد ازاں وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ میں حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر آیا کہ قرآن میں یہ نہیں لکھا کہ ہمنے آگ کے ساتھ لوہے کو نرم کیا یا بغیر آگ کے۔ جسپر خاکسار نے سوال کیا کہ اگر آگ سے کیا ہوتا تو کمالاتِ انبیاء میں داخل نہ ہوتا بلکہ حق جلشانہٗ اسکا ذکر بھی نہ فرماتے۔ جواب میں مولوی صاحب نے فرمایا کہ شاید اسکے پہلے کسیکو لوہا آگ میں نرم کرنا نہ آتا ہو تو اللہ تعالیٰ نے اُنکو سکھایا۔ میں نے کہا کہ یہ امر تو موہوم ہے قابلِ استدلال نہیں مفسرین اسمیں کیا کہتے ہیں۔ فرمایا مفسرین مجاہد وغیرہ کے اقوال نقل کرتے ہیں۔ ھم رجال ونحن رجال۔ اب حضور سے استفسار کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ آپ تسلی بخش جواب سے سرفراز فرمائینگے۔ **راقم**۔ سلطان احمد دریائی باف۔ بقلم خود۔

اِن خیالات قدیمہ کی نظر سے امید نہیں کہ وہ اِن چھٹے ہوئے نیچریوں کے ساتھ ہو گئے ہوں اور اگر بوجہ بندش کاروبار دریائی بافی بطمع فوائد دنیاوی اب وہ اُنکے ساتھ ہو گئے ہیں اور آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کا خلاف عمل میں لائے ہیں تو وہ اہلحدیث نہیں ہے بلکہ بحکم ہر چہ در کانِ نمک رفت نمک شد وہی بنگئے ہیں جو وہ دونوں (ابراہیم و ثناء اللہ) بنے ہوئے ہیں۔ اور اسکے ناظم خود بدولت مولوی ثناء اللہ ہیں۔ انکی بابت کیا کہنا ہے جو کہا گیا وہ کافی ہے اور

اُسکے نائب ناظم منشی عبداللہ نقشہ نویس پنشنر ہیں وہ ثناء اللہ کی تقلید و متابعت میں اہلحدیث کے ایسے دشمن بنے ہوئے ہیں کہ رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۲۳ جو انکے پاس ہدایت و فہمائش ثناء اللہ کے انتظار میں اشاعت سے روک کر امانت رکھا ہوا تھا صفحہ ایک سے ایک سو بارہ تک اُنہوں نے تلف کر دیا جو بصرفِ زر کثیر دوبارہ چھپوانا پڑا۔ اسکا ذکر جلد ۲۳ صفحہ (اول) میں ہو چکا ہے۔ اس امانت میں انکی خیانت کرنیکے سبب میں اُنپر استغاثہ کرتا۔ مگر سالہا سال تک اُنکا میرے درسِ قرآن میں حاضر رہنا اور میرا شاگرد اور اہلحدیث کہلانا اس استغاثہ سے مانع ہوا۔ اور اُسکے مشیر مال حافظ محمد حسن کلرک لوکو آفس لاہور بنائے گئے ہیں۔ یہ بھی پہلے تو اہلحدیث تھے اور ہمارے اقراری شاگرد مولوی سراج الدین کروری کے فرزند ہیں اور ثناء اللہ کے مقابلہ میں اُسکے اس دعوٰی کی کہ جلسہ لاہور میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ مولوی صاحب (خاکسار) کی ناحق ضد ہے تکذیب کر چکے ہیں جنکی شہادت صفحہ ۲۲۱ جلد ۲۳ میں موجود ہے۔ لہذا اُن سے امید نہیں ہے کہ وہ آیت کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کے مخالف ہو کر ان جھوٹوں کے ساتھ ہو گئے ہوں اور اگر ثناء اللہ نے دھوکہ دے کر اُنکو مشیر مال بنا لیا ہے تو امید ہے کہ وہ ثناء اللہ کی ہسٹری اور اپنی شہادت کو جلد ۲۳ میں پڑھ کر اس عہدہ سے استعفاء دینگے۔ اور اگر نہ دینگے تو وہ بھی ثنائی پارٹی کے ممبروں میں شمار ہو کر ساقط الاعتبار ہو جائیں گے ؎

میاں محمد حسین کے اہلحدیث ہونے یا نہ ہونیکا تصفیہ بحکم مثل مشہور "روئیں ہیں حالش میپرس" انکا چہرہ جس سے ڈاہڑی صفا چٹ رہتی ہے کر سکتا ہے اور انکی اور انکے نسبتی بھائی منشی فضلدین گلٹ ساز کی امانت داری اس ایک مثال سے ظاہر ہے کہ کئی سال گذر چکے ہیں ایک زیور (بانک) انکی دوکان سے خریدا تھا جب وہ ٹوٹ گیا تو مرمت کیواسطے اُنکو دیا گیا جو اب تک معمول نہیں ہوتا باوجودیکہ بارہا اُسکا تقاضا کیا گیا ہے اور خاصکر منشی فضلدین کی امانتداری و دیانتداری کی تفصیل یہ ہے کہ جب وہ مجھے ملتے ہیں تو یہ اقرار کرتے ہیں کہ ہم ثنائی المذہب نہیں ہیں۔ آخری ملاقات سے پہلے اُنہوں نے ثناء اللہ کی اس تفسیر آیت جَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا سے کہ خدا تعالیٰ نے سبز درخت کے سوکھ جانے پر تمہارے لئے اس سے آگ پیدا کی ہے خلاف ظاہر کیا ماورے پہاڑوں میں سبز بانس کے درختوں میں اُنکی باہمی رگڑ سے آگ پیدا ہو جانیکا اپنا مشاہدہ بیان کیا اور بارہا وعدہ کیا کہ جو مسجد ہم بنائینگے اسمیں اصول خمسہ کی وہ رباعی جو آپنے جلد ۲۳ کے صفحہ میں درج کی ہوئی ہے کتبہ کرا دینگے مگر انکا عمل سراسر اسکے برخلاف ہے۔ ثناء اللہ کے ہمخیال مرزائیوں کی رد میں ہماری تین تحریروں کو چھپوا دینے کے وعدہ سے لے لیا اور مہینوں رکھکر بلا طبع واپس کر دیا۔ اول تحریر سوالات مرزا یعقوب بیگ کے جوابات کو جسکو اُنہوں نے اپنی انجمن کے جلسہ عام میں سنا کر اُس سے جلسہ کی رونق کا فائدہ اُٹھایا اور اسکی اشاعت کے لئے ۱۰۰ روپے چندہ بھی جلسہ میں

وصول ہونیکا اقرار کیا اور تین ماہ تک اسکے چھاپنے کا وعدہ دو وعدہ دیکر اسکو واپس کر دیا اور وہ چندہ مولوی ثناء اللہ وغیرہ کو دیدیا اگر وہ واقعی اہلحدیث ہوتے اور مرزائیوں سے انکی جنگ جنگِ زرگری نہ ہوتی تو ایسی مرغوب و مقبول تحریر کو بلا طبع ہرگز واپس نہ کرتے اور جو چندہ اسکی طبع کے لئے لے چکے تھے وہ ثنائی پارٹی میں بانٹ نہ دیتے دوم اشتہار خاکسار انیکصد لغایت ایک ہزار بیس قرآن و حدیث و لغت عرب سے آنحضرتؐ کا خاتم نبوت ہونا ثابت کیا گیا اور مرزائیوں کو اثبات خلاف پر وعدہ انعام دیا گیا ہے سوم اشتہار خاکسار آنحضرتؐ کے اسم احمد مبشر بزبان حضرت مسیح ہونا قرآن و حدیث سے ثابت کیا گیا ہے اور مرزائیوں کے احمدی کہلانیکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احمد بنی ہونے سے انکار اور گالی قرار دیا گیا ہے ان دونوں اشتہار دوم کو تو انہوں نے یونہی واپس کر دیا ہے۔ اور اشتہار اول کو نہ طبع کیا اور نہ واپس کیا جب انکا مطالبہ ہوا تو بارہا یہی جواب دیا کہ وہ اشتہار منشی عبداللہ سکرٹری کے پاس ہے اُن سے لیکر دیا جائیگا لیکن بحکم "مقلم در کفِ دشمن است" نہ وہ اشتہار ملتا ہے اور نہ آئندہ ملنے کی امید ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر انکی وعدہ خلافی و عہد و امانت ہے انکی خلاف ورزی سنو۔ ایک سال کے قریب عرصہ گذر چکا ہے کہ تلف شدہ حصہ اشاعۃ السنہ جو انکے سکرٹری منشی عبداللہ نے تلف کیا اور دوبارہ چھپوایا گیا ہے اسکے چھپوانیکے لئے پانچ روپے امداد دینے کا انہوں نے وعدہ کیا تھا جو انکی دستخطی تحریر میں موجود ہے۔ اور حکیم غلام محمد لاہوری گواہ بھی موجود ہیں۔ مگر جب میں نے اور حکیم صاحب (گواہ) نے مطالبہ کیا تو یہ جواب دیا کہ جب میسر ہوگا دیدونگا اور تقاضا کرنے پر کوئی سال یا مہینہ یا دن مقرر کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ شاید وہ بتقلید اپنے دیرینہ لیڈر (مولوی ثناء اللہ) کے یہ خیال رکھتے ہوں اور اُسپر کسی ڈاہڈی مونڈھے بیرسٹر کی شہادت پیش کرنا چاہتے ہوں کہ جو معاہدہ بلا معاوضہ ہو وہ قانوناً واجب الایفا نہیں ہوتا۔ اگر واقعی انکا یہ خیال و مقال ہے تو اس صورت میں وہ یقیناً اہلحدیث نہ رہینگے! اہلحدیث تو بحکم قرآن و حدیث ایفائے وعدہ کو بلا بدل ہو واجب سمجھتے ہیں۔ اگر کوئی کسی سے کہدے کہ میں تمکو فلاں چیز دونگا تو اسکا ایفا اسپر واجب ہوجاتا ہے۔ صحیح بخاری کے ص ۳۶۸ میں اس مضمون کا ایک باب منعقد کیا ہے اور اسمیں دلائل قرآن و حدیث کے علاوہ ایک قاضی کوفہ سعید بن عمرو ابن الاشوع کا ایک فیصلہ بھی نقل کیا ہے۔ سب سے پہلے ایسے اجزاء ارکان سے مرکب انجمن بنے یہ کام شروع کیا ہے کہ بعض سادہ مسلمانوں اور ان لوگوں کو جو خیالات سے ناواقف اشخاص کو ساتھ لیکر لاہور انارکلی کے مسلمانوں سے اس مسجد کے واسطے جو ابراہیم و ثناء اللہ کے خیالات کے اشاعت کیلئے بنوائی ہے چندہ مانگنا شروع کیا ہے۔ ہمارے خیال میں جسپر ہم دلی اعتقاد و ایمان رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اس پر گواہ کرتے ہیں۔ اگر وہ مسجد ثناء اللہ و ابراہیم کے اعتقاد و خیالات کی اشاعت کیلئے بنائی جاوے وہ مسجد ضرار ہے جس سے جیسا نواہی مسجد اہلحدیث نمازیوں میں تفریق مدنظر یقیناً متصور ہے لہذا اس مسجد کی قائمی بنا کے لئے چندہ دینا جائز نہیں! اسبارہ میں ہم ایک مفصل فتویٰ شائع کرینگے جب ہماری جلد ۲۳ رسالہ شائع ہوگی اور اسمیں اصول خمسہ اہلحدیث پر صدہا اہلحدیث کی شہادات پڑھکر یہ لوگ اپنے خیالات سے رجوع نہ کرینگے۔ وباللہ التوفیق

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام حافظ منظور الدین صاحب طبع ہوا

Digitized by Khilafat Library Rabwah.